کلیاتِ امدادیہ

یعنی دس کتابوں کا مجموعہ

جو تصوف و سلوک، تزکیۂ نفس اور اصلاح اخلاق میں
بے نظیر اور اس فن کی بنیادی اور مشہور کتابیں ہیں

سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ

دار الاشاعت
اردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ ○ کراچی پاکستان فون: 2631861

وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط

کلیاتِ امدادیہ

یعنی دس کتابوں کا مجموعہ

۱۔ضیاء القلوب	۲۔فیصلہ ہفت مسئلہ	۳۔نالۂ امداد غریب
۴۔ارشادِ مرشد	۵۔جہادِ اکبر	۶۔مثنوی تحفۃ العشاق
۷۔غذائے روح	۸۔دردِ غمناک	۹۔گلزارِ معرفت
	۱۰۔وحدۃ الوجود	

جو تصوّف وسلوک، تذکیۂ نفس اور اصلاح اخلاق میں
بے نظیر اور اس فن کی بنیادی اور مشہور کتابیں ہیں

مصنفہ:
سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ

دارالاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

Marfat.com

کتاب اور اس کے مصنف کا مختصر تعارف

از بندہ محمد رضی عثمانی

ہندوپاک کے مرشدِ کامل اور سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ ان عظیم ہستیوں میں سے ہیں جنہوں نے برصغیر ہندوپاک میں وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے جس کی مثال مشکل ہے۔ اور آج برصغیر میں جو کچھ مسلمانوں میں اسلام باقی ہے۔ وہ انہی کا مرہون منت ہے۔ آپنے ایک طرف تو دین ومذہب اور شریعت وطریقت کی شمع روشن فرمائی اور دوسری طرف جہاد بالسیف کے لیئے عملاً میدانِ جہاد میں شریک ہوئے۔ اور ۱۲۷۴ھ کی جنگِ آزادی میں انگریزوں کے خلاف شاملی ضلع مظفر نگر کے محاذ پر جہاد کر کے اسلام کا علم بلند فرمایا۔[۱]

آپ کی ولادت ۲۲ صفر ۱۲۳۳ھ بروز دوشنبہ بمقام قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور یوپی میں ہوئی۔ لیکن آپ کا آبائی وطن تھانہ بھون ضلع مظفر نگر ہے۔

آپ کے والد نے امداد حسین اور تاریخی نام ظفر احمد رکھا۔ اور شاہ محمد اسحاق صاحب محدث دہلویؒ نواسہ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلویؒ نے آپکو امداد اللہ کا لقب عطا فرمایا۔

آپ تعلیم کے لیئے سولہ سال کی عمر میں مولانا مملوک العلی صاحب کے ہمراہ دہلی تشریف لے گئے۔ اور وہاں فارسی اور عربی کی تعلیم حاصل فرمائی۔ اگرچہ حاجی صاحبؒ کا ظاہری علم بہت زیادہ نہ تھا لیکن باطنی علوم کی وجہ سے کیونکہ آپکو علم لدنی سے نوازا گیا تھا۔ بڑے بڑے اور عظیم الشان مسائل حل فرمادیا کرتے تھے۔ آپکا روحانی مقام اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ ہندوستان کے تقریباً سب بڑے بڑے علماء اور صلحاء آپ کے مرید اور خلفاء ہوئے مثلاً حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ حضرت مولانا یعقوب صاحب نانوتویؒ مولانا ذوالفقار علی صاحب۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ وغیرہ جن لوگوں نے بعد میں اپنے اپنے طرز پر اسلام کی وہ عظیم الشان خدمات انجام دیں جن کی مثال دنیا پیش نہیں کر سکتی۔ جنگ آزادی کے بعد جب ہندوستان میں مسلمان خصوصاً آپ کا رہنا مشکل ہوگیا تو آپ نے مکہ معظمہ کی ہجرت منظور فرمائی اور ۱۲۷۶ھ میں مکہ معظمہ ہجرت فرما گئے۔ اور وہیں چوراسی سال کی عمر میں وفات پائی ۱۲ یا ۱۳ جمادی الآخر ۱۳۱۷ھ بروز بدھ اپنے مالک حقیقی سے جاملے آپکا مزار جنت المعلی میں حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ سے کچھ فاصلے پر مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ کے پہلو میں ہے آپکی تصانیف میں سے سب سے عظیم کارنامہ تو مثنوی مولانا روم پر فارسی زبان میں حواشی لکھنے کا ہے۔[۱] جسکی خوبیوں سے سب اہلِ علم واقف ہیں ان کے علاوہ آپکی دس تصانیف کا مجموعہ بنام کلیاتِ امدادیہ عوام وخواص میں مقبول ومشہور ہو چکی ہے۔ اب تک شائع شدہ نسخوں میں غلطیاں بہت تھیں اور طباعت بھی بہت ناقص تھی اور عرصہ سے یہ کتاب نایاب ہوگئی تھی اسلئے بنام خدا لئے تعالیٰ دارالاشاعت کراچی سے اسکا جدید علمی ایڈیشن تصحیح واصلاح کے بعد شائع کیا جارہا ہے۔ اور ابتداء کتاب میں تمام تصانیف کی یکجائی اور مکمل فہرست مضامین کا اضافہ بھی کردیا گیا ہے جسکی وجہ سے انشاء اللہ تعالیٰ کتاب بے حد مفید تر ہوجائیگی۔ اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اس خدمت کو قبول فرمائیں۔ اور اس کو ذخیرۂ آخرت بنائیں آمین۔ فقط۔

بندہ محمد رضی عثمانی

۴ محرم ۱۳۹۷ھ

۲۵ دسمبر ۱۹۷۶ء

---

[۱] یہ حالات امداد المشتاق صفحہ نمبر ۹ از مولانا اشرف علی تھانویؒ اور حیات امداد از پروفیسر محمد انوار الحسن سے لے گئے ہیں۔ جو حضرات تفصیل حالات دیکھنا چاہیں ان کتب کے علاوہ شمائم امدادیہ وغیرہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ (فقط محمد رضی عثمانی ناشر)

Marfat.com

مکمل فہرست مضامین

کلیاتِ امدادیہ

عنوان	صفحہ نمبر
کتاب اور اس کے مصنف کا مختصر تعارف	۲
ضیاء القلوب	
ابتدائیہ از مصنف	۸
مقدمہ	۹
پہلا طریقہ صلحاء واخیار کا ہے	۱۰
دوسرا طریقہ مجاہدات وریاضات کا ہے	۱۰
تیسرا طریقہ اصحاب اشطاریہ کا ہے	۱۰
فصل اول: طریقہ بیعت میں	۱۰
باب اول: حضرات چشتیہ کے اذکار واشغال اور مراقبات کے تفصیلی حالات	
پہلی فصل	۱۲
توجہ کا طریقہ	۱۲
دوسرا طریقہ	۱۲
ذکر کا بیان	۱۳
مراتب ذکر کے بیان میں	۱۴
نفی واثبات کا دوسرا طریقہ	۱۵
اثبات مجرد کے ذکر کا طریقہ	۱۶
اسم ذات کے ذکر کا طریقہ	۱۶
نفی واثبات کا اس ذکر کے علاوہ دوسرا طریقہ	۱۷
پاس انفاس کا طریقہ	۱۸
پاس انفاس کا دوسرا طریقہ	۱۹
مرید غبی کا دوسرا طریقہ	۱۹
اسم ذات کے زبانی ذکر کا بیان	۲۰
اسم ذات مع الضرب کا طریقہ	۲۰
دوسرا طریقہ	۲۰
چہار ضربی کا دوسرا طریقہ	۲۱
اسم ذات قلندری کا طریقہ	۲۱
ذکر جاروب کا طریقہ	۲۱
ذکر حدادی کا طریقہ	۲۱
ذکر ارّہ کا طریقہ	۲۲
ذکر ارہ کا دوسرا طریقہ	۲۲
دوسری فصل اشغال ذکر کے بیان میں	۲۳
خطراتِ سدہ کا انسداد جس ذکر سے ہو جاتا ہے اس کا بیان	۲۳
حبس نفی واثبات کا طریقہ	۲۴
نفی واثبات کے حبس کا دوسرا طریقہ	۲۴
شغل سہ پایہ دورہ چشتیہ کا طریقہ	۲۵
شغل سلطانا نصیرا کا طریقہ	۲۶
شغل سلطانا محمودا کا طریقہ	۲۶
شغل سلطان الاذکار کا طریقہ	۲۷
شغل سرمدی کا طریقہ	۲۷
شغل بساط کا طریقہ	۲۸
تیسری فصل: ان انوار اور مراقبات کے بیان میں جو ذکر اور مراقبہ کی حالت میں ظاہر ہوتے ہیں۔	۲۹
مراقبہ کا طریقہ	۲۹
دوسرا طریقہ	۳۰
مراقبۂ رؤیت	۳۰
مراقبۂ اقربیت	۳۰
دیگر مراقبات بہت ہیں	۳۱
دوسرا مراقبہ	۳۱
فنا کے مراتب کا بیان	۳۲
اچھے اور برے انوار وآثار کی کیفیت	۳۶
دوسرا باب، حضرات قادریہ جیلانیہ کے اذکار واشغال کے بیان میں	۳۶
حبس نفی واثبات کا طریقہ	۴۰
پاس انفاس کا طریقہ	۴۰
اسم ذات باضربات کا طریقہ	۴۰
دوسری فصل: اشغال قادریہ کے بیان میں اسم ذات	

Marfat.com

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
خفیہ کا طریقہ	۴۰	آئندہ واقعات کی واقفیت کا طریقہ	۵۵
برزخ پیر کا شغل	۴۱	بلا کے دفعہ کرنے کا طریقہ	۵۶
اسم ذات کا شغل	۴۱	چوتھا باب: قرآن پاک پڑھنے اور نماز ادا کرنے اور	
شغل دورہ قادریہ کا طریقہ	۴۱	دیگر اعمال کی کیفیت	۵۶
تیسری فصل: مراقبات قادریہ کے بیان میں	۴۲	اول قرآن شریف کی تلاوت کا طریقہ	۵۷
دوسرا مراقبہ	۴۲	نماز پڑھنے کا طریقہ	۵۸
آیت کا مراقبہ	۴۲	نماز ادا کرنے کا دوسرا طریقہ	۶۰
اول مراقبہ توحید افعالی	۴۳	نماز کا ایک اور طریقہ	۶۰
دوسرا مراقبہ توحید صفاتی کا ہے	۴۳	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا طریقہ	۶۱
تیسرا مراقبہ	۴۴	نماز کن فیکون کا طریقہ	۶۱
ذکر برائے شفائے مریض	۴۴	نماز استخارہ کا طریقہ	۶۲
ارواح اور ملائکہ کے کشف کا طریقہ	۴۴	استخارہ کا دوسرا طریقہ	۶۳
آئندہ کے حالات سے باخبر کر دینے والا ذکر	۴۴	ایک اور طریقہ	۶۳
بیماری کی شفا کے لئے ذکر	۴۴	صبح وشام کے مختلف اعمال کا بیان	۶۳
مشکل چیزوں کے حصول اور آئندہ کے متعلق واقفیت		ختم خواجگان چشت کا طریقہ	۶۵
حاصل کرنے کا ذکر	۴۵	ختم خواجگان قادریہ کا طریقہ	۶۵
کشف قبور کے واسطے ذکر	۴۵	سلوک کے راستوں کے موانع کا بیان اور ان کے	
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کے کشف		دفعیہ کا بیان	۶۵
کا ذکر	۴۵	تفرقوں کی کیفیت اور ان کا علاج	۶۶
حاجت براری کا ذکر	۴۵	چلہ کا طریقہ	۶۷
تیسرا باب: حضرات نقشبندیہ کے اذکار واشغال میں		خلوت کی شرطیں	۶۸
استخارہ کا طریقہ	۴۶	نصیحت اور وصیت آمیز کلمے	۶۹
لطائف ستہ کا بیان اور ان کے ذکر کا طریقہ	۴۶	مشائخ طریقت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے	
لطائف ستہ کے شغل کا بیان	۴۸	سلسلوں کی کیفیت	۷۳
ذکر جاروب کا طریقہ	۴۸	سلسلہ حضرات چشتیہ صابریہ قدوسیہ کا بیان	۷۴
سلطان الاذکار کا طریقہ	۴۹	سلسلہ چشتیہ نظامیہ قدوسیہ	۷۴
نفی واثبات کا طریقہ	۴۹	سلسلہ عالیہ قادریہ قدوسیہ کا بیان	۷۴
شغل نفی واثبات کا طریقہ	۴۹	سلسلہ عالیہ قدوسیہ نقشبندیہ	۷۵
توحید افعالی کا طریقہ	۵۰	سلسلہ سہروردیہ قدوسیہ	۷۶
مراقبہ نایافت	۵۱	سلسلہ کبریہ قدوسیہ	۷۶
مشائخ کے تصرفات اور توجہ کا طریقہ	۵۴	۲ فیصلہ ہفت مسئلہ	
مرض کے سلب کر لینے کا یہ طریقہ ہے	۵۴	ابتدائیہ	۷۷
زندہ اور مردہ اہل اللہ کی نسبت دریافت کرنے کا		پہلا مسئلہ مولود شریف کا	۷۸
طریقہ خطرہ معلوم کرنے کا طریقہ	۵۵	دوسرا مسئلہ فاتحہ مروجہ کا	۸۱

Marfat.com

عنوان	صفحہ نمبر
تیسرا مسئلہ عروس وسماع کا	۸۲
چوتھا مسئلہ ندائے غیر اللہ کا	۸۳
پانچواں مسئلہ جماعت ثانیہ کا	۸۴
چھٹا وساتواں مسئلہ امکان نظیر وامکان کذب کا	۸۵
وصیت	۸۶
اشعار مثنوی معنوی در تمثیل اختلاف از حقیقت شناسی	۸۶
۳ نالۂ امداد غریب (نظم)	
خمسہ بر مناجات حضرت ابوبکرؓ	۸۷
غزل در شوق زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	۸۸
مناجات	۹۰
مناجات حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم	۹۰
مناجات دیگر	۹۱
۴ ارشاد مرشد	۹۱
وظائف صبح	۹۲
وظیفہ بعد ہر نماز	۹۳
بیان اذکار واشغال اور مراقبات کا	۹۴
طریقہ اثبات مجرد	۹۵
طریق اسم ذات	۹۵
طریق ذکر پاس انفاس	۹۵
پاس انفاس کا دوسرا طریقہ	۹۶
بیان ذکر اسم ذات ربانی	۹۶
طریق ذکر نفی اثبات	۹۶
طریق شغل اسم ذات کا	۹۶
طریق شغل نفی اثبات کا	۹۶
مراقبہ کا ایک اور طریقہ	۹۷
مراقبہ کا دوسرا طریقہ	۹۷
طریق ذکر اسم ذات کا	۹۷
اول لطیفہ قلبی	۹۷
دوسرا لطیفہ روحی	۹۷
تیسرا لطیفہ نفسی	۹۷
چوتھا لطیفہ سری	۹۷
پانچواں لطیفہ خفی	۹۷
چھٹا لطیفہ اخفی	۹۷
شجرات وسلاسل، شجرہ چشتیہ	۹۸

عنوان	صفحہ نمبر
شجرہ قادریہ	۹۸
شجرہ نقشبندیہ	۹۹
شجرہ سہروردیہ	۹۹
شجرہ پیران چشت اہل بہشت (منظوم)	۱۰۰
نصائح متفرقہ	۱۰۵
۵ جہاد اکبر (نظم)	
حمد	۱۰۶
مناجات بجناب قاضی الحاجات	۱۰۶
نعت شریف	۱۰۸
مثنوی افسوس اور ندامت غفلت پر اور تنبیہ کرنا نفس	
سرکش کو اور اللہ کی طرف رجوع کرنا	۱۰۸
تنبیہ کرنا اور ڈانٹنا نفس مردود کو، جواب دینا نفس کا	۱۰۹
نفس سے عاجز ہو کر بادشاہ روح سے مدد چاہنی	۱۱۱
جاسوس وسواس کو باخبر کرنا کہ نفس کو تن میں رہنا ہے	۱۱۲
خبر ہونی وزیر عقل کو اور بھیجنا امیر قناعت کو بمقابلہ حرص	
سنگھ کے اور حلم کو غصہ کے اور ان کی فتح ہونا	۱۱۳
آنا شہوت سنگھ کا مقابلہ وزیر عقل کے	۱۱۴
بھیجنا وزیر عقل کی امیر تقوی کو مع افواج شرم وحیا	
بمقابلہ شہوت سنگھ کے اور فاتح ہونا امیر تقوی کا	۱۱۴
غصہ کرنا نفس کا شیطان وزیر پر اور سوار ہونا لڑنے کے	
لئے شیطان روح سے	۱۱۵
آگاہ ہونا سلطان روح کا اور بھیجنا وزیر عقل کو مع لشکر	
دین وتقوی اور برابر رہنا دونوں لشکروں کا	۱۱۵
سلطان روح کا دیوان کل کو طلب کرنا کہ وہ پیر روشن	
ضمیر ہے اور شامل کرنا صلاح جنگ میں	۱۱۶
آگاہ کرنا جاسوس نفس کا شیطان وزیر کو اور بھیجنا طول	
امل سنگھ کو عقل اور پیر کے قتل کے لئے زہر ہے اور اس کا	
نام امید ہونا۔	۱۱۷
مطلع کرنا جاسوس دین کا کہ جو مفتیاں یقین کے ہیں	
سلطان روح کو اس امر سے۔	۱۱۷
پیر اور عقل کی نگہبانی روح کے طول امل کے شہر سے	۱۱۸
ناامید ہونا طول امل سنگھ اور بھیجنا نفس کا حد سنگھ اور بخل	
سنگھ اور ریا سنگھ اور عجب سنگھ کو لڑائی کے لئے وزیر عقل	
اور دیوان پیر کے۔	۱۱۸

Marfat.com

عنوان	صفحہ نمبر
وزیر عقل کا اس واقعہ سے آگاہ ہو کر امیر سخاوت کو بخل کے مقابلہ میں بھیجنا۔	۱۱۹
اور فتح ہونا صدق و اخلاص کو حسد پر خوف ورجا کو ریا پر۔	۱۱۹
خبر ہونا نفس کو اس شکست کی اور بھیجنا ہراول طمع کو اور حب جاہ اور حب دنیا اور فضول کلام کو لڑنے وزیر عقل سے۔	۱۲۰
بھیجنا وزیر عقل کا امیر توکل کو مقابلہ طمع کے اور خضوع کے غرور کے لئے اور زہد و تقویٰ کو حب دنیا کے لئے اور فنا کو جاہ کے لئے اور خاموشی کو فضول کلام کے لئے۔	۱۲۱
بھیجنا نفس کا بخشی تکبر کو جنگ کے لئے اور مقابل ہ آنا تواضع کا تکبر سے اور فتح پانی اسلام کی اور بھاگنا شیطان کا اور پکڑا جانا نفس کا۔	۱۲۲
حکم کرنا روح کا نفس کے قتل کا اور چھڑانا وزیر عقل کا قتل سے اور قید کر دینا اس کو۔	۱۲۳
خاتمۃ الرسالہ	۱۲۷
۶ مثنوی تحفۃ العشاق (نظم)	۱۲۸
مناجات بجناب الٰہی تعالیٰ شانہٗ	۱۲۹
مناجات دیگر	۱۳۰
نعت شریف پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم	۱۳۰
در مدح چار یار کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین	۱۳۰
در مدح اہل بیت	۱۳۱
تصنیف مثنوی کی وجہ	۱۳۱
رجوع بقصہ	۱۳۳
در بیان محرومی و ندامت بر حال خود حسرت مفارقت بزرگان و یاران	۱۳۴
شروع داستان حضرت بی بی تحفہ مغنیہ	۱۳۴
تمیز عشق حقیقی و عشق مجازی و ذم عشق مجازی	۱۳۵
داستان و بیان حال حضرت سری سقطیؒ	۱۳۵
کیفیت بیمارخانہ مقولہ سری سقطیؒ	۱۳۸
ملاقات سری سقطیؒ از بی بی تحفہ و بیان حال عشق	۱۳۸
بیان چرواہہ موسیٰ علیہ السلام (تمثیلاً)	۱۳۹
موسیٰ علیہ السلام کا عذر کرنا شبان چرواہہ سے	۱۴۱
بی بی تحفہ مغنیہ کا ذکر اور ان کا ذکر زور و شور عشق	۱۴۱
حکایات بطریق تمثیل	۱۴۳
بیان کرنا تحفہ بی بی کا کہ میرا محبوب و معشوق قادر مطلق ہے یعنی اللہ ہے۔	۱۴۵
رجوع بقصہ	۱۴۶
حکایت حضرت شیخ منصور	۱۴۷
ملاقات ہونا شیخ سری سقطیؒ کی تحفہ کے مالک سے	۱۴۷
تاجر کا حال بیان کرنا بی تحفہ کا	۱۴۸
ظاہر ہونا تحفہ کے عشق کا	۱۴۸
تحفہ کو بیمارستان میں مقید کرنا اور اس کا غلبہ عشق الٰہی	۱۴۹
شیخ سری سقطی کا تحفہ سے اس کا حال پوچھنا	۱۵۰
ذکر عطاے انتہاے الٰہی در عبادت	۱۵۰
سری سقطیؒ کا تحفہ کو خریدنا اور تاجر کا منظور نہ کرنا اور تحفہ کو آزاد کر دینا	۱۵۱
مناجات شیخ سری سقطیؒ در طلب قیمت تحفہ کاملوں کی صحبت کی تائید اور ان کی فرصت کی حرص	۱۵۲
تحفہ کا آزاد ہو کر مخلوق سے بھاگنا	۱۵۳
شیخ اور تاجر اور امیر بن مثنیٰ کا بیت اللہ کو جانا اور امیر کا راستہ میں انتقال ہونا تحفہ کا اور ملاقات ہونا شیخ کی تحفہ سے اور انتقال ہونا تحفہ کا اور تاجر کا۔	۱۵۵
نظم از جناب مولانا اشرف علی تھانویؒ	۱۵۶
۷ غذائے روح (نظم)	
حمد	۱۵۷
نعت شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	۱۵۷
مدح مبارک ہر چہار خلفاءؓ و دیگر اصحابؓ	۱۵۷
مدح حضرت میاں جیو نور محمد جھنجھانویؒ	۱۵۷
مناجات بجناب باری تعالیٰ	۱۵۹
بیان لطف و احسان حضرت مولانا و مرشدنا قطب میاں و مولوی نور محمد صاحب قدس سرہٗ جو ہمارے شیخ ہیں۔	۱۶۰
ذوق و شوق محبت الٰہی کا بیان	۱۶۱
کتاب نان و حلوہ مصنفہ بہاؤالدین عاملی جو ہمارے حسب حال ہے	۱۶۲
داستان ندامت کہ عمر بیکار خرچ کی اور قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ جھوٹا مومن کا شفا ہے	۱۶۲
قطع علائق اور گوشہ نشینی	۱۶۴
ایک جاہل عابد کی حکایت جو غار میں رہتا تھا اور ایک	

Marfat.com

عنوان	صفحہ نمبر
جوان دنیادار کی	۱۶۴
ان علماء کی مذمت جو امراء سے مشابہت رکھتے ہیں اور فقراء سے دور رہتے ہیں	۱۶۸
متفرق چیزوں کا بیان اور اشارہ قولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَۃً	۱۶۹
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول حب الوطن من الایمان کی کیا غرض ہے۔	۱۷۰
ایک حکایت بطور مثال	۱۷۱
عشق کی راہ کی مصیبتیں جو اگرچہ بھاری ہیں لیکن عشاق کے لئے باعث تسکین وراحت ہیں	۱۷۲
دنیا کو ترک کر کے پہاڑ کے غار میں رہنے والا عابد اور خدا کی طرف سے اس کی آزمائش اور نصیحت یعنی ایک کتے سے۔	۱۷۳
ریاکاروں اور مکاروں کی مذمت جو بڑا لشکر شیطان کا ہے	۱۷۴
حکایت بطور مثال	۱۷۵
ان مدرسوں کی مذمت کہ جن کا مقصد اپنا فضل اور بزرگی ظاہر کرنا اور مخلوق کو دھوکہ دینا ہے	۱۷۵
ان لوگوں کی مذمت جو ہمیشہ اسباب دنیا جمع کرتے ہیں لیکن عقبیٰ سے غافل ہیں	۱۷۶
آخرت کے کاموں کی انجام ہی دنیا کے کاموں سے بہتر ہے	۱۷۷
ایک زاہد کا اسیر دنیادار کو تنبیہ	۱۷۸
جو شخص دنیا سے بھاگتا ہے دنیا اس کے پاؤں پڑتی ہے اور جو دنیا کی طرف دوڑتا ہے دنیا اس سے بھاگتی ہے	۱۷۸
ایک صوفی کا ارشاد اپنے مریدوں کی دل جمعی و تسکین کے لئے اور طائروں کا اپنا حال بیان کرنا	۱۷۹
حکایت بطور مثال	۱۷۹
ان لوگوں کی مذمت جو بادشاہوں سے مصاحبت رکھتے ہیں اور اہل سلوک ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں حالانکہ یہ محال ہے۔	۱۸۰
ایک مرد عارف کے سامنے دنیا کا عورت نازنین کی شکل میں آنا	۱۸۱
قصہ دوہنا ایک چرواہے کا آزمائش اور بداعتقادی سے۔	۱۸۲
ان کی مذمت جو دنیا کی بے لذت چیزوں میں غرق ہیں۔	۱۸۶
کسی کے برا بھلا کہنے کا خیال نہ کرے بلکہ خدا اور اس کے رسول کے احکام کے مطابق عمل کرے	۱۸۷
ایک بے وقوف مرد کی حکایت	۱۸۸
خاموشی جوانسان کی تمام عادتوں سے بہتر ہے	۱۸۹
ایک حکایت بطور مثال	۱۸۹
ان لوگوں کی مذمت جو بظاہر فقراء سے مشابہت رکھتے ہیں لیکن اصل میں وہ شقی ہیں	۱۹۰
حضرت بایزید بسطامی کی حکایت	۱۹۰
خدا کی عبادت صرف خدا ہی کے لئے ہونی چاہیے نہ طمع جنت یا خوف دوزخ کے لئے	۱۹۱
محمود غزنوی اور ایاز غلام کی حکایت	۱۹۱
ماسوا کو ترک کر کے محبت الٰہی کی طرف رغبت	۱۹۲
ہر چیز اسم ذات اللہ کا مظہر ہے اور ہر چیز سے اللہ تعالیٰ کا نام نکالنے کا حسابی طریقہ	۱۹۴
تاریخ وفات شاہ عبدالغنی صاحب دہلویؒ	۱۹۴
۸۔ رسالۂ دردِ غمناک (نظم)	۱۹۵
۹۔ گلزار معرفت	
التماس جامع اوراق	۲۰۳
مناجات بدرگاہ الٰہی	۲۰۳
چار نعتیہ غزلیں	۲۰۵
عشقیہ و نعتیہ غزلیں	۲۰۷
غزلیات فارسی	۲۱۵
جواب خط سید علی احمد تخلص صلی علی احمد امبھٹوی	۲۱۵
غزل شوقیہ ارکان حج	۲۱۶
عرضی عبداللہ مسکین در مدح شریف عبداللہ	۲۱۶
شجرۂ قادریہ قیصیہ منظومہ	۲۱۶
رباعی، اور عیدی	۲۱۷
۱۰۔ رسالہ وحدۃ الوجود	
آغاز و جواب	۲۱۸
فقرہ دور بطریق انتخاب از مضامین مکتوب	۲۲۰
مختصر حال وصال حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ	۲۲۳

Marfat.com

ابتدائیہ از مصنف رح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعریف کے تمام مرتبے اس یکتا کیواسطے مخصوص ہیں جس کو تمام موجودات پوجتے ہیں اور جو اپنے وجود میں قیدوں سے آزاد ہے اور بڑے مرتبہ والا ہے اور ہر شان کی نعمت ان محترم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے ہے جو دنیا کے وجود کا سبب اور خدا کے سچے قائمقام ہیں خدا ان پر اور ان کے متعلقین اور دوستوں پر باران رحمت کی بارش کرے - یہ مذہبی فرض ادا کرنے کے بعد جناب تقدس مآب مجمع الفضائل والمناقب صاحب الشریعۃ والطریقۃ مولنا و مرشدنا و ہادینا میاں جیو نور محمد جھنجھانوی چشتی قدس سرہٗ کا ایک ادنیٰ خادم اور ان کی درگاہِ اقدس کا ایک کمترین خاکروب امداد اللہ فاروقی چشتی بادب عرض کرتا ہے - کہ میرے بعض مخلصین و یاران طریقت علی الخصوص میرے عزیز حافظ محمد یوسف نے جو امام العاشقین عارف باللہ کامل اکمل حضرت حافظ محمد ضامن[1] شہید فاروقی چشتی کے لختِ جگر ہیں. باصرار کہا اور تحریک کی کہ خاندانِ چشتیہ صابریہ قدوسیہ جن اشغال میں مشغول ہوئے تھے - اور جو اذکار و مراقبات اُن کے معمول بہا تھے ان کو ایک کتاب کی صورت میں جمع کر دیجئے جس پر عمل کیا جائے - اور آئندہ کام آئے کیونکہ آپ کے حرم محترم کی جاروب کشی کی وجہ سے ہمارے اور آپ کے درمیان جدائی کی ایک بہت وسیع خلیج ہو گئی ہے - کجا آپ کہ حرمین شریفین کی خدمت کر رہے ہیں اور کجا ہم کہ ہندوستان میں پڑے ہوئے ہیں اور ظاہر ہے کہ اس حالت میں تعلیم و تعلم بغیر کتابی صورت کے نہیں ہو سکتی ہے - اگرچہ اس کمترین اور نالائق کی کم لیاقتی اس ارشاد کے پورا کرنے سے مانع ہوتی تھی لیکن ان حضرات کے غیر معمولی اصرار سے روتابی کا کوئی موقع نہیں دیکھا اور درگاہِ احدیت سے اعانت کا خواستگار ہوا - اور بحکم الٰہی اس کی کتابت پر مامور کیا - کیونکہ عادت الٰہی یونہی ہے کہ جس شخص سے لوگوں کو عقیدت ہوتی ہے اس کے زبان و قلم سے لوگوں کو فائدہ ضرور پہنچتا ہے اس وجہ سے مجھ کو اپنے خاندان کے اکابرین اور پیر و مرشد سے جو کچھ سلسلہ چشتیہ قادریہ نقشبندیہ کے اذکار و اشغال کے متعلق واقفیتیں حاصل ہوئی ہیں - ان کو ایک کتاب کی صورت میں جمع کرتا ہوں شاید میری یہ کوشش بار آور ہو اور جن حضرات کے اصرار نے مجھ کو مجبور کیا ہے ان کو معتد بہ فائدہ اور جو مقصود اس اصرار کا تھا حاصل ہو واللہ یہدی من یشاء[2] الی صراط مستقیم - اب معلوم کرنا چاہئے کہ چونکہ قادریہ حضرات و مشائخ چشتیہ میں بہت بڑا ملبتی اتحاد ہے اسوجہ سے ان دونوں کے اشغال و اذکار تقریباً ایک دوسرے سے مخلوط ہو گئے ہیں اور امتیازی فرق فنا ہو گیا ہے یہاں تک کہ ایک دوسرے کے مخصوص اشغال و اذکار میں مشغول ہوتا ہے اور چونکہ مقصود اور مراد دونوں کی متحد ہے اس واسطے میں سادونوں سلسلوں کے اذکار مخلوط لکھتا ہوں اور مجتہد پر فرق اور امتیاز خود ظاہر ہو جائیگا - اور اس کا نام ضیاء القلوب[3] رکھا واللہ ولی التوفیق

[1] خلیفہ خاص حضرت مرشدنا۔ [2] اور اللہ جس کو چاہتا ہے سیدھا راستہ دکھاتا ہے ۱۲ [3] نام تاریخی مرغوب دل

Marfat.com

مقدمہ

جان تو (خدا تیری طریقہ سلوک میں مدد کرے) اگر کبھی سالک کو خدا کی راہ پر چلنے اور اس کے صراط مستقیم پر گامزنی کی توفیق دی جاتی ہے تو اس کا قلب انوار ہدایت سے منور کر دیا جاتا ہے۔ اور ضلالت اور گمراہی سے صاف کر دیا جاتا ہے۔ یہدی اللہ لنورہ من یشاء اس نور کا یہ اثر ہوتا ہے کہ اس کے دل میں دنیا کی طرف سے نفرت اور آخرت کی طرف رغبت پیدا ہو جاتی ہے اور اپنے معاصی کو یاد کر کے عنان استغفار ہاتھ میں لے کر غفور رحیم و قبلہ حاجات کی طرف رجوع کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس وقت کامیابی اور فوز مرام بغیر کسی مرشد کامل کی درگاہ کے جبہ سائی کے حاصل نہیں ہو سکتا ہے تو اسکو بھی چاہئے کہ کسی جامع شریعت و طریقت کی غلامی کا فخر حاصل کرے تا شیطانی وساوس و ہوائے نفسانی سے اسکے التفات اور توجہ سے محفوظ رہ سکے اور اپنے امراض باطنی کے لئے اسی حکیم صادق کے بتائے ہوئے نسخے کو استعمال کرے کیونکہ جب تک کہ اندرونی امراض (حسد، بخل، غرور، کینہ، ریا وغیرہ) کا انسداد نہ ہو جائے گا اور ان کی جگہ اوصاف حمیدہ (علم، حلم، سخاوت، خاکساری، تحقیر نفس، کم خوری، کم آرام طلبی، کم گفتگو وغیرہ) نہ پیدا ہونگے اسوقت تک وصول الی اللہ نہیں ہو سکتا۔ انھیں ضرورتوں کو مد نظر رکھ کر کسی مرشد کے سامنے زانوئے ادب تہ کرنا ضروری کر دیا گیا ہے۔ جناب باری نے ایک جگہ فرمایا ہے۔ یٰاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ[1] دوسری جگہ فرماتا ہے وَاتَّبِعۡ سَبِیۡلَ مَنۡ اَنَابَ اِلَیَّ[2] ان دونوں آیتوں میں صیغہ امر مستعمل ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم وجوبی حکم ہے نیز بیعت کرنا اور کسی مرشد کامل کی غاشیہ برداری ایک ایسا فعل ہے جو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرف بھی منسوب ہے کلام اللہ میں ہے اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ[3] ایضاً اِذۡ یُبَایِعُوۡنَکَ تَحۡتَ الشَّجَرَۃِ[4] جناب رسالت مآب نے فرمایا ہے اَلشَّیۡخُ فِیۡ قَوۡمِہٖ[5] الحدیث ونیز پیشوایان اسلام کا ارشاد کہ جو شخص رب العلمین کی ہمنشینی کرنا چاہتا ہے اس کو حضرات متصوفین کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیئے۔ اور چونکہ شیوخ قوم نائبین رسول ہیں اس لئے ان کی

---

[1] اے مسلمانو خدا سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو ۱۲ ؛ [2] جس کا میلان میری طرف ہو اس کی اتباع کرو ۱۲ ؛ [3] اے محمد جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ دراصل خدا کی بیعت کرتے ہیں [4] جب درخت کے نیچے تمہارے ہاتھ پر بیعت کرتے تھے ۱۲ شبیر [5] شیخ قبیلہ اپنی قوم میں ایسا ہی ہے جیسا کہ نبی اپنی امت میں ۱۲ شبیر۔

Marfat.com

خدمت ضروری ہے۔

بنابریں جو شخص اپنے تمام وقت کو خدمت میں شیخ کامل کے صرف کردیگا اور اپنے نفس کا اختیار کلی اس کو دیدیگا اس کے متعلق امید قوی ہے کہ ضرور مقصود حاصل ہوجائے تبلیغہ اس وقت ہم طریق سلوک مجمل اور مختصر تحریر کرتے ہیں چونکہ ہر مرض کا علاج جداگانہ ہے اسی وجہ سے امراض قلبی میں طبیب حاذق یعنی شیخ وقت ہر مریض کو علیحدہ علیحدہ دوا تعلیم فرماتا ہے۔

بنابریں سلوک کے طریقے لاتعداد ہوگئے ہیں ان سب میں تین راستے بہت قریب کے ہیں۔

پہلا طریقہ صلحاء و اخیار کا ہے

جس میں تمام شرعی فرائض روزہ، نماز، تلاوت قرآن مجید، جہاد حج کو پورا کرنا پڑتا ہے اس طریقہ میں منزل مقصود تک پہنچنے میں دیر ہوتی ہے

دوسرا طریقہ مجاہدات و ریاضت کرنیوالوں کا ہے

اس میں تمام اخلاقی غلطیوں کو اچھائیوں سے اور تمام کجرویوں کو اخلاق حمیدہ سے بدل دیتے ہیں۔ اس راہ میں اکثر فائز المرام ہوتے ہیں۔

تیسرا طریقہ اصحاب شطاریہ کا ہے

یہ تمام علائق دنیا سے قطع تعلق کر لیتے ہیں اور انسانی صحبتوں سے جدا رہتے ہیں ان کا مطمع نظر سوائے درد و اشتیاق ذکر و تفکر کے کچھ نہیں ہے ان کے نقطۂ نظر سے کشف و کرامات مستحسن نہیں ہیں اور اپنے وقت کو موتوا قبل ان تموتوا[۵] کی استقامت میں صرف کرتے ہیں۔ یہ طریقہ پہلے دو طریقوں سے زائد جلد مقصد تک پہنچا دیتا ہے اس طریقہ میں کامیابی کے ذرائع دس[۱۰] ہیں

اول توبہ یعنی کوئی مطلوب سوائے خدا کے نہ ہو۔ جیسا کہ موت کیوقت ہوجاتا ہے۔ **دوسرے** زہد یعنی دنیا و مافیہا سے کچھ تعلق نہ رکھے جیسا کہ موت کیوقت ہوجاتا ہے۔ **تیسرے** توکل یعنی اسباب ظاہری کو ترک کردے جیسا کہ موت کیوقت کرتا ہے **چوتھے** قناعت یعنی جیسا کہ موت کیوقت نفسانی اور شہوانی خواہشوں کو ترک کردیتا ہے **پانچویں** عزلت یعنی لوگوں سے کنارہ کشی اور انقطاع کرے جیسا کہ موت کیوقت کرتا ہے **چھٹے** توجہ یعنی جسطرح موت کیوقت خدا ہی کیطرف توجہ اور اسکے اغراض متعلق ہوتے ہیں کرے **ساتویں** صبر یعنی تمام نفسانی لذات کو چھوڑدے جیسا کہ موت کیوقت ہوتا ہے **آٹھویں** رضا یعنی اپنے نفس کی رضامندی چھوڑدے اور اللہ کی رضامندی پر رضامند ہے اور اس کے تمام احکام کا پابند ہوجائے جیسا کہ موت کیوقت ہوجاتا ہے **نویں** ذکر یعنی اللہ کے ذکر کے سوا تمام اذکار کو ترک کردے جیسا کہ موت کیوقت ہوتا ہے **دسویں**

عـ۵ مرنے کے قبل اپنے کو مرا ہوا سمجھو ۱۲

Marfat.com

مراقبہ یعنی اپنی تمام قوت واختیار کو چھوڑ دے جیسا کہ موت کیوقت ہوتا ہے پس ہر طالب کو چاہئے کہ پہلے اتباع شیخ سے تمام بداخلاقیوں سے کہ لوازم مادیت سے ہیں اپنے کو محفوظ رکھے اور اپنے کو کمالات ومحاسن کا جامع بنائے اور دل میں سوائے خدا کے کسی کے خیال کو جگہ نہ دے ۔

فصل طریقہ بیعت میں

پیر کو چاہئے کہ جس وقت بیعت لینے لگے اپنے سامنے مرید کو باادب بٹھائے اور خطبہ ذیل پڑھنا شروع کرے الحمد للہ نحمدہ[1] سے انما یبایعون اللہ تک پڑھکر اپنا ہاتھ مرید کے ہاتھ پر رکھدے اور پھر خود ید اللہ فوق ایدیھم[2] سے بارک اللہ لنا ولکم تک پڑھے اگر مرید ہونیوالی عورت ہو تو بجائے طریقہ مذکورہ کے رومال یا چادر یا پگڑی کا ایک گوشہ اسکے ہاتھ میں دیدے اور ہر مرید سے یہ کہلانا چاہئے کہ میں تمام ان دینوں سے جو شرک وکفر کے حامل ہیں اظہار بیزاری کرتا ہوں اور اللہ اور اسکے سچے رسول پر ایمان لاتا ہوں اور دین اسلام کو اپنا دستور العمل بناتا ہوں اور اپنے گناہوں پر اظہار شرمندگی کرتا ہوں اور اسکے پیر کا عہد کرتا ہوں اور محض خدا کی رضامندی کیلئے دنیا اور اسکے لذات کو ترک کرتا ہوں اسکے بعد پڑھے رضیت باللہ الخ[3] اسکے بعد کلمہ شہادت پڑھے اور کہے کہ میں نے فلاں ابن فلاں پیر کے ہاتھ پر فلاں سلسلہ میں بیعت کی اور دعا کرے بارالہا اس سلسلہ کے مقدس حضرات سے مجھ کو برکت اور فیض حاصل کرنے دے اور قیامت کیدن مجھ کو انہیں کیساتھ اٹھا اسکے بعد پیر کو مرید کی حیثیت دیکھ کر طریقہ ذکر تعلیم کرنا چاہئے اور پیر کو چاہئے کہ سالک کو طریقت کے آداب اسکو تعلیم کرے اور اس پر نظر التفات رکھے اور اسکے گوش گذار کردے کہ اپنے مقصد میں کامیابی بغیر پابندی شرع کے نہیں ہو سکتی اسواسطے احکام شرعی کی پابندی ضروری ہے اور اس کے عقائد کی اصلاح کرے اور بتادے جو مکاشفہ خلاف شرع ظاہر ہو وہ قابل اعتبار نہیں ہے اور محرمات سے اجتناب اور کبائر سے پرہیز کی تاکید کرے اور بتادے کہ تمام اشغال پر احکام شرعی مقدم ہیں ۔

سلہ سب تعریفیں خدا ہی کے لئے ہیں ہم اسی سے مدد مانگتے ہیں اور گناہوں سے توبہ کرتے ہیں اور خدا کیواسطے پناہ مانگتے اپنے نفسوں کی شرارتوں اور اپنے گناہوں کی برائیوں سے کیونکہ جس کو خدا ہدایت دیتا ہے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جس کو خدا گمراہ کرتا ہے اس کا کوئی رہبر نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ فرد ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے نیز اس کی گواہی دیتے ہیں کہ محمد خدا کے رسول اور اس کے بندے ہیں اے مسلمانو ایمان لاؤ اور خدا تک رسائی کے وسائل بہم پہنچاؤ اور جہاد کرو خدا کی راہ میں یقیناً تم فلاح پاؤ گے اے محمد جو تمہارے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں ۱۲ عہ خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے جو شخص بیعت توڑیگا اس کا نقصان اسی کو خود برداشت کرنا پڑے گا۔ اور جو خدا کے وعدہ کو پورا کریگا اسکو بڑا اجر دیا جائیگا۔ اللہ ہم سبکو نفع دے اور بیعت مبارک کرے ۱۲ سہ خدا کو اس کے پروردگار ہونے اور اسلام کو دین متین ہونے اور محمد کو رسول ہونے کی وجہ سے پسند کرتا ہوں ۱۲

عہ الْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّہْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ہَادِیَ لَہٗ وَنَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْۤا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاہِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ۔

عہ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰہَدَ عَلَیْہُ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا وَنَفَعَنَا اللّٰہُ وَاِیَّاکُمْ بَارَکَ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ۔

سہ رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

Marfat.com

باب ۱ حضرات چشتیہ کے اذکار و اشغال و مراقبات کے تفصیلی حالات

پہلی فصل

ذکر تلقین میں پیر کو چاہئے کہ اوراد مشائخ کے فاتحہ اور ادائے ختم کے بعد متواتر تین روزوں کا حکم دے اور کہے کہ ان ایام میں کلمہ طیبہ اور استغفار درود شریف کی کثرت کرو اور تیسرے دن آخر شب یا نماز فجر یا نماز عصر کے بعد میرے پاس آؤ اور جب وہ حاضر ہو جائے تو اس کو خلوت میں لیجائے جس میں اس کے مرید کے سوا کوئی نہ ہو اور اسکو دوزانو مؤدب بٹھائے اور پہلے اس کی طرف توجہ کرے تاکہ اس کا ذہن با آسانی اذکار و اشغال کو قبول کر سکے۔

اور توجہ کا طریقہ یہ ہے۔ کہ مرشد پہلے خود تمام خیالات سے خالی ہو جائے اور پھر اپنے دل کو اس کے دل کے مقابل کرے اور تمد کے اسم ذات کی ضرب اس کے دل پر لگائے اور یہ خیال کرے کہ موجودہ ذکر کی کیفیت میری وجہ سے اس کو حاصل ہو رہی ہے اور یہ ذکر اس کے دل میں سرایت کر رہا ہے اور یہ ضربیں ایک سو ایکبار ہونا چاہئیے تاکہ شوق اور ذکر کی حرارت اس کے قلب پر اثر کرے اور اس کا قلب ذکر سے حرکت کرنے لگے بعد ازیں جو ذکر اس کی حیثیت کے مطابق ہو اس کو دینا چاہئیے اور مرید کو مرشد کے بتائے ہوئے اشغال میں مشغول ہونا اور باطنی اسرار کو چھپانا چاہئیے تاکہ انوار و اسرار اس کو حاصل ہو جائیں۔

دوسرا طریقہ یہ ہے۔

کہ دعاؤں اور اذکار کو ایکبار مرشد پڑھ جائے اور مرید سنتا رہے یہ عمل تین بار ہونا چاہئے اس کے بعد مرشد کہے کہ جو کچھ مجھ کو اپنے شیوخ سے حاصل ہوا ہے تجھ کو دے دیا اور مرید کہے کہ میں نے قبول کیا اس کے بعد کسی ایسے تنگ و تاریک حجرے میں رہنے کی تعلیم دے جسکی وسعت صرف لیٹنے اور کھڑے ہونیکو کافی ہو اور شور و غل کی اس میں آواز نہ آتی ہو۔ مرید کو چاہئے کہ اس حجرے میں پاک و صاف ہو کر داخل ہو اور چار زانو اس طرح بیٹھے کہ اس کی بیٹھک میں کوئی کجی نہ ہو اور آنکھیں بند کرے اور دونوں ہاتھوں کو دونوں گھٹنوں پر رکھے اور انگلیاں کھلی رکھے تاکہ اللہ کے نام کا نقش پیدا ہو جائے اور داہنے پاؤں کے انگوٹھے سے رگِ کیماس (ایک رگ ہے جو بائیں گھٹنے کے اندر ہے اور قلب سے تعلق رکھتی ہے اسکی تحریک و حرارت قلب پر اثر کرتی ہے) کو دبائے اس کے بعد خشوع و خضوع و حضورِ قلب سے یا حیّ یا قیوم الخ پڑھے اس کے بعد محاسبہ اور مجاہدہ کے طریقے سے ذکر میں تکرار اور ملاحظہ اور واسطہ کے ساتھ بہت توجہ اور قوت و شدت جہر یہ یا خفیہ سے جس سے اس کو ذوق و انبساط پیدا ہوا ہو اور لذتِ ذکر سے بے خودی ہو مشغول

ع یا حیّ یا قیوم لا الٰہ الا انت اسئلک ان تحیی بنور معرفتک ابداً یا اللہ یا اللہ یا اللہ

Marfat.com

ہونا چاہیے۔ اور اگر کبھی غیر خدا کا خیال آئے تو دیدار شیخ سے اس کا انسداد کرے اور بدستور شغل میں مشغول ہو جائے تاکہ خطرات اور وساوس جو انسانیت کی وجہ سے پیدا ہوجاتے ہیں رفع ہوجائیں اور قلب کی صفائی اور تزکیہ نفس حاصل ہوجائے تاکہ اس ذکر کا اثر اس کے تمام اعضاء اور رگوں میں ظاہر ہوجائے اور مکاشفات انوار غیبی کا مظہر بنے اور حقائق اشیا اس پر منکشف ہوجائیں اور عالم ارواح سے ملاقات اور ذکر حقیقی و شہود حق حاصل ہوجائے۔

فائدہ جب ذکر کرنے والا ذکر میں ایسا کمال حاصل کرے کہ اس کی قلبی حرکت کا احساس اس کے دل کی زبان سے ہو سکے تو وہ حرکت قلبی تمام جسم میں پھیل جاتی ہے اور اس کی ابتدا یوں ہوتی ہے کہ پہلے[1] کوئی عضو ایسی حرکت کرنے لگتا ہے کہ جو قلب کے لئے مخصوص ہے اور اس کے بعد کبھی کبھی ہاتھ اور کبھی پاؤں کبھی سر بلا تحریک حرکت کرنے لگتے ہیں یہاں تک کہ دنیا اسکو متحرک نظر آنے لگتی ہے ذکر کا نور جب حرکت کرتا ہے۔ تو تمام جسم میں پھیل جاتا ہے اور تھوڑی مدت میں تمام جسم کو گھیر لیتا ہے اور اس ذکر کی وجہ سے اس پر مختلف انکشافات ہوتے ہیں اور عجیب عجیب قسم کے واقعات رونما ہوتے ہیں وہ کبھی روتا ہے کبھی ہنستا ہے اور کبھی متحیر و پریشان ہوجاتا ہے مرید کو چاہیئے ایسی حالت میں کسی طرف متوجہ نہ ہو بلکہ ذکر ذکر میں مشغول رہے اور اگر خدا کی مدد شامل ہوئی تو کبھی اپنے تمام جسم کو ذاکر پائے گا۔ اور تمام اعضاء قلب کے ہمسر ہوجائیں گے اس ذکر میں ذاکر تمام اعضاء کا ذکر سنتا ہے۔

ایک فرقہ کا خیال ہے کہ ذکر کی کثرت کی صورت میں ذاکر خود اور دوسرے لوگ بھی ذکر کی آواز سنتے ہیں۔ بالکل بے بنیاد اور لا اصل ہے کیونکہ ہر ذاکر بھی ذکر کی آواز کو نہیں سن سکتا ہے بلکہ اسی ذاکر میں سننے کی طاقت ہے جو سالک ہو اس ذکر کو اصطلاح صوفیہ میں سلطان الاذکار کہتے ہیں۔

ذکر کا بیان

ابتدائے کتاب سے اس وقت تک متعدد مرتبہ لفظ ذکر استعمال کیا جا چکا ہے لیکن ابتک یہ نہیں بتایا گیا کہ ذکر کیا ہے۔ ذکر اصطلاح صوفیہ میں اس کو کہتے ہیں کہ انسان خدا کی یاد میں تمام غیر خدا کو بھول جائے اور حضور قلب سے خدا کی نزدیکی اور معیت حاصل کرے جیسا کہ ارشاد ہوا ہے۔ اَنَا[2] مَعَ عَبْدِی الخ

---

[1] ذاکر کو چاہیے کہ اس غیر اختیاری حرکت پر متوجہ نہ ہو بلکہ اپنے التفات کو قلب ہی کی طرف رکھے ۱۲

[2] جب میرا بندہ مجھ کو یاد کرتا ہے اور میرے نام سے اس کے ہونٹ حرکت کرتے ہیں میں اس کیساتھ ہوجاتا ہوں اور جو مجھ کو یاد کرتا ہے میں اس کا ہمنشین اور جلیس ہوں ۱۲

عه اَنَا مَعَ عَبْدِی اِذَا ذَکَرَنِی وَتَحَرَّکَتْ بِی شَفَتَاهُ وَ اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِی۔

Marfat.com

اور بحکم سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا[1] پوری توجہ سے یادِ الٰہی میں اس طرح منہمک ہوجائے کہ اپنے نفس سے بالکل بےخبر ہوجائے اور اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ[2] الخ کے زمرہ میں داخل ہوجائے اور ذکر اسکی زندگی ہوجائے جاننا چاہیئے کہ ذکر کی بہت سی قسمیں ہیں لیکن مقصود ذکر سے مطلوب کا حاصل ہوجانا ہے تو جس عمل سے یہ فائدہ حاصل ہوجائے وہی ذکر کہا جاسکتا ہے خواہ وہ نماز روزہ ہو یا درود شریف اور دعائیں ہوں لیکن یہ مقصد اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتا جب تک کہ ذاکر اپنے کو مٹا نہ دے طالبِ خدا اس کے ذکر میں اس طرح منہمک ہوجائے کہ اپنے کو اور تمام غیر اللہ کو بھول جائے۔ جب طالب اس درجہ تک پہنچ جائے گا۔ تو اخلاقِ حسنہ یعنی زہد، توکل، گوشہ نشینی، قناعت، صبر، تسلیم و رضا خود بخود حاصل ہوجائیں گے، اور اس پر انوارِ الٰہیہ کی اس قدر تجلیاں ہوں گی کہ اس کے حواس خمسہ مغلوب اور مستور ہوجائیں گے۔ اور ذکر و ذاکر دونوں فنا ہوجائیں گے اور صرف مذکور یعنی اللہ ہی رہجائیگا شَهِدَ اللّٰهُ[3] اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ چونکہ حدیث میں اَفْضَلُ الذِّكْرِ[4] لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ آیا ہے اس واسطے اکثر مشائخ بھی اسی ذکر کی تعلیم دیتے ہیں اب ہم ذکر کے چند مراتب لکھتے ہیں

مراتب ذکر کے بیان میں

ذکر کی چار قسمیں ہیں اوّل ناسوتی جیسے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دوسرے ملکوتی جیسے اِلَّا اللّٰهُ تیسرے جبروتی جیسے اللّٰهُ چوتھے لاہوتی جیسے ھُو ھُو اور یہ بھی جاننا چاہیئے کہ زبان کے ذکر کو ناسوتی اور دل کے ذکر کو ملکوتی اور روح کے ذکر کو جبروتی اور ذکر سر کو لاہوتی اور ذکر زبان کو جسمی اور فکر کے ذکر کو نفسی اور مراقبہ کو ذکر دلی اور مشاہدے کو ذکر روحی اور معائنہ کو ذکر سری کہتے ہیں۔

فائدہ۔ ذاکر چاہیئے کہ اس ذکر میں لَا اِلٰهَ کہتے وقت تمام چیزوں کی نفی کردے اور اِلَّا اللّٰهُ کہتے وقت تمام اعضائے جسم کو قائم کردے۔

فصل ذکر جہر نفی و اثبات اور اسم ذات کے بیان میں مع ان بارہ تسبیحوں کے جو حضرات چشتیہ کی معمول ہیں ان بارہ تسبیحوں کے ذکر کا یہ طریقہ ہے کہ تہجد کی بارہ رکعتیں چھ سلاموں سے پڑھی جائیں اور ہر رکعت میں تین تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے اور نہایت خشوع و خضوع سے تین یا پانچ یا سات بار

[1] خدا کی صبح و شام تسبیح کرو [2] جو خدا کو اٹھتے بیٹھتے یاد کرتے ہیں [3] خدا نے گواہی دی ہے کہ معبود سوائے اس کے کوئی نہیں [4] چونکہ حدیث میں ہے افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ (سب ذکروں میں لا الٰہ الا اللہ کا ذکر افضل ہے)

عہ اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ

ہاتھ اٹھا کر اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قَلْبِی الخ پڑھے اور توبہ و استغفار کے بعد اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الخ اکیس بار پڑھکر درود اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ الخ تین بار عروج و نزول کے طریقے پر پڑھے اور چار زانو بیٹھ جائے اور داہنے پاؤں کے انگوٹھے اور اس کے پاس والی انگلی سے رگ کیماس کو مضبوط پکڑ لے اور اپنے دونوں ہاتھ زانو پر رکھدے اور قبلہ رو ہو جائے اور اِلَّا اللّٰہُ کہتے وقت کلمہ شہادت کی انگلی اٹھا دے اور اِلَّا اللّٰہ کہتے وقت انگلی رکھدے اور اپنے کو ساکن و مطمئن رکھے اور خلوص نیت اور خوش الحانی سے اعوذ اور بسم اللہ کہکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ تین بار اور کلمہ شہادت ایک بار پڑھے اور اس کے بعد سر کو اتنا جھکائے کہ پیشانی بائیں گھٹنے سے بالکل قریب ہو جائے اور وہاں پہنچنے کے بعد لا الٰہ کہتا ہوا سر کو داہنے گھٹنے کے قریب لائے اور تین ضربیں ایک ہی سانس میں لگائے اور سر کو پیٹھ کی طرف یہ خیال کر کے جھکائے کہ میں نے ماسوائے اللہ کو پس پشت ڈال دیا اور سانس توڑ کر الا اللہ کی ضرب پوری طاقت سے دل پر لگائے اور خیال کرے کہ میرا دل خدا کے عشق و محبت سے لبریز ہو گیا اور موقع نفی میں آنکھیں کھلی اور موقع اثبات میں بند رکھنا چاہئیں اسی طرح دو سو بار کہے اور اسکو چہار ضربی کہتے ہیں اور ہر دس کے بعد مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ کہے لیکن مبتدی کو الا اللہ کہتے وقت لا معبود اور متوسط کو لا مقصود یا لا مطلوب اور کامل کو لا موجود اور ہمہ اوست کا تصور کرنا چاہئے اسکے بعد تھوڑی دیر مراقب خیال کرے کہ فیوضات الٰہیہ مومن کے قلب میں ہر وقت حاصل ہوتے رہتے ہیں جاننا چاہئے کہ بائیں گھٹنے میں شیطانی خطرہ اور داہنے میں نفسانی خطرہ اور داہنے شانے میں ملکی خطرہ اور دل میں رحمانی خطرہ ہے پس بائیں گھٹنے پر الا اللہ سے خطرہ رحمانی کا اثبات کرے اور مرید کے غیر عربی ہونے کی صورت میں اس کو اذکار و ادعیہ اس زبان میں تعلیم دینا چاہئے جسکو وہ سمجھ سکتا ہو۔

نفی و اثبات کا دوسرا طریقہ

ہر خطرہ اور ہر خیال کے علیحدہ علیحدہ نفی کرنے سے ایک گونہ باطنی تفرقہ پیدا ہو جاتا ہے اس واسطے

سلہ اے اللہ اپنے غیر سے میرا دل پاک کردے سلہ اپنی معرفت کے نور سے میرا قلب روشن کردے ۱۲ سلہ اپنے گناہوں کی بخشش اس خدا سے چاہتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور وہ ثابت اور زندہ ہے ۱۲ سلہ صلوٰۃ وسلام ہو آپ پر اے خدا کے رسول خدا کے دوست اور اس کے نبی سلہ جو گھٹنے کے اندر کی طرف ہے سلہ کوئی معبود سوا خدا کے نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم خدا کے رسول ہیں ۱۲ ـ

عہ اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قَلْبِیْ عَنْ غَیْرِکَ وَنَوِّرْ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ اَبَدًا یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ عہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ عہ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ ـ

Marfat.com

مرشد کو نفی کی تعلیم دینا چاہیے تاکہ خطرات کی بالکلیہ نفی ہو جائے چنانچہ متاخرین اسی پر عمل پیرا ہیں کہ لَا اِلٰہَ میں لَا کو پوری طاقت سے کھینچکر اور لفظ اِلٰہَ کو داہنے بازو تک لیجا کر سر کو پیٹھ کی طرف تھوڑا سا جھکا کر یہ خیال کر کے کہ میں نے غیر سے اپنے دل کو پاک کر کے اس کو پس پشت ڈالدیا اور پھر اِلَّا اللّٰہ کی ضرب بہت زور سے دل پر لگائے اور جو ملاحظات ذکر نفی و اثبات میں پہلے بیان کیے گئے ہیں وہی یہاں بھی ملحوظ رکھے اور ذکر خداوندی کے سوا اور تمام ذکروں (ذکر حلبس یا بغیر حلبس ذکر جاروب ذکر ارّہ) میں چار زانو بیٹھنے میں اور ان ذکروں کے علاوہ اور ذکروں میں دو زانو بیٹھنا اولیٰ ہے۔

اثبات مجرد کے ذکر کا طریقہ

ذاکر کو چاہیے اپنی کمر سیدھی کر کے اور دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھ کر دو زانو بیٹھے اور اپنے سر کو داہنے شانے کی طرف لے جا کر اِلَّا اللّٰہ کی ضرب دل پر لگائے اور لَا اِلٰہَ کہتے وقت لَا مَوجُودَ لیسَ مَعَہٗ غَیرِی[1] کا تصور کرے اسی طرح چار سو بار متواتر ضربیں لگائے پھر مثل سابق ایک بار کلمہ شہادت اور تین بار کلمہ طیبہ پڑھ کر تھوڑی دیر مراقبہ کرے اس ضرب کا اصطلاح صوفیہ میں ایک ضربی کہتے ہیں۔

اسم ذات کے ذکر کا طریقہ

اس کے بعد قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرْھُمْ کے مطابق اس طرح ذکر کرے کہ پہلے آخر لفظ اللّٰہ کی (ہ) کو پیش اور اس کے بعد لفظ اللّٰہ کی (ہ) کو جزم دے پھر دونوں آنکھیں بند کر کے سر داہنے شانے کی طرف لے جا کر اسمائے صفات اثبات کا یقین کرے اور پہلے لفظ اللّٰہ کی ضرب لطیفہ روح[3] پر لگائے دوسری لفظ اللّٰہ کی ضرب فضائے دل پر لگائے اور اس ذکر کو جسے اصطلاح میں ذکر اسم ذات دو ضربی کہتے ہیں چھ سو بار رٹے مگر نو دفعہ اللّٰہ اللّٰہ اور دسویں مرتبہ اَللّٰہُ حَاضِرِیْ اَللّٰہُ نَاظِرِیْ اَللّٰہُ مَعِیْ میں سے کوئی اللّٰہ کہے مگر اس طرح کہ پہلے دن کے بعد اللّٰہ حَاضِرِیْ اور دوسری میں اللّٰہ نَاظِرِیْ اور تیسری کے بعد اللّٰہ مَعِیْ اور پھر ہر دس کے بعد اللّٰہ حَاضِرِیْ الخ عروج و

---

[1] میرے سوا خدا کے پاس کوئی نہیں ہے [2] اللّٰہ سمیع اللّٰہ بصیر اللّٰہ علیم ہے [3] جو داہنے پستان کے نیچے ہے ۱۲ [4] اللّٰہ میرے پاس ہے اللّٰہ مجھ کو دیکھتا ہے اللّٰہ میرے ساتھ ہے ۱۲ شہید [5] اَللّٰہُ نَاظِرِیْ اَللّٰہُ مَعِیْ

Marfat.com

نزول کے طریقہ پر پڑھے لیکن یہ ضروری ہے کہ اس ذکر کے معنی سمجھتا جائے تاکہ ذکر کا شوق اور اس میں لطف حاصل ہو۔ اور سستی اور غفلت نہ پیدا ہونے پائے اس کے بعد پھر طریقہ بالا پر کلمہ طیبہ تین بار اور کلمہ شہادت ایک بار پڑھے پھر سر کو داہنے شانے کی طرف جھکا کر لفظ اللہ کی ضرب متواتر قلب پر لگائے اور تین بار کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور ایک ایک دفعہ کلمہ شہادت اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ پڑھکر درود و استغفار گیارہ گیارہ بار پڑھے اور مشائخ سلسلہ کی ارواح پر حضور قلب سے ایصال[1] ثواب کرے اس کے بعد جتنی دیر چاہے مراقبہ[2] کرے اور جس ذکر میں اس کو لطف آئے صبح تک مشغول رہے اور اگر ہو سکے تو نماز فجر کے بعد مرشد کی خدمت میں حاضر ہو ورنہ ذکر و شغل و مراقبہ میں مشغول ہو جائے یا اپنے پیر بھائیوں کے ساتھ ذکر جہر یا مراقبہ میں حلقہ کر کے شریک ہو لیکن یہ ضروری ہے کہ اِلَّا اللّٰہ میں لفظ اللہ اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ میں اِلَّا اللّٰہ کا اعادہ بڑی تعداد میں کرے اور ذکر کرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و حضرات طریقت کی ارواح مقدسہ کو ایصال ثواب کرے اور فاتحہ پڑھے اور نذر دے۔

نفی و اثبات کا اس ذکر کے علاوہ دوسرا طریقہ

بفحوائے اِنَّ فِیْ جَسَدِ اٰدَمَ[3] الخ چونکہ دل کو سات لطیف چیزوں سے مناسبت ہے اس وجہ سے نفی و اثبات کے ذکر کے بھی سات مرتبے تجویز کیے گئے اور ہر درجہ میں نفی و اثبات ہے پس ذکر زبانی (جو اجسام سے متعلق ہے) میں مرید کو اس طرح مشغول ہو جانا چاہئے کہ سوائے ذکر کے اور کچھ نہ رہے اور کوئی سانس بغیر ذکر کے نہ نکلے جب سالک یہ حیثیت پیدا کر لیتا ہے تو عالم مادیت سے تجاوز کر کے مرتبہ لطیف پر پہنچ جاتا ہے مرید کو چاہئے کہ اس ذکر یعنی لَآ اِلٰہَ کے ذکر و فکر میں اس درجہ منہمک ہو جائے کہ بجز اِلَّا اللّٰہ کے اثبات کے تمام چیزوں کی نفی ہو جائے اگر سالک کو یہ مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے تو وہ مرتبہ نفس سے خارج ہو کر دل کے مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے اور چونکہ دل کا ذکر اِلَّا اللّٰہ ہے اسواسطے اسکو

---

[1] کیونکہ ایصال ثواب ایک ایسا عمل ہے جس سے میت کی روح خوش ہوتی ہے اس سے تعلق اور محبت پیدا ہو جاتی ہے اس ایصال سے اس کا قلب فیوضات شیوخ کا مہبط ہو جائیگا جس سے اپنے مقصود میں کامیابی کی زائد توقع ہے ۱۲ شہید [2] مراقبہ اصطلاح صوفیہ میں اپنے قلب کو غیر خدا سے صاف و پاک رکھنے اور کسی غیر خدا کا دل میں خیال نہ لانے کو کہتے ہیں اور لغتاً محض گردن جھکا کر بیٹھنے کو کہتے ہیں ۱۲ اسکا اگر ذاکر ذکر جہری سے گھبرا جائے تو ذکر خفی کرے اور اس میں بھی لطف نہ آئے تو اور ذکر میں مشغول ہو اگر اس سے بھی دل کو حظ نہ آئے تو مراقبہ کرے ۱۲ شہید

[3] عن اللہ حاضری اللہ ناظری اللہ معی عنہ اِنَّ فِیْ جَسَدِ اٰدَمَ مُضْغَۃً وَفِی الْمُضْغَۃِ قَلْبٌ وَفِی الْقَلْبِ نُوْرٌ وَفِی الْفُؤَادِ رُوْحٌ وَفِی الرُّوْحِ سِرٌّ وَفِی السِّرِّ نُوْرٌ وَفِی النُّوْرِ اَنَا

Marfat.com

اِلَّا اللہ کا تصور حضور قلب سے کرنا چاہیے اور اپنی ذات و صفات کو جناب باری کی ذات و صفات کے ساتھ اس طرح مربوط کر دے کہ اِلَّا اللہ سے استثنار کی نفی ہو جائے جب سالک یہ مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔ تو مرتبہ دل سے متجاوز ہو کر مرتبہ روح پر پہنچ جاتا ہے اور چونکہ روح کا ذکر اسم کا ذکر ہے اس واسطے سالک کو چاہیے کہ اسم ذات کے ذکر میں اسطرح متوجہ ہو جائے کہ الف لام جو اللہ پر داخل ہے باقی نہ رہے اور صرف لفظ ہو رہ جائے اس مرتبہ پر پہنچنے پر سالک سراپا ذکر ہو جائے گا اور مرتبہ روح سے ترقی کر کے مرتبہ سر پر پہنچ جائے گا۔ اور اس کے بعد اس کو ہُو ہُو کے ذکر میں اسقدر منہمک ہو جانا چاہیے کہ خود مذکور یعنی (اللہ) ہو جائے اور فنا در فنا کے یہی معنی ہیں اس حالت کے حاصل ہو جانے پر وہ سراپا نور ہو جائے گا۔ اور مرتبہ بی یسمع و بی یبصر یعنی اس کو خدا کے ساتھ ایسا تعلق خاص ہو جاتا ہے کہ وہ خدا ہی کی آنکھ سے دیکھتا اور خدا ہی کے کان سے سنتا ہے حاصل ہو جائے گا۔ پھر وہ مرتبہ جس میں عبدیت و معبودیت کی حقیقت بے نقابانہ آشکارا ہو جاتی ہے یعنی مرتبہ عبدیت لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ بخوبی ظاہر ہو جائے گا۔ اس کے بعد عبادت میں اس کو کماحقہ مشغول ہونا چاہیے اور حفظ مراتب اور احکام شریعت کی بجا آوری کرے اور مسند ارشاد پر جلوہ گر ہو کر طالبانِ حق کے لئے راہنما ہو اور ایسی حالت پر اس کی ولایت[1] اور مشیخت[2] مسلم ہو جائے گی۔

فائدہ:۔ وصال محبوب ہونے میں جس قدر دیر ہوتی ہے اسی قدر آتش شوق میں التہاب اور خواہش وصل میں زیادتی ہوتی جاتی ہے اور جو شخص استقلال و مردانگی سے جد و جہد کرے گا اس کے متعلق خدا کے فضل و کرم سے ظفر مندی و کامیابی کی امید ہے۔

پاس[3] انفاس کا طریقہ

انسان کو ہر سانس پر ہوشیار اور بیدار رہنا چاہیے اور بغیر پاسِ انفاس کی مدد کے انسان کا قلب کدورتوں اور تاریکیوں سے ہرگز صاف نہیں ہو سکتا ہے اور پاس انفاس اصطلاح صوفیہ اس کو کہتے ہیں کہ سانس لیتے اور

[1] ولایت خدا ہی میں فنا ہونے اور اپنی بقا کو خدا کی بقا سے اور اپنے ظہور کو خدا کے ظہور سے حاصل کرنے کو کہتے ہیں ۱۲ [2] عالم ملک اور عالم ملکوت میں خدا کے حکم سے تصرف کرنے اور اختیار پا جانے کو مشیخت کہتے ہیں اور مرتبہ مشیخت مرتبہ ولایت سے بالا ہے ۱۲ شہید [3] پاس انفاس بہت سے طریقوں سے ہوتا ہے بعض لوگ ہر سانس میں اللہ اور بعض ہو الظاہر ہو الباطن یا حی یا قیوم اور بعض حق حق اور بعض یا ہو اور بعض ہو ہو کہتے ہیں لیکن مقصد یعنی وصول سب سے حاصل ہوتا ہے ۱۲ شہید عفی عنہ یعنی نفی کا تصور اس کے ذہن سے جاتا رہے اور صرف اللہ ہی اللہ رہ جائے اور اسی خیال پر ہر وقت قائم رہے ۱۲ شہید

اور سانس باہر کرتے وقت جہر (یا سر (چپکے سے یا بلند آواز سے) ذکر کرے اور سانس لیتے وقت اِلَّا اللہ کہے صرف سانس سے اور سانس باہر آتے وقت لَا اِلٰہَ کہے لیکن ذکر سری میں صرف سانس سے ذکر کرے اور سانس لیتے اور باہر کرتے وقت ناف کو دیکھے اور منہ بالکل بند رکھے اور زبان کو ادنیٰ حرکت بھی نہ دے اور اس قدر پابندی اور استقلال چاہئے کہ سانس خود بخود بلا ارادہ ذکر کرنے لگے۔

دوسرا طریقہ سانس باہر کرتے وقت لفظ اللہ کو سانس میں لائے اور سانس لیتے وقت **ھو** کو اندر لائے اور تصور کرے کہ ظاہر و باطن ہر جگہ اللہ ہی کا ظہور ہے اور ذکر کی اسقدر غیر معمولی زیادتی کرے کہ سانس ذکر کی عادی ہو جائے اور حالت بیداری و غفلت میں ذاکر رہے اور پاس انفاس سے بہرہ ور ہو اور ماسوائے اللہ سے قلب بالکل صاف ہو جائے چونکہ یہ ذکر قلب کو بالکل صاف اور کدورتوں سے پاک کر کے انوار الٰہی کا مہبط بنا دیتا ہے اسوجہ سے اسکو اصطلاح صوفیہ میں جاروب قلب کہتے ہیں۔

فائدہ:۔ اگر ذاکر بالکل خالی الذہن اور سادہ دل ہو اور لذت ذکر سے بالکل ناآشنا ہو تو مرشد کو چاہئے کہ اس کو اپنے سامنے مودب اور دو زانو بٹھا کر آنکھیں بند کرنے اور سر جھکا کر کمر ٹیڑھی کرنے اور سینہ کو مقابل کرنے کو کہے اس کے بعد مرید کی سانس کے ساتھ سانس لے اور جب وہ سانس باہر نکالے تو یہ بھی نکالے اس عمل سے تھوڑی دیر کے بعد خود بخود مرید لرزنے لگے گا۔ یا بیتابانہ نعرہ لگائے گا اور جو ذکر کہ مرشد کے ذہن میں ہو گا بے اختیاری سے کرنے لگے گا۔

مرید غبی کا دوسرا علاج

اگر مرید غبی ہو اور اس کا قلب کسی ذکر سے متاثر نہ ہوتا ہو تو مرشد کو چاہئے کہ اس کو اس کے اسم مربی کے ذکر کی تعلیم دے اور اس کے اسم مربی کے دریافت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ خلوت میں اس کو اپنے سامنے بٹھائے اور خدا کے ناموں میں سے کسی نام کو اپنے ذہن میں لے اور اس کی ضرب مرید کے قلب پر چند بار لگائے اگر یہ اسم اثر نہ کرے تو اسی طرح دوسرے اسم کی ضرب لگائے اور جب تک اسم اثر نہ کرے اسم برابر بدلتا رہے۔ اور جو اسم [1] اثر کرے اسی کو اس کا اسم مربی تصور کرنا چاہئے اور اسکا اسم اعظم بھی یہی ہے اور مرشد کو چاہئے کہ اسم کے ذکر کو سہ ضربی یا چہار ضربی کے طریقہ پر تعلیم کرے تاکہ وہ اس کی پابندی

[1] تاثیر کی صورت یہ ہے کہ اس کے قلب میں سر در یا لرزہ پیدا ہو جائے یا تمام جسم میں لرزہ پیدا ہو جائے اور اس قدر غلبہ کرے کہ اس سے ضبط نہ ہو سکے ۱۲ شہید

کر سکے انشاء اللہ تعالیٰ یہ ذکر اسکو فائدہ بخش ثابت ہوگا اور وہ نورِ الٰہی سے منور ہو جائے گا

اسم ذات کے زبانی ذکر کا بیان

ہر طالب کو چاہیئے کہ پاس انفاس کے باوجود اسم ذات کا ورد ایک لاکھ چھبیس ہزار مرتبہ روز کر لیا کرے ذیہ مرتبہ انتہائی مرتبہ ہے) اگر اس پر قدرت نہو تو چوبیس ہزار بار ورد کرے اس میں حکمت یہ ہے کہ آدمی دن میں چوبیس ہزار سانس لیتا ہے ہر سانس میں ایک ذکر ہو جائے گا۔ والذاکرین اللہ کثیراً والذاکرات (وہ مرد اور عورتیں جو خدا کا ذکر کثرت سے کرتے ہیں) کے زمرے میں داخل ہو جائے گا اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو کم سے کم بارہ[۱] ہزار بار ضرور پڑھ لیا کرے ذکہ یہ ادنیٰ مرتبہ ہے) اس ذکر میں ذکر زبانی یقیناً ذکر قلبی کا وسیلہ ثابت ہو جائے گا۔

اور جب زبان وقلب دونوں ذکر کرنے لگیں گے تو ذکر کی ترکیب کامل ہوگی یہ ترتیب تمام سلسلوں میں ہے لیکن سلسلہ نقشبندیہ میں صرف ذکر قلبی پر انحصار کرتے ہیں اور مبتدیوں کو اسی ذکر سے شروع کراتے ہیں۔

اسم ذات مع الضرب کا طریقہ

اسم ذات کے ذکر کی چار صورتیں ہیں ایک ضربی، دو ضربی، سہ ضربی، چہار ضربی، یک ضربی کا طریقہ آنکھیں بند کرکے داہنے شانے کی طرف سر کو لیجا کر پوری قوت سے لفظ اللہ کی دل پر ضرب لگانا دو ضربی یہ ہے کہ پہلی ضرب روح پر لگائے اور دوسری دل پر اور سہ ضربی یہ ہے کہ پہلی ضرب داہنے گھٹنے پر لگائے۔ دوسری بائیں گھٹنے پر تیسری دل پر چہار ضربی یہ ہے۔ کہ پہلی ضرب داہنے گھٹنے پر لگائے اور دوسری بائیں گھٹنے پر اور تیسری روح پر چوتھی دل پر۔

دوسرا طریقہ

خواہ بیٹھ کر خواہ رو بہ قبلہ ہو کر یک ضربی سے ہفت ضربی تک کریں یک ضربی اور دو ضربی تو طریقہ بالا پر لیکن سہ ضربی اس طرح کہ اول ضرب بائیں طرف دوسری داہنی طرف اور تیسری دل پر لگائے اور چہار ضربی میں داہنے بائیں اور سامنے دل پر بالترتیب لگائے اور پنج ضربی میں داہنے بائیں آگے پیچھے اور دل پر لگائے اور شش ضربی میں داہنے بائیں آگے پیچھے اور اوپر آسمان کی طرف اور دل پر

[۱] بعضوں کے نزدیک مرید کو کم از کم چھ ہزار بار اسم کا ورد کر لینا چاہیئے ۱۲ شہید

باالترتیب لگائے اور ہفت ضربی میں داہنے بائیں آگے پیچھے نیچے اوپر اور دل پر باالترتیب لگائے۔ اور ضرب میں فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ جدھر منہ پھیرو ادھر ہی خدا ہے۔ کا تصور کرے اور مستغرق ہوجائے اس ذکر سے ذاکر بہ خوب لذت آشنا ہے احاطہ تحریر میں نہیں آسکتا اگر آیت مذکورہ کے تصور کے ساتھ یہ ذکر پوری توجہ اور مکمل طریقہ سے کیا جائے تو استغراق اور محویت کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے اور ہر شے سے ذکر کی آواز سنائی دینے لگتی ہے اور اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ۔ کوئی چیز دنیا میں ایسی نہیں جو خدا کی حمد کی تسبیح نہ کرتی ہو، کی کامل تصدیق ہوجاتی ہے۔

چہار ضربی کا دوسرا طریقہ

قرآن شریف یا کسی بزرگ کی قبر کو سامنے کرکے رو بہ قبلہ بیٹھے اور پہلے داہنی طرف اور پھر بائیں طرف اور پھر قرآن شریف یا قبر پر اور پھر قلب پر ضرب لگائے اس ذکر سے معانی قرآنیہ کا انکشاف[1] اور کشف القبور حاصل ہوجائے گا۔

اسم ذات قلندری کا طریقہ

اگر سالک مقام ہویت پر پہنچنا چاہتا ہے تو اس ذکر کی ہمیشگی کرے اور گوشہ نشینی اختیار کرے اور چار زانو بیٹھ کر دونوں گھٹنوں کے بیچ میں سر کرکے ناف پر اللہ کی ضرب لگاکر سر کو بلند کرے اور گھٹنوں کو مستحکم پکڑے اور دل پر ہو کی ضرب لگائے اور اگر اسی طرح ذکر میں مشغول رہے گا تو خدا کے بہتر اوصاف اس میں پیدا ہوجائیں گے یہ ذکر اکثر مشائخ کا دستور العمل رہا ہے۔

ذکر جاروب کا طریقہ

بائیں گھٹنے سے لَا اِلٰہَ شروع کرے اور سر کو داہنے گھٹنے پر لاکر داہنے شانے کی طرف لیجائے اور تھوڑا سا کمر کی طرف جھکا کر اِلَّا اللّٰہ کی ضرب بہت زور سے دل پر لگائے اس ذکر میں دو زانو بیٹھنا چاہیئے۔

ذکر حدادی کا طریقہ

طریقہ بالا پر سانس کو زور سے کھینچکر لَا اِلٰہَ کا دور داہنے شانے تک پہنچا کر دونوں گھٹنوں سے

[1] اس انکشاف سے اس پر قرآن کے معانی بالکل ظاہر ہوجائیں گے جس سے اس کے ایمان میں اور زائد تقویت حاصل ہوجائے گی ۱۲ شہید

Marfat.com

کھڑا ہو جائے اور ہاتھ بلند کرکے پوری قوت سے لا الٰہ الا اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور بیٹھ جائے اور جس طرح لوہار[1] کے ہاتھوں کی حرکت ہتوڑا اٹھانے وقت ہوتی ہے اس طرح ہاتھوں کو حرکت دے۔ تاکہ لطف حاصل ہو شیخ جلال تھانیسری کے متعلق امام ابوالحفص سے مذکور ہے کہ وہ فرماتے تھے میرے شیخ نے پسندیدہ ذکر مجھ کو تعلیم فرمایا ہے دیکھا گیا ہے کہ یہ ذکر انسانی طاقت سے باہر ہے لیکن خدا کے فضل سے یہ آسان ہو جاتا ہے۔

ذکر ارّہ کا طریقہ

سانس کو الٹا کرکے پوری طاقت سے لا الٰہ کا ورد داہنے کاندھے تک پہنچائے اور سر کو پیٹھ کی طرف تھوڑا جھکا کر دل پر الا اللہ کی ضرب لگائے۔

ذکر آرّہ کا دوسرا طریقہ

پہلے آنکھیں بند کرے اور زبان کو تالو سے ملا کر الٹی سانس میں پوری طاقت سے لفظ اللہ کو ناف سے کھینچ کر داہنے شانے تک پہنچائے اور ہو کی ضرب دل پر اس طرح لگائے جس طرح بڑھئی لکڑی پر آرہ[2] کھینچتا ہے۔ اور برابر سانس کو زور سے جاری رکھے اور صفات[3] سے اجہات کا تصور کرے اور خیال کرے کہ میں دل پر آرہ کھینچ رہا ہوں۔ اور خیال کرے کہ جسطرح لکڑی کاٹتے وقت اس سے برادہ نکلتا ہے اس طرح میرے قلب سے نور کے ذرات نکل رہے ہیں اور بدن میں پھیل رہے ہیں اور جسم سے نکل کر تمام عالم کو گھیر کر میرے اور تمام عالم کے وجود کو مستور کر رہے ہیں۔ اس ذکر میں اتنا مشغول ہونا چاہئے کہ محویت کل اور مشاہدہ تمام حاصل ہو جائے اور ذاکر ہی اس ذکر کے لطف سے خوب واقف ہے احاطہ تحریر میں نہیں آسکتا ہے

فائدہ:- اذکار جہر یہ میں غذا کو اسقدر کم نہ کرنا چاہئے کہ ضعف اور لاغری لاحق ہو جائے بلکہ صرف چوتھائی معدہ کو خالی رکھنا چاہئے اور کھانے میں روغنیات اور مغزیات کا استعمال کرنا چاہئے تاکہ دماغ کو خشکی اور یبوست کی تکلیف نہ ہو اور راہ سلوک میں سب سے زائد مقدم اور ضروری یہ ہے کہ شیخ سے محبت واعتقاد کے ساتھ ربط قلبی رکھے ان سب ذکروں سے ذکر دوامی مراد ہے یعنی مرید اپنے کو ہمیشہ ذاکر رکھے

[1] غالباً اسی مناسبت سے یہ ذکر ذکر حدادی کہلاتا ہے ۱۲ شہید [2] غالباً اسی مناسبت سے اس ذکر کو حضرات صوفیہ ذکر ارہ کہتے ہیں ۱۲ شہید [3] باری تعالیٰ کے صفات و جہات علم قدرت حیات سمع بصر ارادہ تکوین کلام ہیں۔ ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید

Marfat.com

اور دنیا کے کاروبار سے قطع تعلق رکھے اور اظہار اور دکھاوے سے نفرت رکھے تاکہ یہ ذکر اس کی روح اور دل کو تازگی بخشے اور اس کا مونس رہے۔

شعر کار کن کار بگذر از گفتار ؎ کاندریں رہ کار دارد کار

دوسری فصل اشغال ذکر کے بیان میں

دل میں دو سوراخ ہیں ایک نیچے کی طرف جس کا تعلق روح سے ہے دوسرا بالائی جو جسم سے متصل ہے جب ذکر جہر میں ذاکر آمد و شد تحت و فوق سے مشغول ہو جاتا ہے تو بالائی دروزہ کھل جاتا ہے۔ لیکن نیچے کا دروازہ صرف ذکر خفی (یعنی حبس دم) ہی سے کھلتا ہے اور اذکار کا اصل الاصول حبس دم ہے۔ حضرات چشتیہ و قادریہ نے اس کو اذکار میں شرط کیا ہے، حضرات نقشبندیہ اس کو شرط تو نہیں کرتے ہیں۔ لیکن اس کی اولویت سے ان کو بھی انکار نہیں ہے منجملہ اس کے فوائد کثیرہ کے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ باطنی حرارت پیدا ہو جاتی ہے اور اندرونی چربی اور رطوبت فاضلہ کی تحلیل ہو جاتی ہے اور وہ رگیں جو قلب سے متعلق ہیں بہت چربی دار ہیں اور چربی ہی کے ذریعہ سے شیطان دل میں وسوسہ ڈالتا ہے جس وقت دم رک جاتا ہے تو اس کی حرارت سے جب چربی پگھلتی ہے تو دل صاف ہو جاتا ہے اور شیطان کی کوششیں ناکام ہو جاتی ہیں۔

خطرات فاسدہ کا انسداد جس ذکر سے ہو جاتا ہو اس ذکر کا بیان

شیطان کی صورت بالکل اژدہے کی ہے اور اس کا پھن بہت سخت زہریلا اور خاردار ہے جس وقت مرید کوئی گناہ کرتا ہے یا کوئی حرام چیز کھاتا ہے تو اس کی قوت اور زائد ہو جاتی ہے اور پھن کو اپنے دل کے اطراف میں گھماتا ہے جس سے اس کا زہر قلب میں اثر کر جاتا ہے اور تاریکی اور سیاہی پیدا ہو جاتی ہے اور جب مرید گناہوں سے توبہ کر کے پاس انفاس میں مشغول ہو جاتا ہے تو شیطان ضعیف ہو جاتا ہے اور قلب میں نورانیت اور صفائی پیدا ہو جاتی ہے۔

فائدہ:۔ جب کوئی برا خیال دل میں راسخ ہو جائے اور کسی طرح دفع نہ ہوتا ہو تو اس کے دور کرنے کی یہ صورت ہے کہ دم کو ناف سے کھینچ کر قلب میں روکے اور کلمہ لَا اِلٰہ کو دل سے نکالے اور خیال کرے کہ شیطان جو دل پر اژدہے کی طرح بیٹھا ہے لَا اِلٰہ کی قلیچی سے میں نے اس کی دم پکڑ لی اور داہنے شانے تک لائے پھر اِلَّا اللّٰہ کی قلب پر ضرب لگائے اور خیال کرے کہ یہ ضرب شیطان کے سر پر پڑی

اور اس کا سر پاش پاش ہوگیا۔ اور وہ دل سے باہر ہوگیا اسی طرح متواتر ضربیں لگائے اگر خدا نے چاہا، تو بہت جلد یہ خیالات فاسدہ دفع ہو جائیں گے اور شیطان ہلاک ہوگا۔ اور دل نور ذکر سے منور ہو جائے گا۔ اس ذکر میں ملاحظہ اور حبس دم ضروری ہے اور بے حبس دم کیئے بھی یہ ذکر مفید ہوگا مگر کرنا شرط ہے

حبس نفی و اثبات کا طریقہ

اس ذکر کو بعض لوگ شغل نفی و اثبات کہتے ہیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ آنکھیں بند کر کے زبان کو تالو سے لگا کر دم کو ناف سے کھینچے اور دل میں ٹھیرا دے اور کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کو بائیں زانو سے شروع کرے داہنے زانو پر لا کر شانے تک دورہ کو ختم کر کے اِلَّا اللّٰہُ کی پوری طاقت سے دل پر ضرب لگائے پہلے دن میں دس سانسیں کھینچے اور ہر سانس میں یہ تین مرتبہ کرے اس کے بعد روز بروز درجہ ایک ایک دم زائد کرتا رہے اور (اللّٰہ وِترٌ یُحِبُّ الْوِتْرَ اللہ طاق ہے اور طاق کو دوست رکھتا ہے) کا لحاظ رکھے تاکہ اندرونی حرارت پیدا ہو اور چربی پگھلے اور خطرات شیطانی دفع ہوں اور اس کو شکست ہو۔ اور جب دم کشی کی عادت ہو جائے گی تو دل پر محویت کی کیفیت ظاہر ہونے لگے گی اور تمام جسم میں حرارت جاری ہو جائے گی اور ہر عضو خود بخود ذاکر ہو جائے گا۔ اور عشق الٰہی کی آگ دل میں روشن ہو جائے گی مگر خطرہ کی مدافعت اور کشش دم کے واسطے یہ ضروری ہے کہ معدہ غذا سے خالی ہو۔ اور ابتدا میں اس کی بہت ضرورت ہے۔

فائدہ:۔ حبس دم میں ٹھنڈی چیزوں کے استعمال سے پرہیز کرنا چاہیئے مثلاً ٹھنڈی ہوا ٹھنڈے پانی وغیرہ سے بچنا چاہیئے کیونکہ خوف ہے کہ یہ ٹھنڈک دل کی گرمی کو ٹھنڈا نہ کر دے اور مرض اور بیماری کے خوف سے گرم چیزوں سے بھی پرہیز کرنا چاہیئے اور نہ اس قدر سیر ہو کر کھائے کہ مضمحل ہو جائے اور نہ اس قدر کم کھائے کہ ضعیف ہو جائے۔

نفی و اثبات کے حبس کا دوسرا طریقہ

چاہیئے کہ تنہائی میں چار زانو بیٹھ کر آنکھیں بند کر لے اور داہنے پاؤں کے انگوٹھے اور اس کے

[1] اس میں بھید یہ ہے کہ ناف جو انسان کے وسط میں ہے اسی طرح نفس کا مقام ہے جس طرح مضغہ صنوبری دل کا پس جب وہاں یہ نفی شروع کی جائے گی اور دماغ تک پہنچائی جائے گی تو جو چیزیں بیچ میں واقع ہوں گی متاثر ہوں گی اور حجاب ان سے اٹھ جائے گا ۱۲ تشہید

Marfat.com

پاس کی انگلی سے رگ کیماس کو مضبوط پکڑے اور ہاتھوں کو زانوؤں پر رکھے پھر دم کو ناف سے کھینچ کر دل کی طرف لاکر ام الدماغ میں ٹھیرائے اور بغیر زبان کو حرکت دئیے ہوئے غور و فکر کے ساتھ لفظ لَا کو ناف سے کھینچ کر روح کی طرف لاکر لفظ اِلٰہَ کو دماغ تک پہنچا کر باہر لائے اور دل پر اِلَّا اللّٰہ کی ضرب لگائے اسی طرح ایک سانس میں پانچ یا سات مرتبہ کہے پھر آہستہ سے سانس باہر کرے اور ہر بار باہر کرتے وقت مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (محمد خدا کے رسول ہیں خدا ان پر صلوٰۃ و سلام بھیجے) کا تصور کرے اور آنکھیں کھول کر لَا مَحْبُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ (کوئی سوا خدا کے پیارا نہیں ہے) کا تصور کرے اور سانس لیتے وقت آنکھیں بند کر لے اور لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ (کوئی موجود حقیقی سوائے خدا کے نہیں ہے) کا تصور کرے اور آہستگی سے سانس روکے اور اسی طرح ہر دن دس سانسیں لے اور ہر روز ایک ایک بار زائد کرتا چلا جائے۔ یہاں تک کہ ایک سانس سے ایک سو اکیس مرتبہ ذکر کر سکے اس وقت دروازہ قلب کا کھل جائے گا۔ اور نور مشاہدہ سے قلب منور ہو جائے گا۔

شغل سہ پایہ دورہ چشتیہ کا طریقہ

شغل سہ پایہ یہ ہے۔ اَللّٰہُ سَمِیْعٌ اَللّٰہُ بَصِیْرٌ اَللّٰہُ عَلِیْمٌ (خدا دانا اور بینا اور سننے والا ہے) کا ذکر کرے اس ذکر کو اکثر حضرات مشائخ نے کیا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ چار زانو بیٹھ جائے اور سُلْطَانًا نَّصِیْرًا (مددگار اور محمود شہنشاہ) کا تصور کرے۔ اور سانس کو روک کر اور ناف سے لیکر ام الدماغ تک پہنچائے جب سانس ام الدماغ میں پہنچے تو اَللّٰہُ سَمِیْعٌ (اللہ سنتا ہے) کہے اور بی یسمع (میرے ہی ذریعہ ۔ سنتا ہے) کا تصور کرے پھر ناف پر اَللّٰہُ عَلِیْمٌ (خدا دانا ہے) کہے اور بی یَنْطِقُ (میرے ہی ذریعہ سے بولتا ہے) کا تصور کرے پھر سے شروع کرے اور ام الدماغ میں اَللّٰہُ عَلِیْمٌ اور ناف پر اَللّٰہُ سَمِیْعٌ عروج و نزول کے طریقہ پر کہے یہاں تک کہ ایک سانس میں ایک سو ایک بار شغل سہ پایہ کرنے لگے تو جمال الٰہی سے فیضیاب ہو جائے گا اور چونکہ اس شغل میں آٹھ چیزوں کا تصور شرط ہے اس واسطے اصحاب شطاریہ اس کو ہشت رکنی بھی کہتے ہیں۔

شعر

برزخ و ذات و صفات[1] و شد و مد و تحت و فوق
می نماید طالبان و کل نفس ذوق و شوق

اس شغل میں جو احوال منکشف ہوتے ہیں ان کو بیان کرنا بے ادبی ہے لیکن اس میں تین احوال

[1] صفات سے مراد صفات اثبات ہیں جن کو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اور برزخ سے واسطہ مرشد اور ذات سے اسم ذات مراد ہے ۱۲ شہید

Marfat.com

ذاتی ہیں۔ اوّل قرب نوافل، دوسرے قرب فرائض تیسرے نہ قرب نوافل اور نہ قرب فرائض بلکہ سالک کو معلوم ہوتا ہے کہ اس کا تعین عین ذات باری کا تعین ہے۔

فائدہ:۔ قرب کی دو قسمیں ہیں قرب نوافل اور قرب فرائض۔ قرب نوافل اس کو کہتے ہیں کہ سالک سے انسانی صفتیں زائل ہوجائیں اور خدائی اوصاف حاصل ہوجائیں جیسے قم باذن اللہ کہہ کر کسی مردے کو زندہ کردینا اور پھر اس کو ہلاک کر ڈالنا اور بہت دور کی بات سن لینا یا دور کی چیز کا معائنہ کرلینا اور قرب فرائض اس کو کہتے ہیں کہ انسان تمام موجودہ چیزوں کے ادراک سے فنا ہوجائے اور اس کی نظر میں سوائے وجود الٰہی کے کچھ باقی نہ رہے اور فنا فی اللہ کا یہی مطلب ہے اور یہ قرب فرائض کا ثمرہ ہے۔

شغل سُلطانا نصیرا کا طریقہ

خواجہ معین الدینؒ سے روایت ہے کہ اس شغل کے فوائد بہت ہیں خصوصاً خطرات کے انسداد میں عجیب وغریب تاثیر رکھتا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ صبح شام کو روبہ قبلہ دوزانو بیٹھے اور اطمینان خاطر سے دونوں آنکھیں یا ایک آنکھ بند کرکے دوسری آنکھ سے ناک کے نتھنے پر نظر ڈالے اور بغیر پلک جھپکائے جس طرح چراغ یا ستارہ کی روشنی کو دیکھتا ہے غیر معین نور کا تصور کرے اور استغراق اس پائے کا کہ وہ محو ہوجائے ابتدا میں تو آنکھوں میں ضرور تکلیف ہوگی اور پانی بہے گا۔ لیکن چند دن کے بعد جب عادت پڑجائے گی تو یہ تکلیف جاتی رہے گی اور اس کو اپنی صورت جس طرح آئینہ میں نظر آتی ہے نظر آنے لگے گی اور نور الٰہی سے منور ہوجائے گی۔ اور لطف و مذاق اس کی حیثیت کے مطابق ہوجائے گا۔

شغل سُلطانا محمودا کا طریقہ

جس طرح سلطانا نصیرا کے ذکر میں نتھنوں پر نظر رکھتے ہیں اسی طرح اس شغل میں دونوں بھوؤں کے بیچ میں نظر رکھتے ہیں اس شغل کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ذاکر کو اپنا سر نظر آنے لگتا ہے اور جب سر نظر آنے لگتا ہے تو عالم بالا کے حالات سے مطلع ہوجاتا ہے

شغل سلطان الاذکار کا طریقہ

سالک کو چاہیئے کہ تنگ و تاریک حجرے میں جس میں شور و غل کی آواز نہ آتی ہو داخل ہوکر درود

Marfat.com

استغفار اور اعوذ و بسم اللہ پڑھ کے اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ نُوْرًا[۴] الخ اللہ مجھ کو نور دے اور میرے واسطے نور کردے اور میرا نور بڑھا دے اور خود مجھ کو نور کردے) تین بار حضور قلب اور تصور سے کہے اس کے بعد لیٹ کر یا بیٹھ کر یا کھڑے ہوکر اپنے بدن کو ہلکا کرے اور مردہ تصور کرے اور از سرتاپا متوجہ اور باہمت ہوجائے اور جب سانس لے تو اللہ کا اور جب سانس باہر نکالے تو لفظ ہو کر تصور کرے اور خیال کرے کہ سانس لیتے اور باہر کرتے وقت ہر ہر بال سے لفظ ہو نکل رہا ہے اور اس ذکر میں اس طرح منہمک ہونا چاہئے کہ اپنا خیال بھی جاتا رہے اور ہوالحی القیوم (خدا زندہ اور قائم ہے) کا ہر وقت تصور قائم کرے اس کا نتیجہ چند روز کے بعد یہ ہوگا کہ جسم کا ہر ہر رواں اور ہر ہر بال ذاکر ہوجائے گا اور انوار تجلی سے منور ہوجائے گا۔

ذکرِ سلطان الاذکار کا طریقہ

حواس[۱] خمسہ کو روئی یا انگلی سے بند کرکے دم کو ناف کے نیچے سے کھینچ کر ام الدماغ میں روکے اور وہاں سے دلِ مدوّر میں لیجا کر اسم ذات کے ذکر قلبی کے ساتھ قلب صنوبری سے آواز حدیث کے سننے کے ضمن میں اس نقطہ درخشندہ کے خیال میں جو دل مدور میں ام الدماغ میں واقع ہے بعضے اس کو لطیفہ اخفیٰ کہتے ہیں شغل رکھے یہاں تک کہ یہ نقطہ اس قدر وسیع اور چوڑا ہوجائے کہ تمام جسم منور ہوجائے اور اس کے بعد عرش سے زمین تک محض نور ہی نور دکھائی دے اور اس نور میں حق اور ملائکہ کی صورتیں دکھائی دینے لگیں جب سالک اس طریقہ کو حاصل کرلیتا ہے تو اپنی حقیقت کو وجود عالم میں متصرف خود دیکھنے لگتا ہے اس مقام میں سالک کو اپنی صفات کو صفات باری سمجھنا چاہئے وَاللّٰہُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَاءُ (خدا جس کو چاہتا ہے رزق دیتا ہے)

شغل[۲] سرمدی کا طریقہ

طریقہ بالا پر آنکھوں اور کانوں کو انگلیوں سے بند کرلے اور حواس[۳] خمسہ کو جمع کرکے خیال کرے کہ دماغ کے اوپر سے پانی گرنے کی آواز آرہی ہے اور اس کے سننے میں پوری ہمت سے مشغول ہو کسی نے کہا ہے۔

[۱] بلکہ بہتر یہ ہے کہ ذاکر کسی حوض میں غوطہ لگا کر اس عمل پر عامل ہو ۱۲ شہید

[۲] بعض لوگ اس ذکر کو بھی سلطان الاذکار بھی کہتے ہیں ۱۲ شہید۔ [۳] حواس خمسہ دیکھنے سننے سونگھنے چکھنے اور چھونے کی قوت کو کہتے ہیں ۱۲

[۴] اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا وَّاَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْنِیْ نُوْرًا۔

Marfat.com

شعر درراہ عشق وسوسہ اہرمن بسے است ؛ ہشدار و گوش دل بہ پیام سروش دار

اور کسی وقت اس سے غفلت نہ کرے چند دن میں اس آواز کو اس قدر قوت حاصل ہو جائے گی کہ بغیر کان بند کئے یہ آواز سنائی دے گی اور کوئی شور و شغل نہ مانع ہو سکے گا اور جب یہ ذکر تمام بدن میں سرایت کر جاتا ہے تو تمام جسم سے گنبد کی ایسی آواز آنے لگتی ہے اس آواز کو اصطلاح صوفیہ میں صوت خبن وہمس کہتے ہیں جیسا کہ قرآن شریف میں ہے وخشعت[ع] الاصوات الایۃ (خدا کے لئے آوازیں پست ہو گئیں تو تم سوائے پست آواز کے کچھ نہیں سنتے ہو) بعض لوگ کہتے ہیں یہی آواز تھی جو موسٰی اعلٰی نبینا و علیہ السلام نے درخت سے اپنے تمام جسم میں سنی تھی اور یہ آواز ان پر وحی کے نزول کی دلیل تھی۔ اور اولیائے کرام بھی اس آواز سے الہام کا فخر حاصل کرتے ہیں اور عارفوں نے بھی کسی آواز سے وصال حق حاصل کیا ہے۔ یہ آواز پابندی سے غالب ہو جاتی ہے اور کبھی گھنٹے کی ایسی . آواز آنے لگتی ہے حضرت حافظؒ فرماتے ہیں **بیت**

کس[۱] ندانست کہ منزل گہ آں یار کجاست

ایں قدر ہست کہ بانگ جرسے می آید

اور کبھی دوسرے[۲] قسم کی آواز سنائی دیتی ہے یہ ذکر مکمل حاصل ہو جانے کے بعد سلطان ذکر ہو جاتا ہے۔ اور کڑک اور گرج کی آواز ظاہر ہوتی ہے اور تمام جسم کانپنے لگتا ہے اور بے خودی اور محویت کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور کبھی چاند سورج اور بجلی کی روشنی کی طرح روشنی دکھائی دیتی ہے۔ لیکن سالک کو ان انوار کی طرف متوجہ نہ ہونا چاہئے۔ بلکہ نور ذات[۳] کی طرف خیال رکھنا چاہئے۔

شغل بساط کا طریقہ

ام الدماغ میں آفتاب کی طرح ایک منوّر نقطہ ہے جس کو دل مدوّر اور حضرات صوفیہ اس کو اخفیٰ کہتے ہیں۔ مشہور ہے کہ یہ شغل حضرت معین الدین چشتیؒ کو آں حضرت صلعم سے بلاواسطہ پہنچا ہے اور اسی

---

[۱] کسی کو نہیں معلوم کہ اس شوخ کے رہنے کی جگہ کہاں ہے بعض وقت صرف گھنٹے کی آواز آتی ہے ۱۲ شہید [۲] کبھی جھڑ کی اور کبھی طائر کی اور کبھی ڈھول کی طنبورے کی یا اور کبھی دیگچی کے ابلنے کی آواز اور اسی طرح کی مختلف آوازیں گوش زد ہوتی ہیں ۱۲ شہید [۳] اس مقام کو اصطلاح صوفیہ میں کشاکش کہتے ہیں جب سالک اس مقام سے ترقی کر جاتا ہے تو کشاکش دنیا سے گویا نجات پا جاتا ہے۔ شیخ عبدالقدوسؒ تحریر کرتے ہیں کہ حضرت جنید بغدادیؒ کو یہ تین سال میں حاصل ہوا تھا اور یہ چار برس سے کم میں حاصل نہیں ہو سکتا

[ع] وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا۔

تشغل کی برکت سے معین الدین چشتیؒ کو باطنی معراج حاصل ہوئی تھی اسی بنا پر کہا جاتا ہے العلم نقطة (علم ایک نقطہ ہے) اس تشغل کا طریقہ یہ ہے کہ آنکھیں بند کر کے اور زبان کو تالو سے لگا کر ام الدماغ میں روک کر گردہ ہو ہو کو سرمئی سرخی مائل آفتاب کی طرح خیال کرے کہ یہ تمام جسم کو پھیلا کر حاوی ہو گیا ہے۔ گویا اس کا جسم فنا ہو گیا ہے اور اس کی جگہ پر گردہ ہو کہ بے جہت اور بے کیف ذات کا عین ذات ہے) قائم ہو گیا اور اس مرتبہ فنا کا نام رویت تجلی ذات اور لاہوت محمدی ہے۔ اس شغل میں اگر زرد نور دکھائی دے تو نور نفس و ناسوت اگر سرخ دکھائی دے تو نور ملکوت اور اگر سبز نظر آوے تو نور جبروت اور اگر سیاہ نظر آئے تو نور لاہوت ہے ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء یہ خدا کی عنایت ہے جس پر چاہتا ہے کرتا ہے۔

تیسری فصل ان انوار و مراقبات کے بیان میں جو ذکر اور مراقبہ کی حالت میں ظاہر ہوتے ہیں

مراقبہ کا طریقہ۔ جب انوار جہریہ و سریہ سے سالک منور ہو جاتا ہے۔ اور اس کی رگ و پے میں ذکر سرایت کر جاتا ہے اور ایک محویت اور بے خودی پیدا ہو جاتی ہے تب اس کو مراقبات کی تعلیم دی جاتی ہے اور مراقبہ کی چند قسمیں ہیں جن سے طالب کو فائدہ ہو اور جو اسے منزل مقصود تک پہنچائے اس پر عمل کرے اس میں سے چند ہم بیان کرتے ہیں۔

مراقبہ کا طریقہ

دو زانو جس طرح نماز میں نشست ہوتی ہے ا بیٹھ کر سر کو گھٹنے پر رکھ کر قلب کو غیر اللہ سے بالکل خالی کر کے خدا کی درگاہ میں حاضر کرے اور تعوذ یعنی (اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم) اور تسمیہ یعنی (بسم اللہ الرحمن الرحیم) کے بعد اللہ حاضری، اللہ ناظری، اللہ معی۔ کہہ کر مراقب ہو کر اس کے معنی کا تصور کرے اور خیال کرے کہ خدا حاضر و ناظر ہے اور ہمیشہ میرے ساتھ ساتھ ہے اس خیال میں اس قدر منہمک ہو جائے کہ غیر خدا کا یہاں تک کہ اپنا بھی خیال دل سے نکل جائے اور اگر یہ خیال تھوڑی دیر میں زائل ہو جائے تو یقین کرنا چاہئے کہ مراقبہ نہیں ہے ابتدا میں مراقبہ میں زحمت ہوتی ہے لیکن عادت ہو جانے پر کوئی تکلیف نہیں ہوتی بلکہ اس سے رجوع مشکل ہو جاتا ہے۔ لیکن اس

لہ جو چیز مطلوب حقیقی تک پہنچانے والی ہو اس کے خیال رکھنے کو مراقبہ کہتے ہیں تو مراقبہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے مدنظر رکھنے کو کہتے ہیں اور مراقبہ خاص یہ ہے کہ خدا کی ذات میں اس قدر فکر کرے کہ اپنے سے بے فکر اور بے خبر ہو جائے ۱۲ شمیمہ

Marfat.com

مرتبہ تک رسائی تدریجاً ہوتی ہے اس وجہ سے ابتدا میں عاجز ہو کر چھوڑ نہ دینا چاہیے۔

شعر
ہمہ کارے[ف] کہ ہمت بستہ گردد ٭ اگر خارے بود گلدستہ گردد

دوسرا مراقبہ

جن امراض قلبی کی وجہ سے دل غیر خدا کی طرف متوجہ رہتا ہے ان کے اسباب تین ہیں ایک حدیث نفس یعنی بقصد اپنے دل سے جلوت اور خلوت میں باتیں کرنا۔ دوسرے خطرہ جو بلا قصد دل میں پیدا ہو جاتا ہے، تیسرے نظر بغیر یعنی کثیر التعداد چیزوں کی واقفیت ان امراض کا اصلی علاج شغل باطنی ہے۔ لیکن اس کی چند صورتیں ہیں حدیث نفس کی صورت میں اسم ذات اور خطرہ میں اسمائے صفات امہات کا دل میں تصور کرے اور دل کی توجہ مرشد کی طرف رکھے۔

مراقبۂ رویت

خدا کی رویت کا تصور کرے اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی (کیا نہیں جانتا ہے کہ خدا دیکھتا ہے) پر غور کرے اور اس پر یہاں تک مواظبت کرے کہ اس صورت کے دیکھنے کا ملکہ پیدا ہو جائے۔

مراقبہ معیت وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ۔ (جہاں کہیں تم ہو خدا تمہارے ساتھ ہے) معنی کے ساتھ تصور کرے اور یقین کرے کہ خلوت وجلوت بیماری صحت غرض ہر حالت میں خدا میرے ساتھ ہے اور اسی خیال میں مستغرق ہو جائے

مراقبہ اقربیت

نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ (ہم انسان کے رگ گلو سے بھی زیادہ قریب ہیں) پر تصور معنی کے ساتھ غور کرے اور اس خیال میں محو ہو جائے کہ خدا مجھ سے قریب ہے۔

مراقبۂ وحدت ہمہ اوست اور ھوالاول ھوالاٰخر (اس کا وجود ہر جگہ جلوہ فرما ہے اور ابتدا اور انتہا میں وہی ہے) زبان سے کہے اور تصور کرے کہ اس کے سوا کوئی نہیں ہے اور اسی خیال میں مستغرق ہو جائے۔

مراقبۂ فنا کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ الآیۃ۔ (دنیا کی تمام چیزیں فانی ہیں اور بزرگ خدا باقی رہے گا۔ کے معنی کے تصور

[ف] جو کام ہمت کے ساتھ کیا جائے اس میں اگر کانٹے ہوں گے تو گلدستے ہو جائیں گے ۱۲ شہید

ع کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ط

Marfat.com

کے ساتھ خیال کرے کہ تمام چیزیں فنا ہو جائیں گی اور ذات باری جو بے عیب ہے ہمیشہ رہیں گی اور چشم دل سے دیکھے اور اس خیال میں محو ہو جائے تاکہ اس کے معنی اور بھی منکشف ہو جائیں اور اس کے وجود کو فنا اور علم و عقل کو اضمحلال حاصل ہو۔

دیگر مراقبات بہت ہیں

جیسے اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ۔ (جدھر منہ پھیرو ادھر ہی خدا ہے) اور کَانَ اللّٰهُ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا (خدا تمہاری حالتوں کا معائنہ فرماتا ہے) اور وَهُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطًا (خدا ہر چیز کو احاطہ کیے ہوئے ہے) اور فِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (خدا تم میں ہے کیا تم نہیں دیکھتے ہو۔)

دوسرا مراقبہ

بعض لوگ آنکھ کھول کر آسمان کی طرف یا اپنے سامنے دیکھتے ہیں اور پلک نہ بند ہونے کی کوشش کرتے ہیں اس شغل میں انوار الٰہیہ متجلی ہوتے ہیں اور ایک پلک سے آگ نکل کر تمام جسم کو گھیر لیتی ہے اور عشق خدا پیدا ہو جاتا ہے۔ اور یہ مراقبہ ہُوا[1] کہلاتا ہے۔ بعض حضرات نظر ہوا پر کر کے مدتوں عالم تحیر میں رہتے ہیں

مراقبہ ۔ تنگ و تاریک حجرے میں بیٹھ کر آنکھ کھول کر ہوا میں ایک جگہ دیکھے اس سے انوار الٰہی ظاہر ہوں گے اور وصال حق نصیب ہوگا۔

مراقبہ ۔ بعض لوگ خاموش رہتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ میں موجود نہیں ہوں بلکہ اسی کا وجود ہے اگر پوری توجہ سے اس پر غور کرے گا تو جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ[2] کے مطابق خودی کا خیال دل سے نکل جائے گا۔ اور یہ راستہ بہت قریب کا ہے۔

مراقبہ ۔ بعض لوگ ذات باری کو صاف اور روشن پانی کا دریا تصور کرتے ہیں اور اپنے کو اس دریا کا قطرہ خیال کرتے ہیں اور اس میں مستغرق ہو جاتے ہیں

مراقبہ ۔ بعض اس نور مطلق کو نور غیر متناہی کا دریا فرض کرتے ہیں اور اپنے کو اس دریا کا ایک قطرہ مستہلک خیال کرتے ہیں۔

[1] ہُوا میں سر عظیم یہ ہے کہ مستقیم اور مستدیم ہے اور قول اللہ کا فی خلق الرحمٰن من تفاوت اسی کلام کا ہمسر ہے اور ہُوا عالم خدا اور عالم صفات ہے کون و مکان و کوان یعنی منزہ ہر ز عالم اسی ہُوا میں ہیں اور ہوا سے گذر کر سبحان و لامکان ہے جس کا ۔ الرحمٰن علی العرش استویٰ اور تو ہُوا کہتا ہے مگر یہ نہیں جانتا کہ ہُوا کیا چیز ہے ۱۲ ارشاد الطالبین [2] حق آگیا اور باطل فنا ہو گیا ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید۔

Marfat.com

مراقبہ بعض اس کو ظلمت محض اور اپنے کو تاریکی میں زائل ہو جانے والا سایہ تصور کرتے ہیں غرض یہ مثالیں اس وجہ سے فرض کی جاتی ہیں تاکہ مادی اور کوتاہ عقلیں اس کو تصور کر سکیں ورنہ ذات مطلق جو بے کیف و بے چون اور تمام دنیاوی لوازم سے خالی ہے اور اس سے کوئی نسبت بھی نہیں رکھتی ہے۔ ان تمثیلات سے پاک اور بری ہے تعالیٰ[1] اللہ عن ذالک علواً کبیرا اور ان تمام حیلوں اور طریقوں سے غرض اپنے موہوم ہستی کو فنا کرنا ہے کیونکہ یہ وجود عین حقیقت کے مشاہدہ سے سالک کو روکتا ہے جس قدر سالک استغراق اور محویت کی زیادتی کی وجہ سے اپنی ذات سے فنا ہو جاتا ہے اسی قدر وصال حق نصیب ہوتا ہے۔ غرض سالک کو اپنے افعال و صفات اور وجود کو جناب باری کے صفات افعال اور وجود سمجھنا چاہئے اور اسی میں مستغرق رہے تاکہ اس کی حقیقت اس پر منکشف ہو جائے اور منزل مقصود تک پہونچ جائے۔

فائدہ - جب مذکورہ بالا اذکار جہریہ اور سریہ سے مرید ترقی کر جاتا ہے اور درجہ کمال کو پہونچ جاتا ہے تو اس پر معنوی و حقیقی (جس کو ذکر روحی اور سری اور ذکر مشاہدہ و معائنہ کہتے ہیں) منکشف ہو جائے تو وہ اس مقام میں غلبۂ نور اور خدا کی عظمت سے بیہوش[2] ہو جائے گا۔[3] ہوش میں آنے پر سالک کو اپنے کو عاجز اور کم حیثیت سمجھنا چاہئے اور ترقی کا آرزومند ہونا چاہئے اس کے بعد نور جمالی ظہور فرمائے گا اس نور کا غلبہ اس کے حواس خمسہ کو بیکار اور مضمحل کر دے گا۔ اور باطنی آنکھ کے غلبہ کی وجہ سے اس نور کو ظاہری آنکھ سے دیکھے گا۔ اگر یہ اس کے دل میں ٹھہر جائے گا۔ اور قرار پکڑ لے گا۔ تو اس کا ارادہ اور کام خدا کا ارادہ اور کام ہو جائے گا۔[4] وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ[5] دیکھنا سننا غرض اس کے تمام افعال خدا ہی سے ہوں گے اور تمام چیزوں میں خدا کے وجود کو پائے گا۔

---

[1] خدا ان تمام چیزوں سے بالاتر اور پاک ہے ۱۲ شہید [2] بے ہوشی کی دو حیثیتیں ہیں ایک تو بے حس و ادراک ہو جانا اور دوسرے نیند یا نشہ کی کیفیت کا پیدا ہو جانا ۱۲ شہید [3] جب حضرت موسیٰ کے ایسے جلیل القدر رسول ایک ادنیٰ تجلی میں بے ہوش ہو کر پہاڑ پر گر پڑے تو یہ بیچارہ کس طرح متحمل ہو سکتا ہے اس کا تو بے ہوش ہو جانا اور ہوش و حواس کا زائل ہو جانا یقینی ہے مولانا محمد صبغت اللہ صاحب شہید لکھنوی فرنگی محلی ۱۲ [4] تمام موجودات کو خدا گھیرے ہوئے ہے یعنی دنیا اسی کے قبضہ اقتدار میں ہے اور اس کے علم سے کوئی شے باہر نہیں ہے اور تم جہاں کہیں اور جس حالت میں ہو خدا تمہارے ساتھ ہے ۱۲ شہید [5] اس مقصد کو شیخ المتصوفین حضرت سعدی علیہ الرحمۃ نے اپنے شعر میں یوں ادا کیا ہے۔
برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ٭ ہر ورقے دفتر است معرفت کردگار ۔ یعنی سبز درختوں کے چھوٹے چھوٹے پتے عقلمند اور سالک کی نظر میں خدا کی جاننے کے ایک ایک دفتر ہیں وہ انہیں پتوں میں خدا کو دیکھتا ہے یہی ہمہ اوست کے معنی ہیں ۱۲ شہید

اور اس کی توجہ خدا ہی کی طرف ہوگی یہ مرتبہ قرب نوافل و مقام مشاہدہ کا ہے اور اس کی کوئی حد نہیں ہے اس میں سالک بنی[1] ہوئی چیزوں سے بنانے والے یعنی خدا کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے جب سالک اس مرتبہ پر پہونچ جاتا ہے۔ اور اس میں کمال حاصل کر لیتا ہے اس کو مجذوب کہنے لگتے ہیں۔ اور بِیْ[1] یَسْمَعُ وَبِیْ یُبْصِرُ وَبِیْ یَنْطِقُ وَبِیْ یَبْطِشُ وَبِیْ یَمْشِیْ وَبِیْ یَعْقِلُ مَا رَاَیْتُ شَیْئاً اِلَّا وَرَاَیْتُ اللّٰہَ فِیْہِ

شعر — علم حق[2] در علم صوفی گم شود ؛ ایں سخن کے باور مردم شود

اس مرتبہ میں انوار تجلی کبھی اجسام کی طرح سالک پر ظاہر ہوتے ہیں تو اس کو چاہئے کہ ان انوار کو انوار الٰہی خیال کرے اگر اس حالت پر سالک ٹھہر جاتا ہے تو وہ اس سے بلند مرتبے میں پہونچ جاتا ہے اور تجلی ذاتی اس کے قلب کو حاصل ہوتی ہے اس تجلی میں اس نور کو بے نظیر و بے مثال دیکھے گا اور خدا کے وجود کو جانے گا۔ اور جناب باری کو بے حجاب دیکھے گا۔ اور اس سے یا اور دوسروں سے جو افعال و اوصاف صادر ہوں گے ان کو جناب باری کے اوصاف و افعال خیال کرے گا۔ جو عالم سے ظاہر ہوتے ہیں یہ مقام قرب فرائض کا ہے اس مرتبہ میں کمال حاصل کر لینے کے بعد سالک مجذوب سالک کہلاتا ہے یعنی صفات باری اور اس کی ہستی کو دنیا کی ہر چیز میں مشاہدہ کرتا ہے مَا رَاَیْتُ[3] شَیْئاً اِلَّا وَرَاَیْتُ اللّٰہَ فِیْہِ اس مشاہدہ کی کوئی حد نہیں ہے اگر اس مرتبہ سے مزید ترقی حاصل ہو اور تجلی ذات یا تجلی صفات خدا کے فضل سے اس پر ہوں تو اس کو ان تجلیات میں مستغرق ہو جانا چاہئے اس تیسری مرتبہ میں سالک ہمہ تن صانع ہو جائے گا اور کوئی صنعت نہ رہے گی اور اَلَا[4] اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ کا اس سے ظہور ہوگا اور مَنْ[5] عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ کا اسرار اس پر منکشف ہو جائے گا۔ اور خدا کی ہستی کے سوا اس میں کچھ نہ رہے گا۔ اور فنا ہو جائے گا اور کُلُّ[6] شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْہَہٗ کا اس پر ظہور ہوگا۔ اور حق محض باقی رہ جائے گا۔ اگر اس جگہ اَلْاٰنَ[7] کَمَا کَانَ کا تصور کرے گا نور روح کو جو خدا کا نور ذاتی ہے۔ بے نقاب دیکھے گا اور رَاَیْتُ رَبِّیْ بِرَبِّیْ ؛

ف حاشیہ صفحہ گزشتہ پر دیکھئے۔ [1] یعنی میرے ہی ذریعہ سے سنتا ہے دیکھتا ہے بولتا ہے پکڑتا ہے چلتا ہے اور ادراک کرتا ہے میں کوئی چیز نہیں دیکھتا جس میں خدا کا جلوہ دکھائی نہ دے ۱۲ شہید [2] خدا کا علم اس کے علم میں غائب ہو جاتا ہے یعنی دونوں علم مخلوط ہو جاتے ہیں لیکن اس کہنے کو ہر شخص یقین نہیں کر سکتا ۱۲ شہید [3] میں نے کوئی چیز ایسی نہیں دیکھی جس میں خدا کا جلوہ نہ دکھائی دے ۱۲ شہید [4] آگاہ ہو جاؤ کہ خدا تمام چیزوں کو گھیرے ہوئے ہے سب چیزیں اس کے قبضہ اقتدار میں ہیں ۱۲ شہید [5] جس نے اپنے کو پہچان لیا اس نے اپنے پروردگار کو جان لیا خود انسان خدا کی صنعت اور خدا کی قدرت کا ایک کامل نمونہ ہے اس وجہ سے اگر اپنی حالت پر غور کرے گا تو اس پر قدرت ربانی صفحہ ۴۴ پر

Marfat.com

اس پر شاہد ہے سالکِ خدا کو اس کے نورِ ذات کے ذریعہ سے دیکھتا ہے اور اپنے کو درمیان میں نہیں پاتا اور اسی کو فنا کہتے ہیں۔

فنا کے مراتب کا بیان

فنا کے چند درجے ہیں اور ہر ایک درجہ کی ایک معیّن حد ہے (جس طرح ذکرِ جسم، ذکرِ نفس، ذکرِ دل، ذکرِ روح، ذکرِ سر، ذکر کے پانچ درجے ہیں جن کی تفصیل اوپر گذر چکی ہے)۔ اسی طرح پر فنا کے بھی پانچ درجے ہیں۔ اول مرتبہ غلبۂ ذکرِ ربانی (جس کو ذکرِ جسمی کہتے ہیں اس کے غلبہ کی وجہ سے بُرے اخلاق (جو نفسِ امارہ کی صفتیں ہیں) صفاتِ حمیدہ (جن کا شرع نے حکم دیا ہے) میں فنا ہو جاتے ہیں دوسرے یہ کہ ذکرِ فکر ہی کے غلبہ سے (جس کو ذکرِ نفسی کہتے ہیں) نفسانی خواہشیں[۱] اور (جو نفسِ لوّامہ کی صفتیں ہیں۔ وہ امکانی خواہش میں فنا ہو جاتی ہیں تاکہ وہ احکامِ شرع کی مضبوطی سے پابندی کر سکے اور مکاشفہ اور الہام کا طریقہ (جو نفسِ ملہم کا مقام ہے منکشف ہو جاوے، تیسرے ذکرِ قلبی کے غلبہ کی وجہ سے موجودات کے اوصاف و افعال موجودِ مطلق (یعنی اللہ ؒ) کے اوصاف و افعال میں فنا ہوں تاکہ ہر شئے میں افعالِ حق کا جلوہ نظر آئے اور اطمینانِ قلبی (کہ نفسِ مطمئنہ کا مقام ہے) حاصل ہو جاوے، چوتھے ذکرِ روح کے غلبہ میں (جس کو مشاہدہ کہتے ہیں) کثرتِ خدا کی یکتائی میں فنا ہو جائے۔ یہاں تک کہ سالک کے مشاہدے میں ذاتِ مطلق کے مشاہدہ کے سوا کچھ نہ ہو یہ مرتبہ مشاہدہ کا ہے۔ پانچویں ذکرِ سری کی زیادتی میں جو لذتِ اذکار اور معائنہ اور خلق سے نفرت کرنے کو کہتے ہیں، خود سالک ذاتِ مطلق میں فنا ہو جائے یہ معائنہ ہے اور رضائے سالک یہی ہے کہ اپنے وجود کو کسی سبب سے اپنے میں نہ پائے پھر کیونکہ اگر پائے گا تو فنا فنائیت بھی فنا ہو جائے گی اور فناء الفناء کا مصداق بنے گا اس مقام میں علم سالک اور اس کی ذات وغیرہ کچھ باقی نہیں رہتی لی[۲] مع اللہ وقتٌ وقت کی طرف اشارہ ہے۔

(بقیہ ص۳۳) کے اسرار منکشف ہو جائیں گے اور وہ اپنے صانع کو دریافت کرلے گا ۱۲ شہید[۳] تمام موجودہ چیزیں مٹ جائیں گی لیکن خدا موجود بھی فنا نہ ہوگا ۱۲ شہید[۴] اس وقت بھی ویسا ہی ہے جب پہلے تھا اور یہی حالت میں کوئی تغیر نہیں ہوا ۱۲ شہید[۵] میں نے اپنے پروردگار کو اپنے پروردگار سے دیکھا ۱۲ شہید

[۱] یعنی نفس جس کے اثر سے انسان بُرے کاموں میں مشغول ہو جاتے اور اپنے پروردگار کو بھول جاتا ہے تو مر جاتا ہے اور انسان کوئی ایسی خواہش نہیں کرتا جو ناجائز اور مذموم ہو بلکہ اس کی خواہشیں وہی ہوتی ہیں جو خدا کی خواہشیں ہیں ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید

Marfat.com

اور مَنْ رَاٰنِی فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ[1] کا ظہور ہوتا ہے۔

شعر　تو دریں گم شو کہ توحید ایں بود[2]　　گم شدن گم کن کہ تفرید ایں بود

سالک اس مرتبہ میں سیر الی اللہ جو اس کا مقصد ہے اور سیر فی اللہ جس کا اس کو تصور ہے تمام کرکے مقصد اصلی حاصل کرکے تمام موجودات کی علت اپنے ظہور کو جانتا ہے یعنی وجود سالک بالکل فنا ہو جاتا ہے حضرت بایزید بسطامیؒ اسی مقام پر فرماتے ہیں کہ میں جبتک غائب تھا اسے ڈھونڈتا تھا اور اپنے کو پاتا تھا اس وقت تیس سال سے جب اپنی تلاش کرتا ہوں تو خدا کو پاتا ہوں اس مرتبے کی تجلی اگر سالک پر ایک بار بھی پڑ جائے تو ولی کامل ہو جائے مگر یہ مرتبہ بہت کم ظاہر ہوتا ہے بعض حضرات کے نزدیک ایک ہفتہ میں یا دو لمحہ یا ایک دن میں ایک دو لمحہ ظاہر ہوتا ہے تین دن یا کم زیادہ اور یہ عارف کی حالت پر مبنی ہے جیسی حالت ہوگی ویسی ہی فنائیت ہوگی ہر شخص اس کو نہیں سمجھ سکتا ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ جب سالک کو خدا اس مرتبہ فنا سے بقا دینا چاہتا ہے تو اپنے نور سے باقی رکھتا اس مرتبہ کو جمع الجمع کہتے ہیں اور یہ مقام بڑی حیرت کا ہے اور اسے آخری مقام کہتے ہیں۔

فائدہ۔ بقا باللہ رجوع الی البدایت کا نام ہے یعنی بدایت میں مبتدی کی نظر مظاہر پر سطحی پڑتی ہے اور یہ مقام باعث بہت بڑی غلطی کا ہوتا ہے اور اپنی بیخودی اور تعینات کے فنا ہو جانے کے بعد پھر تعینات کی طرف رجوع کرتا ہے اس وقت سب سے پہلے ذات مطلق پر نظر پڑتی ہے اسی کے بعد ذات مطلق کے نور سے تعینات مظاہر کو دیکھتا ہے اگرچہ تعین کے اعتبار سے دونوں مرتبے ایک ہی ہیں لیکن فرق ظاہر ہے تو عارف ہر حالت اور ہر وقت میں خدا کے وجود کا تصور کرتا ہے اور کوئی چیز اس کو خدا کے دیکھنے سے اور خدا کا دیکھنا اور دوسری چیزوں میں دیکھنے سے نہیں روکتا ہے کیونکہ عارف حقیقت انسانی تک جو کہ "الوہیت ہے" پہونچ گیا جس طرح الوہیت کے واسطے وجوب و امکان برابر ہیں اسی طرح عارف کے لئے حق خلقت حق سے کوئی حاجب نہیں۔ وَمَا رَاَیْتُ شَیْئًا اِلَّا وَرَاَیْتُ اللّٰہَ فِیْہِ اور اس کو خلق معدوم محض اور خدا موجود مطلق معلوم ہوتا ہے اور خدا کے علم کے ذریعہ سے اپنے کو مطلق قید میں آیا ہوا تصور کرتا ہے اور قیود کی وجہ سے اپنے کو بندہ سمجھتا ہے۔ اور کہہ اٹھتا ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ اس مرتبہ میں خدا کا خلیفہ

---

[1] جس نے مجھ کو دیکھا اس نے یقیناً خدا کو دیکھ لیا ہے ۱۲ شہید

[2] تم اپنے وجود کو خدا کے وجود میں فنا کردو کیونکہ توحید کے معنی یہی ہیں پھر فنا کو فنا کردو کیونکہ تفرید یہی ہے ۱۲ شہید

Marfat.com

ہو کر لوگوں کو اس تک پہونچا تا ہے اور ظاہر میں بندہ اور باطن میں خدا ہو جاتا ہے اس مقام کو برزخ البرازخ کہتے ہیں اور اس میں وجوب و امکان مساوی ہیں کسی کو کسی پر غلبہ نہیں مَرَجَ البحرین یلتقیان[1] بینھما برزخ لا یبغیان[2] اس مرتبہ پر پہونچ کر عارف عالم پر متصرف ہو جاتا ہے۔ اور سخر لکم ما فی السموات وما فی الارض کا انکشاف ہوتا ہے اور وہ ذی اختیار ہو جاتا ہے اور خدا کی جس تجلی کو چاہتا ہے اپنے اوپر کرتا ہے اور جس صفت کے ساتھ چاہتا ہے متصف ہو کر اس کا اثر ظاہر کر سکتا ہے چونکہ اس میں خدا کے اوصاف پائے جاتے ہیں اور خدا کے اخلاق سے وہ مزین ہے اور اس نے جمال و اسبغ علیکم نعمہ ظاہرۃ وباطنۃ[3] کو دیکھا ہے اور نورٌ علی نور ہو گیا اس وجہ سے حال اس کے تابع ہو گیا ہے۔

قطعہ

ہیچ کس ایں درد را درماں نیافت[4] ہیچ کس ایں راہ را پایاں نیافت

اے برادر بے نہایت درگہیست ہر چہ بروی می رسی بروی مایست

فائدہ۔ سالک کو ذکر زبانی و دلی میں تنہائی اور مجمع میں باآواز اور بلا آواز رات دن مشغول رہنا چاہیے تاکہ اپنے کو اور اپنے ذکر کو بالکل بھول جائے اور محو کر دے انشاء اللہ ذاکر کے دل پر لا تعداد انوار و اسرار الٰہی جلوہ فرما ہوں گے اور ان انوار کی روشنی میں جمال کا لطف اور تجلی حق حاصل ہو گی اور اپنے مقصد میں کامیابی ہو گی۔

فائدہ۔ مگر اس جگہ ہوشیار رہنا چاہیے اور مراقبہ کرنا چاہیے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس نور کی طرف متوجہ ہو جائے جو مطلوب نہیں ہے اور لطف اٹھا کر خسارہ اٹھائے اور رشک معشوقیت سے جل جائے اگرچہ خدا کے انوار صرف جلالی نہیں ہیں جمالی بھی ہیں مگر حفظ مراتب ضروری ہے اور اچھے بُرے میں امتیاز کرنا چاہیے ورنہ کفر اور زندیقیت کا ڈر ہے لہٰذا اچھے بُرے انوار کے علامات اور آثار جاننا چاہئیں۔

اچھے اور بُرے انوار آثار کی کیفیت

جب سالک کا دل خدا کا ذکر کرنے لگتا ہے اور ذکر تمام اعضاء میں سرایت کر جاتا ہے

---

[1] جو دو دریا ایک دوسرے سے ملتے ہیں انکو ملا دیا ان کے بیچ میں ایک پردہ یعنی خلا ہے جس سے تجاوز نہیں کر سکتے ہیں ۱۲ شہید
[2] جو کچھ زمین اور آسمان میں ہے اس کو تمہارے قبضہ اور تمہارے اختیار میں کر دیا ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید [3] خدا نے اپنی ظاہری اور پوشیدہ نعمتیں تم کو عنایت فرمائیں ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید [4] اس مرض کی کوئی دوا نہیں ہے اس راستہ کی کوئی انتہا نہیں ہے اس درگاہ کی کوئی نہایت نہیں جب پر تم پہنچو اس پر رک نہ جاؤ یعنی خدا کے عشق کا کوئی علاج سوائے (باقی صفحہ ۳۸ پر)

اور غیر خدا سے دل بالکل پاک وصاف ہو جاتا ہے اور روحانیت سے تعلق خاص پیدا ہو جاتا ہے تو انوار الہٰی ظاہر ہونے لگتے ہیں کبھی وہ انوار خود اپنے میں دکھائی دیتے ہیں اور کبھی اپنے باہر تو اچھے انوار وہی ہیں جن کو وہ دل۔ سینہ یا سر یا دونوں طرف اور کبھی تمام بدن میں پائے اور جو انوار کبھی داہنے بائیں کبھی سامنے سر کے پاس ظاہر ہوتے ہیں وہ بھی اچھے ہیں مگر ان کی طرف توجہ نہ کرنا چاہئے کسی رنگ کا نور اگر داہنے شانے کے برابر ظاہر ہو تو وہ فرشتوں کا نور ہے اور اگر سفید رنگ کا ظاہر ہو تو کراماً کاتبین[1] کا ہے اور اگر سبز پوش خوبصورت آدمی یا کوئی اور اچھی صورت ظاہر ہو، تو وہ فرشتہ ہے جو ذاکر کی حفاظت کے لئے آیا ہے اور اگر داہنے شانے سے کچھ ہٹا ہوا یا آنکھ کے برابر ہے تو وہ مرشد کا نور ہے جو راستہ کا رفیق ہے اور اگر سامنے ہے تو وہ نور محمدیؐ ہے جو سیدھے راستے کی تعلیم فرماتا ہے۔

اور اگر بائیں شانے کے متصل ظاہر ہو تو وہ فرشتوں کاتب سینہ کا ہے اور اگر بائیں شانے سے دور ظاہر ہو خواہ کسی رنگ کا ہو شیطان کا نور ہے اور بعض کہتے ہیں کہ دنیا کا نور ہے اسی طرح جو صورت یا آواز پیچھے سے یا بائیں طرف سے ہو وہ شیطان کا دھوکہ ہے لاحول سے دفع کرے اور اعوذ باللہ الخ پڑھے اور توجہ نہ کرے اور اگر نور اوپر سے یا پیچھے سے آئے تو وہ ان فرشتوں کا ہے جو حفاظت کے واسطے مقرر ہیں اور اگر بلا کسی جہت کے ظاہر ہو اور دل میں خوف پیدا کرے۔ اور اس کے دفع ہو جانے کے بعد باطنی حضور نہ رہے تو وہ نور شیطان کا ہے۔ لاحول پڑھنا چاہئے اور اگر اسی طرح بلا جہت ظاہر ہو اور اس کے زوال کے بعد حضور باطنی کی لذت نہ جائے۔ اور اشتیاق و طلب اسی طرح غالب رہے تو وہی نور مطلوب ہے رَزَقَنَا اللّٰہُ وَاِیَّاکُم۔ اور اگر دھوئیں یا آگ کے رنگ کا نور سینہ یا ناف کے اوپر سے ظاہر ہو تو خناس کا نور ہے۔ اعوذ باللہ الخ پڑھنا چاہئے اور اگر سینے کے اندر یا دل پر ظاہر ہو تو وہ صفائے دل کا ہے اور اگر سرخ یا سفید زردی مائل نور دل سے ظاہر ہو تو دل کا ہے اور اگر خالص سفید ہے تو روح کا ہے جس نے طالب کے دل میں تجلّی کر کے اپنی ہستی کو ظاہر کیا ہے اور اگر سر کی جانب سے ہے تو وہ نور بھی

(بقیہ صفحہ ۳۷) وصل کے نہیں ہے اور سالک جس انتہائی مرتبہ پر پہونچ جائے اور خیال کرلے کہ یہیں وصال حق نصیب ہوگا وہ دراصل انتہائی مرتبہ نہیں بلکہ خدا اس سے بھی بالا تر ہے ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید فرنگی محلی؛

[1] کراماً کاتبین لسان شرع میں دو فرشتے ہیں جو انسان کی اچھائیوں اور برائیوں کے لکھنے کے واسطے انسان کے دونوں شانوں پر متعین فرمائے گئے ہیں ۱۲ شہید

روح کا ہے اور آفتاب کے رنگ کا نور بھی روح کا ہے اور بعض اس کو نور ذات ٹھیرانتے ہیں تو اگر یہ اوپر سے ہے تو ذات کا ہے اور اگر سامنے ہے تو روح کا ہے اور اگر چاند ایسا ہو تو دل کا ہے اور بعضوں کے نزدیک سامنے کا نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور جو سلطانا نصیدا وسلطانا محمودا کی طرف سے ظاہر ہو وہ بھی نور ذات ہے مگر سالک کو چاہیئے کہ انوار میں سوائے مطلوب کے کسی طرف نہ متوجہ ہو اور سرور اور لطف نہ حاصل کرے بلکہ صرف نور الٰہی میں ترقی کرے کیونکہ خدا کی تجلیوں کی کوئی انتہا ہی نہیں ہے۔ اور اگر کاجل کی سیاہی کی ایسی تاریکی اور اس کے گرداگرد باریک اور مکدّر نورانی خطوط ہوں تو وہ نور نفی کا ہے اگر اس طرف توجہ کریگا تو نفی حاصل ہوگی اور ماسوائے اللہ سے قلب کا صاف ہو جانا اور ہر آثاری افعالی وصفاتی تجلی (جس کا رنگ سفید اور سبز اور سرخ ہے) میں محویت اور فنا کا حاصل ہونا مقصد اصلی ہے جس ہوش میں آئیگا تو درد اور شوق اور بیقراری عشق ترقی کرے گی اور ہر تجلی سے ترقی کر کے دوسری تجلّی سے لطف حاصل کرے گا۔ اس کی کیفیت کا بیان غیر ممکن ہے اور عروجی سیر کے پورا ہونے کے بعد تجلّی ذات کا جلوہ دکھاتی ہے اور تجلّی ذاتی کا آنکھ کی سیاہی کے مانند رنگ ہے اور اس میں عارف کی فناء الفنا ہے۔ معلوم کرنا چاہیئے کہاں تجلیات کی ابتدا میں (عالم ناسوتی کے انوار واوصاف کے مناسب) سالک کے قلب پر انوار مختلف حیثیتوں سے ظاہر ہوتے ہیں اور سالک ان انوار کی طرح مجسم نور بن کر عالم انوار کی سیر کرتا ہے تو سالک کو ان سے لذت نہ حاصل کرنا چاہیئے اور نہ ان میں مشغول ہو اور اس کو خدا کی قدرت سمجھ کر صانع کی طرف متوجہ ہو پھر انشاء اللہ مرشد کی مدد سے سالک آسمان پر پہنچے گا۔ اور آسمان کی عجیب وغریب چیزوں کا معائنہ کرے گا اور انبیاء اولیاء اور فرشتوں کی روحوں سے نیاز حاصل کرے گا۔ اور فرشتوں کو مختلف صورتوں میں دیکھے گا اور انھیں کی طرح ان کے ساتھ آسمانوں پر صعود کر کے عجیب عجیب چیزوں کا نظارہ کرے گا۔ تو مرید کو ان سے لطف نہ اٹھانا چاہیئے اور درد عشق اور شوق کے ساتھ ترقی کرے پھر ارشاد الٰہی اور مرشد کی توجہ سے عرش وکرسی پر پہنچے گا۔ اور کرسی کو نور عرش سے منوّر اور آفتاب کی مانند روشن پالے گا سالک کو اسمیں[1] سے لذت نہ اٹھانا چاہیئے اور سب کو نفی کے تحت میں رکھنا چاہیئے اس مرتبہ میں مرید عنصریت سے

[1] انسان کے متعلق تسلیم کرلیا گیا ہے کہ وہ چار عنصر آگ، ہوا، پانی، مٹی سے بنایا گیا ہے اور اسی سبب سے عنصری مادی کہلاتا ہے تو مصنف رحمتہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس مرتبہ کے حاصل کرلینے پر وہ عنصری نہ رہے گا۔ بلکہ اطلاق اور تجرد مادہ کی حالت پیدا کرے گا۔ واللہ یرزق من یشاء ۱۲ شہید

Marfat.com

ترقی کرکے اطلاق کی حالت پیدا کرلے گا مگر اس حالت پر بھی اس کو مطمئن نہ ہونا چاہئے اور خدا کے مختلف اوصاف کا نظارہ کرکے اس کے دل میں عشق الٰہی کی آگ اور تیز ہوجائے گی اور اس کے ہوش و عقل کو بالکل جلا دے گی ہوش میں آنے پر شوق و محبت کی وجہ سے بیباکی سے گفتگو کرے گا لیکن اس کو خود اس کا احساس نہ ہوگا، نیز اسحالت کی وجہ سے وہ تمام چیزوں سے سوائے خدا کے قطع تعلق کردے گا از روئے وصل اور درد عشق اور زائد ہوجائے گا۔ اگر خدا نے فضل کیا تو وہ ان تجلیات کیفی سے ترقی کر جائے گا اور اس پر تجلی حقیقی بے کیفی ہوگی اور ان میں محو ہوجائے گا۔ اور ان تمام چیزوں سے بیخبر ہوجائے گا۔ اور سوائے خدا کے کسی کو بھی نہ دیکھے گا اور وجود خدا کا اس کو یقینی ثبوت پہنچ جائے گا۔ پھر ہوش میں آنے پر اپنی فنا کی وجہ سے وصال حق کے اشتیاق کی ایک خاص کیفیت محسوس کرے گا اور خدا کو اپنے وجود میں پاکر منصورؒ[1] کے ایسے کلمے کہنے لگے گا اور خود نہ جانے گا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ یہ تو تجلیات افعالی اور صفاتی تھے مگر اس کے بعد خدا کے فضل اور مرشد کی توجہ سے عشق بیقراری کے باوجود مطلوب حقیقی کی تجلی ذاتی اس پر ہوگی اس مرتبہ میں وہ اپنے وجود سے اس قدر بے خبر ہوجائے گا۔ کہ اپنے فنا کا احساس بھی نہ کرے گا اور فنا الفنا حاصل ہوگی۔ اس کے بعد اس کو فنائے حقیقی حاصل ہوگی اور حفظ مراتب کا پاس کریگا اور خدا کی خلافت پائے گا۔

دوسرا باب حضرات قادریہ جیلانیہ کے اذکار و اشغال کے بیان میں

اس خاندان میں کلمۂ طیب معمولی آواز سے اس طرح تعلیم فرمایا جاتا ہے کہ لا الٰہ کو پوری طاقت سے بدن کے اندر سے کھینچ کر الا اللہ کی دل پر ضرب لگائے اسی طرح خلوت میں روز و شب مشق کرتے اور جس قدر ہو سکے اس کی تکرار کرے اور ہر سو کے بعد ایک بار محمد رسول اللہ کہے اور ایک نشست میں ایک ہزار ایک سو گیارہ بار پڑھنا بہتر ہے اس میں مزاولت کے بعد اسے ایک خاص قسم کی محویت اور لطف حاصل ہوگا اس کے بعد نفی و اثبات کا طریقہ اس طرح تعلیم کرتے ہیں کہ رو بہ قبلہ دو زانو باادب بیٹھ کر آنکھیں بند کرکے پوری قوت سے لا کو ناف کے نیچے سے کھینچ کر باہر لائے اور داہنے شانے تک پہنچا کر الٰہ کو ام الدماغ سے نکالے اور الا اللہ کی بہت

[1] حضرت منصورؒ رحمۃ اللہ انا الحق یعنی میں خدا ہوں فرمایا کرتے تھے اس رتبہ کے حاصل ہونے پر جب خدا کے وجود کو اپنے میں پائے گا تو بے اختیاری سے ایسے دعوے کرنے لگے گا۔ مولانا صبغت اللہ شہید فرنگی محلی ۱۲۔

زور سے قلب پر ضرب لگائے اور الا اللہ کہتے وقت خیال کرے کہ سوائے خدا کے نہ کوئی موجود ہے نہ کوئی مقصود ہے اور نہ کوئی معبود ہے تاکہ غیر کی ہستی کا خیال جاتا رہے اور الا اللہ سے وجود مطلق کے اثبات کا خیال کرے۔

حبس نفی و اثبات کا طریقہ

سانس کو ناف کے نیچے روکے اور غیر خدا کی نفی کا تصور کر کے لا کو داہنے پستان کے متصل لیجا کر لفظ الٰہ کو دماغ سے نکال کر دل پر الا اللہ کی ضرب لگائے اور سانس باہر نکالتے وقت چپکے سے محمد رسول اللہ کہے اور سینہ کی طرف اشارہ کرے پہلے دن یہ عمل تین دفعہ کرے پھر ہر روز ایک ایک زائد کرتا جائے یہاں تک کر دو سو یا اس سے زائد ہو جائے اس کا فائدہ اوپر گذر چکا ہے۔

پاس انفاس کا طریقہ

سانس باہر کرتے وقت لا الہ اور لیتے وقت الا اللہ دل سے کہے

اسم ذات باضربات کا طریقہ

اس کے بعد اسم ذات کو ضربات کے ساتھ کہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ یک ضربی میں لفظ اللہ کی پوری طاقت اور زور سے دل پر ضرب لگائے پھر ٹھہر جائے تاکہ سانس ٹھہر جائے پھر ضرب لگائے اسی طرح مشق کرے اور دو ضربی میں پہلی ضرب داہنے گھٹنے پر اور دوسری قلب پر لگائے۔ اور سہ ضربی میں پہلے داہنے گھٹنے پر اور دوسری بائیں پر اور تیسری ضرب دل پر لگائے اور چار ضربی میں پہلی دوسری دائیں بائیں گھٹنے پر اور تیسری سامنے اور چوتھی ضرب دل پر لگائے۔ لیکن یک ضربی دو ضربی اور سہ ضربی میں تو دو زانو اور چہار ضربی میں چوزانو بیٹھنا چاہئے۔

دوسری فصل اشغال قادریہ کے بیان میں اسم ذات خفیہ کا طریقہ

ان اذکار کے بعد اسم ذات خفیہ تعلیم فرماتے ہیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ زبان کو تالو سے ملائے اور جس قدر ہو سکے قلب سے اللہ اللہ کہے اور رات دن یہی تصور رکھے تاکہ پختہ خیالی حاصل ہو اور ذکر میں کوئی زحمت نہ ہو اور اگر اسم ذات سے پاس انفاس کرے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ ناف

پر اسم ذات کا تصور کرکے لفظ ہو کو خیالی طریقہ سے دراز کرکے آسمان پر لے جائے اسی طرح ہر سانس میں کرے اور اس خاندان کے ذکر آرہ کا مخصوص طریقہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

برزخ اکبر کا شغل

اس کے چند طریقے ہیں اوّل یہ کہ حبس دم کرکے دونوں ابروؤں کے بیچ میں نظر رکھے دوسری نظر ہوا میں رکھے تیسرے داہنی آنکھ کھلی اور بائیں بند رکھے اور ناک کے داہنے نتھنے پر وجود مطلق (خدا) کے نور کا (جو تمام قیدوں سے پاک ہے) تصور کرے تاکہ وہ نور ظاہر ہو اور فنائے حقیقی حاصل ہو مگر اس عمل میں پلک نہ جھپکنا شرط ہے اور یقین کرے کہ میں جو دیکھتا ہوں اور جس کو پاتا ہوں وہی میرا مقصود ہے انشاء اللہ مقصود جلد حاصل ہوگا۔

اسم ذات کا شغل

اسم ذات کے شغل کا طریقہ یہ ہے کہ کاغذ پر قلب[۱] صنوبری کی سرخ یا نیلی تصویر کھینچکر اس میں اللہ سونے یا چاندی کے پانی سے لکھ کر اس پر نظر رکھے یہاں تک کہ یہ نام دل پر منقوش ہو جائے یا لفظ اللہ کی صورت دل پر لکھے اور اس کی طرف متوجہ رہے تاکہ اس کے حواس سے غیب ظاہر ہو۔

شغل دورہ قادریہ کا طریقہ

سالک کو چاہیئے ادب سے دو زانو قبلہ رو بیٹھے اور آنکھیں بند کرے زبان کو تالو سے لگا کر اللہ سمیع کا حضور قلب سے تصور کرے اور خط نورانی ناف سے نکال کر وسط سینہ تک (جو لطیفہ سر کا مقام ہے) پہنچائے اور اللہ بصیر کو سینہ سے نکال کر دماغ تک پہنچائے اور اللہ علیم کو ام الدماغ سے نکال کر عرش تک پھر عرش سے دماغ تک اور اللہ بصیرؔ کو دماغ سے سینہ تک اور اللہ سمیع کو سینہ سے ناف تک لائے اس دورہ کے بعد پھر ناف سے شروع کرکے تدریجاً عروج و نزول کے طریقہ سے مشغول رہے بعضے اس شغل میں اللہ قدیرؔ کو شامل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ قدیرؔ کو چوتھے آسمان تک اور اللہ علیمؔ کو عرش تک پہنچائے اور وہاں ٹھہر جائے اس شغل کی کیفیتیں بہت مشغول ہونے سے معلوم ہوتی ہیں۔ اس شغل کے فوائد و ثمرات حاصل

---

[۱] اس کی شکل یہ ہے (اللہ)

ہونے کے بعد مراقبہ تلقین فرماتے ہیں۔

تیسری فصل مراقبات قادریہ کے بیان میں

مراقبہ رقیب سے مشتق ہے اور عربی میں رقیب نگہبان اور محافظ کو کہتے ہیں تو ماسوائے اللہ کی یاد اور غیر حق سے دل کو محفوظ رکھے اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس آیت یا کلمہ کا مراقبہ منظور ہو اس کو زبان سے کہے اور اپنے کو ذلیل و کمترین سمجھ کر باادب قبلہ رو دوزانو بیٹھے اور غیر خدا سے دل کو صاف کر کے اس کے معنی کے تصور میں منہمک ہو جائے حدیث شریف میں معنی کے متعلق ہے الاحسان ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک[1] اور قرآن مجید کی آیت کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذی الجلال والاکرام[2] گویا تمام مراقبوں کی اصل ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے کو بالکل مردہ اور بوسیدہ اور خاک خیال کرے اور آسمان کو شگاف دار اور تمام دنیا کو درہم برہم (جیسا کہ قیامت کے دن ہو جائے گی تصور کرے اور خدا کی ذات کو موجود و باقی خیال کرے جس وقت تک محویت اور بے خودی نہ پیدا ہو جائے اسی شغل میں مشغول رہے اور اس کے حاصل ہونے کے بعد دوسرے مراقبوں میں مشغول ہو۔

دوسرا مراقبہ

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ[3] خیال کرے کہ جس طرح خدا کا وجود ہر جگہ ہے اس طرح اس کا نور تمام عالم میں ہے اور مستغرق ہو جائے اور ایسا ہی اس اِنَّ الْمَوْتَ[4] الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِیْكُمْ

آیت کا مراقبہ

اور اینما تکونوا یدرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدۃ[5] کا مراقبہ کرے اس کے علاوہ اور دیگر کلمات مذکورہ بالا کا مراقبہ کرے جب ان مراقبات سے فائدہ حاصل ہونے لگتا ہے اور انوار

---

[1] بہترائی اور اچھائی یہ ہے کہ تم اس طرح عبادت کرو گویا خدا کو تم دیکھتے ہو اگر اس خیال پر قدرت نہ ہو تو یہ خیال کرو کہ خدا تم کو دیکھتا ہے ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید [2] دنیا میں جو کوئی ہے وہ ضرور فنا ہوگا اور بزرگی اور بڑائی والا خدا باقی رہے گا ۱۲ شہید [3] خدا زمین اور آسمان کا نور ہے ۱۲ [4] موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ تم کو ضرور پالے گی ۱۲ [5] تم جہاں کہیں ہو گے تم کو ضرور پالے گی خواہ مستحکم گھرے ہوئے برجوں میں ہو ۱۲ شہید۔

Marfat.com

و کیفیات ظاہر ہونے ہوں تو مراقبہ توحید تعلیم کیا جاتا ہے اور اس کی چند قسمیں ہیں۔

اوّل مراقبۂ توحید افعالی

اس کا طریقہ یہ ہے کہ تمام دنیا کے حرکات وسکنات کو خدا کے حرکات وسکنات جانے اور ظاہری کام کرنے والوں کو آلہ اور خدا کو فاعل حقیقی خیال کرے اس پر پورے طریقہ سے پابندی کرنے پر عجیب ثمرہ اور بہتر اخلاق ظاہر ہوں گے اور اچھائی برائی میں کوئی فرق ظاہر نہ ہوگا۔ رباعی

مردانؔ[1] نفس ہوا شکستند | از نیک و بد زمانہ رستند
در بحر فنا چو غوطہ خوردند | جز حق ہمہ را وداع کردند

دوسرا مراقبہ توحید صفاتی کا ہے

اور وہ یہ ہے کہ اپنے اور تمام دنیا کے وجود کو خدا کے صفات کا عکس سمجھے اور اسی خیال میں مستغرق ہو جائے اس کے فوائد بھی کل کے کل نہیں قلمبند کیے جا سکتے مختصراً یوں سمجھنا چاہیے کہ یہ مراقبہ کرنے والا اپنے کو کثرت فی العالم کا متبع سمجھتا ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ اپنے جسم کو وسیع اور چوڑا پاتا ہے اور اس مرتبہ زمین سے عرش تک تمام چیزوں کو گھیرے ہوئے ہوتا ہے اور تمام عالم کا وجود اپنے میں پاتا ہے اور ہر چیز کی حقیقت اس پر منکشف ہو جاتی ہے اور یہ کشف غلط نہیں ہوتا بلکہ واقعی ہوتا ہے لیکن اس میں نہ ٹھیرے اور ان انوار کا قصد کرے جو ذات کے حجاب ہیں اور بعض وقت جو مختلف قسم کے نور ظاہر ہوتے ہیں وہ بھی وجود مطلق کے حجاب ہیں۔ دربار الٰہی میں عجز وانکساری سے دعا کر کے خیالی طریقہ سے اس سے گذر جائے اور ان پردوں کے بعد ایک جمالی پردہ ہے (جو لطیف اور بے رنگ ہے) کبھی اس پر توقف ہو جاتا ہے۔ اور بعضے اس کو غرض اصلی سمجھ کر ٹھیر جاتے ہیں مگر خدا کی مدد شامل ہے تو یہ پردے باآسانی طے ہو جائیں گے اور ذات مطلق کی معرفت کا فخر حاصل ہوگا اور اس جگہ عجیب وغریب حالات پیش آئیں گے اس کو اصطلاح میں سیر فی اللہ کہتے ہیں اور اس کی کوئی انتہا نہیں اور یہ مقام سلوک ومعرفت کا منتہا خیال کیا جاتا ہے۔

---

[1] جو لوگ دنیاوی لوازمات سے بری ہو جاتے ہیں ان کو اچھائی برائی کا امتیاز نہیں رہتا اور جب دریائے فنا میں غوطہ لگاتے ہیں تو سوائے خدا کے دنیا کی تمام چیزوں سے جدا ہو جاتے ہیں۔ ۱۲ شہید۔

Marfat.com

تیسرا مراقبہ

توحید ذاتی کے مراقبہ سے محققین نے منع کیا ہے اور توحید ذاتی یہ ہے کہ تمام چیزوں کو خدا جانے اور غیر خدا کو معدوم سمجھے اور وجہ اس کی یہ ہے یہ سمجھنا بغیر وجدان کامل کے نہیں ہو سکتا ہے مجملاً یوں سمجھنا چاہئے کہ ہمیشہ اسی حالت میں رہے انشاء اللہ تدریجاً پورے طور پر کشف ہونے لگے گا۔ اور ابتدا میں تحقیق اور تلاش نہ کرنا چاہئے۔

ذکر برائے شفائے مریض

در راست یا اَحَدُ چپ یا صَمَدُ وطرف آسمان یَا وِتْرُ در دل یَا فَرْدُ ہزار بار بگوید۔

فائدہ مراقبہ میں پابندی اور مشق کرنی چاہئے تاکہ یہ حالت ہو جائے کہ دل مراقبہ سے بمشکل ہٹے اور مراقبہ سے دل پھیرنا ناممکن ہو اور اس سے حضوریت اور محویت حاصل ہو اور اپنے اور تمام عالم کا عدم بعد وجود حق ثابت ہو جائے اور اس کے ایک لمحہ بھی موقوف ہو جانے میں جان کی ہلاکت کا ڈر ہے

ارواح اور ملائکہ کے کشف کا طریقہ

سالک داہنے سُبُّوحٌ اور بائیں قُدُّوْسٌ اور آسمان کی طرف رَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ اور قلب پر وَالرُّوحِ کی ہزار بار ضرب لگائے اور مقصود کی طرف متوجہ ہو جائے تو جس روح سے ملاقات کرنی مقصود ہوگی وہ بیداری یا خواب میں ملاقات کرے گی دو ہزار ضربیں لگانے سے مقصود جلد حاصل ہوگا۔

آئندہ کے حالات سے باخبر کر دینے والا ذکر

داہنے یَا اَحَدُ اور بائیں یَا صَمَدُ اور سر شانے کی طرف پھیر کر یَا حَیُّ اور دل میں قیوم کی ایک ہزار ضربیں لگائے اور بلاؤں کے دور کرنے کے لئے اسی طرح ایک ہزار ضربیں لگانا مجرب ہے۔

بیمار کی شفا کے لئے ذکر

داہنے یَا اَحَدُ اور بائیں یَا صَمَدُ اور آسمان کی طرف یا وتر دل میں یا فرد ایک ہزار بار کہے

مشکل چیزوں کے حاصل کرنے اور آیندہ کے متعلق واقفیت حاصل کرنیکا ذکر

نماز تہجد کے بعد ہزار بار داہنی طرف یا حی بائیں طرف یا قیوم اور آسمان کی طرف یا وھاب اور دل میں یا اللہ کی ضرب لگائے اور دعا کرے۔

کشف قبور کے واسطے ذکر

پہلے اکیس بار یا رب کہے اور آسمان کی طرف یا روح اور قبر پر یا روح اور دل پر یا روح الروح کی ضرب لگائے۔ انشاء اللہ خواب یا بیداری میں میت کا حال معلوم ہو جائے گا۔
دوسرا طریقہ۔ پہلے قبر کے پاس بیٹھ کر میت پر فاتحہ پڑھے اور پھر آسمان کی طرف اکشف لی یا نور اور دل پر اکشف لی یا نور اور قبر پر عن حالہا کی ضرب لگائے اور قلب کی طرف متوجہ ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کے کشف کا ذکر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مثالیہ کا تصور کر کے درود شریف پڑھے اور داہنی طرف یا اَحْمَدُ اور بائیں طرف یا محمدؐ اور یا رسول اللہ ایک ہزار بار پڑھے انشاء اللہ بیداری یا خواب میں زیارت ہوگی۔

حاجت براری کا ذکر

جو کوئی مشکل یا ضرورت پیش آئے اس کے موافق اسمائے حسنیٰ میں سے کوئی نام لے کر سہ ضربی یا چہار ضربی میں مشغول ہو جائے مثلاً کشایش رزق کے واسطے یا رزاق اور مریض کی شفا کیواسطے یَا شَافِی اور موذی جانوروں سے بچنے کے واسطے یَا حَفِیظُ اور فاتحہ کے لئے یا صمدُ اور دشمن کے دفع کرنے کے لئے یا مُذِلُّ اور بلا کے دفع کرنے اور دل کی تفریح کے لئے یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ وعلیٰ ہذا القیاس۔

باب ۳ حضرات نقشبندیہ رحمہم اللہ کے اذکار و اشغال

جب سچا طالب خدا کی عنایت سے اس سلسلہ کے بزرگوں میں سے کسی کو اپنا وسیلہ کرتا ہے پہلے

استخارہ فرماتے ہیں پس اجازت ملے گی یا نہ ملے گی اجازت مل جانے پر اس میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اور ممانعت کی صورت میں جواب دیتے ہیں کیونکہ اس کی قیمت دوسری جگہ متعلق ہے اور مرشد کی توبہ بھی استخارہ کی قائم مقام ہوتی ہے۔

استخارہ کا طریقہ

عشا کی نماز کے بعد تازہ وضو کر کے بصدق دل سے [۱] استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم و اتوب الیہ ایک سو ایک بار پڑھے اور اپنے تمام اندرونی اور ظاہری گناہ سے توبہ کرے اور خیال کرے کہ میں پھر مسلمان ہوا اس کے بعد دو رکعتیں نماز استخارہ کی اس نیت سے پڑھے کہ میں خدا سے آرزو کرتا ہوں کہ مرشد کے وسیلہ سے مجھ کو شریعت محمدی کا پابند کر دے اور پہلی رکعت میں الحمد کے بعد آیتہ الکرسی اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد قل یا ایہا الکافرون خشوع و خضوع سے پڑھے۔ اور بارگاہ الٰہی میں روئے اور سلام پھیر کے ایک سو ایک بار کلمہ تمجید پڑھ کر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے اور جب نیند کا غلبہ ہو تو وہیں زمین پر سو رہے اور اگر کوئی عذر ہو تو جہاں چاہے سو رہے اور سوتے میں جو کچھ خواب دیکھے مرشد سے بیان کرے اور حالت استخارہ میں اپنے دل کی حالت پر غور کرے اگر قلب میں اعتقاد کی وہی مضبوطی ہے۔ تو یہی بشارت ہے پس مرشد کو چاہیئے کہ مرید کر کے اسم ذات بواسطہ لطائف ستہ کی اس طرح تعلیم دے کہ زبان کو تالو سے ملا کر آنکھیں بند کر کے خیالی زبان سے قلب صنوبری سے اس طرح کہے کہ خدا کے اسم کو اس کی ذات کا غیر نہ تصور کرے اور اٹھتے بیٹھتے حتی الوسع یہ خیال قائم رکھے۔

لطائف ستہ کا بیان اور ان کے ذکر کا طریقہ

انسان کے جسم میں چھ جگھیں انوار اور برکتوں سے پر ہیں اور یہی لطائف [۲] کہلاتے ہیں۔ اول لطیفہ قلبی اس کی جگہ بائیں پستان سے دو انگل نیچے ہے اور اس کا نور سرخ ہے دوسرے لطیفہ روحی اس کی جگہ داہنے پستان سے دو انگل نیچے ہے اور اس کا نور سفید ہے۔ تیسرے لطیفہ نفس اس کی جگہ

[۱] میں اس خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور جو زندہ اور قائم ہے اور میں اسکی درگاہ میں توبہ کرتا ہوں ۱۲ شہید

[۲] مختلف کشفوں کی وجہ سے لطائف کا بھی رنگ بدل جاتا ہے مصنف نے ذکر کیا ہے کہ لطیفہ قلبی کا نور سرخ ہے لیکن بعضوں کے نزدیک زرد بھی ہوتا ہے اس وجہ سے تحقیق یہی ہے کہ انوار کا پابند نہ ہونا چاہئے بلکہ مقصود اصلی کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے ۱۲ شہید۔

ناف کے نیچے ہے اوراس کانور زرد ہے۔ چوتھے لطیفہ سری اس کی جگہ سینہ کے درمیان ہے۔ اور اس کا نور سبز ہے۔ پانچویں لطیفہ خفی اس کی جگہ ابرو کے اوپر ہے۔ اور اس کا نور نیلگوں ہے۔ چھٹے لطیفہ اخفی اس کا مقام ام الدماغ اور اس کا نور سیاہ ہے آنکھ کی سیاہی کے مانند۔

فائدہ۔ سالک کو ان چھ لطیفوں کا یہاں تک ذکر ہونا چاہیئے کہ خود ان کے ذکر سے واقف ہوجائے اورمرشداس ذکر کو لطیفہ مریدین میں ڈالنے کی طرف توجہ کرے۔ اور بارگاہ الٰہی میں دعا کرے اور مرید سے زبان کو تالو میں چمٹوا کے بغیر زبان ملائے قلب سے اسم ذات ادا کرنے کو کہے اور خود ہمت سے توجہ کرے یعنی اپنے قلب کے منہ کو مرید کے قلب پر تصور کرے اور غیر خدا کے خیال کو اس کے دل میں آنے سے روک کر اس کے قلب کو اپنی طرف جذبۂ قلبی سے مائل کرے۔ تاکہ اس توجہ کے اثر سے اس کے لطیفہ میں حرکت پیدا ہو اور ذکر جاری ہوجائے اسی طرح ایک گھنٹہ سے کم وبیش مرید کی طرف متوجہ رہے اور خیال کرے کہ یہ تصرف جو مجھ کو حاصل ہوا ہے بزرگان سلسلہ کی اعانت اور توجہ سے ہے۔

فائدہ:۔ قلب صنوبری قلب حقیقی (جو عالم امر سے ہے) کا نشیمن ہے اوراس کو حقیقت جامع بھی کہتے ہیں اور خدا کی عادت جاری ہے کہ جب مرید اپنے قلب کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو مبدء فیض سے قلب حقیقی کے واسطے سے اس کو فیض پہنچتا ہے۔

جب لطیفہ قلبی کی مشق کامل ہوجائے اور فنائے قلبی حاصل ہوجائے تو باقی لطائف کی الگ الگ مشق کرنی چاہیے اور فنائے لطائف یہی ہے کہ لطیفہ میں مستغرق ہوجائے اور اس میں تکلیف کی ضرورت نہ ہو۔

اور کبھی مرید پر لطیفہ میں انوار اور تجلیاں ظاہر ہوتی ہیں ایسی حالت میں اس کو ان میں محو نہ ہونا چاہئے بلکہ خدا کے منزہ اور پاک ہونے کا خیال کرنا چاہیے اور لطیفہ قلبی میں نفی واثبات صغیر بھی تعلیم کیا جاتا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ آنکھیں اور ہونٹ بند کرکے سانس ناف کے نیچے سے نکال کر قلب میں روکے اور لا کو ناف سے نکال کر گلے تک پہنچا کر الٰہ کو گلے سے لطیفہ روحی تک لاکر الا اللہ کی دل پر اس طرح ضرب لگائے کہ اس کا اثر تمام لطیفوں پر پہونچے اور غیر اللہ کی نفی اور خدا کی ذات کے اثبات کا تصور کرے پہلے ایک سانس میں ایک دفعہ کرے اور تدریجاً ترقی دیتا جائے یہاں تک کہ اکیس مرتبہ تک پہنچائے لیکن طاق عدد کا اور مد و شد کا خیال رکھے تاکہ اثر

Marfat.com

ظاہر ہو اور اگر اثر نہ ہو تو یہ بے حاصلی کی دلیل ہے پھر از سر نو شروع کرنا چاہئے اور ذکر کا اثر یہ ہے کہ نفی کے وقت وجود انسانی کی بالکل نفی ہو جائے اور حالت اثبات میں جذبات الٰہی کا ظہور ہو اس ذکر میں ایسا منہمک ہونا چاہئے کہ مذکور یعنی خدا کا ذکر انسان کے دل پر غائب ہو جائے وہ معشوق کا نام بھول کر جلوۂ معشوق میں محو ہو جائے۔

لطائف ستہ کے شغل کا بیان

ناف کے نیچے سے سانس کھینچ کر جس لطیفہ کا شغل منظور ہو اس پر ٹھہرائے اور جس قدر ممکن ہو اسم ذات میں اس کے معنی اور اس جگہ کے نور اور واسطہ کے ساتھ منہمک ہو جائے اور اسم کو ذات کا غیر نہ سمجھے بعض لوگ ان مقامات کا ذکر بغیر حبس دم کے کرتے ہیں اور ذکر وہی اسم ذات ہے۔

ذکر جاروب کا طریقہ

ان لطائف میں ان کا طریقہ یہ ہے کہ اسم ذات کے تصور کے ساتھ سانس کو پوری قوت سے (بغیر سانس روکے ہوئے) جس لطیفہ کی جاروب مقصود ہو اس سے کھینچ کر ہو کی ضرب اسی لطیفہ پر لگائے مثلاً اگر لطیفہ قلبی کی جاروب کرتا ہے تو اسم ذات کے تصور کے سانس کو قلب سے کھینچ کر موضوع روح تک لا کر ہو کی ضرب قلب پر لگائے یہی ہر لطیفہ کی جاروب میں ہونا چاہئے اور ذکر ارّہ کا طریقہ ان لطائف میں یہ ہے کہ اسم ذات کے تصور کے ساتھ سانس کو جو لطیفہ مقصود ہے اس سے الٹا کھینچ کر اسی لطیفہ پر ہو کی ضرب لگائے چنانچہ جاروب لطیفہ قلب کے بیان میں ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن جب چھوں لطیفوں کی مشق سے فارغ ہو جائے اور ان میں کمال حاصل ہو جائے تو مرشد کو تمام لطائف کی طرف یکبارگی توجہ کرنے کو فرمانا چاہئے اور (خود بھی) توجہ کرنا چاہئے تاکہ تمام لطیفے بآسانی جاری ہو جائیں اگر لطائف کی سیر کی کچھ تجلیاں ظاہر ہوں تو ان میں مشغول ہو کر بے پروا نہ ہو جائے بلکہ ترقی کی خواہش کرنا چاہئے۔

فائدہ

اصطلاح صوفیہ میں اس سیر کو سیر لطائف کہتے ہیں اور اس کے تمام ہونے پر اس کو سلطان الذکر کہتے ہیں۔

Marfat.com

سلطان الاذکار کا طریقہ

مرید کو سر سے پیر تک اپنے جسم کے ہر ہر بال کی طرف متوجہ ہو کر اسم ذات کا تصور کرنا چاہئے اور مرشد کو بھی ہر ہر جز کی طرف متوجہ ہونا چاہئے اور شغل میں اس قدر منہمک ہو جائے کہ جسم کا ہر ہر بال ذکر کرنے لگے یہاں تک کہ اگر اس کی طرف سے توجہ ہٹانا چاہے تو قدرت نہ رکھے یہاں تک تو وہی اذکار بیان کئے گئے ہیں جو لطائف ستہ کے ضمن میں ہیں کیونکہ اس سلسلہ کے مشائخ عظام کے نزدیک اس راستہ میں منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے سات قدموں کی ضرورت ہے ان میں سے پانچ قلب، روح، سر، خفی، اخفی عالم امر سے ہیں اور نفس اور قلب دو عالم خلق سے ہیں۔ اور قالب چار عنصر سے مرکب ہے اب اس صورت میں دس لطیفے ہوئے سالک کو قلب سے جو عالم امر سے ہے شروع کراتے ہیں نصف دائرہ اس وجہ سے چھوڑ دیا گیا ہے کہ بہت قریب ہے اور لطائف قالب یعنی عناصر اربعہ کو نفس کے ضمن میں سلوک فرماتے ہیں اس کے بعد نفی و اثبات کا ذکر تعلیم فرماتے ہیں

نفی و اثبات کا طریقہ

ہمیشہ سے کمالات اور ولایت اور اس طریقہ کی بنا اسی ذکر پر ہے اور لطائف ستہ میں اسم ذات کا ذکر قطب ربانی حضرت مجدد الف ثانی کی تجویز سے ہے

شغل نفی و اثبات کا طریقہ

آنکھیں بند کر کے زبان کو تالو سے اچھی طرح ملا کر سانس کو ناف کے نیچے سے کھینچ کر دماغ میں لائے اور لا کو ناف سے کھینچ کر ام الدماغ تک لے جائے اور وہاں سے الٰہ کو لطیفہ روحی کی طرف لا کر الا اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور لا الٰہ سے غیر کی نفی کا خیال کرے اور الا اللہ سے ذات باری (جو بے کیف ہے) کے ثابت کرنے کا خیال کرے اور مبتدی لا معبود الا اللہ اور متوسط لا مقصود الا اللہ اور منتہی لا موجود الا اللہ کا تصور کرے اور ایک سانس میں زائد سے زائد اکیس بار کہے اگر اس ذکر کا اثر (یعنی غیر اللہ سے بے تعلقی) دل میں پیدا ہو جائے تو خدا کا شکر ادا کرے۔ ورنہ پھر شروع سے ابتدا کرے تاکہ اس کا اثر پیدا ہو تکرار اسمی کے اذکار کا طریقہ ختم ہوا اور اکثر مشائخ نقشبندیہ کا یہ سلوک

Marfat.com

یہیں تک ہے اس کے بعد مراقبات اور اذکار ہیں جو اب بیان ہوتے ہیں پہلے مرید کو فنائے افعال (جس کو توحید افعالی کا مراقبہ کہتے ہیں) تعلیم فرماتے ہیں۔

توحید افعالی کا مراقبہ

اس کا طریقہ یہ ہے کہ مرید اپنے افعال اور تمام موجودات کو خدا کے افعال کا مظہر سمجھے اور تمام چیزوں کا فاعل حقیقی سمجھے تو غیر کی فاعلیت کا خیال جاتا رہے گا۔ اور اس کے فنائے صفات کا مراقبہ (جس کو توحید صفاتی کا مراقبہ بھی کہتے ہیں) تعلیم کرے یعنی اپنے اور تمام موجودات کے صفات کو خدا کی صفات میں مستہلک سمجھے یہاں تک کہ حدیث کُنْتُ لَہٗ سَمْعُہٗ وَبَصَرُہٗ[1] کا مصداق ہو جائے اس کے بعد فنائے ذاتی کا مراقبہ (جس کو توحید ذاتی کا مراقبہ کہتے ہیں) تعلیم فرماتے ہیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ قلب حقیقی جو سراسر نور ہے کو دیکھ کر اپنے کو تمام موجودات کو خدا کی ذات کا مظہر خیال کرے اور اس کے سوا کسی نہ دیکھے اس توجہ سے کبھی غافل نہ ہو جائے۔ تو اس مقصد کی طرف پھر متوجہ ہو جائے یہاں تک کہ اس کے مشاہدے کے نور میں مستغرق ہو جائے اور سوائے ذات خدا کے اپنے اور اپنے غیر کو معدوم سمجھے۔

معلوم کرنا چاہئے کہ اس نسبت کو مکمل کرنے کے لئے بعضے ذکر قوار یر تعلیم فرماتے ہیں اس کا طریقہ یہ ہے کہ حقیقت جامع کو آفتاب کے مانند اور تمام موجودات کو شیشہ کے مانند خیال کرے اور تصور کرے کہ یہ شیشے ہیں آفتاب کے مقابلے اور اس کے نور کی وجہ سے روشن ہیں اور ان میں اس نور کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اس مراقبہ میں کامل ہونے پر وہ تمام موجودات میں وجود مطلق کو ساری دیکھ کر کسی دوسرے کو موجود مطلق نہ سمجھے گا۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ[2] اسی حالت کی خبر دیتا ہے اور غلبہ شہود اور حق معیت کی وجہ سے تمام چیزوں کو حق پائے گا اس کو صوفیہ کی اصطلاح میں توحید وجودی کہتے ہیں۔ ولایت لطیفہ قلبی (جو عالم امر سے ہے) سے متعلق ہے یعنی یہ ولایت اس سے شروع ہوتی ہے اور تمام چیزوں سے بے خبر اور غافل ہونے پر خدا کے جمال کا مشاہدہ ہو تو اس نسبت کو توحید شہودی کہتے ہیں۔ اور یہ ولایت

[1] حدیث شریف میں ہے جو بندہ میرا ہو جاتا ہے اور مجھ سے قربت حاصل کرتا ہے میں اس کے کان اور آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا اور دیکھتا ہے ۱۲ شہید [2] جس نے اپنی ذات کی واقفیت حاصل کر لی اس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا ۱۲ شہید

لطیفہ روح اعظم (جو محض نور ہے) سے متعلق ہے اور یہ دونوں ولایت کے رتبے اولیا کے ساتھ مخصوص ہیں اس مرتبہ میں علم لدنی و مرتبۂ قطبیت و ابدالیت حاصل ہوتے ہیں وَاللّٰہُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَاءُ جب یہ نسبت مکمل ہو جائے تو مرید کو ان تجلیوں اور مشاہدوں سے لطف حاصل کر کے سکون نہ لینا چاہیے بلکہ ترقی کا آرزومند رہنا چاہیے اگرچہ یہ بھی ولایت کا کمال ہے لیکن اس میں ایک گونہ شرک متصور ہوتا ہے تاکہ مطلوب حقیقی کا حصول بغیر کسی چیز کے میل کے ہو اس کے بعد مرید کو چاہیے کہ مرشد کی توجہ سے اپنے کو ان تجلیوں اور مشاہدات اور ارادات (اگرچہ یہ سب لطیف ہوں) کے غلبہ اور تمام خیالات اور ذہنی باتوں سے خواہ حق ہوں خواہ ناحق ہوں خالی اور پاک کرنے اور مرشد کی تلقین سے مراقبۂ نایافت دوراء الوراء میں منہمک ہو جائے۔

مراقبہ نایافت

کا طریقہ یہ ہے کہ لطیفہ سری کو مذکورۂ بالا ادراداات سے خالی کر کے اس پر باطنی نظر رکھے اور خدا کو تمام باتوں سے پاک تصور کرے اور جو کچھ اس کے ذہن میں ہو اس کو سب سے پاک اور بے جہت اور بے کیف سے مانگے تاکہ اس کی نظر میں مطلوب کے سوا کچھ نہ رہے یہاں تک کہ نور یقین کے سوا سب چیزوں سے بے خبر ہو جائے اسی طرح پاکی اور صفائی کو درجہ کمال تک پہنچائے اور کہیں سکون نہ لے۔ شعر

اے برادر بے نہایت درگہیست ہرچہ بروے میرسی بروے مایست[1]

اور جب نفی کی حاجت باقی نہ رہے اور آئینہ سری تصورات اور توجہ سے صاف اور روشن ہو جائے تو رتبہ نایافت اور وراء الوراء اور ولایت اخص (جو ملائکہ اور مقربین کی ولایت ہے) حاصل ہو جاتا ہے اور یہ ولایت لطیفہ سری سے متعلق ہے۔ واللہ اعلم بہ۔ شعر

ہر کہ را از فضل حق باشد مدد ⁂ ایں ہمہ نعمائے حق او را رسد[2]

جب مرید لطیفہ سری کو تجلیات (خواہ مشاہدہ ہی کیوں نہ ہوں) خالی کر لیتا ہے تو دائرہ حقیقی میں داخل ہو جاتا ہے لیکن چونکہ حقیقت سے ناواقف ہے اس وجہ سے جاہل ہے پس اگر امداد الٰہی اور امداد معنوی اس کی دستگیر ہے تو تمام عنصری اور نوری مرتبہ طے کر جائے گا اور نایافت اور

[1] اے بھائی اس در گاہ کی کوئی انتہا نہیں ہے جس مرتبے کو تم سمجھو کہ یہاں مطلوب ہے وہاں مطلوب نہیں ہے بلکہ اس سے بالاتر ہے ۱۲ شہید [2] خدا کا فضل اور اس کی عنایت جس کی مدد کرتی ہے اس کو یہ سب نعمتیں حاصل ہو جاتی ہیں ۱۲ شہید

وراء الوراء کے بعد حقیقت نایافت کہ مرتبۂ ولایت اخص الخواص جو ولایت انبیا علیہم السلام کی ہے منکشف ہوگی تو اس نسبت کا حاصل ہوتا اسی طرح ہو سکتا ہے کہ ذہن کو خدا کے وصل اور غیر وصل سے خالی بنایا جائے مختصر یہ ہے کہ یہ ولایت خاص اگرچہ ولایت ہے لیکن اس میں غیر کی ہستی پر نظر ہوتی ہے یعنی مظاہر اور ظاہر میں تمیز باقی رہتی ہے تو اس میں اور بلند ترین مرتبوں کی بہ نسبت کچھ نہ کچھ شرک کی بو ضرور ہے اور ولایت اخص میں اگرچہ پاکی ہے یعنی اپنے مراتب اور صفات اور کمالات کو باری تعالیٰ کے کمالات اور صفات کا مظہر سمجھتا ہے اور بجز خدا کی مظہریت کے کچھ نہیں پاتا اور اس کی پاکی کرتا ہے۔ مگر تمام انسانوں کی تنزیہ انبیاء علیہم السلام کے مرتبہ کے آگے تشبیہہ کی شان رکھتی ہے تو دل عینیت کے تصور سے (جو ان کے نزدیک غیر حق ہے) اور خدا کی تنزیہ کے تصور سے بھی پاک رہے (تعالی اللہ عن ذالک علوا کبیرا) (خدا ان سے بالا اور پاک ہے) اور خالی کرے اور ترقی کا آرزو مند ہو۔ تاکہ بے کیف اور بے جہت تجلی اس کے دل پر ہو اور انوار قدم کی تجلیاں منور ہوں اور جس قدر خلو زیادہ ہوگا اسی قدر دائرہ ولایت میں دخل زائد ہوگا۔ اس کے بعد انبیاء علیہم السلام کے کمالات ہیں اس مرتبہ کی حقیقت اور ماہیت بیان نہیں کی جا سکتی ہے محققین فرماتے ہیں کہ انبیاء ولایت اور ان کی ثبوت اگرچہ اصالت کے دائرے میں ہیں اور دونوں ظلی کلی ہونے سے مبرا ہیں لیکن صرف فرق اتنا ہے کہ ولایت سے باری تعالیٰ کے صفات کی حقیقت معلوم ہوتی ہے اور نبوّت میں حسب حیثیت ذات مطلق کی حقیقت معلوم ہوتی ہے چنانچہ ارشاد ہوا ہے۔ تلک[1] الرسل فضلنا بعضھم علی بعض جب اس نسبت میں کمال حاصل ہو جائے گا تو ملاحظہ اور تصور درمیان سے دفع ہو جائے گا اور حضور در حضور و نور علی نور (جو بقا باللہ کا مرتبہ ہے) کے مرتبہ پر رسائی ہوگی یہاں تو طریقۂ عالیہ نقشبندیہ کے اذکار و اشغال کے مراتب مجملاً بیان کئے گئے ہیں اگر تفصیل سے دیکھنا ہے تو متبرک کتاب انوار محمدی جو حضرت مولانا استاذ نا شیخ محمد فاروق[رح] تھانوی سلمہ اللہ خلیفہ خاص حضرت مرشد و ہادیم قطب الاقطاب مولانا میانجیو نور محمد شاہ جھنجھانوی قدس اللہ سرہٗ کی تصنیف ہے دیکھنا چاہئے۔

مگر طریقہ احمدیہ کے اشغال کے بیان میں شیخ عبد الاحد صاحب کے چند رسائل ہیں اور ان میں ایک رسالہ کحل الجواہر بہت اچھا ہے اور طریقہ احمدیہ کے مراتب سلوک کے حاصل کرنے کے طریقے

---

[1] یہ رسول ہیں جن میں سے بعض کو ہم نے بعض پر فوق اور فضیلت دی ہے ۱۲ شہید۔

Marfat.com

انہار اربعہ مولفہ حضرت شاہ احمد سعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (جو پسندیدہ کتاب ہے) میں عمدہ طریقہ سے مفصل تحریر ہیں۔

اب چند اصطلاحات جن پر حضرات نقشبندیہ کے طریقہ کی بنا ہے لکھے جاتے ہیں یاد رکھنا چاہئے اور ان کو اپنا مطمع نظر سمجھنا چاہئے اور وہ ہوش دردم، نظر برقدم، سفر در وطن، خلوت در انجمن، یادکرد، بازگشت، نگہداشت، یادداشت، وقوف زمانی، وقوف عددی، وقوف قلبی گیارہ ہیں۔ ہوش دردم اس کو کہتے ہیں جو ہمیشہ اپنے سے باخبر اور ہوشیار رہے تاکہ غفلت سے سانس نہ آئے اور یہ تفرقہ نفسی کو دفع کرتا ہے۔ نظر برقدم یہ ہے کہ ہر جگہ آمد و رفت میں پاؤں پر نظر رکھے تاکہ نظر پراگندہ نہ ہو جائے اور جمعیت خاطر حاصل ہو ابتدا میں دل نظر کے تابع ہوتا ہے اور نظر کی پراگندگی دل پر اثر کرتی ہے اور نظر برقدم سے شاید سفر ہستی کی مسافت اور خودپرستی کی وادیاں طے کرنے میں جلدی کرنے کی طرف اشارہ ہے یعنی جہاں کہیں اس کی نظر ختم ہو اس وقت وہیں قدم رکھے۔

سفر در وطن یہ ہے کہ سالک انسانی طبیعت میں سفر کرے یعنی صفات کو اچھے اخلاق سے بدل دے اور یہی تخلقوا باخلاق اللہ[1] کے معنی ہیں اور خلوت در انجمن یہ ہے کہ ظاہر میں خلقت کے ساتھ اور باطن میں اللہ کے ساتھ ہو یعنی ہر حال میں خدا کی طرف متوجہ رہے۔ یادکرد سے ذکر زبانی قلبی مراد ہے یعنی خدا کی یاد میں غفلت کو دور کرنا بازگشت یہ ہے کہ جب بار کلمہ طیبہ زبان سے ادا کرے اتنی ہی بار دل سے دعا کرے کہ بارالہا تو اور تیری رضا جوئی میرا مقصد ہے اور میں نے تیرے ہی لئے دنیا اور آخرت کو چھوڑ دیا تو مجھے نعمتیں اور اپنی بارگاہ کی رسائی عنایت فرما۔ اور ذکر میں اس سے غفلت نہ کرنا چاہئے بہت بڑی شرط ہے۔

اور نگاہداشت، مراقبہ، قلب کو کہتے ہیں یعنی دل کو غیر خدا کے خیال سے خالی رکھے مثلاً اگر ایک سانس میں سو بار کلمہ طیبہ کہے تو غیر کی طرف دل نہ متوجہ ہو بلکہ اسماء و صفات باری تعالیٰ سے بھی غافل ہو جائے اور وحدت مطلق اور وراء الوراء کو مدنظر رکھے یادداشت ہر حالت میں اور ہر وقت خدا کی طرف متوجہ رہنا بعضے حضور قلب کو یادداشت کہتے ہیں اور اہل تحقیق

---

[1] خدا کے اخلاق سے متصف یعنی خدا کے اوصاف اپنے میں پیدا کرو ۱۲ شبیر [2] اسی مقصد کو ایک شاعر نے یوں ادا کیا ہے۔

شعر ادھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق میں شامل ؎ مثال اس برزخ کبریٰ میں ہے حرف مشدد کا ۱۲ شبیر

کے نزدیک محبت ذاتی (جو یاد داشت کے حاصل ہونے سے کنایہ ہے) کے واسطے سے خدا کا شہود اور اس کا اس کا وجود دل پر غالب ہوتا ہے اور اس کو مشاہدہ کہتے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ مقام مذکور ذکر خدا کی طرف پوری توجہ ہے، پوری فنا اور بقائے کامل کے بغیر نہیں حاصل ہوتا ہے وقوف زمانی یہ ہے کہ انسان ہر حالت میں اپنے سے باخبر رہے خدا کی اطاعت کرتا ہے تو شکر کرے اور اگر گناہ میں ہے تو عذر اور توبہ کرے یا پاس انفاس کا خیال رکھے کہ حضور میں گذرتا ہے یا غفلت میں اور اسی طرح قبض و بسط میں شکر اور استغفار کرنا چاہئے اور اسی کو محاسبہ کہتے ہیں وقوف عددی نفی و اثبات طاق عدد کے خیال رکھنے کو کہتے ہیں جیسا اوپر بیان ہو چکا ہے اور ذکر قلبی میں عدد کی رعایت کرنے سے پریشانی خاطر دفع ہوتی ہے وقوف قلبی یہ ہے کہ ذکر کرنے والا خدا سے باخبر اور واقف رہے یا خدا کے حضور میں دل کے اس طرح حاضر رکھنے کو کہتے ہیں کہ غیر خدا سے کوئی تعلق نہ رہے، اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ ذکر کے وقت ارتباط اور تنبیہ شرط ہے کیونکہ محققین نے فرمایا ہے اگر طالب میں ذکر قلبی قرار نہ کرے اور اثر نہ کرے تو اس کو ذکر سے روک کر وقوف قلبی کا مرشد حکم فرمائے تاکہ ذکر جلد اثر کرے۔

مشائخ کے تصرفات اور توجہ کا طریقہ

شیخ تمام باتوں سے خالی ہو اپنے نفس ناطقہ کی طرف اس نسبت میں جس کا القا مرید پر منظور ہو متوجہ ہو اور توجہ قلبی مرید کی طرف مائل کرے کہ میری کیفیت جذب مرید میں اثر کر رہی ہے خیال کرے انشاء اللہ حسب استعداد نور برکتیں حاصل ہوں گی اور لطیفہ قلب کے جاری کرنے کے بعد ہر لطیفہ پر تدریجاً توجہ کرے اور اسی طرح انوار مراقبات و لطائف کے القا میں توجہ کرے اور اگر مرید موجود نہ ہو تو اس کی صورت کا تصور کر کے غائبانہ توجہ کرے اور اسے فائدہ پہنچائے۔

مرض کے سلب کر لینے کا یہ طریقہ ہے

کہ دل کو تمام خیالات سے صاف کرے اور اپنے کو اسی مرض میں مبتلا سمجھے جو مرید کو ہے۔ تو وہ مرض اس کی طرف منتقل ہو جائے گا۔ اور یہ انسان میں خدا کی عجیب صفتوں میں سے ہے اور دوسرا طریقہ مرض کے دور کرنے اور توبہ بخشی کا یہ ہے کہ صاحب نسبت وضو کر کے دو نفلیں پڑھے

اور درود واستغفار پڑھ کر نہایت ہی خشوع وخضوع سے درگاہ الٰہی میں ملتجی ہو کے مریض اور گناہگار سے مرض اور گناہ دور ہو جائے اس کے بعد مریض یا گناہ گار کے سامنے بیٹھے اور پوری ہمت سے سانس لیتے وقت خیال کرے کہ مریض یا گناہ گار کے قلب سے مرض یا گناہ دور ہوتا ہے ایک لمبی سانس لے اور سانس نکالتے وقت تصور کرے کہ اس کے قلب سے مرض یا گناہ دفع کر کے زمین پر گرا رہا ہے خدا کی مدد سے مریض شفا پائے گا اور گناہ گار توبہ کرے گا۔

زندہ اور مردہ اہل اللہ کی نسبت دریافت کرنے کا طریقہ

اس کا طریقہ یہ ہے کہ زندہ ہے تو اس کے سامنے بیٹھے اور اگر مردہ ہے تو اس کی قبر کے سامنے بیٹھے اور اپنے کو ہر نسبت سے خالی کرے اور علام الغیوب کی بارگاہ میں دعا کرے کہ اے علیم اے خبیر اے مبین مجھ کو آگاہ کر اور اس کی باطنی کیفیت بتا۔ اور متوجہ ہو اس کی روح کی طرف اور تھوڑی دیر اپنی روح کو اس کی روح سے ملا دے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد اپنی طرف متوجہ ہو تو اگر اپنے میں کچھ کیفیتیں پائے تو سمجھے کہ نسبت اسی شخص کی ہے اور خطروں کے پہچان نے کا بھی یہی طریقہ ہے۔

خطرہ معلوم کرنے کا طریقہ

اپنے قلب کو خطرہ اور خیال اور حدیث نفس سے خالی کر کے اس کی طرف متوجہ ہو پھر جو کچھ اچھا برا خیال دل میں آئے اسی کی طرف سے خیال کرے۔

آیندہ واقعات کی واقفیت کا طریقہ

مقررہ طریقہ پر اپنے دل کو تمام خیالات سے صاف کر کے بارگاہ الٰہی میں دعا کرے کہ اے اللہ اے علیم اے خبیر اے مبین مجھ کو اس واقعہ کی واقفیت دے تو اگر تمام خیالات دفع ہو جائیں اور اس واقعہ کے کشف کا انتظار جس طرح پیاسے کو پانی کی طلب ہوتی ہے، حاصل ہو جائے تو پوری ہمت اور توجہ سے اپنی روح کو لمحہ بلمحہ ملاء اعلیٰ یا ملاء اسفل کی طرف حسب حیثیت متوجہ کرے تو وہ واقعہ آواز غیبی یا خود مشاہدہ سے یا خواب میں معلوم ہو جائے گا۔

Marfat.com

بلا کے دفع کرنے کا طریقہ

مقررہ طریقہ پر اس بلا کی صورت مثالیہ کا تصور کر کے ہمت اور توجہ سے اس بلا کے دفع کرنے کی طرف مائل ہو خدا کی مدد سے دور ہو جائے گی اور یہ باتیں اکثر متوسط درجہ کے سالکوں سے واقع ہوتی ہیں اور چونکہ منتہی لوگ دنیا کی چیزوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ہیں اس واسطے ان سے کم واقع ہوتی ہیں اور یہ بھی معلوم کرنا چاہئے کہ عارف کے تمام مکشوفات کا صحیح اور واقعہ کے مطابق ہونا ضروری نہیں ہے اس لئے کہ واقعات کا کشف ظنی چیزوں سے ہے غلطی کا بھی احتمال ہے اور کبھی بالکل خلاف واقع بھی ہوتے ہیں۔ اس لیے ایسی باتوں کو ہر شخص کے سامنے ظاہر نہ کرنا چاہئے

باب ۴ قرآن شریف پڑھنے اور نماز ادا کرنے اور دیگر اعمال کی کیفیت

سلوک الی اللہ کے تین طریقے تعلیم ہوئے ہیں اوّل کلمہ طیبّ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ[1] کا ذکر اور دوسرے قرآن شریف کی تلاوت تیسرے نماز پڑھنا اور باقی تمام ذکر ان میں شامل ہیں اور ان اذکار کی خوبیاں قرآن شریف واحادیث اور آثار صحابہؓ سے ثابت ہیں یہ مختصر رسالہ اس قابل نہیں ہے کہ اس میں اس کی خوبیاں بیان کی جائیں اور اس کے لا انتہا فضائل اور برکتیں انسان سے نہیں بیان ہو سکتیں اس واسطے سچے طالب کو کلمہ طیبّ کی فضیلت بھی سمجھ لینا چاہئے کہ ایک قدم لا اِلٰہَ سے غیر خدا کی نفی پر رکھے اور دوسرا اِلَّا اللّٰہُ سے جناب الٰہی میں رکھ کر خدا سے مل جائے اور قرآن شریف کی خوبیوں سے بھی جان لینا کافی ہے کہ اس کے پڑھنے سے خدا کی درگاہ کی حضوری اور اس سے ہم کلامی حاصل ہوتی ہے اور نماز میں یہ دونوں اور تمام دعائیں اور عبادتیں اور تسبیحیں موجود ہیں اور اس کے مراتب بھی لاتعداد ہیں ان کو بھی انسان نہیں بیان کر سکتا اور جو سالک استغراق اور جذبہ کی زیادتی میں نماز نہیں پڑھتے ہیں بہت سے مرتبوں سے محروم ہو جاتے ہیں۔ بلکہ ان کو مقصد اصلی بھی حاصل نہیں ہوتا۔ اور نماز بندہ اور پروردگار کے درمیان ایک سیر ہے کہ مسلمان اس میں مشغول ہونے سے غیر خدا سے جدا اور خدا سے قریب ہو جاتا ہے وہ سلوک کا

[1] کوئی معبود اور قابل پرستش خدا کے سوا نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے بھیجے ہوئے ہیں۔ اور اس کے رسول ہیں ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید

Marfat.com

طریقہ جو کلمہ طیبہ کے ذریعہ سے تھا بیان کیا جاچکا اب کچھ طریقے اور کیفیت قرآن شریف کی تلاوت اور نماز پڑھنے کے طالبان حق کے طریقہ پر بیان کئے جاتے ہیں۔

اوّل قرآن شریف کی تلاوت کا طریقہ

قرآن شریف پڑھنا ایک بہت بڑی عبادت ہے اور خدا کی قربت کے لئے سوا فرض کے ادا کرنے کے اس سے بہتر کوئی چیز نہیں تو اس کے آداب اور اس کا استحباب یہ ہے کہ پوری طہارت سے نہایت اخلاص کے ساتھ کعبہ کی طرف منہ کر کے اعوذ اور بسم اللہ کے بعد خشوع اور خضوع سے ترتیل[1] کے ساتھ پڑھے اور خیال کرے کہ میں خدا کی باتیں کر رہا ہوں اور اس کو دیکھ رہا ہوں اور اگر اس پر قدرت نہ ہو تو یہ جانے کہ وہ مجھ کو دیکھتا ہے اور امر و نواہی کا حکم دیتا ہے اور بشارت کی آیت پر مسرور ہو اور وعید کی آیت پر ڈرے اور روئے اور بلند آواز سے خوش آوازی (جس سے طبیعت کو لطف آتا ہے اور غفلت دور ہوتی ہے) سے پڑھے یہ عام طریقہ ہے اور خاص طریقہ یہ ہے کہ پہلے شرائط کو مدنظر رکھے خلوت (جس میں کوئی شخص مخل نہ ہو) میں دو نفلیں ادب سے پڑھ کر حضور قلب سے بیٹھے۔ اور قرآن شریف سامنے رکھ کر خدا کے کلام کی بڑائی اور اپنی ذلت کا تصور کرے اور دل کو تمام خیالات سے صاف کر لے قرآن کی حقیقت (جو خدا کے کلام نفسی کی صفت ہے) کی طرف متوجہ ہو اور اس مراقبہ میں تھوڑی دیر ٹھیر لے تاکہ اطمینان حاصل ہو اور حضور حق (جیسے شاگرد کو استاد کے سامنے ہوتا ہے) حقیقی طریقے سے حاصل ہو جائے اور اعوذ اور بسم اللہ کے بعد ترتیل اور تجوید کے ساتھ (جس طرح استاد کے سامنے پڑھتے ہیں) اور قرارت کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھے اور خیال کرے کہ منہ کی زبان اور دل صنوبری کی زبان برابر پڑھ رہی ہے اور اس خیال سے غافل نہ ہو اور اگر غفلت ہو جائے فوراً اعوذ باللہ پڑھ کر قلب کو حاضر کرے جب اس مشق سے اطمینان خاطر اور حضوری حق حاصل ہو جائے تو خیال کرے کہ ہر ہر رونگٹا جسم کا قرآن شریف پڑھ رہا ہے اور جسم کے ہر حصہ سے الفاظ نکل رہے ہیں اور تمام جسم موسوی درخت کا حکم رکھتا ہے عین پڑھنے کی حالت میں اس

---

[1] ترتیل اس کو کہتے ہیں کہ قرآن شریف اس طرح پڑھا جائے کہ ہر ہر لفظ آسانی سے سمجھ میں آجائے اور ایک ایک حرف علیحدہ علیحدہ رہے مخلوط نہ ہو۔ اور حرف اپنے مخرج سے نکالا جائے اور اگر خوش آوازی سے پڑھا جائے تو بہتر ہے۔ ۱۲ اشتہید

Marfat.com

میں مستغرق ہو جب اس میں ل کر پیدا ہو جائے تو خیال کرے کہ خدا میری زبان سے پڑھ رہا ہے اور سن رہا ہے اور خیال کرے کہ سالک پڑھتا ہے اور خدا سالک کے کانوں سے سنتا ہے اور جب اس میں ملکہ پیدا ہو جائے تو اپنے پڑھنے میں خیال کرے کہ خود خدا پڑھتا ہے اور خود ہی سنتا ہے اور نہ سالک کا وجود ہے اور نہ دنیا کے دیگر موجودات کا بلکہ ایک آواز ہے جو ہر طرف سے آتی ہے اور سالک اس میں محو ہے اور جب اس مرتبہ میں بھی کمال ہو جائے گا تو خدا کے فضل سے امید ہے کہ حقیقی معنی اور قرآن شریف کے بھید اس پر ظاہر ہو جائیں اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو۔

نماز پڑھنے کا طریقہ

سالک کو چاہئے کہ ہر عمل میں اور خصوصاً نماز میں ان کی روح اور مغز (جس سے مراد محبت قلبی اور خلوص نیت اور درگاہ الٰہی میں قبولیت اور خدا کے سامنے محویت ہے) کی حفاظت کرے لیکن اگرچہ حقیقت نماز اہل حقیقت کی نماز ہے اور اسے ادا کرنا اور وہاں تک پہنچنا مشکل اور اس میں بہت دقت ہے لیکن ہمت اور کوشش کرنا چاہئے شاید خدا آسانی پیدا کر دے والذین[۱] جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا اس کے ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے نماز کی ایک صورت خیال کہ نماز کا دل خالص نیت اور اس کی روح حضور قلب اور اس کا جسم رکوع و سجود وغیرہ اور اس کے اعضائے رئیسہ ارکان اور حواس ٹھیر ٹھیر کے پڑھنا اور قرأت کی درستی ہیں جبتک کہ ان میں سے ایک بھی نہ ہوگا اہل اللہ کے نزدیک نماز نہ ہوگی اور نماز کے لئے پوری پاکی کی بھی شرط ہے کیونکہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی اور وہ پاکی دل کو غیر خدا سے صاف کرنا ہے کیونکہ خدا کی نظر عنایت اور قبولیت دل پر ہے۔

ان[۲] اللہ لا ینظر الی صورکم واعمالکم ولکن ینظر الی قلوبکم ونیاتکم جب قلب ناپاک ہے تو جسم

۱؎ جو ہمارے راستہ میں کوشش کرتے ہیں ہم خود ان کو اپنا راستہ دکھا دیتے ہیں اور ان کو مطلوب تک پہنچا دیتے ہیں ۱۲ شہید ۔

۲؎ خدا تمہاری صورتوں اور کارگذاریوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور تمہاری نیتوں کو دیکھتا ہے اس حدیث شریف سے ظاہر ہے کہ دنیا میں بہت سے ایسے مکار ہیں جو جامۂ سالوس زیب جسم کرتے ہیں لیکن ان کے قلب حد درجہ تاریک اور ان کے اندرونی افعال بہت ذلیل ہوتے ہیں تو خدا چونکہ علام الغیوب ہے اس واسطے وہ اندرونی حالتوں اور خلوص کو دیکھتا ہے کوئی دو نماز جو رات بھر پڑھی جائے اور اس میں خلوص نیت نہ ہو ہرگز قبول نہ کی جائیگی اور صرف ایک ہی کلمہ جو خلوص نیت اور صرف دو ہی رکعتیں جو حضور قلب سے خدا ہی کے لئے پڑھی جائیں ضرور قبول کی جائینگی ۱۲ شہید ۔

Marfat.com

کس طرح پاک ہو سکتا ہے کیونکہ جسم قلب کے تابع ہے تو ایسا کرنا چاہئے کہ دل غیر خدا سے پاک ہو جائے اور کسی کو بزرگی اور تعظیم کے قابل سوا خدا کے نہ سمجھے تاکہ اللہ اکبر کہنا درست ہو اور جب تکبیر کے واسطے ہاتھ اٹھائے تو خیال کرے کہ میں دونوں جہان سے دست بردار ہو گیا۔ اور وجہت وجہی کہتے وقت قلب کا منہ ہمہ تن سے خدا کی طرف کرے اور الحمد للہ کہتے وقت خیال کرے کہ کوئی تعریف کے قابل عالم میں نہیں ہے اور تمام تعریفیں خدا ہی کی طرف رجوع کرتی ہیں اور رب العالمین میں خیال کرے کہ خدا کے سوا کوئی پروردگار نہیں ہے اور الرحمٰن الرحیم میں اس کی عنایت اور رحم کی امید کرے اور اس کو راسخ کرے اور مالک یوم الدین میں ڈر اور قیامت کے دن کا خیال کرے اور الامر یومئذ للہ (قیامت کے دن صرف خدا کا حکم ہو گا) کا یقین کرے ایاک نعبد کہے تو لا موجود الا اللہ کا یقین کرے اور ایاک نستعین کہتے وقت لا فاعل الا اللہ کا تصور کرے اور اھدنا الصراط المستقیم سے وہ راستہ جو خدا تک پہنچا دے اور صراط الذین انعمت علیہم سے وہ راستہ انبیاء اور اولیاء کا تھا طلب کرے اور غیر المغضوب علیہم ولا الضالین سے خدا کے غصہ اور اپنی گمراہی سے پناہ مانگے اور کھڑے ہونے میں شریعت و طریقت پر استقامت کی آرزو کرے اور رکوع میں بڑائی اور اپنی حقارت کا اور سجدہ میں اپنی فنا اور خدا کے ثبات اور بقا کا اور تشہد میں اپنی محویت کا خیال کرے۔

اور اس بات کی کوشش کرو کہ جو نماز میں پڑھوں اسکو اپنے اوپر صادق کروں ورنہ فمن[۱] اظلم ممن کذب علی اللہ وکذب بالصدق کے مصداق بن جاؤ گے۔

اور حضور اور خلوص میں کوشش کرو اور جو نماز پڑھو اس میں مراقبہ کرو اور اگر اس میں حضور قلب نہ ہو اور کوئی کمی ہو تو پھر لوٹاؤ جب چند بار ایسا کرو گے تو یقین ہے من[۲] طلب شیئاً وجد وجد کے مطابق یہ دولت حاصل ہو جائے گی لیکن اسی پر صبر نہ کرو بلکہ ہمیشہ اس کی ایجابی صفت کے متمنی رہو تاکہ صلوٰۃ حقیقی حاصل ہو اور خدا کو پاؤ۔ شعر

دست از طلب ندارم تا کار من برآید ۔ یا من رسم بہ جانان یا جان زتن برآید

پر عمل کرو انشاء اللہ خدا کے فضل سے کامیابی حاصل ہو گی۔

[۱] کیا اس سے بھی زائد کوئی شخص حد سے زائد تجاوز کرنے والا ہے جو خدا پر اتہام لگاتا ہے اور صدق دل کو جھٹلاتا ہے [۲] جو شخص کسی چیز کی تلاش کرتا ہے اور اسی میں کوشش کرتا ہے یقیناً وہ اس کو پاتا ہے ۱۲ شہید [۳] جب تک میرا مقصود نہ حاصل ہو جائے گا میں کوشش سے دست بردار نہ ہوں گا۔ یا تو میں اس تک پہنچ جاؤں گا یا میری جان نکل جائے گی ۱۲ شہید

Marfat.com

نماز ادا کرنے کا دوسرا طریقہ

نماز پڑھتے وقت قلب کے منہ کو حقیقت کعبہ (جو موجودیت خدا کی صفت ہے) کی طرف اور نماز کے نور حقیقت کا (جو خدا کے الوہیت کی صفت ہے) تصور کرے اور اپنی حقیقت (جو عبدیت کا مرتبہ ہے) کا تصور پوری عاجزی سے کرے اور غلامی کی خدمت کی خالص نیت کرے اور تکبیر کے واسطے ہاتھ اٹھائے اور خیال کرے کہ میں دونوں جہان سے دست بردار ہوکر خدا کی طرف پھرا اور اللّٰہ اکبر کہکر خیال کرے کہ میں نے اپنے نفس کو تکبیر سے ذبح کر کے فنا کر دیا اور تسبیح (یعنی سبحانک اللھم الخ) اور تحمید (الحمد پڑھنا) کے بعد قرأت شروع کرے اور قرأت میں خدا کی قبولیت کا تصور کرے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جسوقت بندہ الحمد للّٰہ رب العالمین کہتا ہے تو خدا فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے نے میری تعریف کی اور جب الرحمن الرحیم کہتا ہے تو فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے نے بزرگی اور بڑائی کی اور جب ایاک نعبد وایاک نستعین کہتا ہے تو فرماتا ہے کہ یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور جو کچھ اس نے مانگا خاص اسی کے واسطے ہے اور جب اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کہتا ہے تو فرماتا ہے کہ یہ میرے بندہ کے واسطے ہے اور جو کچھ اس نے مانگا وہ سب اس کے لئے ہے تو جواب کے تصور میں مستغرق ہو جائے اور رکوع میں پاؤں کی پیٹھ پر نظر رکھے اور خدا کی کبریائی اور بڑائی اور اپنی ذات کا تصور کرے اور سجدہ میں ناک کے نتھنے پر نظر رکھے اور اس کی بلندی اور اپنی حقارت اور خاک ساری کا تصور کرنے اور بیٹھنے میں سینہ پر نظر رکھے اور التحیات کے معنی کا خیال کرے اور اسحالت میں خیال کرے کہ خدا کے سامنے انبیاء کی مجلس میں داخل ہو گیا نیز ہر نماز میں ان تعبد اللّٰہ کانک تراہ کا تصور کرے اور اگر کوئی خیال ذہن میں آئے تو لا صلوٰۃ الا بحضور القلب کے تصور سے دور کرے اور اس قدر آواز بلند کرے کہ خود سن سکے بلکہ پاس والا بھی سن لے مگر اتنا پکار کر نہ پڑھے کہ آواز حلق سے باہر نکلے لیکن جہری نماز میں بیشک بلند آواز سے پڑھے۔

نماز کا دوسرا طریقہ

مقررہ شرطوں کے ساتھ حالت نماز میں حقیقت کے نور پر (جو ستارے کی مانند چمکتا ہے۔

لہ الحمد کا ترجمہ: سب تعریف اس خدا کے لئے ہے جو دونوں عالم کا پروردگار ہے جو بہت رحمت کرنے والا ہے قیامت کے دن کا مالک ہے ... خدا ہم کو سیدھا رستہ دکھلا ان لوگوں کا رستہ جن پر تم نے انعام کئے نہ ان لوگوں کا رستہ جن پر تو نے غصہ کیا اور جو گمراہ ہیں ۱۲ شبیبد

Marfat.com

کھڑے ہونے کی صورت میں سجدہ گاہ رکوع میں پیشانی پر اور سجدہ میں نتھنے پر اور بیٹھنے میں سینہ پر نظر رکھے اور مستغرق ہوجائے تو جب نماز میں اس طرح مشق کرے گا تو خدا کی مدد سے نماز حقیقی حاصل ہو جائے گی اور مختلف قسم کی حقیقتیں اور معرفتیں ظاہر ہوں گی الصلوٰۃ معراج المومنین کا یہی مرتبہ ہے مقصد اصلی دنیا و مافیہا کو چھوڑ دینا اور خدا سے ملجانا ہے واللہ یرزق من یشاء اے خدا ہم کو اور تمام دوستوں کو اور تمام طالبان حق کو اس دولت سے مشرف فرما اور اسی میں موت دے اور اٹھا بمنہ وکرمہ بحرمۃ النبی وآلہ واصحابہ اجمعین آمین آمین آمین۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا طریقہ

عشا کی نماز کے بعد پوری پاکی سے نئے کپڑے پہنکر خوشبو لگا کر ادب سے مدینہ منورہ کیطرف منھ کرکے بیٹھے اور خدا کی درگاہ میں جمال مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت حاصل ہونے کی دعا کرے اور دل کو تمام خیالات سے خالی کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کا سفید شفاف کپڑے اور سبز پگڑی اور منور چہرہ کے ساتھ تصور کرے اور الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کی داہنے اور الصلوٰۃ والسلام یانبی اللہ کی بائیں اور الصلوٰۃ والسلام علیک یاحبیب اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور متواتر جس قدر ہوسکے درود شریف پڑھے اس کے بعد طاق عدد میں جس قدر ہوسکے اللھم صلی علی محمد کما امرتنا ان نصلی علیہ اللھم صلی علی محمد کما ھو اھلہ اللھم صلی علی محمد کما تحب وترضاہ اور سوتے وقت اکیس ۲۱ بار سورہ نصر پڑھ کر آپ کے جمال مبارک کا تصور کرے اور درود شریف پڑھتے وقت سر قلب کی طرف اور منھ قبلہ کی طرف داہنی کروٹ سے سوئے اور الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ پڑھکر داہنی ہتھیلی پر دم کرے اور سر کے نیچے رکھ کر سوئے۔ یہ عمل شب جمعہ یا دوشنبہ کی رات کو کرے اگر چند بار کرے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ مقصد حاصل ہوگا۔

نماز کن فیکون کا طریقہ

مشکلوں کے دفع کرنے میں یہ سریع الاثر ہے جس شخص کو کوئی حاجت یا دشواری پیش آئے شب

ؔ اے خدا صلوٰۃ بھیج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جس طرح تونے ہم کو حکم دیا کہ ہم ان پر درود بھیجیں اے خدا آنحضرتؐ پر ایسا درود بھیج جس کے وہ قابل ہیں اور ان پر ایسا درود بھیج جیسا تو پسند کرتا ہے اور جس سے تو رضامند ہوتا ہے ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید فرنگی محلی

Marfat.com

چہار شنبہ اور پنجشنبہ کو پوری طہارت اور پورے خلوص سے دو رکعتیں پڑھے پہلی رکعت میں الحمد ایک بار اور قل سوا سو بار اور دوسری رکعت میں الحمد سو بار اور قل ہو اللہ ایک بار پڑھے اور سو بار کہے اے دشواریوں کے آسان کرنے والے اور اے تاریکیوں کے روشن کرنے والے اور سو بار استغفار اور سو بار درود شریف پڑھے اور حضور دل سے خدا کی درگاہ میں دعا کرے اور تیسری رات میں نماز وغیرہ پڑھ کر برہنہ سر ہو کر داہنی آستین نکال کر گردن میں ڈالے اور گریہ و زاری سے درگاہ الٰہی میں پچاس بار دعا کرے انشاء اللہ تعالےٰ اس کی دعا ضرور قبول ہوگی اور خاندان چشتیہ میں یہ عمل بہت مؤثر اور مجرب ہے اسی سبب سے اس کا نام صلوٰۃ کن فیکون ہے کہ مقصد پورا کرنے میں بہت جلد تاثیر کرتی ہے۔

نماز استخارہ کا طریقہ

جس کام کو شروع کرنا ہو پہلے اس میں استخارہ دیکھ لے مسنون استخارہ میں خواب وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے صرف قلبی اطمینان کافی ہے اگر وقت نہ ہو تو صرف دعا کرے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعتیں استخارہ کی نیت سے پڑھے پہلی رکعت میں الحمد کے بعد قل یا ایہا[عہ] اور دوسری میں قل ہو اللہ الا یتہ پڑھے سلام پھیرنے کے بعد اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ[لہ] اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ اَوْ فِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ فَاقْدِرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ اَوْ فِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ

[لہ] اے خدا میں تیرے علم سے اچھائی طلب کرتا ہوں اور قدرت مانگتا ہوں تیری قدرت سے اور تیری بڑی عنایت سے مانگتا ہوں اس لئے کہ تجھ کو قدرت ہے مجھ کو نہیں اور تو جانتا ہے اور میں نہیں اور تو غیب کا بڑا جاننے والا ہے اے خدا اگر تو یہ جانتا کہ یہ کام میرے دین اور معاشرت اور میری آخرت اور جلد پیش آنے والی بات اور دیر میں آنیوالی بات میں اچھا ہے تو مجھ کو اس کی قدرت دے اور میرے واسطے کردے پھر اس میں مجھ کو برکت دے اور اگر تو یہ جانتا ہے ان سب چیزوں میں یہ کام میرے واسطے برا ہے تو اسے مجھ سے دور رکھ مجھ کو اس سے علیحدہ کردے ، اور جہاں کہیں اچھائی ہو اس پر قدرت دے پھر مجھ کو اس سے راضی کردے

[عہ] ۱۲ یعنی آخر صورت تک ۱۲ عبدہٗ۔ ٭ ٭ ٭

استخارہ کا دوسرا طریقہ

مشائخ چشتیہ نے کہا ہے کہ عشا کی نماز کے بعد استخارہ کی نیت سے دو رکعتیں پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد کے بعد قل ہو اللہ تین بار پڑھے سلام کے بعد اوّل و آخر تین تین بار درود شریف پڑھ کر یاسلام سلمنی تین سو ساٹھ ۳۶۰ بار پڑھے اس کے بعد یا علیم علمنی یا بشیر بشرنی یا خبیر خبرنی یا مبین بین لی[1] چار چار سو بار پڑھے اس کے بعد منھ قبلہ کی طرف کرکے اور سر قطب کی طرف اور پیر دکھن کی طرف کرکے زمین پر سو رہے اگر معذور ہے تو اس کو اختیار ہے لیکن کسی سے گفتگو نہ کرے اور درود شریف پڑھتا ہوا سو جائے اور اس عمل کو دوشنبہ یا جمعرات کی رات کو کرے اگر ایک شب میں نہ معلوم ہو تو تین یا سات رات تک کرے انشاء اللہ جو کچھ مقصد ہو گا حاصل ہو جائے گا۔

دوسرا طریقہ

سورۂ فاتحہ ایکبار سورۂ ناس تین بار سورۂ فلق تین بار سورۂ اخلاص تین بار سورۂ کافرون تین بار (چاروں قل اور الحمد) سورۂ اذا جاء نصر اللہ پچیس بار اس کے بعد جس قدر ہو سکے درود شریف پڑھے یہاں تک کہ درود شریف پڑھتے پڑھتے سو جائے اور سوتے وقت داہنے ہاتھ پر پھونک کر اور ہاتھ گلے کے نیچے رکھ کر سوئے۔

صبح و شام کے مختلف اعمال کا بیان

قلبی اشغال میں مشغول ہونیوالے کو واجبات فرائض اور سنتوں کے علاوہ بعض عبادتیں اوراد وظائف زبانی بھی (جو قلب کی صفائی میں مددگار اور معاون ہوں) ضروری کرنا چاہئے چنانچہ تہجد کی بارہ رکعتیں اور چھ یا دو اشراق کی رکعتیں اور چاشت کی رکعتیں اور صلوٰۃ الزوال کی چار رکعتیں اور صلوٰۃ الاوابین کی چھ رکعتیں (اور بعض لوگ بیس[2] بھی کہتے ہیں) اور چار سنتیں نماز عصر سے پہلے اور چار سنتیں عشاء سے پہلے اور فرصت ہونے کی صورت میں جمعہ کے دن صلوٰۃ التسبیح اور ایام بیض کے تین روزے اور جمعرات اور دوشنبہ کے دو روزے اور شوال کے چھ روزے

---

[1] اے جاننے والے مجھ کو بتا دے اے خوشخبری دینے والے مجھ کو خوشخبری دے اے خبر رکھنے والے مجھ کو خبر دے اے بیان کرنیوالے مجھ سے بیان کر دے ۱۲ شہید [2] اے سلامتی والے مجھ کو محفوظ رکھ ۱۲ شہید

Marfat.com

اور ابتدائے ذالحجہ کے نو روزے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو عرفہ کا روزہ ضرور رکھے اور عاشورے کا روزہ اور اوائل رجب و شعبان کے آٹھ روزے رکھے اور قرآن شریف اسقدر پڑھے کہ چالیس روز میں ختم ہو جائے اور نماز صبح کی فرض اور سنت کے درمیان بسم اللہ کے ساتھ الحمد اکتالیس بار پڑھے اور نماز صبح کے بعد سورۂ یٰسین اور دس بار کلمہ چہارم اور سو بار سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ استغفر اللہ اکتالیس بار اور اللھم صلی علے سیدنا محمد الخ جس قدر ہو سکے پڑھے اور ظہر کی نماز کے بعد انا فتحنا اور اگر ہو سکے ایک منزل دلائل الخیرات پڑھے، اور عصر کی نماز کے بعد سورۂ عم یتساءلون اور سو بار آیۂ کریمہ اور مغرب کی نماز کے بعد سورۂ واقعہ اور عشاء کی نماز کے بعد سورۂ ملک یا سورۂ سجدہ اور ایک سو بار یاحی یاقیوم برحمتك استغیث اور اوّل و آخر درود شریف معنی کے خیال اور حضور قلب سے پڑھے اور صبح و شام سید الاستغفار ایک بار اور خدا کے ننانوے نام ایک بار اور اللھم انت السلام ومنك السلام وعلیك یرجع السلام حینا ربنا با السلام وادخلنا دار السلام تبارکت ربنا وتعالیت یا ذا الجلال والاکرام اور آیۃ الکرسی اور آمن الرسول آخر سورۃ تک ایک ایک بار اور اعوذ بکلمات اللہ التامات کلھا من شر ما خلق تین بار اور سورۂ حشر کی آخر آیتیں ایک بار اور بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شئی فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم تین بار اور رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیا صلے اللہ علیہ وسلم تین بار اور حزب البحر ایک بار اگر ہو سکے ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی ایک بار اور سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر تینتیس ۳۳ تینتیس ۳۳ بار اور چوتھا کلمہ یعنی لا الٰہ الا اللہ[1] وحدہ لا شریك لہ لہ الملك ولہ الحمد یحی ویمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر وھو علی کل شئی قدیر پڑھے اور کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اللھم بارک لنا فیہ اور کھانے کے بعد الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمین پڑھے اور سوتے وقت الحمد اور آیۃ الکرسی ایک ایک بار اور معوذتین تین تین بار اور سورۂ کہف کی آخر کی آیتیں پڑھے اور سو کے اٹھے تو کلمہ چہارم پڑھے اور پائے خانے جاتے وقت اللھم انی اعوذبك من الخبث والخبائث اور نکل کر غفرانك اور ہر وقت اٹھتے بیٹھتے بسم اللہ واللہ اکبر و اللھم انی اسئلك رضاك

[1] کوئی پروردگار سوائے خدا کے نہیں ہے کوئی اس کا شریک نہیں اسی ملک اور اسی کے واسطے تعریف ہے وہ مارتا ہے اور وہ زندہ کرتا ہے اور وہ زندہ ہے اور نہ فنا ہوگا اس کے قبضہ میں اچھائی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ۱۲ شہید

کہنے کی عادت ڈالے اور بھی نماز فجر و عصر کے مسبعات عشر[1] پڑھے اور بہت سے اوراد ہیں اگر کرنا چاہے تو دوسری کتابوں میں جیسے حصن حصین میں دیکھے باقی ہر حالت میں اشغال قلبی میں مشغول رہے اور بعض بزرگ سکون طبیعت اور اطمینان کے واسطے نماز ظہر یا نماز چاشت کے بعد ختم خواجگان بھی پڑھتے ہیں۔

اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے سات بار الحمد اس کے بعد سورۂ الم نشرح اناسی بار درود شریف سو بار پڑھے اور اس کے بعد ایک ہزار بار سورۂ اخلاص اس کے بعد سات بار الحمد اور سو بار درود شریف اور سو بار یا قاضی الحاجات و یا کافی المہمات یا دافع البلیات یا حل المشکلات یا رافع الدرجات یا شافی الامراض یا مجیب الدعوات یا ارحم الراحمین پڑھے۔

ختم خواجگان چشت کا طریقہ

• ہر مشکل اور مہم کے واسطے وضو کر کے قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے پہلے دس بار درود شریف اس کے بعد تین سو ساٹھ بار لا ملجأ و لا منجا من اللہ الا الیہ پڑھ کر الم نشرح تین سو ساٹھ بار پڑھے اور پھر دعائے مذکور تین سو ساٹھ بار درود شریف پڑھ کر ختم کرے اپنی مراد خدا سے مانگے۔

ختم خواجگان قادریہ کا طریقہ

کسی بڑی بات کے حاصل ہو جانے کے لئے پہلے دو نفلیں پڑھے اس کے بعد ایک سو گیارہ بار سورۂ الم نشرح بعد کلمہ تمجید ایک سو گیارہ بار اور سورۂ یٰسین ایک بار پڑھے اور اگر بڑا ختم کرنا ہے تو سورۂ الم نشرح ایک ہزار گیارہ مرتبہ پڑھے اور چھوٹے ختم کی صورت میں ایک سو اکتالیس بار لیکن ہر صورت میں اس کے بعد ایک سو گیارہ بار درود شریف پڑھے اور خدا سے اپنی مراد مانگے۔

سلوک کے راستوں کے موانع کا بیان اور ان کے دفعیہ کا بیان

حدیث نفس اور بیکار خیالات اور لغو فکریں اور تشویشیں ہر طالب کی راہ سلوک میں مانع ہوتی

---

[1] یعنی وہ دس چیزیں جو سات سات بار پڑھی جاتی ہیں سورۂ فاتحہ سورۂ ناس سورۂ فلق سورۂ اخلاص سورۂ کافرون آیۃ الکرسی کلمہ تمجید درود شریف اور اللھم اغفر لنا و لاحیاء منھم و الاموات اور اللھم یا رب افعل لی و لھم عاجلا و اٰجلا فی الدین و الدنیا و الاٰخرۃ ما انت اھل و لا تفعل بنا یا مولٰینا ما نحن لہ اھل انک غفور حلیم جواد کریم ملک بر رؤف رحیم ۱۲ شہید

ہیں اور یہ بہت سخت مرض ہے بزرگوں نے اس کے علاج تجویز کیے ہیں اگر برے خیالات کی وجہ سے اشتغال اور نسبت قلبی میں کوئی خلل واقع ہو تو نہائے اور نئے کپڑے پہنے اور خوشبو لگائے اور خلوت جس میں شور وغل کی آواز نہ آسکے میں بیٹھے اور معوذتین اور قل ہو اللہ تین تین بار پڑھے اور استغفر اللہ من جمیع الخ تین بار پڑھے اور تین مرتبہ اعوذ پڑھ کر بائیں شانے کی طرف پھونک کر اور کھڑے ہو کر دوگانہ پڑھے اور جتنی بار ہو سکے اللھم طہر قلبی عن غیرک ونور قلبی بنور معرفتک ابدا یا اللہ یا اللہ یا اللہ اس کے بعد بائیں طرف یا نور اور داہنی طرف یا نور اور دل میں یا نور کی ضرب لگائے اور تکرار کرے اور اگر پھر طبیعت میں گھبراہٹ ہو تو فوراً وضو کر کے اسی ذکر میں مشغول ہو جائے اور اگر پھر تشویش ہو تو پھر ایسا کرے انشاء اللہ دو تین دفعہ میں قلب کو تسکین ہو جائے گی پھر نفی اثبات کے ذکر میں لا فاعل الا اللہ ولا موجود الا اللہ کے تصور کے ساتھ مشغول ہو جائے اور مرشد اور خوش آوازی کا خیال رکھے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مقررہ طریقہ پر یا اللہ یا فتاح (یا فعال) یا باسط میں سے کوئی نام لیکر سہ ضربی یا چہار ضربی میں مشغول ہو جائے اگر پھر بھی خیالات نہ دور ہوں اور طبیعت پریشان رہے چند بار مذکور تصور کے ساتھ نفی و اثبات کی مشق کرے کہ یہ خیالات خواہ اچھے ہوں یا برے خدا ہی کے ساتھ قائم ہیں بلکہ عین خدا ہیں کیونکہ بعضوں کے نزدیک برائی بھی خدا کے ظہور سے ہے اور ھو الاول ھو الاخر ھو الظاھر ھو الباطن وھو بکل شیئ علیم پڑھے یقیناً اس سے شوق و اشتیاق زائد ہو جائے گا۔ اور تمام خیالات دور ہو جائیں گے۔

تفرقوں کی کیفیت اور ان کا علاج

تفرقہ اور پریشانی طبیعت کے چند اسباب ہیں کبھی زیادتی شوق کے فساد سے اس کی یہ صورت ہے کہ عاشق خدا کے وصل کے آرزومند ہیں اور وہ بغیر طالب کے ذات خدا میں فنا ہوئے حاصل نہیں ہو سکتا ہے اور فنا موقوف ہے مستی اور طبیعت کے سکون پر جبکہ بعض طالب شوق کی زیادتی میں بڑی بڑی ریاضتوں کا بار اپنے سر لیتے ہیں اور اپنے نفس کو یک لخت اس کی لذتوں اور خواہشوں سے روک دیتے ہیں اور بے انتہا بھوک اور پیاس اور آرام تک کرنا اختیار کر لیتے ہیں تو یہ باتیں طبیعت میں انقباض پیدا کر دیتی اور حواس کے فتور کی وجہ سے فرحت و انبساط پریشانی اور غم سے بدل جاتے ہیں اس کا علاج یہ ہے کہ نفس کو اس کے مباح چیزوں کی خواہش میں خود مختار کر دے اور اس وقت ریاضت چھوڑ دے۔

Marfat.com

جب تک کہ شوق اور انشراح طبیعت اور مستی پھر پیدا ہو جائے اور کبھی اس کا سبب نامردی اور کمزوری ہوتی ہے یعنی نفس اپنی خواہشوں کے چھوڑنے کی جرات نہیں کرتا اور تفرقہ اور پریشانی پیدا ہو جاتی ہے اس کا علاج نصیحت ہے کیونکہ مسلمان اور طالب حق کی ہمت ریاضت اور اطاعت ہے اور خدا کے دشمن اور منافق کی ہمت کھانا پینا اور اپنے نفس کی خواہشوں اور لذتوں میں مشغول ہونا ہے اور حق کے طالب اپنی جان اور دل خدا کے دین پر فدا کر دیتے ہیں اور منافق اپنے دین ایمان کو مال و زر پر فدا کر دیتے ہیں۔ نعوذ باللہ منہا[1]۔

یا تفرقہ کا باعث وہ فکر ہے جو شیطان اس میں پیدا کر دیتا ہے جس سے دل ناامیدی اور کم ہمتی کی طرف مائل ہو جاتا ہے یا مرشد کی باتوں پر اعتراض کرنا شروع کرتا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ ہمت جمع کرے اور لاتقنطوا من رحمۃ اللہ[2] پڑھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وہ واقعہ جو حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ پیش آیا تھا یاد کرے یا تفرقہ کا سبب نفس کی رگ کا باقی رہتا ہے جس کی تاریکی طالب حق میں باقی رہتی ہے اور اس کے سبب سے پریشانی اور رنج و ناامیدی پیدا ہو جاتی ہے اس کا علاج کسر نفسی اور وہ ذلت برداشت کرنا ہے جو نفس پر شاق ہو یا ہمیشہ ذکر اور خلوت کرنا ہے یا اس کا سبب رنج اور ارادہ کی پریشانی ہے کہ جس قدر وہ قلب کی صفائی اور روح کے جلا کرنے میں مشغول ہونا چاہتا ہے اسی قدر اس کا نفس نافرمانی کرتا ہے تو اس کا سبب مزاج کا مختل ہونا ہے کہ سوداوی اخلاط دل پر غلبہ کر لیتے ہیں اس کا علاج فصد اور قے کر کے صفائی اور مزاج کا معتدل کرنا ہے یا اس کا سبب بے وضو ہونا اور ناپاکی ہے اس کا علاج یہ ہے کہ اپنے کو خوب پاک اور طاہر رکھے یا اس کا سبب غربا پر ظلم کرنا اور اہل حق کا حق غصب کرنا ہے اسکا علاج اس خلل کا دور کر دینا ہے یا تفرقہ کا سبب حرام اور مشکوک غذاؤں کا کھا لینا ہوتا ہے اسکا یہ علاج ہے کہ ان کو چھوڑ دے اور توبہ کرے اور کبھی تفرقہ جادو اور دیوانگی (جو شیطان سے ہوتی ہے) کیوجہ سے ہوتا ہے اس کا علاج معوذتین پڑھنا اور جسقدر ہو سکے یا اللہ یا اللہ کا ذکر کرنا اور کبھی مشائخ طریقت سے بے ادبی کرنے سے پیدا ہو جاتا ہے اسکا علاج اس سبب کا دور کر دینا ہے علاوہ اس کے تفرقہ اور تشویش کے دور کرنیکے واسطے بدن اور کپڑوں کی پاکی کے ساتھ نفی و اثبات کرنا چاہیئے۔

چلہ کا طریقہ

مقصد حاصل ہونیکے لیئے حضرات اہل طریقت نے چلّے مقرر کیئے ہیں اور اس کے فائدے اور سندیں

[1] اللہ ہم کو اس سے بچانے ۱۲ تمہید [2] اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو ۱۲ شہید

Marfat.com

سلوک کی کتابوں میں موجود ہیں اس مختصر رسالہ میں نہیں بیان کئے جا سکتے طریقہ یہ ہے کہ پہلے نیت خالص کرے یعنی صرف خدا کی رضامندی کا سنت کی اتباع میں قصد کرے اور غیر خدا سے بغرض عبادت فراغ حاصل کرے اور خدا کے ذکر کا قصد کرے اور خلوت کیواسطے جامع مسجد بہتر ہے تاکہ جمعہ اور جماعت کی فضیلت سے محروم نہ رہ سکے تو نہائے اور نئے کپڑے پہنے اور خوشبو لگائے پھر شعبان کی بیسویں تاریخ عصر کی نماز کے پہلے جو نوافل کے پڑھنے کا وقت ہے اعوذ بسم اللہ اور معوذتین اور کلمہ تمجید پڑھ کر مرشد کے واسطہ سے مشائخ طریقت کی مقدس روحوں سے مدد مانگ کر خلوت میں آجائے اور خلوت میں داخل ہوتے وقت بسم اللہ والحمد للہ والصلوٰۃ علےٰ رسول اللہ اور داہنا قدم رکھے اسکے بعد اللھم افتح لی ابواب رحمتک کہہ کر داخل خلوت ہو اور دو نفلیں ماسوی اللہ سے جدا ہونے اور خدا کی طرف لوٹنے کی نیت سے پڑھے اور اگر عصر کی نماز کے بعد خلوت میں داخل ہو تو نفل نہ پڑھے[ا] اور قبلہ کی طرف منھ کر کے بیٹھے اور ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اطہر پر فاتحہ پڑھے اور حضور کی روحانیت سے استقامت حاصل ہونے میں مدد مانگے اس کے بعد ذکر و شغل اور مراقبہ جو کچھ اس کو مرشد سے پہنچا ہے اس میں مشغول ہو جائے۔

اور خلوت کی شرطیں یہ ہیں ہمیشہ روزہ رکھنا، کم سونا، لوگوں سے کم ملنا اور طہارت اور عبادت پر ہمیشگی کرنا، اور درود شریف پڑھنا، اور ہمیشہ ذکر کرنا ان تمام شرطوں اور ارکان خلوت کا خیال رکھنا چاہئے اور ان میں سے کسی سے غفلت نہ کرے تاکہ خلوت کے مفید نتائج مرتب ہوں اور رمضان کے آخر دس دن کی طاق راتوں یعنی اکیس، تیئیس، پچیس، ستائیس، انتیس میں تمام رات جاگا کرے تاکہ لیلۃ القدر کی برکت سے فائدہ اٹھا سکے۔

اس کے سوا اور راتوں میں رات کے تہائی حصہ تک جاگے اور ذکر کرتا ہوا سو جائے۔ جب آخر کی تہائی رات آئے اٹھ کر جلدی استنجا اور وضو کرے پھر تہجد کی نماز پڑھے اور ذکر و شغل اور مراقبہ میں صبح تک مشغول رہے جب عید کا چاند دکھائی دے مغرب کی نماز کے بعد دوگانہ پڑھ کر خلوت سے باہر آئے۔

خلوت کی شرطیں

مجتہد طریقت حضرت جنید بغدادی قدس سرہٗ نے خلوت کی چند شرطیں بیان کی ہیں

[ا] کیونکہ حدیث ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے زوال و آفتاب نکلتے وقت اور عصر کی نماز کے بعد قبل غروب آفتاب کے نماز پڑھنے کو منع فرمایا ہے ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید فرنگی محلی۔

Marfat.com

پہلے ہمیشہ باوضو رہے اور جس وقت ٹوٹ جائے فوراً کرے کیونکہ اس سے انشراح طبیعت اور قلب کی نورانیت بڑھتی ہے۔

دوسرے ہمیشہ روزہ رکھنا اور نماز مغرب[۱] کے پہلے افطار کرے اور عشاء کی نماز کے بعد کھانا کھانا اگر اس سے پریشان ہوجاتا ہو تو مغرب اور عشاء کے درمیان میں بھی کھا سکتا ہے۔

تیسرے کھانا کم کردینا کہ معدہ کا تہائی خالی رہے اور اگر قدرت ہو تو اس سے بھی کم کردے اور اسقدر کم نہ کرے کہ ضعف کیوجہ سے انشراح اور خوشی تشریف لے جائے اور عبادت کا لطف جاتا رہے غرض کھانا کم کھانے سے قلب کی رقت اور دل کی صفائی اور قوت ملکیہ زائد ہوتی ہے جیسا کہ کہا گیا ہے بھوک اللہ کا کھانا ہے چوتھے سوائے خدا کے ذکر کے زبان سے کچھ نہ نکالے تو سالک کو خلوت میں کسی سے گفتگو نہ کرنی چاہئے ہاں اگر کوئی شرعی ضرورت پیش آئے تو بقدر ضرورت ملازم سے گفتگو کرے بلکہ سوائے ملازم کے کسی کو خلوت میں آنے بھی نہ دے کیونکہ خاموشی سے حکمت حاصل ہوتی ہے اور بیکار گفتگو کرنے سے ذکر کرنے کا نور ضائع ہوجاتا ہے۔

پانچویں ہمیشہ ذکر اور مراقبہ کرنا اور انا جلیس من ذکرنی کا تصور کرنا ہے اس طرح کہ غفلت نہ آنے پائے اور خلوت کی اصلی غرض بھی یہی ہے۔

چھٹے خطرات کا دور کرنا اور حدیث نفس کو دفع کرنا ہے تو غیر خدا کے خواہ اچھا ہو یا برا خیال کے روکنے کی کوشش کرے کیونکہ حدیث نفس کا آجانا ذکر سے روکتا اور قلب کو تاریک اور خلوت کے فائدہ کو ضائع کر دیتا ہے ساتویں دل کا شیخ سے ربط رکھنا اس خیال سے کہ اس سے مدد حاصل کرے اور اس اعتقاد سے کہ شیخ خدا کا مظہر ہے خدا نے فیض پہنچانے کے لئے میرے اوپر اسکو متعین کیا ہے اور شیخ ہی کے ذریعہ سے خدا تک رسائی ہوسکتی ہے تو ہمیشہ محبت اور انقیاد سے شیخ کی طرف متوجہ رہے یہاں تک کہ فیض کا دروازہ اس پر کھل جائے اور اپنے دل میں شیخ کی نسبت کوئی اعتراض نہ لائے کیونکہ اس سے خدا تک رسائی رکجاتی ہے نعوذ باللہ من الحور بعد الکور

نصیحت اور وصیت آمیز کلمے

حق کے طالب کو پہلے فرقہ ناجیہ کے عقائد کی تصحیح کے لئے ضروری مسائل سیکھنا چاہئے کتاب اور سنت اور آثار صحابہ کی پیروی کرنا چاہئے اس کے بعد نفس کی پاکی اور اس کے غیر خدا سے خالی کرنے کی طرف متوجہ

[۱] لیکن اگر ابر ہو تو مغرب کی نماز کے بعد احتیاطاً روزہ کھولنا افضل ہے ۱۲ شہید

Marfat.com

ہونا چاہئے چنانچہ ایک بزرگ فرماتے ہیں۔ رباعی

خواہی[1] کہ شود دل تو چوں آئینہ ∴ دہ چیز بروں کن از درون سینہ

حرص و امل و غضب و دروغ و غیبت ∴ بخل و حسد و ریا و کبر و کینہ

اس کے بعد قلب کو صاف کرنا اور جلا دینا (جس سے مراد اچھی عادتیں اختیار کرنا ہے) چاہئے چنانچہ اس دوسری رباعی میں اس طرف اشارہ ہے۔ رباعی

خواہی[2] کہ شوی بمنزل قرب مقیم ∴ نہ چیز بہ نفس خویش فرما تعلیم

صبر و شکر و قناعت و علم و یقین ∴ تفویض و توکل و رضا و تسلیم

فائدہ سالک کو چاہئے کہ شرع کے احکام کا مضبوطی سے پابند ہو اور اس کے ممنوعات سے پرہیز کرے اور پرہیز گاری اور خوف خدا اپنا طریقہ کرے اور تمام حالتوں میں سنتوں کا خیال کرے اور ان چیزوں سے جن کو خدا نے منع کیا ہے اور مشتبہ چیزوں سے بچے اور اگر کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کرے اور استغفار اور اچھی باتوں سے اس کا تدارک کرے اور دوسرے وقت پر نہ اٹھا رکھے اور با جماعت مسجد میں نماز پڑھے اور جو وقت فرائض اور واجبات اور سنتوں کے پورا کرنے سے بچے اسے باطنی اشغال میں صرف کرے اور اوراد و نوافل کے زیادہ کرنے کی طرف متوجہ نہ ہو بلکہ باطنی اشغال کو اپنے اوپر فرض سمجھے اور کبھی غافل نہ ہو جب ان میں لطف اور مزا پائے خدا کا شکر ادا کرے اور تھوڑے لطف کو زائد سمجھے اور ہر کام خدا کی رضامندی کے لئے کشف و کرامات میں لطف نہ حاصل کرے بلکہ اس سے بیزار ہو اور بسط کی حالت میں شکر ادا کرے اور شرع کی حدوں کا خیال رکھے اور جب انقباض ہو مایوس اور پریشان نہ ہو جائے اپنے کام میں مصروف رہے اور اپنی غلطی تسلیم کرے اور تمام عبادتوں میں اپنے کو قاصر خیال کرے اور باطنی حالتوں کو کسی جاہل کے سامنے نہ بیان کرے اور غیر محرم سے بھی نہ کہے۔ اور محرم سے بھی تنہائی اور علیحدگی میں کہے اور اوقات کی پابندی کرے اور غیر مستقل مزاجی سے علیحدہ رہے اور دل سے دنیا اور تمام دنیا کی چیزوں کی محبت چھوڑ دے ورنہ ایک ہزار برس تک بھی عبادت کرنا فائدہ نہ دے گا۔

---

[1] اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا قلب آئینہ کی طرح صاف اور روشن ہو جائے تو یہ دس خبیث عادتیں اپنے سینہ سے نکال ڈالو لالچ[1] آرزو[2] غضب[3] جھوٹ[4] غیبت[5] کرنا کنجوسی[6] حسد[7] ریا[8] کبر[9] کینہ[10] ۱۲ شہید [2] اگر تم چاہتے ہو کہ خدا کی قربت حاصل کرو... تو اپنے نفس کو نو چیزوں کی تعلیم دو صبر کرنے شکر کرنے قناعت کرنے اور خدا پر یقین کرنے اور اپنے کو اس کے سپرد کر دینے اور حوالہ اختیار کر دینے اور اسکی رضامندی پر راضی ہونے اور اس پر بھروسہ کرنے کی ۱۲ شہید۔

Marfat.com

دل ایک آئینہ ہے اس میں غیر اللہ کو نہ دیکھے اور مرتبہ اور غیرت کی خواہش کرنا اپنے کو گمراہ کرنا ہے اس سے پناہ مانگے اور وقت کو غنیمت سمجھے اور غفلت اور بیکاری میں ضائع نہ کرے کیونکہ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں اور مردانہ وار کامرنی کرے اور خوشی وغم کو بالائے طاق رکھے اس واسطے کہ یہ ایک حجاب ہے اور جو شخص سنت رسولؐ کا پابند اور ہم جنس نہ ہو اس کی صحبت میں شریک نہ ہو اگرچہ اس شخص سے کرامتیں اور خرق عادات ظاہر ہوں اور وہ آسمان پر بھی اڑے اور لوگوں سے بقدر ضرورت ملے اور اچھے برے سے خوش اخلاقی سے پیش آئے اور لوگوں سے عاجزی اور انکساری کا برتاؤ کرے اور خاکساری اور نیستی کو اپنا طریقہ بناوے اور کسی پر اعتراض نہ کرے اور گفتگو نرمی سے کرے اور خاموشی اور خلوت پسند ہو اور اطمینان سے اپنے کاموں میں مشغول رہے اور پریشان نہ ہو اور جو باتیں پیش آئیں ان کو خدا کی طرف سے سمجھے اور ہمیشہ دل کی حفاظت کرے تاکہ غیر خدا کا خیال نہ آنے پائے اور دینی باتوں میں لوگوں کو فائدہ پہنچائے اور ہر کام کو خالص نیت سے سرانجام دے اور کھانے پینے میں اعتدال مدنظر رکھے نہ اس قدر کھائے کہ کاہل ہو جائے اور نہ اتنا کم کہ ضعف کی وجہ سے عبادت نہ کر سکے اسیطرح ہر کام میں افراط و تفریط سے پرہیز کرے اور اگر نفس کی خواہش پوری کرے تو اس سے کام بھی لے اور بہتر تو کما کر کھانا ہے اور اگر توکل کرے تو یہ بھی اچھا ہے لیکن کسی سے طمع نہ کرے اور دل کو غیر خدا کے تعلق سے علیحدہ رکھے اور کسی سے امید خوف نہ رکھے اور غیر خدا سے محبت نہ کرے اور حق کی جستجو میں پریشان اور بے آرام رہے اور ہر جگہ خدا کے ساتھ رہے اور تھوڑی اور زائد نعمت کا شکر ادا کرے اور تنگدستی اور فاقہ اور روپیہ کی کمی سے پریشان نہ ہو جائے بلکہ اس میں اپنی عزت اور فخر[1] خیال کرے اور خدا کا شکر ادا کرے کہ اس نے اولیاء اور انبیاءؑ کا مرتبہ مجھ کو عنایت فرمایا اور اپنے متعلقین سے مہربانی اور نرمی سے پیش آئے اور ان کی غلطیوں سے درگذر کرے اور ان کے عذر قبول کرے اور لوگوں کی غیبت[2] سے بچے اور لوگوں کا عیب چھپائے اور اپنے عیبوں پر غور کرے اور سب مسلمانوں کو اپنے سے بہتر سمجھے اور کسی سے لڑائی جھگڑا نہ کرے اگرچہ حق بجانب ہو اور مسافر پروری اور مہمانوازی اپنی عادت کرے اور غریب اور مسکین لوگوں کی صحبت پسند کرے اور علماء[3] اور صلحاء کی خدمت میں اپنی عزت اور فخر خیال کرے اور جو کچھ اپنے پاس ہو اس کو

---

[1] آنحضرت صلی اللہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے الفقر فخری یعنی فقیری پر مجھ کو فخر ہے ۱۲ شہید [2] قرآن شریف میں اس کی سخت ممانعت ہے اور فرمایا گیا ہے ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا غیبت کرنا، اور اپنے مردہ بھائی کا کچا گوشت کھانا برابر ہے ۱۲ شہید [3] حدیث میں ہے تم پر علماء کی صحبت میں بیٹھنا ضروری ہے کیونکہ جس طرح مردہ زمین پانی سے سیراب و شاداب ہو جاتی ہے اسیطرح مردہ دل حکمت کے نور سے زندہ ہو جاتے ہیں ۱۲ شہید

Marfat.com

اچھے مصرف میں خرچ کرے تاکہ وہ روپیہ نقصان نہ پہونچا سکے اور کسی چیز سے قلبی تعلق نہ رکھے اور ہستی نیستی کو برابر سمجھے اور فقیروں کے کپڑوں کو پسند کرے اور جس قدر کپڑا اور کھانا میسر ہو اس پر قناعت کرے اور ایثار کی عادت ڈالے اور پیاس اور بھوک (جو خدا کا کھانا ہے) کو دوست رکھے اور ہنسے کم اور روئے زائد۔ اور خدا کے عذاب اور اس کی بے نیازی سے ڈرتا رہے اور موت کو جو غیر خدا کی فنا کرنے والی ہے ہمیشہ مد نظر رکھے اور جدائی کی جگہ یعنی جہنم سے پناہ مانگے اور وصل کی جگہ یعنی جنت کی آرزو کرے اور دن کا حساب مغرب کے بعد اور رات کا حساب[1] فجر کی نماز کے بعد کرے۔

اور اچھائیوں پر خدا کا شکر ادا کرے اور برائیوں پر صدق دل سے توبہ کرے اور استغفار کرے اور سچ بولنا اور حلال چیز کھانا اپنے اوپر لازم کرے اور بیہودہ اور کھیل کود کی مجلس میں نہ شریک ہو اور جہالت کی رسموں سے بچے اور دوستی اور دشمنی اور خوشی اور غصہ محض خدا کے لئے کرے۔

بخیل اور لالچی نہ ہو اور شرم کرنیوالا اور کم بولنے والا اور بے رنج اور صلح جو ہو اور خدا کی اطاعت کرنے والا اور نیکوکار اور باوقار اور یہی خوش خلقی اور نیکی کی دلیل ہے اور چاہیئے کہ غرور نہ کرے اور اپنے کو اچھا نہ سمجھے اور اولیا اور مشائخ کی قبروں[2] کی زیارت سے مشرف ہوا کرے اور فرصت کے وقت ان کی قبروں پر آکر روحانیت سے ان کی طرف متوجہ ہو اور ان کی حقیقت کو مرشد کی صورت میں خیال کر کے فیض حاصل کرے اور کبھی کبھی عام مسلمانوں کی قبروں پر جاکر اپنی موت کو یاد کیا کرے اور ان پر ایصال ثواب کرے اور مرشد کے حکم اور ادب کو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور ادب کی جگہ سمجھے کیونکہ مرشدین خدا اور رسول کے نائب ہیں۔

نیز جو شخص مجھ سے محبت و عقیدت رکھے وہ مولوی رشید احمد صاحب سلمہ اور مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ کو (جو کمالات ظاہر و باطنی کے جامع ہیں) میری جگہ بلکہ مجھ سے بلند مرتبہ سمجھے۔ اگرچہ ظاہر میں معاملہ برعکس ہے کہ میں ان کی جگہ پر اور وہ میری جگہ پر ہیں۔ اور ان کی صحبت کو غنیمت سمجھے کہ ان کے ایسے لوگ اس زمانے میں نہیں پائے جاتے ہیں اور ان کی بابرکت خدمت سے فیض حاصل کرے اور سلوک کے طریقے (جو اس کتاب میں ہیں) ان کے سامنے حاصل کرے انشاء اللہ بے بہرہ نہ رہے گا۔ خدا ان کی عمر میں برکت دے۔ اور معرفت کی تمام نعمتوں

---

[1] گناہوں کا حساب ۱۲ شبیر [2] کیونکہ حدیث میں ہے کہ پہلے میں نے تم کو قبروں پر جانے سے روکا لیکن اب اجازت دیتا ہوں کیونکہ قبروں پر جانے سے آخرت اور موت یاد آتی ہے۔ ۱۲

اور اپنی قربت کے کمالات سے مشرف فرمائے اور بلند رتبوں تک پہنچائے اور ان کے نور ہدایت سے دنیا کو روشن کرے اور حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں قیامت تک اُن کا فیض جاری رکھے۔

اللّٰھم[1] اغفر لنا ولوالدینا ولاسناذنا والمشائخنا ولاحبابنا ولجمیع المومنین والمومنات الاحیاء منھم والاموات برحمتک و یا ارحم الراحمین آمین آمین آمین یا رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

مشائخ طریقت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سلسلوں کی کیفیت

سلسلہ حضرات چشتیہ صابریہ قدوسیہ کا بیان

جاننا چاہیئے کہ حقیر فقیر ننگ خاندان بزرگان طریقت کا نام بدنام کرنے والا روسیاہ امداد اللہ عفا اللہ عنہ کو حضور فیض گنجور قطب دوراں پیشوائے عارفاں نور الاسلام حضرت مولانا و مرشدنا و ہادینا میاں جیو شاہ نور محمد صاحب جھنجھانوی قدس اللہ سرہٗ سے نسبت بیعت اور تعلق صحبت و اجازت اور خرقہ حاصل ہے اور ان کو شیخ المشائخ حاجی شاہ عبدالرحیم شہید ولایتی سے اور ان کو حضرت عبدالباری اور ان کو شاہ عبدالہادی امروہی اور ان کو شاہ عضدالدین اور ان کو شاہ محمد مکی اور ان کو شاہ محمدی اور ان کو شاہ محب اللہ الہ آبادی اور ان کو شیخ ابوسعید گنگوہی اور ان کو شیخ نظام الدین بلخی اور ان کو شیخ جلال الدین تھانیسری اور ان کو قطب العالم عبدالقدوس گنگوہی اور ان کو شیخ محمد عارف ردولوی اور ان کو شیخ جلال الدین کبیر الاولیا پانی پتی اور ان کو شیخ شرف الدین ترک پانی پتی اور ان کو مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابرؒ اور ان کو شیخ فرید الدین گنج شکر مسعود اجودھنی اور ان کو خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اور ان کو خواجہ معین الدین حسن سنجری اور ان کو خواجہ عثمان ہارونی اور ان کو خواجہ حاجی شریف زندنی اور ان کو خواجہ مودود چشتی اور ان کو خواجہ ابو یوسف چشتی اور ان کو خواجہ ابی احمد ابدال چشتی اور ان کو خواجہ ابو اسحاق شامی اور ان کو خواجہ ممشاد علو دینوری اور ان کو خواجہ امین الدین ابو ہبیرہ بصری اور ان کو خواجہ حذیفہ

[1] اے خدا بخشدے ہم کو اور ہمارے والدین کو استادوں کو مشائخ دوستوں اور تمام زندہ اور مردہ مسلمانوں مردوں اور عورتوں کو اپنی رحمت سے اے سب رحم کرنے والوں میں زائد رحم کرنے والے ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید انصاری۔

مرعشی اور ان کو خواجہ ابراہیم ادھم بلخی اور ان کو خواجہ جمال الدین فضیل بن عیاض اور ان کو خواجہ عبدالواحد بن زید اور ان کو امام العارفین خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہم سے اور ان کو امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہٗ سے اور ان کو سیّد المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ اجمعین سے۔

سلسلۂ چشتیہ نظامیہ قدوسیہ

طریقہ نظامیہ کی اجازت حضرت عبد القدوس گنگوہی کو اپنے مرشد شیخ درویش ابن محمد قاسم ادھی سے حاصل ہے اور ان کو سیّد بڈھن بہڑائچی اور ان کو سید جلال الدین بخاری مخدوم جہانیان جہاں گشت سے اور ان کو خواجہ نصیر الدین روشن چراغ دہلی اور ان کو سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیا ابن احمد بدایونی اور ان کو خواجہ فریدالدین سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک۔

سلسلۂ عالیہ قادریہ قدوسیہ

حضرت قطب العالم القدوس گنگوہیؒ کو طریقہ قادریہ کی اجازت اور خرقہ اپنے مرشد درویش بن محمد قاسم ادھی سے اور ان کو سید بڈھن بہڑائچی اور ان کو مخدوم جہانیاں جہاں گشت سیّد جلال الدین بخاری سے ان کو شیخ عابد بن علیؒ سے ان کو شیخ عبید بن البوالقاسم سے ان کو شیخ ابوالمکارم فاضل سے ان کو شیخ قطب الدین ابوالغیث سے ان کو شیخ شمس الدین حداد سے ان کو امام الاولیا شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی سے ان کو شیخ ابوسعید مخرومی سے ان کو شیخ البو الحسن قرشی علی الہنکاری سے ان کو شیخ جنید بغدادی سے ان کو شیخ سری سقطی سے ان کو شیخ معروف کرخی سے ان کو شیخ داؤد طائی سے ان کو شیخ حبیب عجمی سے ان کو امام حسن بصری سے ان کو امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ان کو حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

ایضاً نیز فقیر کو اس سلسلہ قادریہ میں اپنے مرشد حضرت مولانا میانجیو نور محمد جھنجانویؒ سے ان کو سیّد عبد الحی سے ان کو سید محمد غوث سے ان کو سید ابو محمد سے ان کو سید شاہ محمد سے ان کو سیّد فیض العالمؒ سے ان کو سیّد الیاس مغربیؒ سے ان کو سیّد عبد الحق مغربیؒ سے ان کو مولانا مغربیؒ سے ان کو سیّد احمد قدسیؒ سے ان کو سید عبد القادر راسیؒ سے ان کو سیّد عبد الوہاب سے ان کو

سید یحییٰ زاہد سے ان کو سید زین الدین سے ان کو سید عبد الرزاق سے ان کو غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی رح سے اور باقی سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک وہی ہے

سلسلۂ عالیہ قدوسیہ نقشبندیہ

حضرت میراں اجمل بہڑائچی کو اپنے پیر شاہ عبد الحق سے اور ان کو خواجہ عبید اللہ سے ان کو خواجہ مولنا یعقوب چرخی سے ان کو خواجہ علاء الدین عطار سے ان کو خواجہ امیر کلال سے ان کو خواجہ محمد بابا سماسی سے ان کو خواجہ عزیزان علی رامیتنی سے ان کو خواجہ محمود ابوالخیر فغنوی سے ان کو خواجہ محمد عارف ریوگری سے ان کو خواجہ عبد الخالق غجدوانی سے ان کو خواجہ یوسف ہمدانی سے ان کو خواجہ ابو علی فارمدی[1] سے ان کو خواجہ امام ابوالقاسم قشیری سے ان کو خواجہ ابو علی دقاق سے ان کو خواجہ ابوالقاسم نصیر آبادی سے ان کو خواجہ ابوبکر شبلی سے ان کو سید الطائفہ جنید بغدادی سے ان کو شیخ سری سقطی سے ان کو شیخ معروف کرخی سے ان کو شیخ داؤد طائی سے ان کو خواجہ حبیب عجمی سے ان کو امام الاولیاء حسن بصری رح سے ان کو حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے ان کو سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے

نیز اس سلسلہ میں فقیر کو اجازت اور خرقہ اپنے پیر میانجیو نور محمد شاہ سے حاصل ہے اور ان کو حضرت سید احمد شہید رح سے ان کو شاہ عبد العزیز رح سے ان کو شاہ ولی اللہ سے ان کو شاہ عبد الرحیم رح سے ان کو شاہ عبد اللہ رح سے ان کو سید آدم بنوری سے ان کو امام ربانی شیخ احمد مجدد الف ثانی رح سے ان کو خواجہ باقی باللہ رح سے ان کو خواجہ ملنگی رح سے ان کو مولانا درویش رح سے ان کو مولانا زاہد رح سے ان کو خواجہ عبید اللہ رح احرار سے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تک۔

نیز فقیر کو بیعت اور اس قسم کی اجازت اپنے پہلے مرشد حضرت مولنا و ہادینا حضرت مجاہدین نصیر الدین دہلوی رح سے حاصل ہے اور ان کو شاہ محمد آفاق رح دہلوی سے ان کو خواجہ ضیاء اللہ رح سے ان کو خواجہ محمد زبیر رح سے ان کو خواجہ حجت اللہ محمد نقش بند ثانی رح سے ان کو خواجہ محمد معصوم رح سے ان کو حضرت مجدد رح سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ہے۔

[1] نیز ابو علی فارمدی کو بیعت اور اجازت خواجہ ابوالحسن خرقانی اور ان کو بایزید بسطامی سے ان کو امام جعفر صادق رض سے ان کو حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر سے ان کو سلیمان فارسی رض سے ان کو امیر المومنین حضرت ابوبکر الصدیق سے ان کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کما قال المعفی ۱۲ تنبیہ

Marfat.com

سلسلۂ سہروردیہ قدوسیہ

نیز قطب العالم عبد القدوس گنگوہیؒ کو اپنے مرشد مرشد مرشد سید اجمل بہرائچی سے اجازت حاصل ہے اور ان کو اپنے والد شیخ جلال الدین بخاریؒ سے ان کو شیخ رکن الدین ابو الفتح سے ان کو اپنے والد صدر الدین سے ان کو اپنے والد شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی سے ان کو امام الطریقہ شیخ شہاب الدین سہروردی سے ان کو شیخ ابو النجیب سہروردی سے ان کو شیخ وجیہہ الدین عبد القاہر سہروردی سے ان کو شیخ ابو محمد بن عبد اللہ سے ان کو شیخ احمد دینوری سے ان کو ممشاد علو دینوری سے ان کو حضرت جنید بغدادی سے ان کو معروف سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک۔

سلسلہ کبرویہ قدوسیہ

نیز جلال الدین بخاری کو اس طریقہ کی اجازت شیخ حمید الدین سمرقندی سے ان کو شمس الدین بن امام محمد بن محمود بن ابراہیم بن ادھم سے ان کو شیخ عطایائے خالدی سے ان کو شیخ احمد بابا کمال نجندی سے ان کو شیخ نجم الدین کبریٰ سے ان کو عمار یاسر سے ان کو ابو النجیب سہروردی سے ان کو شیخ احمد غزالیؒ سے ان کو ابو بکر نساجؒ سے ان کو ابو القاسم گرگانی سے ان کو خواجہ ابو عثمان مغربیؒ سے ان کو ابو علی کاتبؒ سے ان کو شیخ علی رودباریؒ سے ان کو سید الطائفہ جنید بغدادیؒ سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک۔

لہٰ نیز حضرت مجددؒ کو اجازت بیعت تمام طریقہ چشتیہ۔ قادریہ۔ سہروردیہ۔ کبرویہ۔ مداریہ۔ قلندریہ کی اپنے پیر و مرشد شیخ عبد الاحد سے ان کو اپنے مرشد شیخ رکن الدین گنگوہی سے ان کو عبد القدوسؒ گنگوہی قدس سرہم سے حضرت سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک کما قال بعض الفضلاءُ ۱۲۔ مولانا صبغت اللہ شہید انصاری فرنگی محلی۔

تمت بالخیر

Marfat.com

فیصلہ ہفت مسئلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

الحمد للہ نحمدہٗ ونستعینہٗ ونستغفرہٗ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیآت اعمالنا من یہدہ اللہ فلا مضل لہٗ ومن یضللہ فلا ہادی لہ ونشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ ونشہد انّ سیدنا ومولانا محمد اعبدہٗ ورسولہٗ۔

اما بعد فقیر امداد اللہ الحنفی الچشتی عموماً سب مسلمانوں کی خدمت میں اور خصوصاً جو اس فقیر سے ربط وتعلق رکھتے ہیں. عرض رسا ہے کہ یہ امر مسلمات سے ہے کہ باہمی اتفاق باعثِ برکاتِ دینوی ودینی اور نا اتفاقی موجب مضرت دینوی ودینی ہے۔ اور آج کل بعض مسائل فرعیہ میں ایسا اختلاف واقع ہوا ہے۔ جس سے طرح طرح کے شر اور فتنیں پیدا ہو رہی ہیں۔ اور خواص کا وقت اور عوام کا دین ضائع ہو رہا ہے۔ حالانکہ اکثر امور میں محض نزاع لفظی ہے اور مقصود متحد چونکہ عموماً مسلمانوں کی خصوصاً اپنے متعلق والوں کی یہ حالت دیکھ کر بہت صدمہ ہوتا ہے اس لئے فقیر کے دل میں آیا کہ مسائل مذکورہ کے متعلق مختصر سا مضمون قلم بند کر کے شائع کر دیا جائے امید قوی ہے کہ یہ نزاع وجدال رفع ہو جائے۔ ہر چند کہ اس وقت میں اختلافات اور مختلفین کثرت سے ہیں۔ مگر فقیر نے انہیں مسائل کو لیا جن میں اپنی جماعت کے لوگ مختلف تھے دو وجہ سے اوّل تو کثرت اختلافات اس درجہ پہنچی ہے کہ اس کا احاطہ مشکل ہے۔ دوسرے ہر شخص سے امید قبول نہیں اور اپنی جماعت میں جو اختلافات ہیں۔ اول او وہ معدود۔ دوسرے امید قبول غالب پس ایسے مسائل جن میں ان صاحبوں میں زیادہ قیل وقال ہے سات ہیں۔ پانچ عملی دو علمی ترتیب بیان میں اس کا لحاظ رکھا ہے کہ جن میں سب سے زیادہ گفتگو ہے ان کو مقدم جس میں اس سے کم ہے اس کے بعد علیٰ ہذا القیاس اور اپنا مشرب اور ایسے مسائل پر جو عمل درآمد مناسب ہے لکھدیا۔ حق تعالےٰ سے امید ہے کہ یہ تحریر باعث رفع فساد باہمی ہو جاوے اور حضرات بھی اگر اس کو قبول فرما کر منتفع ہوں تو دعا سے یاد فرما دیں اور کوئی صاحب اس تحریر کے جواب کی فکر نہ کریں کہ مقصود میرا مناظرہ کرنا نہیں۔

واللہ ولی التوفیق

پہلا مسئلہ مولود شریف کا

اس میں تو کسی کو کلام ہی نہیں کہ نفس ذکر ولادت شریف حضرت فخر آدم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم موجب خیرات و برکات دنیوی و اخروی ہے صرف کلام بعض تعینات و تخصیصات و تقلیدات میں ہے جن میں بڑا امر قیام ہے بعض علماء ان امور کو منع کرتے ہیں بقولہ علیہ السلام کل بدعۃ ضلالۃ اور اکثر علماء اجازت دیتے ہیں لاطلاق دلائل فضیلۃ الذکر اور انصاف یہ ہے کہ بدعت اس کو کہتے ہیں کہ غیر دین کو دین میں داخل کر لیا جاوے کما یظہر من التامل فی قولہ علیہ السلام من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد الحدیث پس ان تخصیصات کو اگر کوئی شخص عبادت مقصود نہیں سمجھتا بلکہ فی نفسہ مباح جانتا ہے مگر ان کے اسباب کو عبادت جانتا ہے اور ہئیت مسبب کو مصلحت سمجھتا ہے تو بدعت نہیں مثلاً قیام کو لذاتہا عبادت نہیں اعتقاد کرتا مگر تعظیم ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عبادت جانتا ہے اور کسی مصلحت سے اس کی یہ ہئیت معین کر لی اور مثلاً تعظیم ذکر کو ہر وقت مستحسن سمجھتا ہے مگر کسی مصلحت سے خاص ذکر ولادت کا وقت مقرر کر لیا مثلاً ذکر ولادت کو ہر وقت مستحسن سمجھتا ہے مگر بہ مصلحت سہولت دوام یا اور کسی مصلحت سے بارہ ۱۲ ربیع الاول مقرر کر لی اور کلام تفصیل مصالح میں از بس طویل ہے ہر محل میں جدا مصلحت ہے رسائل موالید میں بعض مصالح مذکور بھی ہیں اگر تفصیلاً کوئی مطلع نہ ہو تو مصلحت اندیشاں پیشین کا اقتدا ہے اس کے نزدیک یہ مصلحت کافی ہے۔ ایسی حالت میں تخصیص مذموم نہیں تخصیصات اشغال و مراقبات و تعینات رسوم و مدارس و خانقاہ جات اسی قبیل سے ہیں اور ان تخصیصات کو قربت مقصود جانتا ہے مثل نماز روزہ کے تو بے شک اس وقت یہ امور بدعت ہیں مثلاً یوں اعتقاد کرتا ہے کہ اگر تاریخ معین پر مولود نہ پڑھا گیا یا قیام نہ ہوا یا بخور و شیرینی کا انتظام نہ ہوا تو ثواب ہی نہ ملا تو بلاشک یہ اعتقاد مذموم ہے کیونکہ حدود شرعیہ سے تجاوز ہے جیسے عمل مباح کو حرام اور ضلالت سمجھنا بھی مذموم ہے غرض دونوں صورتوں میں تعدی حدود ہے اور اگر ان امور کو ضروری بمعنی واجب شرعی نہیں سمجھتا بلکہ ضروری بمعنی موقوف علیہ بعض البرکات جانتا ہے جیسے بعض اعمال میں تخصیص ہوا کرتی ہے کہ ان کی رعایت نہ کرنے سے وہ اثر خاص مرتب نہیں ہوتا مثلاً بعض عمل کھڑے ہو کر پڑھے جاتے ہیں اگر بیٹھ کر پڑھیں تو اثر خاص نہ ہوگا۔ اس اعتبار سے اس قیام کو ضروری سمجھتا ہے اور دلیل اس توقف کی موجدان اعمال کا تجربہ یا کشف و الہام ہے اسی طرح کوئی عمل مولد کو ہئیت کذائیہ موجب بعض برکات یا آثار کا اپنے تجربہ سے یا کسی صاحب بصیرت کے وثوق پر سمجھے اور اس معنی کر قیام کو ضروری سمجھے کہ بے اثر خاص بدون قیام نہ ہوگا اس کے بدعت کہنے کی کوئی وجہ نہیں کہ یہ

اعتقاد ایک امر باطن ہے اسکا حال بدون دریافت کئے ہوئے یقیناً معلوم نہیں ہو سکتا محض قرائن تخمینہ سے کسی پر بدگمانی اچھی نہیں مثلاً بعض لوگ تارکین قیام پر ملامت کرتے ہیں تو ہر چند کہ یہ ملامت بیجا ہے کیونکہ قیام شرعاً واجب نہیں پھر ملامت کیوں بلکہ اس ملامت سے شبہہ اصرار کا پیدا ہوتا ہے جسکی نسبت فقہا نے فرمایا ہے کہ اصرار سے مستحب بھی معصیت ہوتا ہے مگر ہر ملامت سے یہ قیاس کر لینا کہ یہ شخص معتقد وجوب قیام کا ہے درست نہیں کیونکہ ملامت کی بہت سی وجہیں ہوتی ہیں کبھی اعتقاد وجوب ہوتا ہے کبھی محض مخالفت رسم و علوت خواہ عادت دنیوی ہو یا ملنی کسی سبب دینی پر ہو کبھی وجہ ملامت یہ ہوتی ہے کہ وہ فعل اس لائم کے زعم میں خواہ زعم صحیح ہو یا فاسد کسی قوم بدعقیدہ کا شعار ٹھہر گیا ہے اس فعل سے وہ استدلال کرتا ہے کہ یہ بھی ان ہی لوگوں میں ہے اسلئے ملامت کرتا ہے مثلاً کوئی بزرگ مجلس میں تشریف لاویں اور سب لوگ تعظیم کو کھڑے ہو جاویں ایک شخص بیٹھا رہے تو اس پر ملامت اسوجہ سے کوئی نہیں کرتا کہ تونے واجب شرعی ترک کیا بلکہ اسوجہ سے کہ وضع مجلس کی مخالفت کی یا مثلاً ہندوستان میں عموماً عادت ہے کہ تراویح میں جو قرآن مجید ختم کرتے ہیں شیرینی تقسیم کرتے ہیں اگر کوئی شیرینی تقسیم نہ کرے تو ملامت کرینگے مگر صرف اسی وجہ سے کہ ایک رسم صالح کو ترک کیا یا مثلاً بحق کہنا کسی زمانے میں مخصوص معتزلہ کے ساتھ تھا کوئی ناواقف کسی شخص کو بحق کہتا ہو اسکو اس خیال سے ملامت کرتا کہ یہ شخص بھی اسی قسم کا اور اس سے اس کے دوسرے عقائد پر استدلال کرکے مخالفت کرتا بہرحال صرف ملامت کو دلیل اعتقاد وجوب ٹھہرانا مشکل ہے اور فرضاً کسی عامی کا یہی عقیدہ ہو کہ قیام فرض و واجب ہے تو اس سے صرف اس کے حق میں بدعت ہو جائیگا۔ جن لوگوں کا یہ اعتقاد نہیں ان کے حق میں مباح و مستحسن رہے گا مثلاً متشددین رجعت قہقری کو ضروری سمجھتے ہیں تو کیا یہ رجعت سب کے حق میں بدعت ہو جاویگی اور بعض اہل علم صرف جاہلوں کی بعض زیادتیاں دیکھ کر جیسے موضوع روایات پڑھنا گانا وغیرہ وغیرہ جیساکہ مجالس جہلا میں واقع ہوتا ہے عموماً سب موالید پر ایک حکم لگا دیتے ہیں یہ بھی انصاف کے خلاف ہے مثلاً بعض ، مواعظین موضوع روایات بیان کرتے ہیں یا ان کے وعظ میں بوجہ اختلاط مردوں و عورتوں کے کوئی فتنہ ہو جاتا ہے تو کیا تمام مجالس وعظ ممنوع ہو جاویں گی ع بہر کیکے تو گلیمے را مسوز۔ رہا اعتقاد کہ مجلس مولد میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہوتے ہیں اس اعتقاد کو کفر و شرک کہنا حد سے بڑھنا ہے کیونکہ یہ امر ممکن ہے عقلاً و نقلاً بلکہ بعض مقامات پر اس کا وقوع بھی ہوتا ہے رہا یہ شبہہ کہ آپ کو کیسے علم ہوا یا کئی جگہ کیسے ایک وقت میں تشریف فرما ہوئے یہ ضعیف شبہہ ہے آپ کے علم و روحانیت کی وسعت جو دلائل نقلیہ و کشفیہ سے ثابت ہے اس کے آگے یہ ایک ادنی سی بات ہے علاوہ اس کے اللہ کی قدرت تو محل کلام نہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اپنی جگہ تشریف رکھیں اور درمیانی حجاب اٹھ جاویں بہرحال ہر طرح یہ امر ممکن ہے اور اس سے آپ کی نسبت

Marfat.com

اعتقاد علم غیب لازم نہیں آتا جو کہ خصائص ذات حق سے ہے کیونکہ علم غیب وہ ہے جو مقتضا ذات کا ہے اور جو باعلام خداوندی ہے وہ ذاتی نہیں بالسبب ہے وہ مخلوق کے حق میں ہے ممکن بلکہ واقع ہے اور امر ممکن کا اعتقاد شرک و کفر کیونکر ہو سکتا ہے البتہ ہر ممکن کے لیے وقوع ضروری نہیں ایسا اعتقاد کرنا محتاج دلیل ہے اگر کسی کو دلیل ملجائے مثلاً خود کشف ہو جاوے یا کوئی صاحب کشف خبر کر دے تو اعتقاد جائز ہے ورنہ بے دلیل ایک غلط خیال ہے غلطی سے رجوع کرنا اس کو ضرور ہے مگر شرک و کفر کسی طرح نہیں ہو سکتا پس تحقیق مختصر اس مسئلہ میں یہ ہے جو مذکور ہوئی اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں رہا عملدرآمد جو اس مسئلے میں رکھنا چاہیئے وہ یہ ہے کہ ہر گاہ یہ مسئلہ اختلافی اور ہر فریق کے پاس دلائل شرعی بھی ہیں گو قوت وضعف کا فرق ہو جیسا کہ اکثر مسائل اختلافیہ فرعیہ میں ہوا کرتا ہے پس خاص کو تو یہ چاہیئے کہ جو ان کو تحقیق ہوا ہو اس پر عمل رکھیں اور دوسرے فریق کے ساتھ بغض و کینہ نہ رکھیں نہ نفرت و تحقیر کی نگاہ سے اس کو دیکھیں نہ تفسیق و تضلیل کریں بلکہ اس اختلاف کو مثل اختلاف حنفی و شافعی کے سمجھیں اور باہم ملاقات و مکاتبت وسلام و موافقت و محبت کی رسوم جاری رکھیں اور تردید و مباحثہ سے خصوصاً بازاریوں کے بدزبانات سے کہ منصب اہل علم کے خلاف ہے پرہیز رکھیں بلکہ ایسے مسائل میں نہ فتوی لکھیں نہ مہر و دستخط کریں کہ فضول ہے اور ایک دوسرے کی رعایت رکھے مثلاً اگر مانع قیام عامل قیام کی محفل میں شریک ہو جائے تو بہتر ہو کہ اس محفل میں قیام نہ کریں بشرطیکہ کسی فتنے کا برپا ہو۔ محتمل نہ ہو اور جو قیام ہو تو مانع قیام بھی اس وقت قیام میں شریک ہو جائے اور عوام نے جو غلو اور زیادتیاں کرلی ہیں ان کو نرمی سے منع کریں اور یہ منع کرنا ان کا زیادہ مفید ہو گا اور جو خود مولد اور قیام میں شریک ہوتے ہیں اور جو مانع اصل کے ہیں ان کو سکوت مناسب ہے ایسے امور میں مخاطبت ہی نہ کریں اور جہاں ان امور کی عادت ہو وہاں مخالفت نہ کریں جہاں عادت نہ ہو وہاں ایجاد نہ کریں غرض فتنے سے بچیں قصہ حطیم اس کی دلیل کافی ہے اور مجوزین مانعین کے تبلیغ کی تاویل کر لیا کریں کہ یا تو ان کو یہی تحقیق ہوا ہو گا یا انتظاماً منع کرتے ہونگے کہ بعض موقع پر اصل عمل سے منع کرتے ہیں تب ان سے بچتے ہیں اگرچہ اس وقت میں اکثر یہ تدبیر غیر مفید ہوتی ہے اور جو مانع ہیں وہ مجوزین کی تاویل کر لیا کریں کہ یا ان کو تحقیق یہی ہوا ہے یا غلبۂ محبت سے یہ عمل کرتے ہیں اور حسن ظن اور بالمسلمین کی وجہ سے لوگوں کو بھی اجازت دیتے ہیں اور عوام کو چاہیئے کہ جس عالم کو متدین و محقق سمجھیں اس کی تحقیق پر عمل کریں دوسرے فریق کے لوگوں سے تعرض نہ کریں خصوصاً دوسرے فریق کے علماء کی شان میں گستاخی کرنا چھوٹا منہ اور بڑی بات کا مصداق ہے غیبت اور حسد سے اعمال حسنہ ضائع ہوتے ہیں ان امور سے پرہیز کریں اور تعصب اور عداوت سے بچیں اور ایسے مضامین کی کتابیں اور رسالے مطالعہ نہ کیا کریں گویا کام علماء کا ہے

عوام کو علما پر بدگمانی اور مسائل میں شبہہ ہوتا ہے اور اس مسئلہ میں جو تحقیق اور عملدرآمد کیا گیا ہے کچھ اس مسئلہ ہی کیساتھ مخصوص نہیں نہایت مفید اور کارآمد مضمون ہے جو اکثر مسائل اختلافیہ خصوصاً جنکا یہاں ذکر ہے اور جو اسکے امثال ہیں مثل مصافحہ یا معانقہ عیدین یا مصافحہ بعد وعظ و بعد نماز فجر و عصر یا نماز ہائے پنجگانہ ذکر از تہلیل بعد نماز پنجگانہ و دست بوسی و پابوسی اور انکے سوا بہت امور میں جنہیں شور و شر پھیل رہا ہے ان سب امور میں اس مضمون کا لحاظ رکھنا مفید ہوگا سب اسی قاعدے پر مبنی ہیں۔ فاحفظہ متنفع انشاء اللہ

دوسرا مسئلہ فاتحہ مروجہ کا

اسمیں وہی گفتگو ہے جو مسئلہ مولود میں مذکور ہوئی جسکا خلاصہ یہ ہے کہ نفس ایصال ثواب ارواح اموات میں کسی کو کلام نہیں اسمیں بھی تخصیص و تعیین کو موقوف علیہ ثواب کا سمجھے یا واجب و فرض اعتقاد کرے تو ممنوع ہے اور اگر یہ اعتقاد نہیں بلکہ کوئی مصلحت باعث تقید سلیئت کذائیہ ہے تو کچھ حرج نہیں جیسا بمصلحت نماز میں سورۂ خاص معین کرنیکو فقہائے محققین نے جائز رکھا ہے اور تہجد میں اکثر مشائخ کا معمول ہے اور تامل سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ سلف میں تو یہ عادت تھی کہ مثلاً کھانا پکا کر مسکین کو کھلا دیا اور دل سے ایصال ثواب کی نیت کرلی متاخرین میں کسی کو خیال ہوا کہ جیسے نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے مگر موافقت قلب و لسان کیلئے عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے اسیطرح اگر یہاں زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہونچ جائے تو بہتر ہے پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اسکا مشار الیہ اگر روبرو موجود ہو تو زیادہ استحضار قلب ہو کھانا روبرو لانے لگے کسی کو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک دعا ہے اس کے ساتھ اگر کچھ کلام الٰہی بھی پڑھا جاوے تو قبولیت دعا کی بھی امید ہے اور اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جاویگا کہ جمع بین العبادتین ہے ع چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دوکار قرآن شریف کی بعض سورتیں بھی جو لفظوں میں مختصر اور ثواب میں بہت زیادہ ہیں پڑھی جانے لگیں کسی نے خیال کیا دعا کیلئے رفع یدین سنت ہے ہاتھ بھی اٹھانیلگے کسی نے خیال کیا کھانا جو مسکین کو دیا جاویگا اسکے ساتھ پانی دینا بھی مستحسن ہے پانی پلانا بڑا ثواب ہے اس پانی کو بھی کھانے کیساتھ رکھ لیا پس یہ ہیئت کذائیہ حاصل ہوگئی رہا تعیین تاریخ یہ بات تجربہ سے معلوم ہوتی ہے کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمول ہو اسوقت وہ یاد آجاتا ہے اور ضرور ہو رہتا ہے اور نہیں تو سالہا سال گزر جاتے ہیں کبھی خیال بھی نہیں ہوتا اسی قسم کی مصلحتیں ہر امر میں ہیں جنکی تفصیل طویل ہے محض بطور نمونہ تھوڑا سا بیان کیا گیا ذہین آدمی غور کرکے سمجھ سکتا ہے اور قطع نظر مصالح مذکورہ کے انمیں بعض اسرار بھی ہیں بس اگر یہی مصالح ہیں تو تخصیص مضائقہ نہیں رہا عوام کا غلو اولاً اسکی اصلاح کرنی چاہئے اس عمل سے کیوں منع کیا جائے ثانیاً انکا غلو اہل فہم آپ کے فعل میں مؤثر نہیں ہوسکتا لنا اعمالنا ولکم اعمالکم یا

شبہہ تشبیہہ کا اسمیں بحث از بس طویل ہے مختصر اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ تشبہ اسوقت تک رہتا ہے جبتک وہ عادات اس قوم کیساتھ ایسی مخصوص ہوں کہ جو شخص وہ فعل کرے اُسی قوم سے سمجھا جاوے یا اسپر حیرت ہو اور جب دوسری قوموں پر پھیل کر عام ہو جاوئے تو وہ تشبہ جاتا رہتا ہے ورنہ اکثر امور متعلق عادات و ریاضات جو غیر قوموں سے ماخوذ ہیں مسلمانوں میں کثرت سے پھیل گئے کہ کسی عالم درویش کا گھر بھی اس سے خالی نہیں یہ امور مذموم نہیں ہو سکتے قصہ تطہیر اہل قبا اسمیں کافی حجت ہے البتہ جو ہیئت عام نہیں ہوئی وہ موجب تشبہ ہے اور ممنوع پس یہ ہیئت مروجہ ایصال کسی قوم کیساتھ مخصوص نہیں اور گیارھویں حضرت غوث پاک قدس سرہ کی دسویں بیسویں چہلم ششماہی سالانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ اور سہ منی حضرت شاہ بو علی قلندری رحمۃ اللہ علیہ و حلوائے شب برأت اور دیگر طریق ایصال ثواب کے اسی قاعدے پر مبنی ہیں اور مشرب فقیر کا اس مسئلہ میں یہ ہے کہ فقیر پابند اس ہیئت کا نہیں ہے مگر کرنیوالوں پر انکار نہیں کرتا اور عملدرآمد اس مسئلہ میں ایسا رکھنا چاہئے یعنی دو فریقوں کا باہم مل جلکر رہنا اور مباحثہ و قیل و قال نہ کرنا اور ایک دوسرے کو وہابی بدعتی نہ کہنا اور عوام کو غلو اور جھگڑوں سے منع کرنا سب بحث مولد میں گذر چکا

تفسیر مسئلہ عرس و سماع کا

لفظ عرس ماخوذ اس حدیث سے ہے نم کنومۃ العروس یعنی بندۂ صالح سے کہا جاتا ہے کہ عروس کیطرح آرام کر کیونکہ موت مقبولان الٰہی کے حق میں وصال محبوب حقیقی ہے اس سے بڑھکر کون عروسی ہوگی چونکہ ایصال ثواب بروح اموات مستحسن ہے خصوصاً جن بزرگوں سے فیوض و برکات حاصل ہوئے ہیں ان کا زیادہ حق ہے اور ہر اپنے پیر بھائیوں سے ملنا موجب ازدیاد محبت و تزاید برکات ہے اور نیز طالبوں کا یہ فائدہ ہے کہ پیر کی تلاش میں مشقت نہیں ہوتی بہت سے مشائخ رونق افروز ہوتے ہیں اسمیں جس سے عقیدت ہو اسکی غلامی اختیار کر لے اس لئے مقصود ایجاد رسم عرس سے یہ تھا کہ سب سلسلہ کے لوگ ایک تاریخ میں جمع ہو جائیں باہم ملاقات بھی ہو جاوے اور صاحب قبر کی روح کو قرآن و طعام کا ثواب بھی پہنچایا جاوے یہ مصلحت ہے تعیین یوم میں رہا خاص یوم وفات کو مقرر کرنا اسمیں اسرار مخفیہ ہیں انکا اظہار ضرور نہیں چونکہ بعض طریقوں میں سماع کی عادت ہے اسلئے تجدید حال اور ازدیاد ذوق و شوق کیلئے کچھ سماع بھی ہونیلگا پس اصل عرس کی اس قدر ہے اور اسمیں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا بعض علمانے بعض حدیثوں سے بھی اسکا استنباط کیا ہے رہگیا شبہہ حدیث لا تتخذوا قبری عیدا کا سو اسکے صحیح معنی یہ ہیں کہ قبر پر میلا لگانا اور خوشیاں کرنا اور زینت اور آراستگی و دھوم دھام کا اہتمام بیشک ممنوع ہے کیونکہ زیارت مقابر واسطے عبرت و تذکرۂ آخرت کے ہے نہ غفلت اور نہ زینت کیلئے اور یہ معنی نہیں کہ کسی قبر پر جمع ہونا منع ہے ورنہ مدینہ طیبہ قافلوں کا جانا واسطے زیارت روضہ اقدس کے بھی منع ہو رہی بالخصوص

Marfat.com

حق یہ ہے کہ زیارت مقابر انفراداً واجتماعاً دونوں طرح جائز اور ایصال ثواب قرأت وطعام بھی جائز اور تعیین بہ مصلحت بھی جائز سب مل کر بھی جائز رہا یہ شبہہ کہ وہاں پکار کر سب قرآن شریف پڑھتے ہیں اور آیۂ فاستمعوا لہ وانصتوا کی مخالفت ہوتی ہے سواۃً لاً تو علماء نے لکھا ہے کہ خارج نماز کے یہ امر استحباب کیلئے ہے ترک مستحبات پر اتنا شور وغل نامناسب ہے ورنہ لوگوں کا مکاتب میں پڑھنا ممنوع ہوگا دوسرے اگر کسی کو یہی تحقیق ہو کہ یہ وجوب عام ہے تو اصل کرنے سے یہ بہتر ہے کہ امر تعلیم کر دیا جائے یہی جواب ہے سوم میں قرآن پکار کر پڑھنے کا البتہ جس مجلس میں امور منکرہ مثل رقص مروجہ وسجدۂ قبور وغیرہ ہوں اسمیں شریک نہ ہونا چاہیے رہا مسئلہ سماع کا یہ بحث ازبس طویل ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ یہ مسئلہ اختلافی ہے سماع محض میں بھی اختلاف ہے جس میں محققین کا یہ قول ہے کہ اگر شرائط جواز مجتمع ہوں اور عوارض مانعہ مرتفع ہوں تو جائز ورنہ ناجائز کہا فصلہ الامام الغزالی رحمۃ اللہ علیہ اور سماع بالآلات میں بھی اختلاف ہے بعض لوگوں نے احادیث منع کی تاویلیں کی ہیں اور نظائر فقہیہ پیش کئے ہیں چنانچہ قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ سماع میں اسکا ذکر فرمایا ہے مگر آداب شرائط کا ہونا باجماع ضروری ہے جو اسوقت کثرت مجالس میں مفقود ہے مگر تاہم ع خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد۔ بہر حال وہ احادیث خبر واحد ہیں اور محتمل تاویل گو تاویل بعید ہے اور غلبہ حال کا بھی احتمال موجود ہے ایسی حالت میں کسی پر اعتراض کرنا ازبس دشوار ہے۔ مشرب فقیر کا اس امر میں یہ ہے کہ ہر سال اپنے پیر مرشد کی روح مبارک کو ایصال ثواب کرتا ہوں اوّل قرآن خوانی ہوتی ہے اور گاہ گاہ اگر وقت میں وسعت ہوئی تو مولود پڑھا جاتا ہے پھر ماحضر کھانا کھلایا جاتا ہے اور اسکا ثواب بخشدیا جاتا ہے اور زوائد امور فقیر کی عادت نہیں نہ کبھی سماع کا اتفاق ہوا نہ خالی نہ بالآلات مگر دل سے اہل حال پر کبھی اعتراض نہ کیا ہاں جو محض ریاکار ومدعی بیہودہ ہو اگر تعیین اسکی کہ فلاں شخص ریاکار ہے بلا حجت شرعیہ نادرست ہے اسمیں بھی عملدرآمد فریقین کا یہی ہونا چاہیے جو اوپر مذکور ہوا کہ جو لوگ نہ کریں ان کو کمال اتباع سنت کا شائق سمجھیں جو کریں ان کو اہل محبت میں سے جانیں اور ایک دوسرے پر انکار نہ کریں جو عوام کے غلو ہوں ان کا لطف اور نرمی سے انسداد کریں۔

چوتھا مسئلہ ندائے غیر اللہ کا

اسمیں تحقیق یہ ہے کہ یہ اسے مقاصد واغراض مختلف ہوتے ہیں کبھی محض اظہار شوق کبھی تحسر کبھی منادی کو سنانا کبھی اسکو پیام پہنچانا سو مخلوق غائب کو پکارنا اگر محض واسطے تذکرہ اور شوق وصال اور حسرت فراق کے ہے جیسے عاشق اپنے محبوب کا نام لیا کرتے ہیں اور اپنے دل کو تسلّی دیا کرتے ہیں اسمیں تو کوئی گناہ نہیں مجنوں کا قصہ مثنوی میں مذکور ہے اشعار :۔ دید مجنوں رایکے صحرا نورد ؛ در بیابان غمش بنشستہ فرد ؛ ریگ کاغذ بود وانگشتاں قلم ؛ کے ہمی نمودے بہر کس نامہ رقم ؛ گفت اے مجنوں شیدا چیست ایں ؛ می نویسی نامہ بہر کیست ایں ؛ گفت مشق نام لیلیٰ میکنم

Marfat.com

خاطر خود را تسلی دہید ہم چنیں ایسی ندا صحابہ سے بکثرت روایات میں منقول ہے کما لا یخفی علی المتبحر الممتنع النظر اور اگر مخاطب کا اسماع وسنانا مقصود ہے تو اگر تصفیہ باطن سے منادی کا مشاہدہ کر رہا ہے تو بھی جائز ہے اور اگر مشاہدہ نہیں کرتا لیکن سمجھتا ہے کہ فلاں ذریعہ سے اسکو خبر پہنچ جاویگی اور وہ ذریعہ ثابت بالدلیل ہو تب بھی جائز ہے مثلاً ملائکہ کا درود شریف حضور اقدس میں پہنچانا احادیث سے ثابت ہے اس اعتقاد سے کوئی شخص الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہے کچھ مضائقہ نہیں اور اگر نہ مشہود ہو نہ پیغام پہنچانا مقصود ہو نہ پیغام پہنچانیکا کوئی ذریعہ دلیل سے موجود ہو وہ ندا ممنوع ہے مثلاً کسی ولی کو دور سے ندا کرنا اسطرح کہ اسکو سنانا منظور ہے اور روبرو نہیں نہ ابھی تک اس شخص کو یہ امر ثابت ہوا کہ انکو کسی ذریعہ سے خبر پہنچیگی یا ذریعہ متعین کیا مگر اس پر کوئی دلیل شرعی قائم نہیں یہ اعتقاد افترا علی اللہ اور دعویٰ علم غیب ہے بلکہ مشابہ شرک کے ہے مگر بیدھڑک اسکو شرک وکفر کہدینا جرأت ہے کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ اس بزرگ کو خبر پہنچادے ممکن ہے اور ممکن کا اعتقاد شرک نہیں مگر چونکہ امکان کو وقوع لازم نہیں اسلئے ایسی ندائے لایعنی کی اجازت نہیں ہے البتہ جو ندا نص میں وارد ہے مثلاً یا عباد اللہ اعینونی وہ باتفاق جائز ہے اور یہ تفصیل حق عوام میں ہے اور جو اہل خصوصیت ہیں انکا حال جدا ہے اور حکم بھی جدا کہ ان کے حق میں یہ فعل عبادت ہو جاتا ہے جو خواص میں سے ہوگا خود سمجھ لیگا بیان کی حاجت نہیں یہاں سے معلوم ہو گیا حکم وظیفہ یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ کا لیکن اگر شیخ کو متصرف حقیقی سمجھے تو منجر الی الشرک ہے ہاں اگر وسیلہ یا ذریعہ جانے یا ان الفاظ کو بابرکت سمجھ کر خالی الذہن ہو کر پڑھے کچھ حرج نہیں یہ تحقیق ہے اس مسئلہ میں اب بعض علماء استحبال سے کہ عوام فرق مراتب نہیں کرتے اس ندا سے منع کرتے ہیں انکی نیت بھی اچھی ہے انما الاعمال بالنیات مگر مصلحت یوں ہے کہ اگر ندا کرنیوالا سمجھدار ہو تو اسپر حسن ظن کیا جاوے اور محض عامی جاہل ہو تو اس سے دریافت کیا جاوے اگر اسکے عقیدے میں کوئی خرابی ہو تو اس کی اصلاح کردی جائے اور کسی وجہ سے اصل عمل سے منع کرنا مصلحت ہو تو بالکل روکدیا جائے لیکن ہر موقع پر اصل عمل سے منع کرنا مفید نہیں ہوتا ایک بات کہ وہ بھی بہت جگہ کار آمد ہے یاد رکھنے کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عمل فاسد میں مبتلا ہوا اور بہ قرائن قویہ سے یقین ہو کہ یہ شخص اصل عمل کو ترک نہ کریگا تو اس موقع پر نہ تو اصل عمل کے ترک کرنے پر اسکو مجبور کرے کہ بجز فساد وعناد کوئی ثمرہ نہیں نہ اسکو بالکل مہمل ومطلق العنان چھوڑ دے کہ شفقت واخوت اسلامی کیخلاف ہے بلکہ اصل عمل کی اجازت دیکر اسمیں جو خرابی ہو اسکی اصلاح کردے کہ اسمیں امید قبول اغلب ہے حق سبحانہ وتعالیٰ کا حکم ہے اُدْعُ إِلٰى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ اور رسوم جاہلیت کے شیوع کیوقت جو احکام شرعیہ مقرر ہوتے ہیں انمیں غور کرنیسے اس قاعدے کی تائید ہوتی ہے مشرب اس فقیر کا یہ ہے کہ ایسی ندا میرا معمول نہیں ہاں بعض اشعار میں ذوق شوق سے صیغہ ندا برتا گیا ہے اور عملدرآمد وہی رکھنا چاہیئے جو اوپر تینوں مسئلوں میں مذکور ہوا۔

پانچواں مسئلہ جماعت ثانیہ کا

یہ مسئلہ سلف سے مختلف فیہ ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کراہت وامام ابویوسف سے بعض شرائط کیساتھ جواز منقول ہے اور ترجیح و

Marfat.com

تصیح دونوں جانب موجود ہے اسمیں بھی گفتگو کو طول دینا نازیبا ہے کیونکہ جانبین کو گنجائش عمل ہے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں قول میں تطبیق دیجائے کہ اگر جماعت اولیٰ کاہلی اور سستی سے فوت ہوگئی ہے تو جماعت ثانیہ میں شرکت سے منع کرنا اس شخص کے لئے موجب زجر و تنبیہ ہوگا اس کے لئے جماعت ثانیہ کی کراہت کا حکم کیا جاوے اور قائلین بالکراہت کی تعلیل تقلیل جماعت اولیٰ سے یہی معلوم ہوتا ہے اگر کسی معقول عذر سے پہلی جماعت رہگئی تو دوسری جماعت کیساتھ پڑھنا تنہا پڑھنے سے بہتر ہے یا کوئی ایسا لاابالی ہے کہ جماعت ثانیہ سے منع کرنا اسکے حق میں کچھ بھی موجب زجر نہ ہوگا بلکہ تنہا پڑھنے کو غنیمت سمجھے گا جلدی چار ٹکریں مار کر رخصت ہوگا تو ایسے شخص کو منع کرنے سے کیا فائدہ بلکہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے کسی قدر تعدل و اطمینان سے ادا کریگا علمدر آمد اس مسئلہ میں بھی ایسا ہی رکھنا چاہیے کہ ہر فریق دوسرے فریق کو عمل بالدلیل کیوجہ سے محبوب رکھے اور جہاں جماعت ثانیہ نہ ہوتی ہو وہاں تنہا پڑھنے لے خواہ مخواہ جماعت نہ کرے اور جہاں ہوتی ہو شریک ہو جاوے مخالفت نہ کرے یہ پانچ مسئلہ تو عملی تھے اب دو مسئلے علمی باقی رہ گئے وہ مرقوم ہیں۔

چھٹا و ساتواں مسئلہ امکان نظیر و امکان کذب کا

ان دو مسئلوں کی تحقیق تفصیلی سمجھنا موقوف علم حقائق پر ہے اور راز بس دقیق ہے مگر مجملاً دو چیزوں کا اعتقاد رکھنا چاہیے ایک اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ یعنی اللہ ہر چیز پر قادر ہے دوسرے سُبْحَانَ اللّٰہِ عَمَّا یَصِفُوْنَ یعنی اللہ تعالیٰ تمام عیوب و نقائص سے مثل خلف القول و اخبار غیر واقع وغیرہما ان سب سے پاک ہے۔ رہا یہ تحقیق کرنا کہ کون چیز مفہوم شے میں داخل ہے کہ اسپر قادر کہا جاوے اور کون چیز عیب و نقصان سے ہے کہ اس سے تبریہ کیا جاوے سو جس جگہ دلائل متعارض ہوں وہاں اس تحقیق کے ہم مکلف نہیں بلکہ بوجہ نازک ہونے ایسے مسائل کے یوں معلوم ہوتا ہے کہ انمیں قیل و قال اور زیادہ تفتیش کرنا عجب نہیں کہ منع ہو دیکھیے تقدیر کا مسئلہ چونکہ پیچیدہ و مجمع اشکالات تھا اس میں گفتگو کرنے سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کسقدر سخت ممانعت فرمائی ہے سو اس ممانعت کی علت یہی تھی اور یہی دقت و اشکال یہاں بھی ہے سو ان دو مسئلوں میں بھی جب بوجہ تعارض ظاہری ادلہ عقلیہ و نقلیہ کے اشکال شدید ہے تو قیل و قال کرنیکے کیسے اجازت ہوگی اسی مضمون کا خواب فقیر کے ایک متعلق نے دیکھا جس کو فقیر نے بہت پسند کیا اس سے بہتر کوئی عملدر آمد نہیں اور جو طبع آزمائی کے لئے گفتگو ہی کرنا ضرور ہے تو زبانی خلوت میں ہو اور اگر تحریر کی حاجت ہو تو خط کافی ہے نہ کہ رسالے اور کتابیں۔ اور اگر اسیکا شوق ہے تو عربی عبارت ہونا چاہیئے تاکہ عوام خراب نہ ہوں اور عوام کے لئے تو بالتعیین ثبوت ہی ضروری ہے۔ تمام ہوا بحمداللہ جو کچھ لکھنا تھا۔

Marfat.com

وصیت اور اس تمام تحقیق کے بعد بھی فقیر کی یہ وصیت ہے کہ ظنیات میں اپنے علم وتحقیق پر وثوق نہ کریں سورۂ فاتحہ احدنا الصراط المستقیم بہت خشوع سے پڑھا کریں اور ہر نماز کے بعد ربنا لاتزغ قلوبنا پڑھ کر دعا کیا کریں اور اپنے اوقات معاش و معاد کے ضروری کاموں میں خصوصاً تزکیہ نفس و تصفیہ باطن میں صرف کریں اور اہل اللہ کی صحبت وخدمت اختیار کریں خصوصاً عزیزی جناب مولوی رشید احمد صاحب کے وجود بابرکت کو ہندوستان میں غنیمت کبریٰ و نعمت عظمیٰ سمجھ کر ان سے فیوض و برکات حاصل کریں کہ مولوی صاحب موصوف جامع کمالات ظاہری اور باطنی کے ہیں اور ان کی تحقیقات محض للّہیت کی راہ سے ہیں ہرگز اس میں شائبہ نفسانیت نہیں یہ وصیت تو مولوی صاحب کے مخالفین کو ہے اور جو موافقین اور معتقد ہیں ان کو چاہئے کہ مولوی صاحب کی مجلس میں ایسے قصّوں کا تذکرہ نہ کیا کریں اور اپنے جھگڑوں میں ان کو شریک نہ کیا کریں اور سب پر لازم ہے کہ مفت کی بحث اور تکرار میں عمر عزیز کو تلف نہ کیا کریں کہ یہ حجاب ہے محبوب حقیقی سے۔ اشعار:۔ چہ خوش گفت بہلول فرخندہ خو بگذشت بر عارف جنگجو۔ گر ایں مدعی دوست بشناختے ؛ بہ پیکار دشمن نہ پرداختے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وّ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔ فقط۔ مہر:۔ فقیر امداد اللہ چشتی و فاروقی۔

اشعار مثنوی معنوی در تمثیل اختلاف از حقیقت ناشناسی

پیل اندر خانۂ تاریک بود	عرضہ را آوردہ بودندش ہنوز
از برائے دیدنش مردم بسے	اندراں ظلمت ہمی شد ہر کسے
دیدنش باچشم چوں ممکن نہ بود	اندراں تاریکیش کف می بسود
آں یکے راکف بخرطوم او فتاد	گفت ہمچوں ناوُ دانستش نہاد
آں یکے رادست برگوشش رسید	آں بروچوں بادبیزن شد پدید
آں یکے راکف چو بر پایش بسود	گفت شکل پیل دیدم چوں عمود
آں یکے بر پشت او بنہاد دست	گفت خود ایں پیل چوں تختی بدست
ہمچنیں ہر یک بجزوے چوں رسید	فہم آں می کرد ہر جائی شنید
از نظر کہ گفت شاں بُد مختلف	آں یکے دالش لقب داد آں الف
درکف ہر کس اگر شمعے بُدے	اختلاف از گفت شاں بیروں شدے

چشم حس ہمچو کف دستش دبس
نیست کف را بر ہمہ آں دسترس

نالۂ امداد غریب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رباعی

اے ذات تو بار حمت و الطاف و قریب
اکنوں بطفیل احمد و یار انش
دے رحمت و لطفت بمناجات مجیب
مقبول شود نالۂ امداد غریب

الٰہی یہ عالم ہے گلزار تیرا
عجب نقش قدرت نمودار تیرا

عجب رنگ بے رنگ ہر رنگ میں ہے
یہ ہے رنگ صنعت کا اظہار تیرا

یہ نقشہ دو عالم کا جو جلوہ گر ہے
ہے پردے میں روشن سب انوار تیرا

بہر رنگ ہر شے میں ہر جا پہ دیکھو
چمکتا ہے جلوہ نمودار تیرا

تو ظاہر ہے اور لاکھ پردے میں تو ہے
تو باطن ہے اور سخت اظہار تیرا

تو اول تو آخر تو ظاہر تو باطن
تو ہی تو ہے یا کہ آثار تیرا۔

نہیں دیکھتا کچھ و لے دیکھتا ہوں
ہر اک جا پہ نقشہ طرحدار تیرا

عفو کس سے چاہے گنہگار تیرا
کہو کس سے چھوٹے گرفتار تیرا

نگاہ کرم تک بھی کافی ہے تیری
اگرچہ ہوں بندہ بہت خوار تیرا

مرض لادوا کی دوا کس سے چاہوں
تو شافی ہے میرا میں بیمار تیرا

الٰہی میں سب چھوڑ گھر بار اپنا
لیا ہے پکڑ اب تو دربار تیرا

کہاں جاوے جب کہ ہو کوئی تجھ بن
کسے ڈھونڈے جو ہو طلب گار تیرا

نہ پوچھے سوا نیک کاروں کے گر تو
کہاں جاتا بندہ ناچار تیرا

رہیگا نہ کچھ نقد عصیاں سے میرا
لگیگا جو رحمت کا بازار تیرا

سدا خواب غفلت میں سوتا رہا میں
نہ اکدم ہوا آہ بیدار تیرا

برے کام میں عمر افسوس کھوئی
کیا میں نہ اچھا کوئی کار تیرا

مری مشکلیں ہوئیں آسان اکدم
جو ہوئے کرم مجھ پہ اک بار تیرا

ہوں ظلمات عصیاں سے حسنات روشن
جو ہو ابر رحمت نمودار تیرا

لگیں کرنے کافر بھی امید بخشش
لگے ہونے جب رحم اظہار تیرا

جہاں لطف گل ہے وہیں خار غم ہے
ہے گل خار میں گل میں ہے خار تیرا

خوشی غم میں رکھی ہے اور غم خوشی میں
عجب تیری قدرت عجب کار تیرا

یہ کوتاہی اپنی نظر کی ہے یارب
ترے نور کو سمجھیں اغیار تیرا

نہیں وہ جگہ اور نہیں وہ مکاں ہے
کہ جس جا نہیں ذکر اذکار تیرا

تو اول نہیں ابتدا تیرا یارب
تو آخر نہیں انتہا کار تیرا

نظر کو اٹھا کر جدھر دیکھتا ہوں
تجھے دیکھتا ہوں نہ اغیار تیرا

الٰہی میں ہوں بس خطاوار تیرا
مجھے بخشش ہے نام غفار تیرا

الٰہی بنا چھوڑ سرکار تیری
کہاں جاوے یہ بندہ ناچار تیرا

دوا ہے رضا کیا کروں میں الٰہی
کہ دارو بھی تیری اور آزار تیرا

میں ہوں چیز تیری جو چاہے سو کر تو
تو مختار میرا میں ناچار تیرا

سوا تیرے کوئی نہیں میرا یارب
تو مولیٰ ہے میں عبد بیکار تیرا

کیا اپنے در سے اگر دور مجھ کو
کدھر جاوے عاجز یہ ناچار تیرا

گناہوں نے ہر طرف سے مجھ کو گھیرا
سنا جب کہ ہے نام غفار تیرا

دلیر ہم گناہوں پہ کیونکر نہ ہوویں
کہ ہے نام غفار و ستار تیرا

چلا نفس و شیطان کے احکام پر میں
نہ مانا کوئی حکم زنہار تیرا

نہ رسوا ہوں جیسا یہاں حشر کو بھی
نہ ہوں جبکہ ہو عام دربار تیرا

خبر لیجئے میری اس دم الٰہی
کھلے جب کہ بخشش کا اخبار تیرا

کہاں میرے عصیاں کہاں تیری رحمت
کہاں خس کہاں بحر زخار تیرا

گنہ میرے حد سے زیادہ ہیں یارب
تجھے چاہئے رحم بسیار تیرا

Marfat.com

نہ ڈر دشمنوں سے رہا مجھ کو جب سے — کہا تو نے میں ہوں مددگار تیرا
ترا نام شیریں حلاوت ہے دل کی — ہر اک بات سے خوش ہے تکرار تیرا
نہ کوئی ہے میرا نہ میں ہوں کسی کا — تو میرا میں عاجز دل افگار تیرا
نہیں میں تو ہی ہے تو ہی ہے نہیں میں — تو ہے نور میرا میں آثار تیرا
الٰہی بچا قہر سے اپنے مجھ کو — کہ ہے عفو و بخشش کرم کار تیرا
بدو نکو کرے نیک نیکوں کو بد تو — کہ ہے بے نیازی کا بازار تیرا
حکومت ہوئی اس کو حاصل جہاں کی — ہوا جو کوئی حکم بردار تیرا
دو عالم خریدار ہو اس کا بیشک — جو ہو نقد جاں سے خریدار تیرا
رہے ہوش اس کو کسی کا نہ اپنا — الٰہی ہوا جو کہ ہوشیار تیرا
تو کر بے خبر ساری خبروں سے مجھ کو — الٰہی رہوں اک خبردار تیرا
بنا اپنا قیدی کر آزاد مجھ کو — ہے آزاد سب سے گرفتار تیرا
بھکاری ترا جائے محروم کیونکر — کہ ہے خوان بخشش ہے تیار تیرا
بھکاری کروڑوں ترے ہوں نہ کیونکر — نہیں کرنا معمول انکار تیرا
نہیں اس سے زیادہ کوئی مجھ کو خواہش — ہر اک شے سے ہے وصل درکار تیرا
ہے جنت کی نعمت تو سب میری خاطر — میسر ہوا اے کاش دیدار تیرا
نہیں وصل افسوس قسمت میں میری — میں سایہ نمط گرچہ ہوں جار تیرا
ہوں باوصف اس قرب کے دور ایسا — ستاتا ہے یہ ہجر خوں خوار تیرا
حجاب خودی میرا یارب اٹھا دے — کہ تا دیکھوں بے پردہ دیدار تیرا
تو کر صیقل آئینہ دل نام حق سے — کہ تا جلوہ گر اس میں ہو یار تیرا
اٹھا غم رکھو امید امداد حق سے — تجھے غم ہے کیا رب ہے غم خوار تیرا
اسی کی تو خدمت میں رہ دل بصد دم — تو چاکر ہے اس کا وہ سردار تیرا

تمنا ہے اس بات کی مجھ کو ہر دم — کہ دل سے زباں پر ہو اذکار تیرا
الٰہی رہے وقت مرنے کے جاری — بتصدیق دل لب پہ اقرار تیرا
تو میرا میں تیرا میں تیرا تو میرا — ترا فعل میرا مرا کار تیرا
میں ہوں عبد تیرا تو معبود میرا — تو مسجود میں ساجد زار تیرا
یہ جور و جفا ہم پہ ہے کیسا یارب — نہیں ظلم اور جور اطوار تیرا
نہیں کافروں کو جو توفیق ایماں — کہ ہے نام قہار و جبار تیرا
فنا ہو گیا جو تری دوستی میں — تو ہے یار اس کا وہ ہے یار تیرا
کھلیں اسکی آنکھیں کریں بند جسنے — عیاں ہو نہاں اسپہ اسرار تیرا
الٰہی مجھے ہوش دے اب تو ایسا — رہوں میں سدا مست و میخوار تیرا
میں ہر درد اور مرض سے چھوٹ جاؤں — جو ہووے محبت کا آزار تیرا
جو سویا سو جاگا جو جاگا سو سویا — سلا مجھ کو تا ہوں میں بیدار تیرا
ترا خوان انعام ہے عام سب پر — ہے شاہ و گدا ہر نمک خوار تیرا
کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ چاہتا ہے — میں تجھ سے ہوں یارب طلبگار تیرا
نہیں دونوں عالم سے کچھ مجھ کو مطلب — تو مطلوب میں ہوں طلب گار تیرا
مرے دل میں ٹک جلوہ فرما الٰہی — کہ تجھ بن ہے ویراں یہ اب دار تیرا
تو ہے جان و دل سے بھی نزدیک میرے — ولی آہ ملنا ہے دشوار تیرا
یہ قرب و معیت ہے پھر بعد ایسا — نہیں کھلتا یارب یہ اسرار تیرا
ذرا آپ اپنے میں امداد آ تو — کہ ہے کون تو کیا ہے گفتار تیرا
زباں سے طرف دل کے مشغول ہو تو — وہیں جلوہ فرما ہے دلدار تیرا
نہ ڈر فوج عصیاں سے گرچہ بہت ہے — کہ ہے رحم حق کا مددگار تیرا
تو پڑھ اس مناجات کو پنج وقتی — کہ تا جاوے ہر غم ہر آزار تیرا
الٰہی قبول ہو مناجات میری — کہ رد کرنا ہرگز نہیں کار تیرا

خمسہ بر مناجات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ذکر کیا کوئی کرے وحدت میں تیری قال و قیل — عقل بحث و علت و معلول ہیں زار و علیل
انت کافی فی جہات و فی رزقی کفیل — خذ بلطف یا الٰہی من لہ زاد قلیل
مفلس بالصدق یاتی عند بابک یا خلیل

دوسرا کوئی نہیں ایسا یہ کار دا ثیم
وہ سراپا عاصی وخاطی تو غفار و رحیم

ہے وفورِ جرم عصیاں سے سزاوار جحیم
ذنبہ ذنب عظیم فاغفر الذنب العظیم

اِنّہٗ شخصٌ غریبٌ مذنبٌ عبدٌ ذلیل

حیف پیری وجوانی سب ہوئے مصروف لہو
یا الٰہ العالمین دے مستیِ عصیاں سے سہو

روز و شب وقفِ جہالت ہی رہا غفلت میں محو
منہ عصیانٌ ونسیانٌ وسہوٌ بعد سہو

منک احسانٌ وفضلٌ بعد اعطاءٍ جزیل

خواب و خوری میں کٹی اک عمر مثل دام ورد
دیکھ کر انبارِ عصیان وجرائم بے عدد

ہیں عمل سارے نکوہیدہ سبھی افعال بد
قال یاربی ذنوبی مثل رمل لا تعد

فاعف عنی کل ذنب واصفح الصفح الجمیل

ہیں سب افعالِ ذمیمہ زندگی کا ماحصل
کیا کروں اب کچھ نہیں بنتی کہ سر پر ہے اجل

یاد میں تیرے نہ گذری ایک ساعت ایک پل
کیف حالی یا الٰہی لیس لی خیر العمل

سوء اعمالی کثیر زاد طاعاتی قلیل

غم الم اندوہ وحسرت یاس دوری بیکسی
ہیں مرض سینے میں اتنے دل پہ کاوش ہے بری

ناتوانی اضطرابی بے قراری بے کلی
عافنی من کل داءٍ واقض عنی حاجتی

اِنّ لی قلباً سقیماً انت شافی للعلیل

خود بخود ہو جائیں گے یہ دفعہ سارے دل سے دور
یہ تڑپ یہ بیقراری فکر بے جا ہے قصور

جتنے مقصد ہیں بر آئیں گے الٰہی بالسرور
انت شافی انت کافی فی مہمات الامور

انت حسبی انت ربی انت لی نعم الوکیل

ہوں میں چکر میں نہیں ملتی صراطِ مستقیم
جس طرح خاصوں پہ ہے مجھ پر بھی کر لطف عمیم

کر دیا از دیادِ مرض نے زار و سقیم
ربِ ہب لی کنز فضلک انت وہابٌ کریم

اعطنی ما فی ضمیری دلنی خیر الدلیل

صورت شبنم ہوں گریاں روز و شب صبح و مسا
جیتے جی ہر وقت خوفِ آتش دوزخ رہا

غنچۂ خاطر برنگ گل نہ اک دم بھی ہنسا
قل لنار ابردی یا رب فی حقی کما　　کھلا

قلت قلنا نار کونی انت لی حق الخلیل

اجر ہر بار ہا فرمان حق سے انحراف
جرم و عصیان وخطا یکلخت سب کر دے معاف

رہا ہوا مجھ سے جو شان عبدیت کے خلاف
ہب لنا ملکاً کبیراً نجنا مما نخاف

ربنا اذ انت قاضی والمنادی جبریل

ہوش میں آئے غریب سرخوش جام صبوح | گرچہ عمل اچھے برے ہوتے ہیں افعال قبوح

کیا بھروسا زندگی کا ہے مسافر تن میں روح | ابن موسیٰ ابن عیسیٰ ابن یحییٰ ابن نوحؑ

انت یا صدیق عاصی تب الی المولی الجلیل

غزل در شوق زیارت باسعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم

سبز و شاداب گلستان تمنا ہووے | کاش مسکن مرا صحرائے مدینہ ہووے

ہند میں گرم تپش یوں دل مضطر ہے مدام | دام میں جیسے کوئی مرغ تڑپتا ہووے

مجھ کو بھی روضۂ اقدس کی زیارت ہو نصیب | زہے قسمت جو سفر سوئے مدینہ ہووے

جب کہیں قافلے والے کہ مدینے کو چلو | شوق میں پھر تو مرا اور ہی نقشہ ہووے

ننگے پانوؤں وہیں ہو جاؤں میں اٹھ کر ہمراہ | تن میں جامہ بھی مرے ہو کہ برہنہ ہووے

یوں چلوں خاک اڑاتا ہوا صحرا صحرا | جیسے جنگل میں بگولہ کوئی اڑتا ہووے

گرم جولان روش برق ہوں شاداں خنداں | پاؤں پر پاؤں مرا شوق میں پڑتا ہووے

کانٹے تلووں میں چبھیں برگ گل تر سمجھوں | خاک جو اڑ کے پڑے آنکھوں میں سرمہ ہووے

ایسی صورت سے در شاہ عرب پر پہنچوں | حال جیسے کسی ناچیز گدا کا ہووے

گرد آلودہ بدن خاک ملی چہرہ پر | ایک تہہ بند پھٹا سا کوئی کرتا ہووے

خار پاؤں میں چبھیں بال ہوں سر کے بکھرے | فکر سوزن ہو نہ کچھ شانہ کا سودا ہووے

باندھ کر ہاتھ کروں عرض بصد عجز و نیاز | خدمت شاہ میں جیسے کوئی بردہ ہووے

یہ غلام آپ کا حاضر ہے قدم بوسی کو | وصل کا آج اشارہ شہ والا ہووے

میری بیتابی و مسکینی پہ رحم آئے ضرور | خود در حجرۂ والائے نبیؐ وا ہووے

دوڑ کر سر قدم پاک پہ رکھدوں اپنا | دھیان کس کو ادب و بے ادبی کا ہووے

کبھی چوموں کبھی آنکھوں سے لگاؤں وہ قدم | خاک پا آپ کی ان آنکھوں کا سرمہ ہووے

گوہر اشک نثار قدم پاک کروں | جز تہی دستی کوئی اور نہ تحفہ ہووے

اور جب روئے مبارک کی تجلی دیکھوں | جلوۂ طور بھی آنکھوں میں تماشا ہووے

سن کے اس شوق کو کہتے ہیں ملائک بھی غریب | فضل حق سے تری حاصل یہ تمنا ہووے

مناجات

یا رسول کبریا فریاد ہے یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے | آپ کی امداد ہو میرا یا نبیؐ حال ابتر ہوا فریاد ہے

سخت مشکل میں پھنسا ہوں آجکل　　اے مرے مشکل کشا فریاد ہے
درد ہجراں سے ہے لب پر جان ہے مری　　اب تو کہہ کیجئے دوا فریاد ہے
چہرۂ تاباں کو دکھلا دو مجھے　　تجھ سے اے نور خدا فریاد ہے
گردن وپا سے مری زنجیر و طوق　　یا نبی کیجئے جلدا فریاد ہے
قید غم سے اب چھڑا دیجے مجھے　　یا شہ ہر دو سرا فریاد ہے
یا نبیؐ احمد کو در پر لو بلا　　اس لئے صبح و مسا فریاد ہے

مناجات دیگر

آپکی فرقت نے مارا یا نبیؐ　　دل ہوا غم سے دوپارا یا نبیؐ
طالب دیدار ہوں دکھلائیے　　روئے نورانی خدارا یا نبیؐ
حق تعالیٰ کے تم ہی محبوب ہو　　کون ہے ہمسر تمہارا یا نبیؐ
درد ہجراں کے سبب مجھ سے کیا　　صبر و طاقت نے کنارا یا نبیؐ
باغ جنت سے زیادہ ہے عزیز　　مجھ کو وہ کوچہ تمہارا یا نبی
مرتے دم گر دیکھ لوں روضہ شریف　　زندگی ہووے دوبارا یا نبیؐ
لیجئے در پر بلا کب تک پھروں　　دربدر یاں مارا مارا یا نبی
چین آتا ہے مرے دلکو تمام　　نام لیتے ہی تمہارا یا نبیؐ

مناجات دیگر حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

سب دیکھو نور محمدؐ کا سب ہیچ ظہور محمدؐ کا
جبرئیلؑ مقرب خادم ہے سب جا مشہور محمدؐ کا
جس مسجد میں میں سنتا ہوں تو ہے مذکور محمد کا
نا ہے کسی پیغمبر کا جو ہے مقدور محمدؐ کا
وہ منشا سب اسمار کا ہے وہ مصدر ہر اشیار کا ہے
وہ سر ظہور و خفا کا ہے سب دیکھو نور محمدؐ کا
کہیں روح مثال کہایا ہے کہیں جسم میں جا سمایا ہے
کہیں حسن و جمال دکھایا ہے سب دیکھو نور محمد کا
کہیں عاشق وہ یعقوبؑ ہوا کہیں یوسف وہ محبوبؑ ہوا
کہیں صابر وہ ایوبؑ ہوا سب دیکھو نور محمد کا
کہیں موسیٰؑ وہ کلیم ہوا کہیں راز قدیم علیم ہوا
کہیں ہارون وہ ندیم ہوا سب دیکھو نور محمد کا
کہیں ابراہیمؑ خلیل ہوا کہیں راز قدیم علیل ہوا
کہیں صادق اسماعیل ہوا سب دیکھو نور محمد کا
کہیں یار کہیں بیگانہ ہے کہیں شمع کہیں پروانہ ہے
کہیں بنہ کہیں دیوانہ ہے سب دیکھو نور محمد کا
کہیں غوث ابدال کہایا ہے کہیں قطب بھی نام دھرایا ہے
کہیں دین امام کہایا ہے سب دیکھو نور محمد کا

مناجات دیگر

مرا طالع خفتہ جاگے یقین ہے　　اگر خواب میں منھ دکھائے محمدؐ
میں اسپر فدا جان اور دل سے قربان　　مرا جان و دل سب فدائے محمدؐ
محمدؐ کی مرضی ہے مرضی خدا کی　　خدا کی رضا ہے رضائے محمد
خجل ہو کے خورشید کا رنگ فق ہو　　اگر منھ سے پردہ اٹھائے محمدؐ
نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا یقین ہے　　ہوا ہے یہ سب کچھ برائے محمدؐ
تمنا یہ ہے ربح کی یا الٰہی　　عطا ہوا سے خاکپائے محمدؐ

تمت

Marfat.com

ارشادِ مرشد

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ بِجَمِیْعِ مَحَامِدِہٖ کُلِّہَا مَا عَلِمْتُ مِنْہَا وَمَا لَمْ اَعْلَمْ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

اما بعد فقیر حقیر امداد اللہ غفر اللہ ذنوبہ ووالدیہ یہ کہتا ہے اور برادرانِ طریقت اور طالبانِ معرفت کی خدمت میں خصوصًا جو اس فقیر سے رابطہ محبت وارادت رکھتے ہیں عرض کرتا ہے کہ شاغل اشغال قلبیہ کو ضرور ہے کہ سوائے فرائض اور واجبات اور سنن کے بعض عبادات اور طاعات اور اوراد وظائف جو مددگار اور قوت بخشنے والے صفائی دل اور جلا دینے والے روح کے ہوں عمل میں لاوے جیسا کہ نماز تہجد کی کہ بارہ رکعتیں یا آٹھ رکعتیں ہیں اور نماز اشراق کی چھ[1] رکعتیں ہیں اور نماز چاشت کی چار رکعتیں ہیں بارہ تک اور صلوٰۃ الاوّابین کی چھ رکعتیں ہیں بیس[2] تک اور چار رکعتیں سنت قبل ظہر اور چار سنتیں قبل عصر اور چار سنت قبل عشا اور بروز جمعہ صلوٰۃ التسبیح[1] اگر فراغ ہو پڑھے اور تین روزہ ایام بیض[2] اور روزہ پنجشنبے ور دوشنبہ کا اور چھ روزے ماہ شوال کے اور نو روزے اوّل ماہ ذالحج کے اور روزہ عاشورہ محرم کا اور آٹھ روزے اوّل ماہ رجب اور شعبان کے رکھے اور تلاوت قرآن کی جس قدر ہو سکے اولیٰ یہ کہ چالیس روز میں ختم کرے

وظائف صبح

درمیان سنت و فرض صبح کے اکتالیس بار سورۂ فاتحہ حضورِ دل سے معنوں پر خیال کر کے پڑھے اور بعد نماز صبح کلمہ چہارم[3] دس بار اور سورۂ یٰسین ایکبار اور استغفار سو بار اور سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ[4] اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ سو بار اور ایکسو ایکبار لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ مع بسم اللہ کے اور سو بار کلمہ طیبؒ[5] اور اکتالیس بار یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْئَلُکَ اَنْ تُحْیِیَ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ اَبَدًا یا اللہ حضورِ قلب پڑھے اور درود[6] شریف سو بار۔ وظائف ظہر اور

---

[1] فائدہ صلوٰۃ التسبیح واسطے مغفرت تمام گناہ صغیرہ اور کبیرہ خطاءً اور عمداً اور سرًا اور علانیۃ کے حدیث میں آیا ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو تعلیم فرمایا ہے۔ چار رکعتیں ہیں ہر رکعت میں بعد قرأت کے پندرہ بار سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھے اور رکوع میں دس بار اور قومہ میں دس بار اور جلسے میں دس بار اور دوسرے سجدے میں دس بار اور بعد سجدے دوسرے کے بیٹھ کر دس بار پس ہر رکعت میں پچھتر بار اور چار رکعت میں تین سو بار پڑھے اور طاقت ہو تو اس نماز کو روز پڑھے دیا، ہفتہ میں ایک بار یا ماہ میں یا سال میں یا تمام عمر میں ایک بار پڑھے اور مروی ہے کہ چار رکعت میں ان چار سورتوں کو یعنی الہکم التکاثر۔ والعصر قل یا ایہا الکافرون قل ہو اللہ احد پڑھے۔ اور سورتیں بھی مروی ہیں جیسے سبح اسم یا اور مسبحات مگر یہ سہل تر ہیں ۱۲۔

[2] یعنی ہر چاند کی تیرھویں چودھویں پندرھویں تاریخ روزہ رکھے۔ ۱۲ منہ قدس سرہٗ

[3] لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ

[4] اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ ۱۲

[5] لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۱۲ [6] اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ

Marfat.com

بعد نماز ظہر کے سو بار کلمہ طیب اور سو بار درود شریف اور سورہ انا فتحنا اور منزل دلائل الخیرات اور پانچ سو بار اللہ الصمد اور اکیس بار سورہ اذا جاء۔ **وظائف عصر** اور بعد نماز عصر کے سورہ عم یتساءلون اور سو بار آیہ کریمہ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ **وظائف مغرب** اور بعد نماز مغرب کے سورہ واقعہ اور سو بار کلمہ طیب اور درود شریف سو بار اور اللّٰھُمَّ طَھِّرْ قَلْبِی عَنْ غَیْرِکَ وَنَوِّرْ قَلْبِی بِنُورِ مَعْرِفَتِکَ اَبَدًا اَبَدًا یَا اللّٰہُ یَا اللّٰہُ یَا اللّٰہُ اکتالیس بار بحضور دل پڑھے۔
وظائف عشاء اور بعد نماز عشاء کے سورہ سجدہ یا سورہ ملک اور سو بار کلمہ طیب اور سو بار درود شریف اور ایک سو ایک بار یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ بحضورِ قلب پڑھے۔ **وظائف صبح و شام دو وقتہ** اور صبح اور شام کو سید الاستغفار ایک ایک بار اور پانچوں کلمے اور دونوں آمنت باللہ اور نو دو نام اللہ جل شانہ کے اور آیۃ الکرسی اور آیات آمن الرسول سے تا آخر سورۃ اور اَعُوْذُ بِكَلِمٰتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ تین بار اور آیات سورہ حشر ایک بار اور بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ تین بار اور رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا تین بار لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اور اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ سات بار اور اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ سات بار اور دعائے حزب البحر کو اگر ہو سکے تو ایک ایک بار اور بعد نماز صبح قبل طلوع آفتاب اور بعد نماز عصر قبل غروب مسبعات عشر کو پڑھے۔

وظیفہ بعد ہر نماز

اور بعد ہر نماز کے پانچوں وقت آیۃ الکرسی ایک بار سبحان اللہ تینتیس ۳۳ بار اور الحمد للہ تینتیس ۳۳ بار اللہ اکبر تینتیس ۳۴ بار اور کلمہ چہارم ایک بار لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَاِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ ...

[سید الاستغفار] لہ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ۱۲ منہ لہ سورۃ حشر اول اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ تین بار پڑھے پھر یہ آیت پڑھے هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۱۲ لہ یعنی دس چیزیں ہیں کہ سات سات بار پڑھتے ہیں اول سورہ فاتحہ سات بار سورہ والناس سات بار سورہ فلق سات بار سورہ اخلاص سات بار سورہ کافرون سات بار آیۃ الکرسی سات بار کلمہ تمجید سات بار درود شریف سات بار اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَالْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ سات بار اَللّٰهُمَّ يَا رَبِّ افْعَلْ بِيْ وَبِهِمْ عَاجِلًا فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ مَا اَنْتَ لَهٗ اَهْلٌ وَلَا تَفْعَلْ بِنَا يَا مَوْلَانَا مَا نَحْنُ لَهٗ اَهْلٌ اِنَّكَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ اس دعا کو سات بار پڑھے۔

حَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ایک بار اور اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّةَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَضَبِكَ وَمِنَ النَّارِ ایک بار پڑھے اور وقت شروع کھانے کے اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْهِ وَاَطْعِمْنَا خَیْرًا مِّنْهُ اور بعد فراغ طعام کے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ پڑھے اور سوتے وقت سورہ فاتحہ آیۃ الکرسی اور تینوں قل[1] تین تین بار اور اَللّٰھُمَّ قِنِیْ عَذَابَكَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ اور وقت جاگنے کے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور ممکن ہو تو معشرت[2] السبع بھی پڑھے اور پاخانہ میں جاتے وقت اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ اور نکلتے وقت غُفْرَانَكَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ اور ہر وقت اٹھتے بیٹھتے بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اور اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَفَائَكَ معمول رکھے اور اگر اور زیادہ اوراد مطلوب ہوں تو کتب حدیث حصن حصین وغیرہ سے لیکے عمل میں لاویں بہر حال اذکار اور اشغال قلبیہ میں مشغول رہیں جس سے تصفیہ باطن کا ہو کر محبت اور معرفت حق کی حاصل ہو

بیان اذکار اور اشغال اور مراقبات کا

جو بزرگان طریقت نے تصفیہ قلب اور تجلیہ روح کے واسطے تجویز کیے ہیں اُن میں بارہ تسبیح ہیں جو حضرات چشتیہ کرتے ہیں۔ طریق اُن کا یہ ہے کہ بعد نماز تہجد کے توبہ اور استغفار عجز اور انکسار سے کر کے اور ہاتھ اٹھا کے یہ دعا بحضور قلب اَللّٰھُمَّ طَهِّرْ قَلْبِیْ عَنْ غَیْرِكَ وَنَوِّرْ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِكَ اَبَدًا یَا اللّٰهُ تین بار یا سات مرتبہ تکرار کرے اور گیارہ بار درود شریف پڑھکے چار زانو بیٹھے اور داہنے پاؤں کے انگوٹھے سے اور جو انگلی اس کے پاس ہے اس سے رگ کیماس کو کہ بائیں زانو کے اندر ہے محکم پکڑے اور کمر سیدھی رکھے۔ پھر دل جمعی سے ہیبت اور حرمت اور تعظیم تمام کے ساتھ خوش الحانی کے ساتھ ذکر شروع کرے اور بعد اعوذ و بسم اللہ کے باخلاص تمام تین بار کلمہ طیبہ[3] اور کلمہ شہادت[4] پڑھ کے سر کو قلب کی طرف کہ زیر پستان چپ بفاصلہ دو انگشت کے واقع ہے جھکا کے کلمہ لا کو قوت اور سختی سے دل کے اندر سے کھینچ کر اور الہ کو داہنے مونڈھے پر لیجا کر سر کو پشت کی طرف مائل کر کے تصور کرے کہ

[1] یعنی قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق ۱۲ منہ [2] فائدہ معشرت السبع وہ سات کلمہ ہیں کہ ایک کو دس دس مرتبہ پڑھتے ہیں کلمے یہ ہیں۔ اول اللہ اکبر دس بار دوسرا الحمد للہ دس بار تیسرا سبحان اللہ وبحمدہ دس بار چوتھا سبحان اللہ الملک القدوس دس بار پانچواں لا الہ الا اللہ دس بار چھٹا استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ دس بار ساتواں اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اعوذبك من ضیق المقام الدنیا وضیق یوم القیامۃ دس بار پڑھیے ۱۲ منہ [3] یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۱۲ [4] یعنی اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریك له و اشھد ان محمدًا عبدہ ورسوله ۱۲ منہ

غیر اللہ کو دل میں سے نکال کر پس پشت ڈال دیا اور دم کو چھوڑ کر لفظ الا اللہ کی زور آور سختی سے دل پر ضرب مارے اور تصور کرے کہ عشق اور نور الٰہی کو دل میں داخل کیا اسی طرح اس نفی و اثبات کو فکر اور ملاحظے اور واسطے کے ساتھ دو سو بار کہے اور اس ذکر میں نو بار لا الٰہ الا اللہ دسویں مرتبہ محمد رسول اللہ کہے بعد اس کے بطور سابق تین بار کلمہ طیب اور ایک بار کلمہ شہادت کہے لیکن مبتدی کلمہ لا الٰہ میں لا معبود اور متوسط لا مقصود اور منتہی لا موجود ملاحظہ کرے اس کے بعد لمحہ مراقب ہو کے تصور کرے کہ فیضان الٰہی عرش سے میرے سینہ میں آتا ہے۔

طریق اثبات مجرد پھر دو زانو بیٹھے اور کمر کو سیدھی کرے اور سر کو داہنے مونڈھے پر لیجا کے لفظ الا اللہ کو زور اور سختی سے دل پر ضرب بلیغ کرے اسکو چار سو بار دمادم کرے پھر بطور سابق تین بار کلمہ طیب اور ایکبار کلمہ شہادت کہے اور لمحہ دو لمحہ مراقب رہے۔

طریق اسم ذات پھر ذکر اسم اللہ اللہ کرے اس طرح سے کہ اوّل حرف ھاء لفظ اللہ کو پیش اور دوسری ھاء لفظ اللہ کو ساکن کرے یعنی جزم دے اور آنکھیں بند کر کے اور سر کو داہنے مونڈھے پر لا کے لفظ مبارک اللہ اللہ کی دونوں ضرب جہر قوت سے دل پر مارے اس ذکر اسم ذات دوضربی کو چھ سو بار دمادم کرے لیکن دسویں گیارہویں بار اللہ حاضری اللہ ناظری اللہ معی مع ملاحظہ معنوں کے کہتا رہے تاکہ کیفیت اور لذت ذکر کی اور دفع غفلت اور خواب حاصل ہو بعد اس کے بطور سابق تین بار کلمہ طیب اور ایک بار کلمہ شہادت کہے پھر ایک ضربی اسی طرح سر کو جانب داہنے مونڈھے کے کج کر کے لفظ مبارک اللہ کو دل پر سو بار دمادم ضرب کرے بعدہٗ تین بار کلمہ طیب اور ایک بار کلمہ شہادت کہہ کے درود شریف اور استغفار گیارہ گیارہ بار پڑھ کے دعا مانگے اور مناجات کرے کہ الٰہی تو ہی مقصود اور رضا تیری مطلوب ہے۔ ترک کیا میں نے دنیا اور آخرت کو واسطے تیرے عطا کر مجھ کو نعمتیں اپنی اور وصول تام درگاہِ مقدس اپنی میں آمین

طریق ذکر پاس انفاس کا

یعنی اپنے انفاس پر آگاہ اور ہوشیار رہے کہ بے ذکر اللہ کے کوئی دم نہ گذرے خواہ ذکر جلی ہو خواہ ذکر خفی بس وقت نکلنے سانس کے دم کے ساتھ لا الٰہ اور وقت داخل ہونے سانس کے دم کے ساتھ الا اللہ

سلہ کلمہ لا الٰہ میں ملاحظہ مفہوم اور معنی لا موجود کا کرے اسواسطے کہ مقصود نفی غیر کی ملاحظہ میں ہے اور اس ذکر میں دسویں بار عوض لفظ اللہ کے ساتھ اسی کو یعنی لا موجود یا لا مقصود کو اول شامل کر لیا کرے باقی ملاحظہ میں رہے ۔ ۱۲ عفی عنہ

Marfat.com

کہے، دہن بستہ بے حرکت زبان خیال سے دم کو ذاکر کرے اور نظر ناف پر رکھے وہاں سے ذکر جاری کرے

طریق دوسرا یہ ہے کہ لفظ مبارک اللہ کو سانس کے ساتھ اوپر کھینچے اور لفظ ھُو کے ساتھ سانس کو چھوڑ دے اس ذکر کے خیال اور دھیان سے ایسی کثرت اور مشق کرے کہ دم ذاکر اور مستغرق بذکر ہو جائے[۱]

بیان ذکر اسم ذات ربّانی

طالب کو چاہیئے کہ باوجود ذکر پاس انفاس کے اسم ذات کو زبانی ہر روز چوبیس[۲] ہزار بار کہ اوسط[۳] مرتبہ ہے کہے اور اگر اس قدر نہ ہو سکے تو چھ ہزار سے کم کہ ادنیٰ مرتبہ ہے نہ کرے،

طریق ذکر نفی اثبات کہ حضرات قادریہ کرتے ہیں یہ ہے کہ خلوت میں رو بقبلہ باادب تمام بیٹھے اور آنکھیں بند کر کے لا نفی کو زیر ناف سے زور اور سختی کے ساتھ نکال کے اور دراز کر کے داھنے مونڈھے تک لیجا کے الٰہ کو دماغ سے نکال دے اور الا اللہ کو قوت سے دل پر ضرب کرے اور لا اِلٰہ سے نفی معبودیت اور موجودیت غیر اللہ کی ملاحظہ کرے تا وجود غیر کا نظر سے اٹھ جائے اور الا اللہ سے اثبات وجود مطلق حق سبحانہ تعالےٰ کا کرے اسی طرح گیارہ سو بار ایک جلسے میں ہر روز کیا کرے تا اثر[۴] اسکا ظاہر ہو اور اس ذکر کو اسی طرح حبس دم میں بھی کرتے ہیں۔

طریق شغل اسم ذات کا یہ ہے کہ زبان کو تالو سے لگا کے دل سے جس قدر ہو سکے رات دن تصور کیا کرے تا پختہ ہو کر بے تکلف جاری ہو جائے۔ باقی اذکار اور اشغال اس طریقہ کے ضیاء القلوب میں موجود ہیں۔

طریق شغل نفی و اثبات کہ حبس[۵] دم ذکر کرتے ہیں یہ ہے کہ آنکھیں بند کر کے زبان تالو سے لگا لے اول دم کو ناف سے کھینچ کر دل میں قرار دے پھر اسی طرح کلمۂ لَا اِلٰہ کو دل سے نکال کے اور داھنے مونڈھے پر لے جا کے اِلَّا اللہ کی ضرب دل پر مارے اسی طرح اول روز دس دم ہر دم میں تین تین بار مشغول ہو پھر

---

[۱] فائدہ یعنی سوتے اور جاگتے ہر حال میں ذاکر رہے تا ذکر حیات اور پاس انفاس حاصل ہو۔ اور دل ماسوائے اللہ سے پاک اور صاف اور نورانی ہو کر ثمر تجلیات اور واردات غیبی کا ہو ۱۲ منہ عفی اللہ عنہ [۲] فائدہ حکمت اس میں یہ ہے کہ آدمی رات دن میں چوبیس ہزار سانس یعنی دم لیتا ہے تو گویا کہ ہر دم ذاکر رہا اور ذاکرین میں داخل ہوا ۱۲ عفی اللہ عنہ۔ [۴] اثر یعنی لذات اور مجوبیت اور بیخودی ظاہر ہو اور تصفیہ قلب اور تجلی روح حاصل ۱۲ منہ عفی اللہ عنہ [۵] فائدہ کشمکش دم اور خطرہ بندی کے لیے خلو معدہ کھانے پینے سے شرط ہے خصوصًا ابتدائے حال میں اور بڑی شرط یہ ہے کہ درجہ اوسط کا نگاہ رکھے تو ایسا پر شکم ہو کر کاہل اور بوجھل ہو جائے اور نہ بہت بھوکا رہے کہ ضعیف ہو۔ اور حبس دم میں سرد کا استعمال نہ کرے تا حرارت قلب کو سرد نہ کرے اور گرم کھانے سے بھی پرہیز کرے برابر ہے کہ حرارت طبعی ہو یا عارضی کہ سبب ایجاد مرض کی ہوتی ہے ۱۲ منہ

ہر روز درجہ بدرجہ ایک ایک بار زیادہ کرتا رہے تا حرارت باطن پیدا ہو کر تمام بدن میں سرایت کرے اور خطرہ دفع ہو کر ذکر تمام اعضاء میں جاری ہو اور محبت اور عشقِ الٰہی ظہور کرے۔[1]

طریقہ مراقبہ کا یہ ہے کہ دو زانو نمازی کی طرح سر جھکا کر بیٹھے اور دل کو غیر اللہ سے خالی کر کے حق سبحانہ تعالیٰ کی حضوری میں حاضر رکھے اوّل اعوذ بسم اللہ پڑھ کے تین بار اَللّٰہُ حَاضِرِیْ اَللّٰہُ نَاظِرِیْ اَللّٰہُ مَعِیْ یعنی زبان سے تکرار کر کے پھر مراقب ہو کے اُن کے معنوں کا دل میں ملاحظہ کرے اور تصوّر کرے یعنی جانے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ حاضر ناظر میرے پاس ہے اس جاننے میں اس قدر خوض کرے اور مستغرق ہو کہ شعورِ غیرِ حق کا نہ رہے یہاں تک کہ اپنی بھی خبر نہ رہے۔ اگر ایک آن بھی اس سے غافل ہو تو مراقبہ نہ ہوگا۔

مراقبہ دوسرا۔ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ انوارِ الٰہی کو کہ ہر زمان و مکان میں موجود ہے جیسا کہ وجود ہستی اس کی کا ہر جگہ ثابت ہے ملاحظہ کرے اور مستغرق ہو جائے۔

طریق ذکر اسم ذات جو متعلق لطائف ستّہ سے ہے وہ یہ ہے کہ زبان کو تالو سے لگا کے اور آنکھیں بند کر کے بزبانِ خیال دل صنوبری سے اَللّٰہ اَللّٰہ کہے اس طرح سے کہ اس اسم کو غیر ذات نہ جانے اس حیثیت کو بمقدور اپنے اٹھتے بیٹھتے ترک نہ کرے اسی طرح چھئوں لطیفوں کو ترتیب مذکور کے ساتھ جاری کرے یہاں تک کہ خود اُن کے ذکر سے واقف ہو۔ اے عزیز جان تو کہ جسم انسان میں چھ لطیفے ہیں یعنی چھ مقام ہیں کہ فیضان و برکات اور انوارِ الٰہی سے لبریز ہیں۔

اوّل لطیفہ قلبی ہے کہ مقام اس کا دو انگشت نیچے پستانِ چپ کے واقع ہے اور نُور اُس کا سُرخ ہے

دوسرا لطیفہ روحی ہے۔ جگہ اُسکی دو انگشت نیچے پستانِ راست کے ہے اور نُور اس کا سفید ہے۔

تیسرا لطیفہ۔ نفسی ہے کہ مقام اس کا زیر ناف ہے اور نور اس کا زرد ہے۔

چوتھا لطیفہ۔ سرّی ہے کہ جگہ اس کی مابین سینے کے ہے اور نور اس کا سبز ہے۔

پانچواں لطیفہ۔ خفی ہے۔ ٹھکانا اس کا پیشانی ہے نور اس کا نیلگوں ہے۔

چھٹا لطیفہ۔ اخفی ہے۔ موضع اس کا ام الدماغ ہے نور اس کا سیاہ ہے مثل سیاہی چشم کے۔ پس طالب کو چاہیئے کہ ان چھیوں لطیفوں کے ذکر اور شغل میں اس قدر مشغول ہو اور مشق کرے کہ اثر ذکر ظاہر[1] ہو۔ باقی اذکار اور اشغال اور مراقبات بہ تفصیل تمام مع سلوک کامل ضیاء القلوب میں لکھ چکا ہوں۔ دوبارہ لکھنے کی حاجت نہیں۔ اللہ جل جلالہ تقدس و تعالیٰ ہم کو اور تم کو اور سب کو خاص فضل و کرم

---

[1] فائدہ۔ یعنی جنبش لطائف میں پیدا ہو کر ذکر جاری ہو اور لذت اور محویت اور انوارِ الٰہی قوت پکڑیں اور نسبت اور حضوری مذکور سبحانہ تعالیٰ کی حاصل ہو ۱۲ منہ عفی اللہ عنہ

اپنے سے ہمت اور توفیق اور استعداد کامل عطا فرمائے کہ شب و روز ہر حال میں ہر دم اسی کے ذکر و شغل عبادات طاعات مرضیات میں رہیں اور ایک دم اس سے غافل نہ ہوں اور غیر اللہ کو دل میں جگہ نہ دیں اور محبت اور معرفت اور حضوری دائمی اس کی کہ جو خلقت انسانی مقصود اور مطلوب ہے۔ حاصل کریں اور اپنی حقیقت کو پہنچیں اور اسی سے جئیں اور اسی پر مریں اور اسی میں اٹھیں۔ آمین آمین آمین یا رب العالمین وصلی اللہ تعالےٰ علیٰ سیدنا و مولانا و شفیعنا محمد و آلہٖ و اصحابہٖ و بارک وسلم برحمتک یا ارحم الراحمین ۔ محررہ ۲ جمادی الاولیٰ ۱۲۹۳ھ

شجرات و سلاسل شجرہ چشتیہ

بدانکہ فقیر امداد اللہ عفی اللہ عنہ را نسبت بیعت و اجازت از مولانا و مرشدنا حضرت میاں جیو نور محمد جھنجھانوی والیشاں را از حضرت حاجی عبدالرحیم از شاہ عبدالباری از شاہ عبدالہادی از شاہ عضد الدین از شاہ محمد مکی از شاہ محمدی از شیخ محب اللہ الہ آبادی از شیخ ابو سعید از شیخ نظام الدین۔ از شیخ جلال الدین از شیخ عبدالقدوس گنگوہی از شیخ شمس الدین از محمد عارف بن احمد از شیخ عبدالحق ردولوی از شیخ جلال الدین پانی پتی از شیخ علاؤ الدین صابر از شیخ فرید الدین از شیخ قطب الدین از خواجہ معین الدین از خواجہ عثمان از خواجہ حاجی شریف زندانی از خواجہ مودود از خواجہ ابو یوسف از خواجہ ابو محمد محترم از خواجہ احمد ابدال چشتی از خواجہ ابی اسحاق شامی از خواجہ ممشاد از خواجہ ابو ہبیرہ بصری از خواجہ حذیفہ مرعشی از خواجہ سلطان ابراہیم از خواجہ فضیل از خواجہ عبدالواحد از خواجہ امام حسن بصری از امیر المومنین علی رضوان اللہ علیہم اجمعین از حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم

شجرہ قادریہ

حضرت عبدالقدوس گنگوہی را اجازت و خرقہ از پیر خود درویش محمد بن قاسم از سید بڈھن بہرائچی۔ از سید اجمل از مخدوم جہانیاں جہاں گشت از سید جلال الدین بخاری از شیخ عبید بن عیسیٰ از شیخ عبید ابن ابو القاسم از شیخ ابو المکارم فاضل از شیخ قطب الدین ابو الغیث از شیخ شمس الدین علی افلح از شیخ شمس الدین حداد از امام الاولیاء شیخ عبدالقادر جیلانی از شیخ ابو سعید مخزومی از شیخ ابو الحسن قرشی از شیخ ابو الفراح از شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز از شیخ ابوبکر شبلی از شیخ جنید بغدادی از شیخ سری سقطی از شیخ معروف کرخی از شیخ داؤد طائی از شیخ حبیب عجمی از شیخ امام حسن بصری از حضرت علی

Marfat.com

کرم اللہ وجہہ از حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

شجرہ نقشبندیہ

ونیز حضرت سیّد اجمل بھرائچی را از مرشدِ خود شاہ عبدالحق از خواجہ عبیداللہ احرار از خواجہ مولانا یعقوب چرخی از خواجہ علاؤالدین عطار از خواجہ بہاؤالدین نقشبند از خواجہ سیّد امیر کلال از خواجہ محمد بابا سماسی از خواجہ عزیزاں علی رامیتنی از خواجہ ابوالخیر فغنوی از خواجہ محمد عارف ریوگری از خواجہ عبدالخالق از خواجہ ابوالقاسم نصیرآبادی از خواجہ ابوعلی فارمدی از خواجہ امام ابوالقاسم قیشری از خواجہ ابوعلی وقاق از خواجہ ابوالقاسم نصیرآبادی از خواجہ ابوبکر شبلی از سیّد الطائفہ جنید بغدادی از شیخ سری سقطی از شیخ معروف کرخی از شیخ داؤد طائی از خواجہ حبیب عجمی از امام الاولیاء حسن بصری از امیرالمؤمنین علی رضوان اللہ علیہم اجمعین از سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم۔

شجرۂ سہروردیہ

ونیز سیّد اجمل بھرائچی را اجازت وخرقہ از سیّد جلال الدین بخاری از شیخ رکن الدین ابوالفتح از والدِ خود صدرالدین از والد خود شیخ بہاؤالدین ذکریا ملتانی از شیخ امام الطریقہ شہاب الدین سہروردی از شیخ ضیاالدین ابوالنجیب سہروردی از شیخ وجیہ الدین عبدالقادر سہروردی از شیخ ابو محمد بن عبداللہ از شیخ احمد دنیوری از ممشاد علی دنیوری از حضرت جنید بغدادی از شیخ معروف کرخی از شیخ داؤد طائی از شیخ خواجہ حبیب عجمی از خواجہ امام حسن بصری از امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ تا سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ونیز فقیر را در سلسلہ نقشبندیہ اجازت از مرشد سابق از مولا و مرشدنا نصیرالدین مجاہد دہلوی وادوشاں را از شاہ محمد آفاق دہلوی از خواجہ ضیاءاللہ از خواجہ محمد زبیر از از خواجہ حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی از خواجہ محمد معصوم از حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی از خواجہ باقی باللہ از خواجہ امکنگی از مولانا درویش از مولانا زاہد از عبیداللہ احرار تا سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ وسلم باقی کیفیتِ سلاسل بہ تفصیل وتحقیق تمام در رسالۂ ضیاءالقلوب نوشتہ شد از آں بگیرند۔

تمام شد

Marfat.com

شجرۂ پیران چشت اہل بہشت رضی اللہ عنہم

نواگر چاہے قبولیت دعا کے واسطے
عرض کرنا شاہ یوں اوّل خدا کیواسطے

حمد ہے سب تیری ذاتِ کبریا کے واسطے

ہے درود و نعت ختم الانبیاء کے واسطے
اور سب اصحاب وآلِ مصطفےٰ کے واسطے

فضل کر ہم پر الٰہی مجتبےٰ کے واسطے

دربدر پھرتی ہے خلقت التجا کے واسطے
آسرا تیرا ہے پر مجھ بے نوا کے واسطے

رحم کر مجھ پر الٰہی اولیا کے واسطے

اُن بزرگوں کو شفیع لایا ہوں میں ہو کر ملول
کیجیو یہ عرض میری اُن کی برکت سے قبول

ہاتھ اٹھاؤں جب ترے آگے دعا کے واسطے

پاک کر ظلمات عصیاں سے الٰہی دل مرا
کر منوّر نورِ عرفاں سے الٰہی دل مرا

حضرتِ نور محمد پر ضیا کے واسطے

ایسے مرنے پر کروں قربان یارب لاکھ عید
اپنی تیغ عشق سے کر لے اگر مجھ کو شہید

حاجی عبدالرحیم اہلِ عزا کے واسطے

کر وہ پیدا درد غم میرے دلِ افگار میں
بار پاؤں جس سے اے باری ترے دربار میں

شیخ عبدالباری شہ بے ریا کے واسطے

شرک عصیان وضلالت سے بچا کر اے کریم
کر ہدایت مجھ کو اب راہِ صراط المستقیم

شاہِ عبدالہادیِ پیر ہدیٰ کے واسطے

دین و دنیا کی طلب عزت نہ سرداری
اپنے کوچہ کی عطا کر ذلت وخواری مجھے

شاہِ عضد الدین عزیز دوسرا کے واسطے

دے مجھے عشق محمدؐ اور محمدیوں میں گن
ہو محمدؐ ہی محمد وِردِ میرا رات دن

شہ محمدؐ اور محمدی القیا کے واسطے

حبّ حق حبّ الٰہی حُبّ مولا حُبّ رب
الغرض کر دے مجھے محبت سب کا سب

شہ محب اللہ شیخ باصفا کے واسطے

گرچہ میں غرق شقاوت ہوں سعادت سے بعید
پر توقع ہے کرے مجھ سے شقی کو تو سعید

بوسعید اسعدِ اہل ورا کے واسطے

قال ابتر حال ابتر سب مرے ابتر ہیں کام　　لطف سے اپنے مرے کر ملک دیں کا انتظام

شہ نظام الدین بلخی مقتدا کے واسطے

ہے یہی بس دین میرا اور یہی سب ملک و مال　　یعنی اپنے عشق میں کر مجھ کو با جاہ و جلال

شہ جلال الدین جلیل اصفیا کے واسطے

حُبِّ دنیاوی سے کر کے پاک مجھ کو اے حبیب　　اپنے باغِ قدس کی کر سیر تو میرے نصیب

عبد قدوس شہ قدس و صفا کے واسطے

کر معطر روح کو بوئے محمدؐ سے مری　　اور منور چشم کر روئے محمدؐ سے مری

اے خدا شیخ محمد رہنما کے واسطے

کر عطا راہِ شریعت رائے احمد سے مجھے　　اور دکھا نورِ حقیقت خوئے احمدؐ سے مجھے

شیخ احمد عارفِ صاحب عطا کے واسطے

کھول دے راہِ طریقت قلب پر یا حق مرے　　کر تجلی حقیقت قلب پر یا حق مرے

احمد عبد الحق شہ ملکِ بقا کے واسطے

دین و دنیا کا نہیں درکار کچھ جاہ و جلال　　ایک ذرہ درد کا یا حق مرے دل میں تو ڈال

شہ جلال الدین کبیر الاولیا کے واسطے

ہے مکدر ظلمتِ عصیاں سے میرا شمس دیں　　کر منور نور سے عرفاں کے میرا شمس دیں

شیخ شمس الدین ترک شمس الضحیٰ کے واسطے

اے مرے اللہ رکھ ہر وقت ہر لیل و نہار　　عشق میں اپنے مجھے بے صبر و بے تاب و قرار

شیخ علاؤ الدین صابر بارضا کے واسطے

دے ملاحت مجھ کو حق نمکینیٔ ایمان سے　　اور حلاوت بخش گنج شکر عرفان سے

شہ فرید الدین شکر گنج بقا کے واسطے

عشق کی رہ میں ہوئے جو اولیا اکثر شہید　　خنجرِ تسلیم سے اپنے مجھے بھی کر شہید

Marfat.com

خواجہ قطب الدین مقتولِ ولا کے واسطے

بے ترے ہے نفس و شیطاں در پے ایمان و دین جلد ہو آکر مرا یارب مددگار و معین

شہ معین الدین حبیب کبریا کے واسطے

یاالٰہی بخش ایسا بےخودی کا مجھ کو جام جس سے جز عشقِ نبی مجھ کو نہ ہو دے اور کام

خواجہ عثمانؓ باشرم وحیا کے واسطے

دور کر مجھ سے غمِ موت و حیاتِ مستعار زندہ کر ذکر شریفِ حق سے اے پروردگار

شہ شریفِ زندنی با اتقیا کے واسطے

آتشِ شوق اس قدر دل میں مرے بھر اے ودود ہر بن مو سے مرے نکلے تری الفت کا دود

خواجہ مودود چشتی پارسا کے واسطے

رحم کر مجھ پر تو اب چاہِ ضلالت سے نکال بخش عشق و معرفت کا مجھ کو یارب ملک و مال

شاہ بو یوسف شہ شاہ و گدا کے واسطے

مست اور بےخود بنا بوئے محمدؐ سے مجھے محترم کر خواری کوئے محمدؐ سے مجھے

بو محمد محترم شاہ ولا کے واسطے

صدقے احمدؐ کے یہ ہے امید تیری ذات سے کہ بدل کر دے مرے عصیاں کو تو حسنات سے

احمد ابدال چشتی باسخا کے واسطے

حد سے گذرا رنجِ فرقت اب تو اے پروردگار کہ میری شامِ خزاں کو وصل سے روزِ بہار

شیخ ابواسحاق شامی خوش ادا کے واسطے

شادی و غم سے دو عالم کے مجھے آزاد کر اپنے دردِ غم سے یارب دل کو میرے شاد کر

خواجہ ممشاد علوی بوالعلا کے واسطے

ہے مرے تو پاس ہر دم لیک میں اندھا ہوں پر بخش وہ نورِ بصیرت جس سے تو آوے نظر

بو ہبیرہ شاہ بصری پیشوا کے واسطے

عیش و عشرت سے دو عالم کی نہیں مطلب مجھے چشمِ گریاں سینہ بریاں کر عطا یارب مجھے

شیخ حذیفہ مرعشی شاہِ صفا کے واسطے

نے طلب شاہی کی نے خواہش گدائی کی مجھے　　بخش اپنے در تلک طاقت رسائی کی مجھے

شیخ ابراہیم ادہم بادشاہ کے واسطے

راہزن میرے ہیں دو قزاق باگرز گراں　　تو بہ شیخ فریاد کو میری کہیں اے مستعاں

شہ فضیل ابن عیاض اہل دعا کے واسطے

کر مرے دل سے تو اے واحد دوئی کا حرف دور　　دل میں اور آنکھوں میں بھر دے سر بسر وحدت کا نور

خواجہ عبدالواحد بن زید شاہ کے واسطے

کر عنایت مجھ کو توفیق حسن اے ذوالمنن　　تاکہ ہوں سب کام میرے تیری رحمت سے حسن

شیخ حسن بصری امام اولیا کے واسطے

دور کر دل سے حجاب جہل و غفلت میرے رب　　کھول دے دل میں در علم حقیقت میرے اب

ہادیٔ عالم علی مشکل کُشا کے واسطے

کچھ نہیں مطلب دو عالم کے گل و گلزار سے　　کر مشرف مجھ کو تو دیدار پُر انوار سے

سرورِ عالم محمد مصطفےٰ کے واسطے

آپڑا در پر ترے ہیں ہر طرف سے ہو ملول　　کر تو ان ناموں کی برکت سے دعا میری قبول

یاالٰہی اپنی ذاتِ کبریا کے واسطے

ان بزرگوں کے طفیل یارب غرض ہر کار میں　　کر شفاعت کا وسیلہ اپنے تو دربار میں

مجھ ذلیل و خوار و مسکین و گدا کے واسطے

اس دوئی نے کر دیا ہے دور وحدت سے مجھے　　کر دوئی کو دور کر پُر نور وحدت سے مجھے

تاہوں سب میرے عمل خالص رضا کے واسطے

کر دیا اس عقل نے بے عقل و دیوانہ مجھے　　کر ذرا اس ہوش سے بیہوش مستانہ مجھے

یاحق اپنے عاشقانِ باوفا کے واسطے

کشمکش سے ناامیدی کی ہُوا ہوں میں تباہ　　دیکھ مت میرے عمل کر لطف پر اپنے نگاہ

یارب اپنے رحم واحسان وعطا کے واسطے

چرخ عصیاں سر پہ ہے زیرِ قدم بحرِ الم   چار سُو ہے فوجِ غم کر جلد اب بحرِ کرم

کچھ رہائی کا سبب اس مبتلا کے واسطے

گرچہ ہیں بدکار و نالائق ہوں اے شاہِ جہاں   پر ترے در کو تبا اب چھوڑ کر جاؤں کہاں

کون ہے تیرے سوا مجھ بے نوا کے واسطے

ہے عبادت کا سہارا عابدوں کے واسطے   اور تکیہ زہد کا ہے زاہدوں کے واسطے

ہے عصائے آہ مجھ بے دست و پا کے واسطے

نے فقیری چاہتا ہوں نے امیری کی طلب   نے عبادت نے زہد نے خواہش علم وادب

دردِ دل پرچاہئے مجھ کو خدا کے واسطے

عقل و ہوش وفکر اور نعماء دنیا بے شمار   کی عطا تو نے مجھے، پراب تو اے پروردگار

بخش وہ نعمت جو کام آوے سدا کے واسطے

گرچہ عالم ہیں الٰہی ہیں سعی بسیار کی   پر نہ کچھ تحفہ ملا لائق ترے دربار کی

جان و دل لایا دلے تجھ پر فدا کے واسطے

گرچہ یہ ہدیہ نہ میرا قابلِ منظور ہے   پر جو ہو مقبول کیا رحمت سے تیری دُور ہے

کشتگانِ تیغ تسلیم و رضا کے واسطے

حد سے ابتر ہو گیا ہے حال مجھ ناشاد کا   کر مری امداد اللہ وقت ہے امداد کا

اپنے لطف و رحمت بے انتہا کے واسطے

تمت

Marfat.com

نصائح متفرقہ

منقول ست از امیر المومنین یعسوب الدین امام المشارق والمغارب حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ من دوازدہ کلمہ از توریت اختیار کردہ ام و ہر روز سہ نوبت دراں تامل میکنم وآں این ست

کلمۂ اوّل: حق جل وعلا می فرماید اے پسرِ آدم کہ البتہ نہ ترسی از ہیچ شیطان حاکمی مادام کہ سلطانی من باقی است۔

کلمۂ دوم: اے پسرِ آدم نہ ترسی از فوت رزق مادام کہ خزانۂ من پُر یابی وخزانۂ من ہرگز باقی است

کلمۂ سوم: اے پسرِ آدم باید کہ در ہر چہ درمانی مرا بخوانی کہ البتہ بیابی کہ اجابت کنندۂ ہمہ باد نیکوکار آنم

کلمۂ چہارم: اے پسرِ آدم بدرستی کہ من ترا دوست می دارم پس تو مرا باش ومرا دوست دار۔

کلمۂ پنجم: اے پسرِ آدم از مکرِ من ایمن مباش مادام کہ صراط نہ گذشتہ باشی۔

کلمۂ ششم: اے پسرِ آدم ترا آفریدم از خاک و نطفہ علقہ و مضغہ وعاجز نہ شدم در آفریدن تو کمال قدرت پس چگونہ عاجز شوم کہ دو گردۂ نان بتو رسانم چرا از غیر من می طلبی۔

کلمۂ ہفتم: اے پسرِ آدم آفریدم ہمہ اشیا را برائے تو و ترا آفریدم از جہت عبادت خود و تو خود را اضدائے چیزے کردی کہ برائے تو آفریدہ ام و خود را از من دوری کنی جہت غیر من۔

کلمۂ ہشتم: اے پسرِ آدم ہمہ چیز وہمہ کس مرا می خواہد از برائے نفس خود و من ترا می خواہم از جہت نفس تو و تو از من می گریزی۔

کلمۂ نہم: اے پسرِ آدم تو خشم میگیری بر من جہت نفس خود و خشم نمی گیری بر نفس خود از جہت من۔

کلمۂ دہم: اے فرزند آدم مرا است بر تو فریضہ و ترا است بر من روزی اکثر تو مخالفت کنی در فریضۂ من و من مخالفت نہ کنم در دادن روزی تو بتو۔

کلمۂ یازدہم: اے پسرِ آدم تو طلب روزی فردا از من می کنی و من فریضۂ فردا از تو نمی طلبم۔

کلمۂ دوازدہم: اے پسرِ آدم اگر راضی بشوی بچیزے کہ من ترا قسمت کردہ ام و راحت افتادی آسودہ شوی در ہمہ حال و دوست دارندہ شدی واگر راضی نہ شوی بانچہ ترا کردہ ام مسلّط گردانم بر تو دنیا را تا ترا در بدر گرداند وچوں سگ بر در ہا خوار گردی و تو نیابی مگر آنچہ مقدر کردہ ترا ام

Marfat.com

جہاد اکبر

حمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی تو ہے وحدہٗ لاشریک | بنایا ہے تونے ہر اک شے کو ٹھیک | عدم سے تو ہستی میں لایا ہمیں
یہاں آب و گل میں پھنسایا ہمیں | ضعیفی سے ہم کو توانا کیا | تھے نادان ہم تو نے دانا کیا
کری ہم پہ نازل یہ روشن کتاب | کیا اس میں امر و نہی کا خطاب | نہ کی نیک اور بد میں ہم نے تمیز
رہے اپنی غفلت سے ہم بے تمیز | رہی وہ ہی ہم پر کرم کی نظر | وہ نور ہدایت رہا جلوہ گر
ہے روشن اگرچہ ہدایت کا نور | ولے کیا ہو حاصل کہ ہیں ہم تو کور | عطا کردہ بینائی ہم کو آلہ

مناجات بجناب قاضی الحاجات

الٰہی الٰہی الٰہی الٰہ | میں ہوں اپنے اعمال بد سے تباہ | الٰہی میں عاجز ہوں بندہ ترا
گناہوں سے ہے حال بدتر مرا | الٰہی سراپا ہوا میں گناہ | ہوئی مجھ سے گم آہ نیکی کی راہ
الٰہی مجھے ہے یہ شرمندگی | کہ بن آئی مجھ سے نہ کچھ بندگی | میں شرمندہ ہوں اپنی اس عقل سے
کہ غافل رہا جو رہِ وصل سے | خرد وہ کہ جو بندۂ یار ہو | بجز یار آنکھوں میں سب خار ہو
خرد وہ کہ خوش تجھ کو رکھے مدام | رہے حکم میں تیرے وہ صبح و شام | کیا عمر بھر میں ترے برخلاف
بھلا اس سے زیادہ ہو کیا ظلم صاف | رہا میں سدا بحر غفلت میں غرق | نہ سمجھا کبھی نیک اور بد میں فرق
الٰہی مری عمر دشمن نے لی | رہی شہوت اور حرص باقی وہی | ہوئی حرص زیادہ ہوا میں تمام
نہ افسوس کوئی کیا۔ نیک کام | الٰہی نے کی گرچہ کوشش بڑی | ولے ساری تدبیر الٹی پڑی
الٰہی میں بھٹکا بہت در بدر | ترے در پہ آخر پڑا آن کر | کہاں جاؤں تیرے سوا کون ہے
کروں جس سے جا التجا کون ہے | الٰہی نہ تیرے سوا کون ہے | نہ ڈھونڈے تجھے پھر وہ ڈھونڈے کسے
الٰہی نہ جانی تیری قدر آہ | کری عمر لہو و لعب میں تباہ | ہے افسوس عمر جوانی چلی
جوانی تو کیا زندگانی چلی | کرے میرے تو ٹکڑے ٹکڑے اگر | الٰہی میں لائق ہوں اس کے مگر
الٰہی ہے کیا تری رحمت کا جوش | کہ دیکھے گناہ اور ہو پردہ پوش | الٰہی میں پردۂ غفلت میں ہوں
الٰہی بہت اس سے خجلت میں ہوں | الٰہی ہر اک آن حاضر ہے تو | میں کرتا ہوں جو فعل ناظر ہے تو
بیاں کیا کروں اپنی شرمندگی | کہ دیکھے ہے تو یہ مری زندگی | الٰہی گنہگار و شرمندہ ہوں
الٰہی بہت ہی برا بندہ ہوں | الٰہی خبر لے مری تو شتاب | ہوا حد سے زیادہ بس اب تو خراب

الٰہی ہوا ہوں سراپا خطا
ترے در پہ آخر سرافگندہ ہوں
نہ مجھ سا گنہگار شرمندہ ہو
وہیں رزق دیتا ہے شام و پگاہ
الٰہی عجب تیری رحمت ہے آہ
کروں میں گنہ شاد کرتا ہے تو
الٰہی ہے تیرے کرم سے امید
الٰہی تری ہے نظر عفو پر
ترے عفو کے آگے میرے گناہ
تو ہوں سنگریزے بھی رشک قمر
گناہ میرے اور تیری بخشش بھلا
کہاں تیرہ خاک اور کہاں آسماں
مرا عذر ہو اب الٰہی قبول
الٰہی ترے در پہ رکھا ہے سر
کرے میں گنہ جہل اور سہو سے
بدی کے عوض مجھ کو نیکی ملے
نہ رسوا کیا ہے جو تو نے یہاں
ہے کیا چیز آگے ترے میرے رب
کہاں جاوے اب بندہ تیرا تباہ
الٰہی کروں عرض پھر کس سے جا
ترے بندے ہیں مجھ سے بے انتہا
تو بس ہو چکا میں الٰہی تباہ
کیا میں جو لائق مرے کار تھے
کرم عفو بخشش ترا کام ہے
الٰہی بحق محمد رسول

نہ بخشے تو گر ہو مرا حال کیا
ہوں اس بندہ کہنے سے شرمندہ سخت
خدا پاک کا پاک ہی بندہ ہو
کرے میں گناہ آہ بے خوف و ڈر
عجب علم ہے تیرا اے بادشاہ
کرم تیرا گر دستگیری کرے
سیاہی کو میری کرے تو سفید
خس و خار سے تیرہ ہو سحر کب
شب تار جوں پیش خورشید و ماہ
کیا میں گناہ گر بڑے سے بڑا
برابر کہاں ہو سکے اے خدا
کہاں ظلمت شب کہاں آفتاب
مجھے خوار و رسوا نہ کر اور ملول
نہ سر کو جھکاؤں کہیں جا کے میں
اور اس حرص نفسانی و لہو سے
گنہ میرے جانے ہے تو علم سے
الٰہی تو رکھیو مری شرم داں
بڈارے مجھے یا بلاوے مجھے
کسے ڈھونڈے جو بندہ تیرا تباہ
الٰہی برا یا بھلا ہوں تیرا
مرا ہے تبا کون تیرے سوا
بڈارے مجھے اپنے در سے تو گر
تو وہ کر جو تجھ کو سزاوار ہے
بدی جہل و غفلت مرا کار ہے
دعا ہو وے امداد کی اب قبول

ہوں گر نیک یا بد تیرا بندہ ہوں
شہ نیک کا بندہ ہو نیک بخت
الٰہی تو دیکھے ہے میرے گناہ
رہی وہ ہی رحمت کی مجھ پر نظر
ہیں غافل مجھے یاد کرتا ہے تو
تو پھر کیوں نہ بندہ امیری کرے
گناہوں پہ بندوں کے کب ہے نظر
ہو چشم فلک گرد سے خیرہ کب
تو وہ خور ہے تیری پڑے گر نظر
ولے تیری بخشش کے آگے ہے کیا
الٰہی کہاں جرم بخشش کہاں
کہاں ہے سیاہی کہاں ماہتاب
بہت پھر پھرا کے میں اب آن کر
سوا تیری درگاہ والا کے میں
ولے تیری رحمت سے امید ہے
کرے پردہ پوشی سدا حلم سے
الٰہی ہمارا بد و نیک اب
الٰہی نہ چھوڑوں گا در کو تیرے
نہ تو نے سنی گر مری التجا
سوا تیرے ہے کون تبلا مرا
نہ کی تو نے گر اب کرم کی نگاہ
الٰہی تباہ میں جاؤں کدھر
گنہ جرم و عصیاں مرا کام ہے
تجھے عفو بخشش سزاوار ہے
الٰہی یہ عاجز ہے تیرا غلام

الٰہی تو کر رحم اس پر مدام
تو فتاح و غفار و رزاق ہے
الٰہی یہ بندہ ہے تیرا ذلیل
الٰہی تو ہے شاہ اور یہ گدا
تو ہے دادگر اور یہ مظلوم ہے
الٰہی یہ طالب تو مطلوب ہے
بحق محمدؐ شہِ دوسرا

الٰہی غنی تو ہے اور یہ فقیر
یہ بدکار و فجار و فساق ہے
الٰہی تو رازق یہ مرزوق ہے
الٰہی تو مولیٰ یہ بندہ ترا
الٰہی یہ عبد اور تو معبود ہے
الٰہی محب یہ تو محبوب ہے
الٰہی دعا ہو اب اس کی قبول

الٰہی قوی تو ہے اور یہ حقیر
الٰہی تری ذات ہے بس جلیل
الٰہی یہ عاشق تو معشوق ہے
الٰہی تو راحم یہ مرحوم ہے
الٰہی تو ہی اس کا مقصود ہے
الٰہی تو کر اس کی حاجت روا
بحق صحاب اور آلِ رسولؐ

نعت شریف

محمدؐ ہے ممدوح ذات خدا
اسی کا طفیل ہے یہاں چون ہے
محمدؐ خلاصہ ہے کونین کا
محمدؐ کی طاعت سے جا دل کا مرض
گرفتار تھے نفس و شیطان کی ساتھ
کہ تا ہم بچیں نفس و شیطان سے
محمدؐ کی طاعت کر آٹھوں پہر
محمدؐ محمدؐ کہہ ہر آن میں
محمدؐ کے ہیں خاص حق کے ولی

محمدؐ کا ہو وصف کس سے ادا
نہ پیدا اگر ہوتا احمدؐ کا نور
محمدؐ وسیلہ ہے دارین کا
پڑے تھے کفر اور شرک میں ہم بھی سب
محمدؐ نے دی ہم کو اُن سے نجات
بتاتے ہمیں ایسے وہ داؤ گھات
کہ تا وصل سے حق کے ہو بہرہ ور
محمدؐ کی الفت سے اور چاہ سے
ابوبکرؓ عمرؓ اور عثمانؓ علیؓ
ہر اک ہے ہدایت کا بدرِ کمال

محمدؐ سا مخلوق میں کون ہے
نہ ہوتا دو عالم کا ہرگز ظہور
محمدؐ کی طاعت جہاں پر ہے فرض
محمدؐ سے ہم کو ملی راہ رب
خبر دی رہِ دین و ایمان سے
کیا ہم نے جس سے عدوؤں کو مات
محبت محمدؐ کی رکھ جان میں
ملے گا تو امداد اللہ سے
محمدؐ کے اصحاب ازواج و آل

افسوس اور ندامت کرنا اس پر کہ عمر غفلت میں چلی جاتی ہے اور تنبیہ کرنا نفس سرکش اپنے کو سرکشی حکم اللہ تعالیٰ کی سے اور رجوع کرنا اُس کو فرمان برداری معبود حقیقی اپنے کی اور جواب در جواب اس کے

سنو دوستو گوشِ دل سے ذرا
رہے جنگ ہے نفس اور روح کا
سناؤں تمہارا تمہیں ماجرا
رہو تم خبردار دونوں کے اب
کہ اندر وجودِ آدمی کے سدا
نہیں تو پڑے تم پر آخر غضب

علاج اُس کا خوب ہی بتاتا ہوں میں
تمہیں راہ سیدھی دکھاتا ہوں میں
کروگے گر اُس پر عمل جان سے
رہو گے بچے نفس و شیطان سے
بیاں ... اب اپنا کرتا ہوں میں
کہ جس فکر میں روز رہتا ہوں میں
مجھے آگیا جو خیال ایک رات
لگا سوچنے اپنے دل میں یہ بات
کہ افسوس غفلت میں جاتی ہے عمر
سدا کوس رحلت بجاتی ہے عمر
مجھے فکر کل کا ہوا آج یوں
کہ کی دولتِ عمر برباد کیوں
نہ سویا شب اس فکر میں ایک دم
رہا رات بھر اس میں چشم نم
اسی میں گئی رات ساری گذر
شش و پنج کرتا رہا تا سحر

تنبیہ کرنا اور ڈانٹنا نفس مردود کو

کہا نفس کو آخرش میں نے رات
کہ کیا ہوگیا تجھ کو اے بدصفات
خبر حال کی تجھ کو اپنے نہیں
کہ آیا تھا یاں کس لئے اے لعین
کیوں آیا ہے یاں کیوں تو پیدا ہوا
کدھر جائے ہے کس پہ شیدا ہوا
بتا تجھ سے کیا حق کو منظور تھا
یہاں آکے کیا کام تو نے کیا
تجھے جس لئے حق نے پیدا کیا
بتا اس میں یاں آکے کیا کیا کیا
کیا حق نے پیدا تجھے جس لئے
نہیں کرتا وہ کام تو کس لئے
تجھے آہ اپنی خبر کچھ نہیں
مرے کہنے کا بھی اثر کچھ نہیں

جواب دینا نفس کا

کہا اس نے وہ تھا خزانہ چھپا
یہی آدم آئینہ اُس کا ہوا
یہاں مظہر اپنا بنایا مجھے
محبت کا جامہ پنہایا مجھے
بس ایمان اُس پر رکھوں ہوں مدام
ہے توحید سے اس کی دل شادکام
کہا میں کہ اے نفس بدزشت خو
ہے دشمن حقیقی مرے دل کا تو
بناتا ہے کیوں تو یہ باتیں دروغ
تری بات ہرگز نہ رکھے فروغ
محبت کہ ہو جس سے دل شادماں
کہاں ہے وہ تجھ میں تجھے دے نشاں
جو ایمان و اُلفت میں صادق ہے تو
تو پھر کیوں گناہوں پہ عاشق ہے تو
کرے ہے کب عاشق خلافِ حبیب
نہیں تجھ کو اُس کی محبت نصیب
کہا اس نے ہے وہ رحیم و غفور
گنہ میرے سب بخش دے گا ضرور
کروں میں گناہ پھر توبہ کروں
وہیں پل میں مقبول ہوگاہ ہوں
کہا میں فریب اب مجھے دے ہے کیا
دغا کی ہو توبہ سے کیا فائدہ
گناہوں کی ہے دل میں الفت بھری
فریب حق کو دیتا ہے تو اے شقی
تو اس جہل اور گمرہی سے نکل
طریق شریعت پہ چل اے دغل
کہا تنگ مت کر تو اتنا مجھے
میں ناچار ہوں حق کی تقدیر سے
کہا حق نے مجھ کو ظلوماً جہول
نصیحت سے تیری ہو اب کیا حصول
کہا میں وہ ہے حجت بے فروغ
مرے سامنے لاتا ہے اے دروغ
ظلوماً جہول حق نے تجھ کو کہا
کہ ہے عیب اور نقص تجھ میں چھپا
کیا تجھ کو آگاہ اس واسطے
کہ تا تو گناہوں سے بچتا رہے
مت اس پر تو اتنا اب اصرار کر
نہ مغرور ہو کام کا کار کر
کسی کو اگر کہیے جاہل ہے تو
تو وہ جہل سے بھاگے بے گفتگو
نہ تجھ سا کہے یہ کہ جاہل ہوں میں
پڑھوں کس طرح علم کاہل ہوں میں

کدھے کے جو چابک لگے خوب چست
تو وہ اور چلنے میں ہوتا ہے سست
اور ہووے اگر اسپ نیک نہاد
اشارہ سے چلتا ہے وہ مثل باد
یہ سُن کر وہ شرمندہ ایسا ہوا
گویا اُس کے تن سے ہوئی جاں ہوا
جو اس باب سے اُس کو دیکھا خموش
یہ جانا کہ کچھ اس کو آیا ہے ہوش
اب ایک اور چابک لگا جلد تر
کہ شاید یہ آوے کہیں راہ پر
کہا یہ ہوئی تجھ پہ حجت درست
تو طاعت میں اب کیوں نہیں ہوتا چست
وہ بولا جو ہے حکم تقدیر کا
ہے کب اُس میں دخل عقل و تدبیر کا
کری حق نے مجھ سے پہلے نوشت
نصیبوں میں ہر اک کے دوزخ بہشت
لکھا جو گیا حق کی تقدیر سے
مٹا کب سکے کوئی تدبیر سے
نہیں مٹتا جو کچھ قلم لکھ چکا
تو جانا ہے سو کر اب بُرا یا بھلا
کرے گرچہ شیطاں کی جو تو سجود
جو تقدیر بد ہو تو کیا ہوئے سود
کہا میں کہ اے نفس بد بے حیا
یہ مکر و فریب اور لایا نیا
نہ سمجھا تو کچھ بھی اب اے حیلہ گر
اٹھایا ہے پھر تو نے غفلت سے سر
عمل بھی تو تقدیر سے سب ہیں جاں
مقدر بکا ہووے عمل ہی نشاں
عمل نیک پر جس کو قائم رکھا
سمجھ لے کہ حق اُس سے راضی ہوا
دیا جس کو شہوت کے اندر پھنسا
خدا کا غضب اُس پہ نازل ہوا
ہوا دور رحمت سے وہ پر بلا
عمل بد میں جو ہو گیا مبتلا
نہ جانے تو گر حق کی تقدیر کو
رضا کا نشاں ڈھونڈ گمرہ نہ ہو
کہا حق نے کب تجھ سے اے بے شعور
کہ دوزخ میں رکھوں گا تجھ کو ضرور
کہا ہے ولے حق نے یہ بے خلل
رضا کی نشانی ہے اچھے عمل
کہا تھا خدا نے جو کچھ تجھ کو یار
ہوا اُس سے گمراہ تو زینہار
ہے تف تیری عقل اور فہمید پر
خیالِ عبث پر جو باندھے کمر
کہا سیکڑوں نے عمل خوش کرے
جو تقدیر بد تھے سو کافر مرے
کر ابلیس و بلعم کے اوپر قیاس
اسی سے مرے دل میں ہیں سو ہراس
اگر عمر ساری عبادت کرے
جو آوے قضا بد شقاوت کرے
مرے کفر میں اور عمل ہووے ضبط
اسی کفر سے عقل ہے میری خبط
کہا میں اسی سے تو رکھتا ہے ڈر
کہ کی تو نے دو عابدوں پر نظر
ہوا عمر میں اُن سے جو اک قصور
کہا حق نے درگاہ سے اُن کو دور
نہ کی کچھ عبادت پہ اُن کی نگاہ
کیا اک گنہ سے انھیں کیوں تباہ
سمجھ لے یہ ہے بے نیازی کی شان
کرے ایسے بندوں کو جو بے نشاں
ہزاروں نبی اور ولی بے حساب
عبادت سے حق کی ہوئے کامیاب
کروڑوں مسلمان طاعت کریں
ہوئے حق کے مقبول اور کاملیں
بہت عابد و زاہد و متقی
ہوئے نیک اعمال سے جنتی
نہ ان سب کے کی فائدوں پر نظر
گیا تو دو عابد کے نقصان پر
پکڑ کے دو ملعون کی تو سند
لگا کرنے بے خوف اعمال بد
کرے تو گناہ اور چاہے نجات
عجب ہے حمق تیرا اے بدصفات
ہزاروں کرے جرم شام و سحر
سمجھتا ہے پھر آپ کو راہ پر
اگر اس کی ہے بے نیازی کی شان

نہیں تجھ کو کس لئے خوفِ جان
خفا ہو کے بولا وہ غفار ہے
وہ بیشک ہے رب الرؤف الرحیم
گناہوں سے اپنے نہیں مجھ کو ڈر
کہ حیلہ یہاں کام آتا نہیں
کرے بخشش اور قہر بھی بے گماں
اور ہو جائے تجھ سے خطا گاہ گاہ
ہے تو اک طرف اپنے آرام کو
گناہوں پہ کرنا ہے اصرار تو
جو ایسا ہو گمراہ و سرکش کہیں
خدا کے لئے مت پڑا اندر خلل
یقیں جان اُس وقت وہ ہے کریم
تو کب اور کھیتی کا چھوڑیں گے رنج
کہا اُس نے مجھ پر نہ کر تو جفا
ہوں عفو و کرم اس کا پہچانتا
گنہ میرے بخشش سے زیادہ نہیں
وہ مجھ سے بھی بدتر کے بخشے گناہ
بلا شک وہ ایسا ہی غفار ہے
برابر نہ ہو سکتی ہے بے گماں
جو ہو ایسا ارحم الراحمیں
نکو دوست عافی ہے اور نیک ذات
جو ہو ذات ایسی غفور اور حلیم

ترے آگے درندہ ہو شیر گر
غفور اور حلیم اور نکوکار ہے
گنہ میرے ہوں گرچہ بے انتہا
وہ غفار ہے بخش دے گا مگر
ہے اللہ بیشک غفور اور حلیم
جمال اور جلال اس کی ہیں دونوں شان
تو بخشے تجھے وہ کہ غفار ہے
نہ سمجھا ولے اس کے انجام کو
کرے ہے گناہ آہ بےخوف و ڈر
خدا کی وہ بخشش کے قابل نہیں
کر اچھے عمل یار شام و پگاہ
کہ یہ اُس کی عادت ہے جاری قدیم
بھلا جہل ہو اس سے زیادہ کسے
تری خود ہے اس میں سراسر خطا
گنہ میرے گرچہ ہیں کوہ گراں
وہ اللہ ہے اکرم الاکرمیں
کہا ہیں کہ یہ تو کہا تو نے سچ
کریم اور رحیم اور ستار ہے
ولے حیف ہے ایسے غفار کو
وہ آزردہ کرنے کے قابل نہیں
وفادار سمجھے کرے پھر گناہ
وہ لائق عبادت کے ہے اے لئیم
وہ گردن زنی کے ہے لائق سنو

نہ بھاگے تو دے جان اسکو مقر
ہے قرآں میں ہر جا غفور اور حلیم
پر اس سے ہے ننانوے درجہ رحمت سوا
کہاں ہیں تو نازاں نہ ہو اے لعیں
ولیکن ہے قہار بھی اے لئیم
کرے سہو و غفلت سے گر تو گناہ
نہ بخشے اگر چاہے قہار ہے
کرے جہل و طغیاں سے یہ کار تو
نہیں عجز و زاری کا تجھ میں اثر
ذرا کر کے توبہ کر اچھے عمل
اگر ہو گیا تجھ سے کوئی گناہ
ملا ایک کو گر خزانہ میں گنج
بس اب چھوڑ حیلہ رہ راست لے
ہیں نیک عادت اس کی گو ہوں جانتا
ولے اُس کی بخشش ہے جوں آسماں
مجھے کس لئے تنگ کرتا ہے آہ
ولے ایسے باطل ارادہ سے بچ
گنہ تیرے اور اُس کی بخشش میاں
کیا تو نے آزردہ اے زشت خو
جو جانے ہے تو حق ہے نیکو صفات
خطا پر خطا یہ تو کرتا ہے آہ
کرے ذات ایسی کو آزردہ جو

نفس سے عاجز اور تنگ ہو کر جانا اپنا طرف سلطان روح کے اور مدد چاہنی اس سے

Marfat.com

جو دیکھا کہ ہے اُس کی حجت قوی
تجھے ملک تن کا ملا تاج و تخت
کیا ننگ ہے اس شقی نے مجھے
مقابل ہوں اُس کے مری کیا ہے شان
رعیت سے محصول لیوے بزور
تصرف تسلط بہت ظلم سے
یکایک وہ لے توڑ تیرے امیر
کرے ملک تن میں عمل آکے وہ
تجھے حق نے کیوں ہے خلیفہ کیا
ذرا مجھ سے مظلوم پر کر نظر
کہ ہو دور جس سے یہ فتنہ فساد
شہ روح کو آگیا دل ہی جوش
کیا حکم تا جلد آوے وزیر
سب آداب شاہانہ لایا بجا
یہ سلطانِ روح سے کہا اُس نے جا
رکھو اپنی خاطر کو اب جمع تم
کریں قتل لیں اس کا اسباب لوٹ

گیا آخرش میں طرف روح کی
خلیفہ ہے اس ملک میں حق کا تو
پکڑ جلد اور مار گردن اسے
کہا میں کہ کیا چاہتا ہے یہ تو
زمین بدن میں پڑے شر و شور
اگر تخت دل پر گیا بیٹھ آہ
کرے قتل یا رکھے اُن کو اسیر
رہے کب یہ پھر شان و شوکت تجھے
یہ کیوں بادشاہی کا رتبہ دیا
وزیر خرد کو بلا کر کہیں
رہے ملک تن پھر ہمیشہ کو شاد
تن میں لگی اُس کے غیرت کی آگ
کہ تدبیر اس کی بتا دے وزیر
مرا حال سن اور افسوس کر
کہ یہ فتنہ اتنا نہیں کچھ بڑا
یہ ہو حکم آویں امیرانِ فوج
غرور اس لعیں کا وہیں جائے ٹوٹ
رکھیں شرع کی بند زنجیر میں

کری عرض جا کر کہ اے نیک بخت
پہنچ بہر حق میری فریاد کو
کہا یہ کمینہ کہاں میں کہاں
کہ لیوے یہ باغی ترے ملک کو
کرے ہفت اقلیم تن میں مرے
رعیت کو کر دے گا دم میں تباہ
ترے سب امیروں کو بہکا کے وہ
دکھا دے بہت سی وہ ذلت تجھے
تو ملک بدن کا ہے حاکم اگر
کرو ایسی تدبیر اے شاہِ دیں
مری عجز و زاری کو سن کر بہوش
کہا میں مٹاتا ہوں میں اُس کا راگ
یہ سنتے ہی آیا وزیر عقل کا
وزیر خرد بھی ہوا چشم تر
کہ ہوتا کے اقبال سے دم میں گم
کہ ہوں مستعد جنگ کو مثل موج
جو ہو جائے عاجز تو پھر یوں کریں

خبر کرنی جاسوس وسواس کی کہ طرف سے ملک تن میں رہتا ہے نفس کو

تھے اس میں کہ جاسوس وسواس نام
کری نفس سے جا شکایت تمام
کرے تری ہے قتل کے واسطے
شہ لعنت کی زنجیر میں لے جکڑ

کہ تھا نفس سے ملک تن میں مدام
کہا کیا تو سووے کہ سلطانِ روح
تمام اپنے لشکر کو آراستے
یہ سن کر خبر نفس نے رو دیا

سنی چھپ کے جو یہ حکایت تمام
شہ ملک دل و مہ پر فتوح
کوئی دم میں لیوے گا تجھ کو پکڑ
اسی فکر میں جان کو کھو دیا

Marfat.com

کہا ہائے تدبیر اب کیا کروں
کہ تا ہاتھ سے اس کے جیتا رہوں
ولیکن بمقدور کوشش کروں
کہ تا اُس کے صدمہ سے بچتا رہوں
کروں میں بھی اب اس سے لڑنے کا فکر
عدوؤں سے اپنے جھگڑنے کا فکر
کروں اس طرح میں بھی سامانِ جنگ
جسے دیکھ فوج اس کی ہو جائے دنگ
جو اپنی شجاعت دکھاؤں اُسے
عدم کا میں رستہ بتاؤں اُسے
بھلا ملک تن چھوڑ جاؤں کہاں
میں روز ازل سے ہوں قابض یہاں
ستم رہزنی کا ہے میرا شعار
فساد اور فتنہ مرا کاروبار
غنیمت نہیں جانتا ہے وہ کیوں
کہ میں چھوڑ رکھا ہے اس کو جو یوں
جو اس ذلت اپنے پر آجاؤں میں
تماشا اسے دم میں دکھلاؤں میں
مچاؤں فساد ایسا اور شور و شر
کروں ملک کو اس کے زیر و زبر
کیا ہے اگر اس نے سامانِ جنگ
تو یاں بھی نہیں جنگ سے کچھ درنگ
یہ کہہ کر لگا سوچنے پھر وہ خام
پڑا میرے اوپر یہ اب سخت کام
کہ سلطان روح کی بڑی شان ہے
نہیں لڑنا اس سے کچھ آسان ہے
جو شیطان سنگھ ہے قدیمی وزیر
کہ ہر کام میں ہے ہمارا مشیر
بلا کر کے اُس سے کرو وہ صلاح
کہ جس بات میں ہو ہماری فلاح
یہ سنتے ہی ابلیس آیا ادب
بجالایا آداب شاہانہ سب
کہا لطف سے تیرے اے نامدار
ہماری ہو مشکل سب آسان کار
یہ اتنا نہ کچھ کار دشوار ہے
کہ جس سے تو ایسا دل افگار ہے
ہو آسان سب تیرے اقبال سے
پکڑ اس کو لاؤں میں ہر حال سے
ترے پاس لا کر کے اے ارجمند
کروں حرص کی قید میں اس کو بند
امیر ہے تری فوج میں حرص نام
کرے کام سلطان روح کا تمام
وہی بخشی ملک کافی ہے بس
خرابی کو اُس کے وہ وافی ہے بس
میں بھیجوں اُسے تا تباہی کرے
سپاہی کو اُس کی سیاہی کرے
شہ نفس نے دیکے خلعت اسے
روانہ کیا ملک کو روح کے
جو بیٹھے ملک تن کے نگہبان چند
کیا ہر طرف راہ کو اُس کے بند
رہ چشم سے آگیا ناگہاں
لئے ساتھ غصہ کی فوج گراں

خبر ہوئی وزیر عقل کو اس معرکہ سے اور بھیجنا امیر قناعت کو مقابلہ حرص سنگھ کے اور حلم کو غصہ کے اور فتح ہونی اُن کی

وزیر خرد نے سنا یہ جو حال
ہوا فکر اُس کا اُس کو خیال
امیروں کے لشکر کو لے کر تمام
گیا روح کے پاس با احترام
کہاں حال حرص اور غصہ کا سب
کہ آئے ہیں لڑنے کو یہ ہم سے اب
کہا شہ نے لشکر سے وہ چھانٹ لیں
کہ جو قتل اُن مفسدوں کو کریں
کہا عقل نے اے شہ نامدار

Marfat.com

مقابل میں ان کے پئے کار زار
اگر فوج غصہ کی ہے اُس کے سنگ
کہ ہوں جس سے یہ دونوں مفسد تباہ

امیرِ قناعت کو تو بھیجدو
کرے لشکرِ حلم جا اُس کو تنگ
جو ہونے لگی دونوں جانب سے جنگ

کرے حرص کو دم میں ناپید جو
کرو مستعد ایسی جنگی سپاہ
ہوا حرص و غصہ پہ میدان تنگ

امیرِ قناعت سے اور حلم سے + غضب حرص مغلوب دونوں ہوئے

آنا شہوت سنگھ کا مقابلہ وزیرِ عقل کے مع فوج فسق و فجور کے

وہ شیطان جو نفس کا تھا وزیر
کہ ان دو سے ہوگا نہ یہ فتنہ رد
ہے تجویز شہوت کی جاوئے سپاہ
کرو اس کے ہمراہ تم بے قصور
کرے عقل کو جا کے زیر و زبر
تو ہو روح کا ملک سارا تباہ

تب دیکھ لشکر کو ہو کر حقیر
وہ اب چاہیے بھیجنی فوج سخت
کرے عقل کے ملک کو جا تباہ
لگا بے حیائی کے ہتھیار سب
ہمارا وہ ہے دشمن سخت تر
کہا لاؤ دیکر کے خلعت اسے

کہا نفس سے اُن کی ہووے مدد
کہ جو لے شہ روح سے تاج و تخت
جمع کر کے سب فوج فسق و فجور
چلے شہوتِ سنگھ بہر حرب
جو ہو عقل شہوت سے مغلوب آہ
روانہ کریں جنگ کو روح کے

بھیجنا وزیرِ عقل کا امیرِ تقویٰ کو مع افواج شرم و حیا و صلاحیت کے مقابلہ شہوت سنگھ کے اور فتح ہونا امیرِ تقویٰ کی

وزیر بہ درشہ روح کو
کہ تقویٰ ہے جس کا لقب بھیجدو
سپر تیغ شرم و ثقاہت کی لے
کرو اُس کے ہمراہ اسے بے دلیل
غرض جو آ کے میداں میں قائم ہوئے
بند زمین آسماں رہ گئے دیکھ دنگ

خبر پہونچی اس حال کی یار جو
ہو فوج صلاحیت اس کی مدد
خبر جا کے اہلِ شقاوت کی لے
شہ روح کا حکم پھر اُن کو ہو
لڑائی کو آپس میں برہم ہوئے
کبھی یہ تھے غالب وہ غالب تھے گاہ

کہا خاص اُس بخشئ ملک کو
کہ ہو فوج فسق و فجور اس سے رد
حیا جنگ اُس کا جو ہے اک وکیل
کریں لشکرِ نفس کو قتل جو
لگی ہونے آپس میں جس وقت جنگ
لگا ہونے یوں ملک تن کا تباہ

پھر آخر ہوئی غالب عقل بصیر کیا لا کے شہوت کو اپنا اسیر

غصہ کرنا نفس کا شیطان وزیر پر اور آپ سوار ہونا نفس کا واسطے لڑائی شیطان روح کے سب لشکر لیکر

سنی نفس نے یہ خبر جس گھڑی
سیہ کار شیطان مکار کو
کری تو نے سستی جو اے روسیاہ
شہ روح کو جس سے کرلیں اسیر
جوان میں سے ہوں سخت تر بید ننگ
پکڑ کرکے لاوے مرے پاس جو
عزازیل بولا کہ اس جنگ میں
میں ہوں اور ہو لشکر بے شمار
ہے کیا روح کیا عقل دونوں کو میں
ہوا جنگ کے واسطے خود سوار
لیا نیزۂ کمر ہی اپنے ہاتھ

وہیں جان پر اس کے آفت پڑی
کہا تجھ پہ لعنت ہوا اے سست کار
ہوئی فوج شہوت کی ساری تباہ
بلا پہلوانوں کو لشکر کے اب
شہ روح سے وہ کریں جاکے جنگ
میں دے کر بہت خلعت و مال و زر
کروں گا نہ ہرگز قصور اب کے میں
تو پھر دیکھنا اس صفِ جنگ کو
کروں قتل یا قید دیکھو تو میں
لی گردن میں تلوارِ غفلت کی ڈال
ہوئی فوج فسق و فجور اس کے ساتھ
چلا مستعد ہو پئے کارزار

بلایا وزیرِ تنبہ کار کو
کیا تو نے لشکر مرا خوار و زار
کر اب ایسی تدبیر تو اے وزیر
پھر ان میں سے لے چھانٹ اہلِ حرب
وزیرِ خرد اور شہ روح کو
بٹھاؤں برابر سے تخت پر
اگر ہوشہ نفس بھی خود سوار
کروں پانی میں اس دلِ سنگ کو
یہ سن کر شہِ نفس خوش ہو کے یار
رعونت کا خود اور شرارت کی ڈھال
وہ مستی کے گھوڑے پہ ہو کر سوار

آگاہ ہونا سلطانِ روح کا اس معاملہ سے اور بھیجنا وزیرِ عقل کو مع لشکر دین اور تقویٰ کے اور برابر رہنا دونوں لشکروں کا

جو سلطانِ روح نے خبر یہ سنی
لئے خنجر و تیغ و تیر و تفنگ
نکل آوے سب لشکرِ دین و داد
وزیر اس کا شیطان ہے راہزن
کمر باندھ لڑنے کو تیار ہو
لڑائی کا تم بھی کرو اہتمام
وزیرِ خرد نے زمین چوم کر

کہ آیا ہے لڑنے کو نفس دنی
وزیرِ خرد کو بلا جلد تر
زمینِ جسد سے اکھاڑے فساد
کسی طرح ان دو کے کٹوا کے سر
کرو ترک جو کچھ تمہیں کار ہو
مجھے بھی ہے اب کوچ کرنا ضرور
کیا عرض یہ اے شہ والا قدر

اور ہے لشکر بیکراں اس کے سنگ
کہا کھول دے سب خزانوں کے در
ہے تکلیف میں نفس سے ملک تن
جہنم میں داخل کرو سر بسر
جمع کرکے سب فوج و لشکر تمام
کہ تا ملک تن سے ہو یہ فتنہ دور
کہ یہ کام لائق نہیں شاہ کے

جو ایسے کمینوں سے جاکر لڑے
جو ہو ایک بندہ سے دشمن تباہ
کروں دم میں سب دشمنوں کو تمام
کئے ہوشیاری کے خنجر عطا
دیا ہاتھ میں نیزۂ راستی
کری ساتھ تقویٰ و دیں کی سپاہ
پڑا نفس کی فوج میں زلزلہ
جو خورشید خاور نے کی تیغ الم
کھڑی مستعد جنگ کے واسطہ
مقابل دو لشکر ہوئے جس زماں
ہوئی ایسی تیرہ خدا کی پناہ
لگی چلنے جو تیغ و تبر و تبر
زمیں ہو گئی خون سے سُرخ رنگ
سپید و سیہ جمع آکر ہوئے
کبھی زہد و تقویٰ و گاہے حسد
کبھی رومیِ روح سے باوقار
بد اور نیک میں زندگانی گئی

رہو ملک میں تن کے تم کامراں
عدو کے مقابل ہوں کیوں بادشاہ
یہ سُن کر ہوا خوش بہت شاہ دیں
ریاضت کا خود اس کے سر پر دھرا
غرض زہد کے اسپ پر کر سوار
چلا دھوم سے لشکرِ دیں پناہ
نکل کر کے جب آیا میدان میں
ہوئے ابر کے جو بڑا لشکر بہم
امیروں نے لشکر کے بارعب و شان
پڑا شور اندر زمین و زماں
ہوئے جب مقابل دلیرانِ جنگ
ہوا خون کوہ و زمین کا جگر
تھی اس طرف خورشید روح جلوہ گر
رجون حبشی و رومی برابر ہوئے
کبھی فوجِ زنگیِ نفسِ لعیں
زمینِ بدن ہوتا باغ و بہار
اس عرصہ میں یہ جنگ قائم رہا

میں لیتا ہوں ان کی خبر اس زماں
ہیں ہوں آپ کا ایک ادنیٰ غلام
دیا اس کو پھر خلعتِ آفریں
سپہر نیک بختی کی لا اس کو دی
دیا حکم اس کو پئے کارزار
وزیرِ خرد جنگ کو جب چلا
خلل آیا شیطاں کے اوسان میں
ہوئی ہر دو جانب صف آراستہ
کئے آکے میداں میں قائم نشان
زمینِ بدن گردِ لشکر سے آہ
ہوا پانی پانی دلِ کوہ و سنگ
لگی ہونے جس وقت آپس میں جنگ
ادھر ظلمتِ نفس باشور و شر
کبھی کارِ نیک و کبھی کارِ بد
نکالے تھی دل سے وہ لڑ بغض کیں
اسی جنگ میں سب جوانی گئی
ہوا نفس کا مفسدہ جا بجا

طلب کرنا سلطان روح کا دیوان کل کو کہ وہ پیر روشن ضمیر ہے، اور شامل کرنا اس کا صلاح جنگ و تجربہ میں

شہ روح نے حال دیکھا یہ جب
عدو کو کسی طرح زک دیجئے
وزیرِ خرد کو کہا پھر بلا
نہ دل نفسِ ملعون کا خوں ہوا

کہ صورت تباہی کی ہے پیش اب
ہوا ہے ترقی پئے نفس شبہ
کیا تو نے ہر چند جنگ و دغا
شہ نیک اب تو ہوا ہے دبیر کبیر

کہا اور تدبیر اب کیجئے
گیا پھیل فتنہ فساد ہر جگہ
دلے فتنہ تن سے نہ بیروں ہوا
ہے جس کا لقب پیر روشن ضمیر

Marfat.com

مرے ملک کا ہے وہ دیوان کل
کہے وہ جو اُس پر عمل کیجئے
رہو دل سے مصروف اسلام پر
کہ روشن ہو جس سے بدن کی زمین
بہم ہو کے جاکر لڑو اس قدر
پکڑ لاؤ زندہ مرے رو برو

مدد سے مٹے اُس کی یہ شور و غل
رکھو اس کو شامل لڑائی میں تم
کرو جی فدا اپنا اس کام پر
مٹا کر کے کفر اور بدعات کو
کہ ہو نفس کا کار زیر و زبر
مرے پاس لاؤ اُسے تم پکڑ

صلاح اُس کی چل کر کہ اب لیجئے
کہ ہو دشمن شوم تاباں سے گم
کرو ایسی ہمت کہ ہو زیب دیں
شریعت کی ظاہر کرو بات کو
نہ چاہوں کہ ہو قتل وہ زشت خو
شریعت کی زنجیر میں یوں جکڑ

رکھوں اُس کو قابو میں اپنے مدام　　　میں دوڑاؤں جس طرف چاہوں مدام

آگاہ کرنا جاسوس نفس کا شیطان وزیر کو اس سے اور بھیجنا شیطان کا طول امل سنگھ کو واسطے قتل کرنے عقل اور پیر کے زہر دے کر اور نا امید ہونا اُس کا

جو جاسوس نے نفس کے یہ سنا
کوئی دم میں ہو نفس اور تو اسیر
وزیر خرد کو کیا اس کے سنگ
کہ اس فتنہ کا تو بھی کچھ فکر کر
ہے لشکر میں اس کے وزیر خرد
کہ جو کاٹے سر اس کا لادے مجھے
خرد اپنے قابو میں ہووے اگر
کروں قید دونوں کو میں بے محن
وہ دیدیکے وعدہ بہت خوب تر
کہ مرتے سے جس کے یہ فتنہ ہو دور

تو شیطاں کے جا پاس سر کو دھنا
شہ روح نے یہ کیا اہتمام
کہ تا دشمنوں کا کرے کار تنگ
یہ شیطاں نے سُن کو دلاسا دیا
میں بھیجوں اُسے جو کر اس کو رد
نہ دیوان تن سے ہے مطلب مجھے
تو وہ پیر بے کار ہو سر بسر
میں بھیجوں ہے طول امل جس کا نام
کرے پیر کا کام زیر و زبر
چھپا کر کے ایسا اُسے زہر دے

کہا جا کے بیٹھا ہے کیا اے وزیر
کہ دیوان تن پیر ہے جس کا نام
شہِ نفس کو جا کے کہہ یہ خبر
کہا شہ سے کہنے کی حاجت ہے کیا
مقابل ہیں اُس کے میں بھیجوں اسے
ہے منظور قتل عقل کا اب مجھے
وزیر خرد اور دیوان تن
کہ ہو پیر کا کام جس سے تمام
کرے قتل پھر عقل کو وہ ضرور
کہ شیطان و نفس اُس کے شر سے بچے

ہوا رخصت اس سے جو طول امل + پڑے پیر کے کام میں تا خلل

مطلع کرنا جاسوس دین کا کہ جو مفتیان یقین کے ہیں سلطان روح کو اس امر سے

اور نگہبانی پیر اور عقل کی روح کو طول امل کے شر سے

جو رخصت ہو طولِ امل سنگھ چلا
خبر دی یہ جا کر کہ اے شاہ دین
خبر رکھیو اس کی تم ہر حال میں
نہ پہنچاوے صدمہ کوئی حیلہ گر
ہے لشکر میں اک نفس کے حیلہ گر
کرے غم الم واں جہاں ہو خوشی
شہِ روح نے جب یہ قصہ سنا
کسی طرح یہ فتنہ ہو یاں سے دور
رکھو تم نگہبانی ہر آن کی
کرو اس سوا اور نہ کچھ بات تم
رہے ایک یادِ نزع جنگ خاں
خرد پیر کے ہوں نگہبان بفور
نزع موت اور قبر اور روزِ حشر
نہ طول امل کا ہو اس پر گذار
غرض آیا چھپ کر کے طولِ امل
کہ تا عقل کو زہر دے بر ملا
طرف پیر کے پھر گیا عزم کر
عدو کا نہ اس پر بھی قابو چلا

تو جاسوس دیں نے سنا بر ملا
کہ یہ آپ کا جو وزیرِ عقل ہے
عدو کے نہ پھنس جا کہیں جال میں
نہ دیکر کے زہر اُن کو مارے کہیں
کہ طول امل نام ہے اس سے ڈر
ہے دشمن وزیر اور دیوان کا
تو اس بات کی فکر میں وہ لگا
تھا جس جس کا سلطان کو اعتماد
وزیرِ خرد اور دیوان کی
کیا حکم تا چار شخص پاسباں
اور ہو دوسرا یادِ مرگ اے جواں
ہے جو تیجی رہے یادِ روزِ قیام
رہیں یاد جس کی یہ شام و سحر
رہیں جو کہ یہ چار جس کے حضور
کہ نا ڈالے اندر خرد کے خلل
جو چاروں طرف تھے نگہبان چار
کہ تا نے حسد سے کچھ اس کی خبر
وہی پاسباں چار اُس کو نگاہ

ہیں جاسوس دیں مفتیان یقین
اسے تیرے ہر کام میں دخل ہے
وزیر اور دیوان تن کو مگر
پھر اُس وقت لیں ملک کو زیر چھین
ہے کار اُس کا پوشیدہ دشمن کشی
نگہبان رہیو تم اُن سے سدا
کہ اب کوئی تدبیر کرتی ضرر در
بلا کر کہا اُس کو اے خوش نہاد
رہو عقل اور پیر کے ساتھ تم
نگہبان رہیں عقل کے ہر زماں
رہے تیرا یادِ تنگیٔ گور
یہی چار کافی ہیں در انتظام
یہ چاروں رہیں جس کی ہمراہ یار
رہے اس سے طولِ امل دور دور
بہت گرد راہ حسد سے پھرا
عدو کا نہ اس پر ہوا کچھ گذار
ولیکن جو وہ عقل کے پاس تھا
عدوؤں سے رکھتے تھے شام و پگاہ

ناامید ہو کے پھرنا طول امل سنگھ کا اور بھیجنا نفس کا حسد سنگھ اور بخل سنگھ اور ریا سنگھ اور عجیب سنگھ کو واسطے لڑائی وزیر عقل اور دیوان پیر کے

غرض ناامید ہو کے طولِ امل
گیا پاس شیطان کے بے خلل
کہا گرچہ میں خوب کوشش کری

Marfat.com

چھری میری لیکن نہ خون میں بھری
کئے سیکڑوں حیلے اور دلو میں
نہ آیا مرے کوئی پر داؤ میں
میں کیں گرچہ چھپ چھپ کے تدبیر دس
ولے میراں پر چلا کچھ نہ بس
نہ اُن دو سے آیا مرے ایک ہاتھ
کہ تھے ہر گھڑی پاسباں اُن کے ساتھ
نہیں مار سکتے انھیں چھپ کے پر
لو میدان میں چل کے اُن کی خبر
میں کرنا تھا جو کچھ کہ سب کر چلا
ولے میرا بس کچھ نہ اُن پر چلا
نہ رکھ مجھ سے امید کچھ اب مگر
تو تدبیر سے اپنی چاہے جو کر
جمع کر کے سب فوج و لشکر سپاہ
کرو جا کے روح و خرد کو تباہ
جو یہ بات شیطان سنگھ نے سنی
گیا ہاتھ ملتا طرف نفس کی
حسد سے تھا پردہ وزیرِ سیاہ
یہ دی نفس کو جا صلاح تباہ
کہ ہے رنج اور جان بازی کے اب
ہماری بھلا جاں بری ہووے کب
جو اس جنگ میں کچھ ہوئی اب کے ڈھیل
مجھے اور تجھے شہ کرے یوں ذلیل
گلے میں رسن ڈال کتے کی جوں
جدھر چاہے دوڑائے ہم کو زبوں
رہے ملک تن میں وہ نت کامراں
ہر اور ترا کچھ نہ ہوئے نشاں
یہ سن کر خبر نفس رونے لگا
غم دل کو اشکوں سے دھونے لگا
کیا نفس باغی نے پھر انتظام
کہا ذلت ہم کو گوارا نہیں
لڑائی بغیر اب تو چارہ نہیں
بلائے مددگار اپنے تمام
لڑائی کا ساماں ہو جمع سب
حسد سنگھ اور بخل سنگھ کبر خاں
اکھٹے ہوں میداں میں اہلِ حرب
غرور اور طمع اور فضولِ کلام
ہوئے جمع میداں میں آکر تمام
ریا سنگھ اور عجب خاں پہلواں
لڑائی میں شیطان کے ساتھ رہو
لڑائی کو تیار سارے رہو
ہوا حکم سب کو کہ اے جنگجو
نکل کر کے شیطاں وزیرِ عدو
ہوا آکے میدان میں جنگ جو
بنو چست و کاہل نہ ہائے رہو
ریا کو کہا کر عمل کو تلف
کہا عجب کو مستعد یاں رہو
حسد بخل قائم کئے اک طرف
رہے روح کے جب نہ حسنِ عمل
تو پھر ملک میں اس کے ڈالو خلل
رہے اس سے باقی تو اُس کو کہو
بھی چار امیر اب کریں جا کے جنگ + خرد پر ہر اک سُو سے برساویں سنگ

آگاہی پانی وزیرِ عقل کی اس واقعہ سے اور بھیجنا امیر سخاوت کو مقابلہ میں بخل کے اور نصیحت اولیاء کو حسد کے اور صدق و اخلاص کو ریا کے اور خوف و رجاء خدا کو عجب کے اور فتح ہونی اُن کی

وزیرِ خرد نے سُنی یہ خبر
کہ پھر مفسدوں نے اٹھایا ہے سر
جمع ہو کے سب دشمنانِ دغل

Marfat.com

لگے ڈال نے ملک جاں میں خلل
امیروں سے اپنے کیے انتخاب
بخل سنگھ کی لے لو خبر اس زماں
نصیحت کہ ہے خصلتِ اولیا
اور ہو خان وہاں سب حسد سے خراب
ریا سے تو ہو خوار اور مستمند
کرے جا کے خوف ور جائے آگہ
اگر ہووے خوفِ خدائی تجھے
جو طاعت کرے تو تو ہے لطف رب
تو کیوں عجب پر پھر مرتا ہے تو
ہے لازم یہ شکر عبادت تجھے
غرض آکے چاروں ہوئے گرم جنگ
ندی نالے خوں کے بہانے لگے
ہوئی گرمیٔ جنگ یہ کیا کہوں
کہ ہر جا پہ کشتوں کے پشتے ہوئے
جو اک لشکر دیں نے حملہ کیا
لگی کفر کی فوج سب بھاگنے
لڑے ایسے میدان میں پاؤں گاڑ
نہ لے گا کبھی پھر لڑائی کا نام

غرض سوچ کر اس نے بالاہتمام
یہی چار سردار والا جناب
سخاوت سے ہو تو حبیب خدا
حسد سنگھ پر اس کو قائم کیا
ریا سنگھ مردود کے قتل کو
کرے صدق و اخلاص درجہ بلند
اگر قہر حق سے تو ڈرتا رہے
تو پھر کیوں ہو اپنی بڑائی تجھے
خدا کی عنایت ہے تجھ پر میاں
عبادت پہ کیا ناز کرتا ہے تو
نہ کر کارِ حق کو قیاس آپ پر
چلے دونوں جانب سے تیر و تفنگ
شجاعانِ دیں جب ہوئے جنگجو
لگا بہنے ہر طرف دریائے خوں
غرض غالب آیا وزیر خرد
گئے بھاگ یک لخت بغض و ریا
کیا جب کہ مردانِ دیں نے ہجوم
دیا کفر و بدعت کو جڑ سے اکھاڑ
جو دیکھا یہ شیطان ملعوں نے حال

کیا جمع لشکر کو اپنے تمام
امیر سخا کو کہا اے جواں
اور ہو بخل سے رنج میں مبتلا
نصیحت سے مردوں کی ہو فتحیاب
جواں صدق اخلاص تیار ہو
کیا حکم تا عجب سنگھ کو تباہ
تو پھر عجز کا کار کرتا رہے
سمجھ لے کہ حق سے ہیں یہ کام سب
جو دی نیک توفیق تجھ کو یہاں
خدا نے دی توفیق طاعت تجھے
خدا کی طرف سے ہے سب خیر و شر
شجاعت کو اپنی دکھانے لگے
پڑی نفس کی فوج میں ہائے ہو
یہاں تک تو لڑ لڑ کے کشتہ ہوئے
ہوئے دونوں مغلوب بغض و حسد
کیا زور جب لشکر پاک نے
گیا بھاگ سب لشکر نفس شوم
شکست ایسی دشمن نے پائی تمام
لگا اس کی چھاتی پہ تیر ملال

چھپائی گو اُس نے بہت یہ خبر + ولے شہرہ اس کا ہوا در بدر

خبر ہوئی نفس کو اس شکست کی اور بھیجنا ہر اوّل طمع کو اور حب جاہ اور حب دنیا
اور فضول کلام کو واسطے لڑائی وزیر عقل کے

پھر آخر کو جب نفس نے یہ سنا تو سن کر کے حسرت سے سر کو دھنا کہا لاؤ دستور ہے لور کو

Marfat.com

کہ تا دوں سزا خوب اس زور کو
کیا کار کیا تو نے اے روسیاہ
ہمیشہ رہی تیری تدبیر سست
تجھے چھوڑ اُس کی اطاعت کروں
کہ جس کی اطاعت سے ہے فتحیاب
مرے پاس حاضر ہیں سردار اور
مرے تیرے وہ سب مددگار ہیں
شجاعت کو اپنی دکھاؤں تجھے
ترے آگے لاؤں پکڑ ان کو عام
کہ لڑ کر کے اے نفس والا حسب
کرے تا خر در روح پر عرصہ تنگ
کہ کر سارے لشکر کے آگے جدال
طمع سے پڑیں جال میں مرغ و مور
طرف داہنے ہو لشکر حبِّ جاہ
جدھر چاہئے جا اُدھر دوڑ کے

غضب سے کہا شہ نے اے خود پرست
کیا فوج ساری کو تو نے تباہ
اگر ہے یہی سستی اے سست رائے
ہیں اب حکم میں اس کے ہر دم رہوں
یہ سن بولا شیطاں وزیر لعیں
بہت ان کو آتے ہیں لڑنے کے طور
نہ کھا غم نہ ہو جا کے اس کا مطیع
اب اس رنج و غم سے چھڑاؤں تجھے
زمیں چوم کر الغرض عرض کی
ہیں دوں عقل اور روح کو جا ادب
ہراول طمع کو بلا کر کہا
طمع کا غبار ان کی آنکھوں میں ڈال
کیا پیچھے قائم غرور لعیں
اور ہو حبِّ دنیا کی بائیں سپاہ
جدھر دیکھے لشکر کی ہوتی شکست

کیا تو نے کیا جو ہوئی یہ شکست
نہ تجھ سے ہوا کام کوئی درست
ہیں جا کر پڑوں روح کے زیر پائے
شہِ روح سے شاہ والا جناب
ہیں لڑنے اے شاہ عاجز نہیں
شجاع اور سپہدار خونخوار ہیں
کروں لا کے اُس کو ہی تیرا مطیع
کروں لشکرِ عقل و روح کو تمام
عدو پر مجھے حکم ہو اس گھڑی
غرض پھر آیا بمیدان جنگ
سواروں کو اپنے تو جا جلد لا
طمع کرتی ہے عقل مندوں کو کور
کہ دشمن ادھر سے نہ آجا کہیں
فضول کلام اب مدد کو رہے
اُدھر جلد جاوے وہیں کرکے جست

غرض اس طرح سے کیا بندوبست ❊ شہِ روح کو تا کہ دیوے شکست

بھیجنا وزیر عقل کا امیر توکل کو مقابلہ طمع کے اور خضوع کو واسطے غرور کے اور زہد و تقویٰ کو حبِ دنیا کے اور علم فنا کو واسطے جاہ کے اور خموشی کو واسطے فضول کلام کے

وزیرِ خرد سن کے یہ بے ہراس
عدو نے سپہدار بھیجے ہیں سب
کہ ہو جو تھے اس کے چھٹے پہلواں
کہو جلد تیرا اب ہے تاخیر کیا
کہ لو لشکرِ خاص سے چھانٹ اب

گیا مصلحت کو شہِ روح کے پاس
شہِ نفس نے فوج سے چھانٹکر
وہ آئے ہیں لیکر کے فوج گراں
بجا لا کے آداب بولا وزیر
شجاع اور دلیر اور اہلِ حرب

کہ جنگِ عظیم آیا ہے پیش اب
لڑائی کو بھیجے ہیں سب نامور
کہا شاہ نے اس کی تدبیر کیا
یہ ہے عرض اے شاہ روشن ضمیر
علیحدہ کروں ان میں جو مرد ہوں

Marfat.com

شجاعت کے احکام میں فرد ہوں
کرو مستعد جنگ کو بے دلیل
امیروں سے اپنے تو کر انتخاب
امیرِ توکل سپہدار کو
کرے دفع پیچھے سے فوج غرور
طرف دہنے جاوے امیر کبیر
کرے جاہ و عزت کو دم میں تمام
امیر خموشی کو قائم کرو
سو آکے میداں میں پھر اژدحام
امنگ اپنے دل کی مٹانے لگے
لڑائی تھی مردوں کو سیرِ چمن
قدم پر قدم آگے دھرتے تھے وہ

نکال اپنے لشکر سے تم پہلواں
نہ ہو دفع کرنے میں دشمن کی ڈھیل
کہا عقل نے اپنے لشکر سے لو
طمع کے مقابل میں آگے کرو
طرف بائیں جا زہد و تقویٰ کی فوج
کرے جا کے جو حبِ جاہ کو اسیر
فضولِ کلام اس طرف ہے اگر
سخن بیہودہ کو کرے قتل جو
لڑائی کی ہونے لگی دھوم دھام
لگے کرنے میداں میں جان کو نثار
گل و غنچہ ہوتے تھے زخم بدن
ہوا حملہ جب لشکرِ دین کا

مقابل کرو ایک کے اک جواں
کہا شاہ نے ہے یہ رائے صواب
ہراول کو جو سخت مضبوط ہو
امیر خضوع کو ہو حکم حضور
کہ تا دے مصاحبِ دنیا کی کھوج
کہ ہے یعنی علم فنا جس کا نام
ہے تدبیر اس کی یہ اس وقت پر
ملے جس جگہ پر فضولِ کلام
جواناں شجاعت دکھانے لگے
سمجھتے تھے زخموں کو باغ و بہار
نہ مرنے سے کچھ اپنے ڈرتے تھے وہ
گیا پاؤں اٹھ فوج پر کین کا

گئی بھاگ فوج عدو اس زماں + لبوں پر ہوئی اُس کے دشمن کی جان

بھیجنا نفس کا آخر کار بخشی تکبر کو واسطے جنگ کے اور مقابل ہونا تواضع کا تکبر سے اور فتح پانی اسلام کی اور بھاگنا شیطان کا اور پکڑا جانا نفس کا ۞

شہِ نفس یہ دیکھ کر ڈر گیا
سپر تیغ و زر مال بے انتہا
ہے لازم کہ جا کر اعانت تو کر
کہ فوجِ خرد کو کرے تا کہ زیر
ہوا واقع جس وقت دونوں میں جنگ
تکبر کو لایا تواضع پکڑ
کہا لشکر اسلام یکبارگی
کریں جیسا چاہیں پھر ہم انتظام

وہ مرنے سے پہلے گویا مر گیا
کہا اب تو امداد کرنی ضرور
مرے حکم کی اب اطاعت تو کر
اِدھر لشکرِ روح سے با سپاہ
تکبر پہ آخر ہوا عرصہ تنگ
خرد نے جو دیکھا کہ کارِ عدو
کرے حملہ جس سے ہو آوارگی
غرض کر کے ہر طرف سے اژدحام

بلا بخشی کبر کو بھیج دیا
تو خود جا کہ لشکر میں آیا فتور
تکبر اٹھا جیسے غراتا شیر
امیر تواضع ہوا جنگ خواہ
کمند ایک گردن میں ڈال اور جکڑ
ہے مغلوب غالب ہے فوج نکو
کہ تا ہووے آوارہ دشمن تمام
مٹانے لگے نفس و شیطاں کا نام

کیا حملہ ہر طرف سے آن کر
تبر خنجر و نیزہ و ہم سنان
ہوئے قتل سردار لشکر فرار
سیہ بخت و مکار و غدار کو
شہ روح کے لا کے آگے کیا
کریں قتل یا قید میں دیجئے
بدی کی بنا کر کے صورت بھلی
چلا جا طریق شریعت پہ تو

برسنے لگے ان پہ تیر و تبر
برسنے لگا مینھ سا چاروں طرف
عزازیل بھی بھاگا ہو بے قرار
گلے پاؤں میں طوق و زنجیر ڈال
کری عرض حاضر ہے یہ بے حیا
برائی کا بدلہ برائی ہے یار
دکھادے اگرچہ یہ نفس دنی
یہ مکر شیاطین نہ آوے بکار

چھری گرز و شمشیر تیر و کماں
عدو کا لگا ہونے لشکر تلف
پکڑ لائے نفس تبہ کار کو
بنا کر کے اس کا بہت زشت حال
یہ حاضر ہے جو چاہیے کیجئے
نہ کر ظاہر اور باطن اک تو شمار
نہ کر تو خیال ان پہ اے نیک خو
ہو تو حشر میں آخرش خوار و زار

حکم کرنا سلطان روح کا واسطے قتل نفس کے اور چھڑانا وزیر عقل کا نفس کو قتل سے اور زنداں میں رکھنا اس کو

غرض آیا جب نفس پکڑا ہوا
لگا سجدۂ شکر کرنے ادا
ہوا قید نفس اور لشکر تمام
ہوا ملک میں تن کے فرخندہ فر
وزیر خرد کر کے مردوں کا کام
تو یہ شاہ نے حکم اس کو دیا
وجود ایسے مفسد کا اندر جہاں
کرے گا فساد اور فتنہ بپا
وزیر خرد نے بجا کر ادب
خدا عفو کے حکم کو بر ملا
کرو اب معاف اس کی تقصیر کو
رہے حکم کے طوق میں روز چند
جو سرکش ہو گھوڑا بڑا قیمتی

شہ روح کے پاس جکڑا ہوا
خدا کی طرف سے بہ سامان ہوا
ہے شکر خدا دی فتح ہم کو عام
ہوا شرع کے حکم کا خوب زور
شہ روح کے یاں ہوا نیک نام
کہ حاضر ہو جلاد تقویٰ شتاب
فساد اور فتنہ کا ہے گا نشاں
تو پھر دفع کرنا ہو اس کا محال
کیا عرض اے شاہ والا حسب
نہیں مارنا اس کا اب خوب ہے
مگر حکم ہو طوق و زنجیر کو
رکھو اپنی خدمت میں اس کو سدا
نہیں مارنا اس کو بہتر کبھی

شہ روح جا کر کے پیش خدا
کہ یہ دشمن بد پشیماں ہوا
وزیر خرد نفس کو زیر کر
گیا کفر اور فسق کا شر و شور
غرض نفس کو جب کہ آگے کیا
کرے قتل اس بد کو با صد عذاب
رہا زندہ گر یہ تو پھر وقت پا
ہے بہتر کہ دو مار کریاں سے ٹال
ہے قرآں میں فرمادیا جا بجا
نہ قتل اس کا البتہ اسلوب ہے
ہو زنجیر شرعی میں یہ پائے بند
سفر کے لئے اپنا خادم بنا
مگر گھاس اور دانہ کم اس کو دے

Marfat.com

کہ تا حکم میں تیرے ہر دم رہے
کرے پہلے اس پر عطا شہر یار
دیا حکم رہنے کا زنداں میں صاف
زید جنگ اور بندگی بیگ کی
ہوا اس میں بہ اتفاق ایک روز
ترے حق میں جو وعدۂ وصل تھا
کہ تیری ہے اس میں سراسر نجات
رہ حق میں ہو چست تو اے غبی
نہ ہو چھوٹنے کی کبھی پھر امید
یہ جب نفس نے جانا اب تو اسیر
وزیر خرد سے کہ اے خوش ادا
عزازیل نے تجھ کو پرکھو دیا
وہیں اس نے آ تجھ کو گمرہ کیا
ہوا اب تو سلطان کا ہیں مطیع
کہ اس صوبہ میں میں رہوں باطرب
جو ہو یہ عنایت تو پھر میں مدام
تو ملک جگر میں کروں میں نزول
جو روح طبیعی ہو تابع مرے
کروں جا کے واں اپنا میں انتظام
کہا عقل نے نابکار دروغ
رکھے بادشاہی کی بوائے کلاغ
بھلا شاہ سے عرض تو کیجیے
یہ سنتے ہی شہ ہو گیا بس خفا
کیا سو مصیبت سے قید اس کو لا
پکڑ کر قلعہ پھر بغاوت کرے

جو مارے اسے تیر النقصان ہے
تو پھر پشت پر اس کے ہووے سوار
ریاضت کی زنجیر پاؤں میں کر
ہمیشہ رہے قید میں یہ شقی
کہا عقل نے نفس سے اے عمو
گنہ کر کے کیوں دور عقل سے ہوا
تو کر ساتھ ہو کر کے اب شاہ کی
چھڑاؤں تجھے قید سے میں ابھی
شہ روح دے تجھ کو تکلیف سخت
ہوا قید میں روح کے ناگزیر
ہوں روز ازل سے میں شہ کا غلام
مرے کام سیدھے کو الٹا کیا
اسے چھوڑ کر اب تو حاضر ہوں میں
و لیکن کروں تجھ کو اپنا شفیع
مجھے ملک سے شاہ کے با فراغ
رہوں شہ کی خدمت میں مثل غلام
کہ روح طبیعی کا ہے وہ مکان
تو کچھ کام میرا نکلتا رہے
اطاعت کروں اور رہوں اس جگہ
سخن کو نہیں تیرے ہرگز فروغ
کہا نفس نے اے وزیر خرد
جو ہو حکم مجھ کو خبر دیجیے
لگا کہنے یوں شاہ روشن ضمیر
امیری اسے دی ہے پھر اب بھلا
ہے بہتر کہ رکھیں سدا قید ہم

وہ کر حکم میں تیرے جس سے رہے
غرض اس کی تقصیر کر کے معاف
گلے عجز کا طوق ڈالو مگر
لگا رہنے زنداں میں با درد و سوز
پھر آیا ہے کیوں تو نے جنت سے رو
بس اب توبہ کر اور ہوش کے ساتھ
عبادات و طاعات اللہ کی
وگرنہ ہمیشہ رہے گا تو قید
ہمیشہ رہے تیرا برگشتہ بخت
تو ناچار ہو کر کے کہنے لگا
رہا شاہ کا لطف مجھ پر مدام
جو نیکی کا میں نے ارادہ کیا
مخالف ہوں گر شہ کا کافر ہوں میں
کہ سلطان دے مجھ کو کچھ ملک اب
ملے قلعہ ہے نام جس کا دماغ
اگر یہ شہنشہ نہ رکھے قبول
مجھے حکم رہنے کا ہووے وہاں
مجھے شاہ ان دو سے دے اک مقام
یہ پیغام جا کر مرا شہ سے کہہ
مقید ہے تسپر بھی اندر دماغ
تجھے اس سے کیا جو کرے ردّ و کد
وزیر خرد نے کیا عرض جا
کدھر ہے تری عقل اب اے وزیر
کہ تا ملک میں جا شرارت کرے
اسے پانی اور دانہ دیں بیش و کم

Marfat.com

ضرورت کبوقت اس سے لیں خوب کام
جدھر چاہوں دوڑاؤں میں اسکو سخت
نہ یہ مکر بھی نفس کا جب چلا
قبولا بدل راہ حج وزکوٰۃ
ولے وقت بے وقت پاکر کے راہ
تو کرتا شرارت کچھ اس وقت پر
کرو نفس کے ساتھ اپنے جہاد
کہیں اُس کو شرع میں اصغر جہاد
ہیں تفصیل اور شرح اس کی تمام
نبیؐ نے کہا اس کو اک حرف میں
یہ جو میں نے تجھ سے بیاں کر دیا
چلا جاوے جنت میں تا بے خلل
رہے تیرا دشمن تری گھات میں
تو رکھ اپنے لشکر کو آراستے
کہ جو شاہ لڑنے میں کامل ہے ہو بابذ
کہ ہے مستعد وہ ترے قتل پر
لیا نفس سے کر حساب ہر گھڑی
خبردار دونوں کے رہ حال سے
جو غفلت میں تیری گئی عمر سب
ڈر اس خوابِ غفلت سے ایجاں شتاب
کرو ہر گھڑی حق تعالیٰ کو یاد
مٹا دل سے تو خوابِ غفلت کا حرف
رہے موت ہر دم تری گھات میں
اس عالم سے آخر گذرنا تجھے

سفر اور حضر میں رہنے پھر غلام
وہ ملکوت وجبروت اور لات میں
تو ناچار یاد حق کی کرنے لگا
غرض قیدیوں کی طرح سے سدا
طرف دوسرے اپنی کرتا نگاہ
اسی واسطے ہے نبیؐ نے کہا
کہ ہے گا جہادِ اکبر اس سے مراد
بیاں سے نبیؐ نے رجعنا[1] کہا
بیاں کی ہے کر غور اے نیک نام
کہا میں جو کچھ کر عمل اس پہ تو
نہاں راز کو اب عیاں کر دیا
سدا اپنے دشمن سے ہشیار رہ
تو رہ تو بھی اس کی خرابات میں
رئیسانِ لشکر کی تو رکھ خبر
وہ کب اپنے لشکر سے غافل ہو بھلا
تو ہشیار ہر لحظہ رہنا ضرور
نہیں تو سمجھ تجھ پہ آفت پڑی
جوان دو سے تجھ کو نہیں کچھ خبر
ہو دشمن کے اوپر تجھے فتح کب
حساب اس سے ہر آن لیتے رہو
رہو نفس پر کرتے ہر دم جہاد
کسی کو جو پیش دشمن سے جنگ
تو مشغول اُس کی ہے ہر بات میں
تو غافل ہے پھر کس لئے اے عزیز

مددگار ہو میرا طاعت کے وقت
رہے میری خدمت میں بالراس والعین
لگا کرنے طاعات صوم وصلوٰۃ
وہ کرتا تھا ناچار ذکر خدا
کبھی داؤ لگتا تھا اُس کا اگر
کہ ہے نفس دشمن تمہارا بڑا
جو مومن کریں کافروں پر جہاد
بیاں کر دیا اس کا میں مدعا
کری عمر تفصیل میں صرف میں
کہ تا روزِ محشر میں ہو سرخ رو
کیا کر تو اس پر ہمیشہ عمل
نہ سو خوابِ غفلت میں بیدار رہ
کھڑا ہے عدو جنگ کے واسطے
کہ تا پاوے دشمن کے اوپر ظفر
نہیں اپنے دشمن کی تجھ کو خبر
محاسب ہو اس نفس کا بے قصور
امیروں سے تو نفس اور روح کے
تو اس جنگ میں تو ہے عاجز مقر
یہ بس نفس ہو روح پر فتحیاب
بدی پر سزا اس کی دیتے رہو
تو کر یاد میں حق کی ہر سانس صرف
رکھے مستعد فوج کو بیدرنگ
جو کھڑا ہے اے یار مرنا تجھے
نہیں تجھ کو اس بات کی کچھ تمیز

[1] حدیث شریف میں ہے رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر ۱۲

یہ سب ہوگا معلوم مرنیکے وقت
نہ آوے گا کچھ کام اُس وقت واں
اسی واسطے ہے نبیؐ نے کہا
تو غافل ہے کیوں اس سے دن رات میں
تو کر قتل نفس تباہ کار کو
نہ غافل ہو اک دم نہ اک آن سُست
کہ اک لحظہ مرنے سے غافل نہ ہو
کر اس خار سے ملک کو تن کے صاف

الٰہی الٰہی آلہ
لعیں نفس و شیطان مکار نے
مرا ملک جاں خالی ہو غیر سے
ملاقات کا تیری جو بندہ ہوں
ترا حسن اک شہرہ آفاق ہے
شراب محبت کا پیتا ہے جام
سوا تیرے بتلا یہاں کون ہے
طرف اپنے کوچہ کے دے مجھ کو راہ
خصوصاً گنہ مجھ گنہگار کے
رہا خواب غفلت میں میں بے خلل
کرم سے مرے کام آسان کر
تو راضی ہو جس میں وہ لے مجھ سے کام
مرا دل غم عشق سے ریش کر
کہ دل سے قرار اور رہا سر سے ہوش
مرے دل کو رکھ اپنی جانب رجوع

تجھے اس جہاں سے گذرنیکے وقت
تجھے چار و ناچار مرنا ضرور
جہاد اپنے تو نفس سے کر سدا
مخالف جو ہو یار کی راہ میں
اور اُس کے تمامی مددگار کو
بس اک نکتہ پر ختم کی ہیں کلام
کبھی مکر دنیا پہ مائل نہ ہو
الٰہی بحق نبیؐ پاک ذات
اُٹھا کر اب امداد دست دعا
دعا مانگ حق سے بصد التجا
مری نفس و شیطان نے ماری ہے راہ
ذرا لشکر عشق کو حکم ہو
ہو آباد جاناں کی تن سیر سے
ترے در سے ہے سب کو عجز و نیاز
ہر اک تیری صورت کا مشتاق ہے
نہ کیوں کر ہوں ہم تیری جانب رجوع
عیاں اول آخر یہاں کون ہے
الٰہی گنہ سب کے اب بخشدے
فقیر اور حقیر اور تبہ کار کے
نہیں نیک عمل کچھ مرے پاس آہ
نظر مجھ پہ رحمت کی ہر آن کر
میٔ عشق سے اپنے اک جام دے
یہ درد الم بیش سے بیش کر
رہے دل میں یوں آتش عشق یار
کرے مہر رو تیرا اُس میں طلوع

سوا حسرت افسوس کے اے میاں
سفر کے لئے توشہ کرنا ضرور
رہے ہے یہ دشمن تری گھات میں
اُسے ڈال دے قہر کے چاہ میں
لڑائی میں رہ اسکی دن رات جیت
بقول محمدؐ علیہ السلام
ہمیشہ تو کر نفس کے برخلاف
تجھے بھی ہو اس نفس بد سے نجات

لیا گھیر اب فوج اغیار نے
کرے قتل گر فوج اغیار کو
الٰہی میں عاجز ترا بندہ ہوں
کرم تیرا ہر اک کا ہے چارہ ساز
ترا ذکر ہر اک کرے صبح و شام
ترا مہر وحدت سے سب پر طلوع
الٰہی الٰہی برائے آلہ
چھپے یا کھلے سب کے سب بخشدے
کہ مجھ سے ہوا کچھ نہ اچھا عمل
سوا تیرے فضل و کرم کے آلہ
شراب محبت کا دے مجھ کو جام
اسی درد سے مجھ کو آرام دے
کرے عشق آ مجھ میں جوش و خروش
کہ گرمی سے اس کی نہ پاؤں قرار
ہو روشن ترے نور سے شمع جاں

Marfat.com

کہ دیکھوں ترا ناجمال ہر زماں
میں دیکھوں نظر کو اٹھا کر جدھر
بحقِ نبیؐ اور آلِ رسولؐ
بحقِ علیؓ اور عثمانؓ پاک

مجھے اپنی صورت میں یوں محو کر
سوا تیرے آوے نہ کوئی نظر
بحقِ ابوبکر صدیقؓ دیں
رہے محو تجھ میں مری جان پاک

رہے مجھ کو اپنی نہ اصلا خبر
الٰہی دعا میری ہووے قبول
بحقِ عمرؓ شاہِ والا یقین
پڑھا ان سب پہ امداد تو صبح و شام

ہزاروں درود اور ہزاروں سلام

خاتمۃ الرسالۃ

بس اب ہو چکا یہ رسالہ تمام
بچے نفس و شیطاں سے وہ بے خلل
غرض جب ہوا یہ رسالہ تمام
کسی مردِ حق نے بصد مرضیا
سن و سال ہجری خیر الانام

پڑھو اس کو اے دوست صبح و شام
مرے بھی لئے کیجیو اب دعا
جہادِ اکبر اس کا رکھا میں نے نام
کیا میں نے ہندی ملا کر کچھ اور
تھے بارہ سو اڑسٹھ ۱۲۶۸ ہوا جب تمام
الٰہی تو کر رحم شام و سحر

پڑھے اور کرے جو کہ اس پر عمل
کہ ہوں نفس و شیطاں کے شر میں پھنسا
یہ مضمون تھا فارسی میں لکھا
کہ تا خاص اور عام سمجھیں بفور
مؤلف و کاتب و خوانندہ پر

تمت

مستند علماء کی مستند کتابیں شائع کرنے والا ادارہ دارالاشاعت
مولوی مسافر خانہ کراچی ع ۱

Marfat.com

مثنوی تحفۃ العشاق

حمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد بیحد ہے سزاوار احد
ہیں احد میں محو سب تحدید و حد

حمد اسکو ہے کہ بے شان و نشاں
وحدت اپنی کی ہے کثرت میں عیاں

حمد ہے اسکو کہ در باغ وجود
ہر روش ہر رنگ کی اپنی نمود

حمد ہے اسکو جو ہے موجود یار
اوّل و آخر نہاں و آشکار

۴ حمد عالم میں کرے ہے جس کی تو
سب اسی کو پہنچتی ہے مو بمو

دو جہاں ہے آئینہ رخسار جاں
ذرہ ذرہ سے ہے حسن اسکا عیاں

گر کرے اوصاف و تعریف و صفات
ہیں حقیقت ہیں وہ سب اوصاف ذات

موج جو کف کو بحر سے دوری ہے کب
اصل کو سایہ سے مہجوری ہے کب

حمد خلقت کی ہے خالق کی ثنا
کیونکہ ہے مخلوق کی اس سے نبار

حمد اس کی کیا کسی کی تاب ہے
مادح و ممدوح وہ خود آپ ہے

ہے یہی توحید و تحمید و ثنا
اپنی ہستی کو کرے اس میں فنا

ہے یہی تنزیہ توصیف غفور
وصف اوصاف خودی کر اپنی دور

ہے یہی تسبیح و تحلیل تمام
محو کر خود دوسرے کا دل سے نام

جتنی موجودات و مخلوقات ہے
سب اسی کی حمد میں ذرات ہے

آسماں شمس و قمر انجم تمام
عشق میں اس کے ہیں سرگرداں مدام

بیخود و بیہوش رہے آہ و فغاں
کرتی ہے رو رو کے بس دریا رواں

فرش سے تا عرش موجودات سب
مست و لا یعقل ہیں اندر عشق رب

حمد ہے اسکو جو خود موجود ہے
اور سوا اس کے جو ہے نابود ہے

حمد ہے اسکو کہ با چندیں و چوں
سب میں ہے اور سب سے بیچون و چگوں

حمد ہے اسکو کہ با صد زیب و فر
ہر زماں ہر شان میں ہے جلوہ گر

ہے وہ بے علت سزاوار ثنا
علت و معلول ہیں اسمیں فنا

کیونکہ عالم میں نہیں ہے غیر یار
حامد و محمود ہے آپ آشکار

نقش کی گر حمد تونے فاش کی
در حقیقت حمد ہے نقاش کی

ہے صفات ذات اک کب فرق ہے
نور خود خورشید میں بس غرق ہے

یعنی موج اور بحر سایا در اصل
ایک ہمیں رکھتے نہیں آپس میں فصل

حمد کیا اسکی کرے کوئی بشر
عقل اور ادراک کے جلتے ہیں پر

ہے حقیقت میں یہی بس حمد یار
یاد تو اسکی کرے لیل و نہار

ہے یہی تعظیم و حمد کردگار
رو برو اسکے ہو تو بس خوار و زار

ہے یہی تشریف و تکریم خدا
حکم پر اسکے کرے جان کو فدا

قول پیغمبر ہے لا احصے ثنا
کر سکے پھر اور کون اس کی ثنا

دیکھتا ہے جسکو تو بے گوش و لب
ظاہر و باطن کریں ہیں حمد رب

عشق کی اسکے زمین پیکر شراب
ہے پڑی مدہوش و مدہوش و خراب

ہے زمین و آسماں میں جو کہ شے
عشق میں اسکے ہر اک مدہوش ہے

دیکھ لے ذرات عالم کو تمام
ہیں شراب عشق سے بیخود مدام

Marfat.com

اصل ہے سودائے عشق ہے اسکی تمام — سب درختان جہان رقصان مدام
کیا ملک کیا انس وجن کیا وحش و طیر — عشق نیکی ہے ہر اک کی جیسی سیر
مست انسان ہے شراب خاص سے — عشق ہیں دیتا ہے جل اخلاص سے
مست جام عشق ہے ہیں عاشقاں — فانی و باقی ہیں اس سے عارفاں
مومناں مخمور از جام ظہور — کافراں ہیں مست پیکر آب شور
صومعہ و مسجد کنشت و دیر میں — شہر جنگل جار شر و خیر ہیں
گر بظاہر ہے ہر اک کا یار اور — پر ہے باطن ہیں وہی کیجے جو غور
ہے جمال حق سے ہر دل آشنا — ہر لقب میں کرتا ہے اسکی ثنا
سارے عالم کا وہی معبود ہے — سب کو ہر شے سے وہی مقصود ہے
رابطہ اسکو ہے سب کی جان سے — بانوا ہر اک ہے اس کے خوان سے
ایک جرعہ سے ہوا بیہوش ایک — گر گیا دریائے کو نوش ایک
غرق ہیں دریا میں سب جو بلبلۂ آب — مست ہیں مستی میں اور مانگیں شراب
ہیں عجب بیخود تماشا ہے عجیب — در بدر پھرتے ہیں اور گھر میں حبیب
مظہر ہادی شہ آگاہ ہے — مظہر اسم مضل گمراہ ہے
ہیں اسی خورشید کے سائے تمام — ہر حجر ہر شجر برد بر در دیوار و بام
چھوڑ سایہ خور کی ہو جانب رواں — تاکہ ہو سر یقیں تجھ پر عیاں
جب تلک رکھے نہ دریا میں قدم — مار اس مسئلہ میں تو ہرگز نہ دم
رکھیو تو فرق مراتب پر نظر — تا نہ ہو ایمان میں تیرے ضرر
ہوش کر تک ہوش سے بیہوش ہو — اپنی ہستی سے ذرا خاموش ہو

کوہ دشت و بحر و بر بالا و پست — سب شراب شوق سے اسکے ہیں مست
جملہ عالم کیا عقیل و کیا وحوش — ہیں شراب عشق سے سب دردنوش
انبیا مسرور جام وصل سے — اولیا مخمور بادہ اصل سے
اہل باطن جام وحدت سے ہیں مست — اہل ظاہر ورع کثرت سے ہیں مست
زاہد اسکے جام سے گم کردہ ہوش — رند اور اوباش اسکے درد نوش
مومن و ترسا و رند خرد و خوار — عاشق اسکے ہیں نہان و آشکار
اس کا جویا ہے ہر اپنے طور پر — ایک سے ہے دوسرا بس بیخبر
ہے ہر اک کا ذکر اور تسبیحات اور — ڈھونڈتا ہے اسکو ہر اک اپنے طور
ہے ہر اک کو مستی دل شوق اور — رکھتی ہے ہوں جان اسکا ذوق اور
ایک ہے اک گھونٹ سے گم کردہ ہوش — گر گیا ہے دوسرا دریا کو نوش
الغرض ہر اک باندازِ خمار — بیخود و سرمست ہے جو بادۂ یار
غرق ہیں پانی میں اور پیاسے ہیں آہ — بیخود و سرمست ہیں اور بادہ خواہ
ہر کوئی ہر اسم سے ہے فیضیاب — کوئی آسودہ ہے اور کوئی خراب
کر چہ اک دریا کی ہیں گو موجیں ضرور — ایک رنگا رنگ ہے ان کا ظہور
عارضی ہیں چند مدت کو یہاں — ہونگے آخر اصل میں اپنے نہاں
کر نظر دریا میں موجوں کو گذار — تاکہ ہو معلوم تجھ کو سر یار
یعنی مت بیحال اس میں قال کر — حال ہو گر تو کشادہ بال کر
بس نہ کر امداد تو زیادہ کلام — تا خرابی میں نہ پڑ جا فہم عام
ہٹ ادھر سے اور اٹھا کر ہاتھ تو — کر طلب اس سے اب اسکی ذات تو
غرض کر اس سے کرلے جان جہان — بے ترے ہرگز نہیں ہے جانمیں جان

مناجات بجناب الٰہی تعالیٰ شانہ

اے مرے معبود اے میرے الہ — ہے توہی مقصود دل بے اشتباہ
اے مرے مطلوب دل مطلوب جاں — اپنے ملنے کا بنا کوئی نشاں
ہجر سے زیادہ مصیبت کچھ نہیں — اس سے بہتر ہے کہ مر جاؤں کہیں
کیونکہ جو جان واصل جاناں نہیں — جان ہے جاں ایک جانیں جاں نہیں
یا الٰہی مجھ کو مجھ سے دور کر — تاکہ دیکھوں تجھ سے تجھ کو اک نظر
اے مرے محبوب اے میرے حبیب — ہوں غم دوری سے مر چکے قریب
جو نہ دے تو جان کو راہ وصال — جان لے تجھ بن ہے جان مجھ پر وبال
کب تلک یارب رہوں تجھ سے جدا — جلوہ گر ہو مجھ کو کر مجھ سے جدا
دو جہاں سے کچھ نہیں مجھ کو طلب — تجھ سے کرتا ہوں ولے تجھ کو طلب

دونوں عالم سے نہ مجھ کو کار ہے
پر تو ہی تجھ سے مجھے درکار ہے

یا الٰہی تو ہے رحمان و رحیم
صاحب جود و کرم فضل عمیم

مناجات دیگر

یا الٰہی تو ہے خلاق جہاں
مالک دارین شاہ انس و جاں

گرچہ دو عالم سے ہے تو بے نیاز
لیک بیچاروں کا تو ہے چارہ ساز

مونس غمخوارگاں ہے تیری ذات
چارۂ بیچارگاں ہے تیری ذات

ہے مریض لا دوا کی تو دوا
ہے ہر اک حاجت کا تو حاجت روا

ہے مرے ہر درد کی تو ہی دوا
ہے تو ہی مرہم مرے ہر زخم کا

مرا مونس بیکسی میں ہے تو ہی
میرا حامی بے بسی میں ہے تو ہی

تو ہی خالق تو ہی رازق تو ہی رب
دوسرا تجھ بن ہے میرا کوئی کب

لیک صد حسرت بایں لطف و عطا
میں کروں ہر دم تری جرم و خطا

ہے یقیں گر عمر بھر عصیاں ہو اب
پیش خورشید کرم ہوں محو سب

ہو طلوع تیرا اگر ماہ نجات
ظلمت عصیاں ہو نور صالحات

لطف و احساں کیا کروں تیرا رقم
کرتا ہے جو جو کہ تو مجھ پر کرم

گھر میں مومن کے مجھے پیدا کیا
عقل و علم و نور دیں مجھ کو دیا

یعنی دار الکفر سے مجھ کو نکال
لایا بیت اللہ میں بے قیل و قال

تھا گناہوں کی نجاست میں بھرا
ظاہر و باطن میں سر سے تا بپا

اپنی رحمت کے پیادے بھیج کر
کھینچ بلوایا مجھے یاں سر بسر

لایا گر گلشن میں خارستان سے
دور مت کیجو اب اس بستان سے

ہوں پڑا گرچہ برا ہوں یا بھلا
چھوڑ کر اس در کو کہاں جاؤں بھلا

گر نکالا تو نے اے شاہ جہاں
پھر بنا میرا ٹھکانا ہے کہاں

یوں ہوں بس ہے اب تو اے پروردگار
یہ تیرا کوچہ ہو اور میرا غبار

ہے مجھے شاہی گدائی میں تری
ہے نوا سب بینوائی میں تری

عزت و ذلت تمامی شکر و محو
ہے رضا و نا رضا میں تیری محو

الغرض پھر پھر کے آخر در بدر
اب تو آ رکھا ہے تیرے در پہ سر

لو بھی آنکھوں کو بھی میری سر بسر
جلوۂ دیدار سے روشن تو کر

تو ہے سلطان دو عالم سب فقیر
تو ہے زور آور قوی اور سب حقیر

دستگیر بیکساں ہے تیری ذات
مستغیث عاجزاں ہے تیری ذات

ہے پناہ بے پناہاں تیری ذات
ہے غفور پر گناہاں تیری ذات

آسرا بے آسروں کا ہے تو ہی
بے سہاروں کا سہارا ہے تو ہی

ہے انیس وحشت فرقت تو ہی
ہے رفیق شدت غربت تو ہی

رنج و غم میں ہے مرا غمخوار تو
تنگی و سختی میں حامی کار تو

الغرض ہر کام کا میرے کفیل
ظاہر و باطن تو ہی ہے بے دلیل

پر کروں کیا آہ تیرے حلم و خیر
کرتے ہیں مجھ کو گناہوں پر دلیر

گر تری بخشش کا نکلے آفتاب
ہو شب جرم و خطا روز ثواب

گر ترا دریا رحمت جوش کھا
مثل خس دے سب گناہوں کو بہا

قطرۂ ناپاک سے مجھ کو تفضل
کر دیا پاک و لطیف و خوب شکل

پھر کرم پر یہ کرم مجھ پر کیا
اپنے گھر سے بھی مشرف کر دیا

گرچہ میں لائق نہ تھا دربار کی
پر تری رحمت نے کی غمخوارگی

کی نہ میرے جرم و عصیاں پر نظر
کر کے اپنے لطف احساں پر نظر

کر دیا اپنے مشرف دار سے
رکھیو مت محروم اب دیدار سے

گرچہ میں نالائق دربار ہوں
پر اسی گلشن سے ہوں گو خار ہوں

منہ مرا اس در کے گر قابل نہیں
پر کروں کیا دوسرا بھی در نہیں

اس سے زیادہ اب تمنا کچھ نہیں
آستاں تیرا ہو اور میری جبیں

کچھ نہ دو عالم سے خواہش ہے مجھے
جو تری خواہش ہے خواہش ہے مجھے

خواری و رسوائی و ذلت مری
تیرے کوچہ کی ہے بس عزت مری

تو ہے گر راضی تو ہے عزت مری
تیری ناراضی ہے بس ذلت مری

مو بمو سر کو مرے اے سرفراز
گر گیا سجدے سے اپنے سرفراز

کر مرے کانوں کو اسرار و نکا گھر
سر بسر میں ہی ہوا لے شوق بھر

Marfat.com

چشم کو کر چشمۂ آب زلال — سبز تا ہو گلشن ذوق وصال
پاک ہونے سے مرا کر دے دماغ — بوئے دلبر سے معطر کر دماغ

محو کر بینی کو اندر بوئے یار — جس سے پہنچوں تا بباغ روئے یار
گرمی وحدت سے لب کر بے بلب — محو ہوں جس سے خیال غیر سب

دو جہاں سے کرکے مجھ کو بے نیاز — دولت دیدار سے اپنے نواز
غفلت و سستی و ظلمت کرکے دور — کر عطا چستی و چالاکی و نور

دور کر کبر و ریا عجب غرور — بخش عجز و مسکنت اخلاص نور
بخش گنج فقر و درویشی مجھے — سکر و مستی محو بے ہوشی مجھے

دے شراب نسبتی کا مجھ کو جام — لوح دل سے محو کر ہستی کا نام
دھو مرے دل سے دوئی کا حرف نام — تا ہمیں ما و تو اٹھ جا تمام

اے دعا گو ختم کرکے یہ دعا — سو رجوع اب جانب خیر الوریٰ
کر وسیلہ اسکو اے امداد تو — وصل سے حق کے ہو تا دلشاد تو

گر تو طالب ہے وصول اللہ کا — چل پکڑ دامن رسولؐ اللہ کا
جو کہ لے امداد اللہ کا وصال — بے وسیلہ اسکے جا ہے یہ محال

ختم کرکے یہ مناجات نکو — کر وسیلہ ذات پیغمبرؐ کو تو
حامد و محمود حمد و مدح خدا — احمد مرسل محمد مصطفیٰؐ

نعت شریف پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

زینت تاج رسالت ہے وہ ذات — رونق تخت نبوت ہے وہ ذات
ہے وہ آئینہ جمال ذوالجلال — محرم خلوت سرائے لایزال

بے وسیلوں کا وسیلہ ہے وہی — بلکہ ساروں کا وسیلہ ہے وہی
مہرباں مثل پدر سب پر میاں — روز محشر شافع خورد و کلاں

عزت شاہی و فخر سروری — شان بخشش مسند پیغمبری
بہتری کے ملک کا بہتر ہے تو — بہتری کے بحر کا گوہر ہے تو

ہے امین فخر افلاک وہ — تاجدار کشور لولاک وہ
روشنی عرش نور لامکاں — شمع بزم عالم کون و مکاں

رونق گلزار محبوبی ہے وہ — عشق کے بازار کی خوبی ہے وہ
شہ سوار عرصۂ چرخ و سما — باز خوش پرواز معراج و علا

راحت و روح روان کائنات — زندگانی پردۂ جاں حیات
باعث ایجاد عالم ہے تو ہی — موجب بنیاد آدم ہے تو ہی

گر نہ ہوتا پیدا وہ شاہ نکو — یہ نہ ہوتا وہ نہ ہوتا میں نہ تو
ہے وہ سرمایہ وجود کائنات — دونوں عالم سے ہے مقصود اسکی ذات

ہے وہ بیشک بالیقیں نخل وجود — اول و آخر وہی اصل وجود
ہے یہ سب اسکے لئے اے نیک بخت — واسطے پھل کے ہی بوتے ہیں درخت

گر ہوا آخر میں وہ شاہ جلیل — پر ہے ظاہر اس کے سبقت کی دلیل
گر ہے پیچھے انبیاء کے ظاہر آ — پر حقیقت میں ہے سبکا پیشوا

گرچہ آخر ہے ثمر اول شجر — کب شجر ہوتا نہ ہوتا گر ثمر
جب ثمر سے یہ شجر ظاہر ہوا — پس ثمر ہی اول و آخر ہوا

کیا کمال میوہ میں نقصان ہے — جو وہ اول سابق بستان ہے
میوہ کو سبقت ہوئی جب باغ پر — ہے وہ اول وہی آخر سر بسر

بس سمجھ لے اس سے تو اے ذوفنوں — رمز نحن الآخرون السابقون
ہے وہی شاہجہاں سب اسکے خیل — ہے وہی مقصود کل باقی طفیل

پڑھ تو امداد اسپہ صلوٰۃ و سلام — آل اور اصحاب پر اسکے تمام
چار یار اس کے ہیں چاروں خلق حق — ساری امت پر وہ رکھتے ہیں سبق

در مدح چار یار کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

ہیں ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ علیؓ — دوست پیغمبرؐ کے اور حق کے ولی
چاروں پیغمبر کے ہیں برحق وزیر — ملک اسلام انسے ہے رونق پذیر

زیب ایوان شریعت ہیں یہ چار — رونق باغ طریقت ہیں یہ چار
ہیں یہ ملک معرفت کے شہریار — ہیں حقیقت کے چمن کی یہ بہار

قلعہ دیں کی ہیں یہ دیوار چار ملت حق کی ہیں یہ انہار چار
ہیں اگر تو شرع کے چاروں رکھوں ہیں یہ ایوان خلافت کے ستون
ہے یہ ملک اسلام کی سرحد چہار جو ہو باہر انسے ہے مردود خوار
بحر وحدت میں ہیں چاروں غوطہ زن ہے حقیقت ایک ظاہر چار تن
جوکہ دو سمجھے انہیں احول ہے وہ دو جہاں میں بے شبہ بیکل ہے وہ
جو کوئی انسے ہوا بد اعتقاد ہے وہ دو عالم میں بیشک نامراد

در مدح اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین

جو ہیں اہل بیت اور آل رسول گلشن دیں کے ہیں سب مقبول پھول
ہے ہر اک ان سبکا بیشک و یقین مغز ملت جان ایماں روح دیں
جسقدر ہو انسے الفت ہیں کمی اس قدر ہے دین ملت میں کمی
ایک کا بھی انسے جو بدخواہ ہو راہ حق سے بے شبہ گمراہ ہو
جتنے ہیں اصحاب پیغمبر تمام ہے ہر اک انجم ہدایت والسلام
اک صحابی سے بھی گر ہو سوء ظن ہے وہ بیشک لائق گردن زدن
بھیج تو ان سب پہ صلوٰت وسلام ہر گھڑی ہر لحظہ ہر دم صبح وشام

دربیان باعث نظم وتصنیف این مثنوی مسمی بہ تحفۃ العشاق ومدح عشق وقدح عقل جزوے

ہوگیا اے دوستو یوں اتفاق باعث تحریر نظم پر مذاق
رہتا تھا مسجد میں اپنے متصل مجمع علماء وصلحا اہل دل
ایکدن پڑھتا تھا میں نفحات انس لے رہے تھے حق سے سب نفحات انس
جوش پر تھا بحر علم عارفاں ہو رہے تھے گوہر معنی عیاں
حاضر تھے دلمیں وہاں ایسے شائق حق کھل رہا تھا گلشن عرفان حق
اولیا کا حال سن مسرور تھے ماسوائے محو غرق نور تھے
رفتہ رفتہ حضیتہ تحفہ کا ذکر آگیا اس عاشق خستہ کا ذکر
سن کے ان کی شان وشوکت جاہ عشق ہمت مردانہ اندر راہ عشق
بول اٹھا ہر اک بصد ذوق سرور ہے یہ قصہ نظم کے لائق ضرور
خاص کر قطب زماں شاہ وفا آفتاب معرفت بحر صفا
کامل اکمل ولی بے بدل عاشق ذات خدائے لم یزل
صاحب ارشاد وتلقین سبق عاشق صادق شہید راہ حق
برگزیدہ دو جہاں مقبول رب مشرب چشتی وفاروقی نسب
یعنی شیخ حافظ محمد ضامن آپ مجھ کو فرمانے لگے کر کے خطاب
نظم کر اس قصہ پرورد کو گرم کر اک بار ہر دل سرد کو
مثنویاں ہیں مجازی عشق میں پر بہت کم ہیں حقیقی عشق میں
قصہ تحفہ اگر منظوم ہو رتبہ عشاق حق معلوم ہو
ریختہ میں نظم کر اسکو تمام تا کہ سمجھیں اسکو سارے خاص عام
جان لے تا ہر کوئی بے قیل وقال عاشقان حق کا یہ ہوتا ہے حال
دعوی جو کرتے ہیں جھوٹا عشق کا ہوش میں ہوں سنکے رتبہ عشق کا
تا بنیں گفتار عشق حق سے گرم ہو کے بس دل سنگ ہو جیوں موم نرم
عاشقان صادق بھی سنکر جاہ عشق چاق اور چوبند ہوا اندر راہ عشق
جان لیں تا عشق کی سب رسم وراہ چاہنے کو اپنے کرتا ہے تباہ
عاشقاں رکھتے ہیں سر تھیلی پہ دھر ہے یہ راہ عشق نے نانی کا گھر
عشق ہے جاں اک بلائے جانگداز ہے ازل سے دوست کش دشمن نواز
عشق کا سب سے الگ ہے رنگ و ڈھنگ ہے ازل سے عقل میں اور اسمیں جنگ
عقل چاہے ہے کہ ہو عیش وفراغ عشق ہے چار رنج وغم سینہ پہ داغ
عقل چاہے ہے غربت جاہ جلال عشق ذلت خواری درد وملال
عقل چاہے ہے عیش وملک وسلطنت عشق عجز وفقر وفاقہ تمکنت
عقل چاہے ہے عیش وعشرت خرمی عشق درد وکلفت ورنج وغمی

Marfat.com

عقل چاہے ہے کہ ہو شیر و شکر
عشق کہتا ہے کہ کھا خون جگر

عقل کہتی ہے کہ چل گلزار میں
عشق لیجاتا ہے کوئے یار میں

عقل چاہے ہے قبا و پیرہن
عشق کرواتا ہے سامان کفن

عقل کہتی ہے کہ کر عیش و طرب
عشق کہتا ہے کہ سہ رنج و تعب

عقل کہتی ہے کہ چل بازار میں
عشق لیجا جنگل و کہسار میں

عقل چاہے ہے دولت مسروریاں
عشق چاہے ہے سو بلا و خواریاں

عقل لیجا گلشن و گلزار میں
ڈالتا ہے عشق جلتی نار میں

عقل چاہے ہے حیا و نام و ننگ
عشق کو ان سے ہمیشہ سے ہے جنگ

عقل میں اور عشق میں رہتی ہے لاگ
عشق جب آیا تو جائے عقل بھاگ

ہو جو حضرت عشق کا جسدم ظہور
عقل سر سے جائے اور دل سے شعور

عشق کیا ہے درد و غم کی کان ہے
غیر دلبر کا عدوئے جان ہے

کیا کہوں میں عشق کی نیرنگیاں
رنج میں راحت کو کرتا ہے عیاں

نار کو گلزار کر دیتا ہے عشق
دار کو دلدار کر دیتا ہے عشق

خاک میں جسکو ملا دیتا ہے عشق
تخت شاہی پر بٹھا دیتا ہے عشق

درد میں اس کے دوا ہے سربسر
مرض میں اسکے شفا ہے سربسر

مارنا اس کا جلا دیتا ہے جاں
توڑنا اس کا ملا دیتا ہے جاں

رنج میں اس کیے گنج بیکراں
مرگ ہے اس کی حیات جاوداں

عشق کے برعکس ہیں سب کاروبار
نار کو اسکے سمجھ تو سو بہار

اس کی ویرانی کو آبادی سمجھ
خار کو گل غم کو تو شادی سمجھ

کلفت و تکلیف کو راحت تو جان
فقر اور فاقہ کو سود دولت تو مان

عشق کی ذلت کو تو عزت سمجھ
خواری و زاری کو حرمت سمجھ

عشق کی تعریف ہو کس سے بیاں
ہے ستم میں اسکے سو شفقت جہاں

قہر صورت رحمت پنہاں ہے عشق
اور طبیب درد بیدرماں ہے عشق

اول آخر ظاہر و پنہاں ہے عشق
دونوں عالم جسم ہیں اور جان ہے عشق

رجوع بقصہ

ہے بیان عشق تو بس بے بدل
اب کرو ارشاد حافظ پر عمل

انکے فرمانیکو میں نے بے عذر
رکھ لیا سر پر سعادت جان کر

گرچہ مجکو شعر گوئی میں نہ تھا
دخل کچھ پر حکم کو لایا بجا

توڑنا موتی کا ہے آسان تر
نے کہ حکم بادشاہ بحر و بر

لیکے ان کے گوہر ارشاد کو
حفظ دل میں لیا رکھ شاد ہو

وقت فرصت دیکھتا تھا یہ کہ جو
حکم پر اس شاہ کے تعمیل ہو

پر نہ دیتا تھا مجھے فرصت زماں
تالکھوں اس نظم کو باشوق جاں

لایا اتنے میں زمانہ اور رنگ
ہوگیا کچھ اور ہی عالم کا ڈھنگ

ہوگئے پس حضرت حافظ شہید
شام غم ہم کو ہوا اور روز عید

فرقت جاناں سے بس ہو کے تنگ
جان جاناں پہ فدا کی بیدرنگ

خوش نہ آئی اس جہاں کی رنگ و بو
چلدیے بس جنت الفردوس کو

ہم بچاروں کو تڑپتا چھوڑ کر
سوئے حق راہی ہوئے منہ موڑ کر

وہ تو واں جام شہادت پی رہے
زہر غم کھانیکو یاں ہم جی رہے

وصل سے حق کے ہوئے وہ بہرہ ور
پیتے ہیں حسرت سے ہم خون جگر

ناز و نعمت میں ہیں وہ مشغول واں
خاک و خوں میں لوٹتے ہیں ہم یہاں

جام کوثر سے ہوئے وہ لب بلب
چاہتے ہیں پیاس سے ہم اپنے لب

آپ تو جاکر کیا جنت میں گھر
کردیا سرگشتہ ہم کو دربدر

آپ تو راحت کے ساماں لے گئے
مایۂ رنج والم یاں دے گئے

آپ تو بے رنج و غم مثل عروس
جا کیا تخت شہادت پر جلوس

لے لیا عیش و طرب اور ناز و نعم
رکھدیا سر پر ہمارے کوہ غم

عیش و عشرت میں ہوئے مشغول یوں
ایک لخت ہم کو گئے بس بھول یوں

عاشقی میں ہم کو دیا بالکل بھلا
حق الفت اور قرابت سب گیا

دعوۂ حب و قرابت کر گیا
خواجہ تاشانی کا بھی کیا حق نہ تھا

بیخبر ہم سے اگر رہنا تھا یوں
ساتھ اپنے لیگئے ہم کو نہ کیوں

Marfat.com

اگرچہ ہم لائق نہ تھے درگاہ کے — کفش برداری میں رہتے شاہ کے
شاہ کو زیبا ہے کب تنہا روی — گو بہت خادم نہوں تھوڑے سہی

دربیان محرومی وندامت برحال خود حسرت مفارقت بزرگان و یاران طریقت و اظہار غم جدائی ایشان

آہ واویلا دریغا حسرتا — ساتھ والے چلدیئے میں رہ گیا
ساتھ کا اپنے ہر اک واصل ہوا — مدعا دل کا اسے حاصل ہوا
پہنچا ہر اک منزل مقصود پر — رہ گیا میں ہی پڑا بس دور تر
صاف تھے جو چلدیئے صاف اور پاک — مثل تلچھٹ رہ گیا میں زیر خاک
جو کہ نوری تھے گئے افلاک پر — رہ گیا سایہ کے جو نہیں خاک پر
بلبلوں نے گھر کیا گلشن میں جا — بوم ویرانہ میں ٹکراتا رہا
گھر کیا قمری نے شاخ سرو پر — جھاڑ میں اٹکی ہے چمگادڑ ادھر
گھر کیا طوطی نے شکرستان میں — زاغ نوحہ گر ہے خارستان میں
ماہئ حق نے تو لی دریا کی راہ — موش سوراخ زمیں میں ہے تباہ
شیر حق کا آہوئے عرفاں شکار — سگ ہے بہر استخواں کوچوں میں خوار
جا ملا دریا سے آب سیل بار — رہ گئے خشکی کے اندر سنگ و خار
نرگس و ریحاں کو جا آہو چرے — اور شتریاں خار بن چرتے رہے
دست شہ پر جا ملا شہباز پر — کھول پر کرگس پڑا مردار پر
مرغ آبی نے کیا دریا میں گھر — مرغ خاکی لوٹتا ہے خاک پر
پر تھے جن کے سوئے بستاں اڑ گئے — مرغ بے پر لقمۂ گربہ ہو گئے
مرد باہمت ہوئے شہ پر نثار — ہم سے دوں ہیں نفس کے ہاتھوں میں خوار
حیف ہے صد حیف یاران طریق — جا ہوئے دریائے مطلب میں غریق
8 گوہر مطلوب ہر اک نے لیا — غوطہ خور ہیں بحر حرماں میں رہا
آہ صد افسوس حسرت آہ آہ — جا کہوں کس سے مصیبت آہ آہ
غم کا اپنے کون ہے غمخوار آہ — حال دل جس سے کروں اظہار آہ
جو کہ تھے غمخوار اپنے چل گئے — زیر پائے رنج ہم کو مل گئے
ہو گئے وہ محو نعمت اسقدر — خواب میں بھی تو کم آتے ہیں نظر
دور ساغر وصل کے چلتے ہیں واں — آتش فرقت میں جلتے ہیں یہاں
آہ واویلا کوئی ہمدم نہیں — جو سنے میری مصیبت کے تئیں
نے مرا ہمدم نہ کوئی غمگسار — غم مرا غمخوار ہے میں غم کا یار
دلکی دلمیں رکھکے چپ رہتا ہوں میں — قصہ مرا تحفہ کو اب کہتا ہوں میں
بعد مدت کے اب آئی المراد — حضرت حافظ کی وصیت مجھ کو یاد
حسب ارشاد ان کے میں لیکر قلم — قصۂ تحفہ کروں یاں در رقم

مقدمہ شروع داستان حضرت بی بی تحفہ مغنیہ قدس سرہا

عشق کی باتیں سناتا ہوں تمہیں — گمرہی سے راہ پر لاتا ہوں تمہیں
راہ اس رہ سے کوئی بہتر نہ ہو — حق سے ملنے کا بچھائے راہ جو
گر نہ عاشق ہے تو سن عاشق کا ذکر — دور کر کے ماسوا کا اس سے فکر
عاشقوں کا ذکر کرتا ہے اثر — گرچہ پتھر سے بھی ہو دل سخت تر
عشق کی باتوں میں ہے وہ زور فن — مردہ دل زندہ ہو اندر کور تن
ہے وہ سیراب عشق کی باتوں کا باغ — خشک مغز ونکا ہو تر جس سے دماغ
ہوش سے بیہوش ہو کر ہوش کر — گوش سے بیگوش ہو کر گوش کر
سب طرف سے بند کر کے کھول کان — جمع کر کے رکھ مری باتوں پہ دھیان
تا مزا دیویں مری باتیں تجھے — عشق کی معلوم ہوں گھاتیں تجھے
تجھ کو بھی آجائے شاید بوئے عشق — کھینچ لیجا تجھکو بوتا کوئے عشق
دے وہ پہنچا شہر الفت میں تجھے — غرق کر دے بحر وحدت میں تجھے
دیکھنے ہی سے نہیں ہوتا ہے عشق — سننے سے بھی تخم خود بوتا ہے عشق

Marfat.com

ہیں بہت عاشق کہ بے دیکھے جمال　　سنکے پائی عشق سے بس گوشمال

بلکہ کامل عشق ہے عشق شنید　　ناقص و بے اعتبار ہے عشق دید

کیونکہ ہو عشق خبر دل سے حصول　　عشق بصورت کا ہے دیدہ سے نزول

در بیان تمیز عشق حقیقی و عشق مجازی و ذم عشق مجازی

دید تابع دل کے ہے نے دل تبع　　سوچ اس نکتہ کو کرکے دل جمع

یومنون بالغیب ہے مقبول حق　　یومنون بالعین ہے مخذول حق

حسن محبوبانہ عالم سربسر　　عکس حسن حق ہے بیشک جلوہ گر

اصل کو کر ترک سایہ دیکھ کر　　عاشق ناقص نے دی جاں عکس پر

دید تھا اسکو نہ دل ہوتا جو دل　　چھوڑ سایہ اصل سے جاتا ہے مل

گر ہے دل پر گل سے کم کب دل ہے وہ　　عکس پر جو اصل سے مائل ہے وہ

اس سے زیادہ چاہیئے تفصیل گر　　آئینہ دل صاف کر اور کر نظر

سر کی آنکھیں دلکا پردہ ہے مقر　　کھول دلکی آنکھ سر کی بند کر

کس نے دیکھا ہے خدا کو آشکار　　سن کہ وصف اسکا کرے ہیں جاں نثار

انبیا اس واسطے آئے یہاں　　تا کریں اوصاف حق تم پر عیاں

تا گل اوصاف حق عاشق سنے　　دل میں پھول اسکی تمنا کے چنے

یعنی ہے وہ ذات بیشک و یقین　　خالق و رزاق و رب العالمین

راحم و رحمان رحیم و بردبار　　رائیگاں بخشندہ نعمت بیشمار

عالم الاسرار ستار العیوب　　غالب و قہار غفار الذنوب

عاشق و معشوق محبوب جہاں　　طالب و مطلوب مرغوب جہاں

اول اور آخر وہی اور جزو کل　　ظاہر و باطن وہی معبود کل

ہے وہ اول بے بدایت اسکی ذات　　ہے وہ آخر بے نہایت اسکی ذات

ہے وہ ظاہر باکمال استتار　　ہے وہ باطن سخت ظاہر آشکار

٩ ہے ازل سے تا ابد وہ ایک سا　　ہے ہر اک صورت میں وہ جلوہ نما

ہے وہ اک شان اور ہزاروں شانیں　　جلوہ گر لاکھوں طرح ہر آن میں ٩

ہے منور باکمال و باجمال　　جلوہ گر ہر دم بہر رنگ و مثال

فرد مطلق لا الہ الا ہو　　ہیچگوں بیکیف روشن چارسو

لا و ہو دو نو نفی اثبات ہیں　　نافی غیر اور مثبت ذات ہیں

کیوں ہے اس سے گمرہ غافل سدا　　لا کو کر تو ورد دل سدا

تاکہ بخشد لا و ہو قوت ترا　　ہے بردنا پردۂ عزت ترا

حق سے باحرص و ہوا تو کب ملے　　ترک جب لا کو کرے تب تو ملے

کیوں تباہ ہوتا ہے اندر آب و گل　　ماسوا کو ترک کر اور حق سے مل

حضرت آدم علیہ السلام سے تا آخر نبی ﷺ　　وصف حق کرتے چلے آئے سبھی

بعد پیغمبر کے آل اصحاب سب　　اور امام اور اولیا اقطاب سب

وہ صفات و حال و خوبی جناب　　جس میں تصنیف ہوگئیں صد ہا کتاب

سب ہیں تیری عشق بازی کے مزے　　وصل حق کی چارہ سازی کیلئے

تاکہ تو یہ دیکھ سنکر حال و قال　　عشق کی راہ میں کرے حاصل کمال

ایک صد افسوس حسرت بے حساب　　ہیں پڑے چاروں طرف تجھ پر حجاب

نے تو کر سکتا ہے آنکھوں سے نظر　　اور نہ سن سکتا ہے کانوں سے خبر

پھنس گیا دلدل میں تو غفلت کے ہاتھ　　مل نہیں سکتا کہ پاوے حق کی راہ

مرکب توبہ عصانہ راہ لے　　پھر نکل دلدل سے اپنی راہ لے

کر تو پیدا دل میں اپنے درد عشق　　تا تپ غفلت کو کر دے سرد عشق

میل سے غفلت کے کر کانوں کو پاک　　بعد ازاں سن یہ حکایت دردناک

شروع داستان و بیان حال حضرت سری سقطی رحمہ اللہ تعالیٰ

گوش دل سے سن سری سقطی سے نقل　　جسکے سننے سے تجھے آوے کچھ عقل

نقل اپنی کرتے ہیں حضرت سری　　ایک شب کی جو کہ تھی غم سے بھری

کہتے ہیں اک شب ہوا اضطراب　　نے رہا ورد وظائف اور نہ خواب

Marfat.com

مضطرب ایسے رہے وہ رات بھر	سب عبادت کا ہوا ویران گھر	قبض ایسی ان کے دل پر آ گئی	چہرہ عرفاں پر گھٹا سی چھا گئی
نے رہا وہ شوق نے راز و نیاز	لذت سجدہ نہ کیفیت نماز	فوج بیتابی نے کر کے اژدہام	لوٹ لی پونجی عبادت کی تمام
نے رہا درد وظائف نے درود	نے تہجد کی تلاوت کی نمود	تھی نہ بیہوشی نہ غفلت زینہار	لیک تھا بے صبر بیتاب و قرار
گو عبادت سے رہے سب بے نصیب	لیک کیفیت تھی اک دل میں عجیب	ظاہر اچھوٹا اگر ورد نماز	تھا اگر بولوں میں عجب سوز و گداز
ہجر کی لذت کو عشاقان رب	وصل کی لذت سے کم جانے ہیں کب	عاشقانِ حق وصال اور ہجر میں	ایک سا لذت مزا دونو میں لیں
اضطرابی اور بیتابی کا لطف	کیا کہوں اس شب کی بیخوابی کا لطف	لطف بیخوابی کا بیخوابوں سے پوچھ	حظ بیتابی کا بیتابوں سے پوچھ
ذوق بیخوابی کا تو چاہیے اگر	کوئی بیخوابوں میں کر اک شب گزر	لطف بیخوابی کا ہے مطلوب گر	عاشق بیتاب کے رکھ پاس سر
چاہیے گر کیفیت سوز و گداز	خدمت عشاق میں رکھ تو نیاز	کرتا ہے روشن دو چشم طالباں	سرمہ گرد قدوم عاشقاں
اضطرابی بیقراری کا مزا	جانتا ہے جس نے دل میں ہے رکھا	لذت درد قلق رنج و بلا	وہ ہی جانے جو ہے اس میں مبتلا
لوٹنے کی خاک پر آرام کو	عاشق بیتاب جانے ہیں نہ تو	جانے کیا بیدرد لذت درد کی	درد رنج و غم غذا ہے مرد کی
درد سے نامرد کی نکلے ہے جاں	مرد کے حق میں حیات جاوداں	زہر مار اوروں کو ہے گرچہ ممات	سانپ کے حق میں ہے پر آبحیات
جو پڑے آتش میں ہو جلکے فنا	ہے سمندر کی وہی عیش و بقا	سوزش خور شاخ تر کو دے ثمر	خشک کو دے آگ میں کر خشک تر
خون ہو فرعونیوں کو آب نیل	قوم موسیٰ پر ہو آب سلسبیل	نار ہو گلزار ابراہیم پر	لیک ہو نمرود پر قہر و شرر
زخم گرز و تیغ و تیر آبدار	ہے شہیدوں کے لئے باغ و بہار	درد و غم ہے زندگی عاشقاں	مرتے ہیں اس زندگی سے فاسقاں
کیونکہ ہے درد بلا مطلوب یار	اس لئے عاشق کریں غم اختیار	جانتے ہیں عاشقان بیقرار	رنج میں گنج اور خزاں میں نوبہار
خار میں گل کل ہیں گرد میں	غم میں شادی اور شفا ہے درد میں	رنج میں راحت فقیری میں غنا	مسکنت میں سلطنت و بے غنا
ہے گلہ میں صبر بے صبری میں تاب	گریہ میں خندہ ثواب اندر عذاب	رحمت ہے زحمت میں اور ظلمت میں نور	ذلت و خواری میں عزت ہے ضرور
نیستی میں ہستی پستی میں علو	زندگی مرنے میں گھٹنے میں نمو	موت میں جینا بقا اندر فنا	عاشق جانباز کو ہے بے عنا
بیخودی و نیستی غم کی بہار	دیکھتے ہیں عاشقان جاں نثار	خاکساری رنج و عادت ناسزا	عاشقوں سے پوچھ ان سب کا مزا
بے گھری و بے زری و بے پری	بیخودی و بیخودی و بے بری	آہ سرد و رنگ زرد و چشم تر	بے قراری انتظاری درد سر
نیستی و پستی و مرگ و فنا	ذلت و رسوائی و رنج و عنا	لذت اور کیفیت ان سب کی ذرا	عاشقانِ باوفا سے پوچھ جا
پوچھ رونے کا مزا یعقوب سے	کلفت و زحمت کا حظ ایوب سے	سر کے کٹنے کا مزا یحییٰ سے پوچھ	لطف تن چرنے کا ذکریا سے پوچھ
سر کے رکھدینے کا نیچے تیغ کے	پوچھ اسماعیل سے کیا لطف ہے	آہ و زاری کا مزا آدم سے پوچھ	درد زہ کے لطف کو مریم سے پوچھ
جنگلوں میں ٹھوکریں کھانے کا لطف	اور پہاڑوں بیچ ٹکرانے کا لطف	فرش سے تا عرش پھرنے کا مزا	پوچھ عیسیٰ اور موسیٰ اور احمد سے جا
زخم کھا کر خاک و خوں میں لوٹکر	جان دینا بے خطر باذوق تر	پوچھ سب کا شہیدوں سے ذرا	لذت و کیفیت و ذوق مزا

Marfat.com

ہو کے بیجاں جاں فدا کرنیکا لطف
پوچھ جانبازوں سے وہ مرنیکا لطف

پوچھ لے ہر تخم سے بستان میں جا
خاک میں ملنے سے کیا تم کو ملا

روشنی سے شمع کے جلنے کو پوچھ
شمع سے جا موم کے جلنے کو پوچھ

سیم وزر کے خاک میں رلنے کو پوچھ
کیمیا سے مس کے جا جلنے کو پوچھ

ابر سے رونے کو خور کے سوز کو
باغ و اثمار جہاں سے پوچھ تو

گریۂ ابر اور سوز آفتاب
باغ عالم اس سے ہے با آب و تاب

گرمی دل چشم تر ہووے نہ گر
باغ جاں کس طرح ہو سیراب تر

عشق سے دل گرم کر اور دیدہ تر
گلشن جاناں ترا ہو تازہ تر

عشق کی باتوں نے مجکو اے عزیز
کر دیا اب ایسا بے عقل و تمیز

سر بسر بکو اسکی حالت میں چھوڑ
عشق مجھکو لیگیا کس طرف موڑ

عشق نے انکے کیا مجھ پر اثر
نقل سے ان کی ہوا میں بیخبر

ذکر ان کا بھولا ان کو دیکھ کر
جس طرح ہو آہو پیش شیر نر

عشق کی باتوں کا سن کر شور غل
خواب غفلت سے گئی بس آنکھ کھل

یاد آتی ہے مجھے جب انکی بات
یعنی فرماتے ہیں وہ یوں نیکذات

ہندوے شب کا جو گزرا حد سے جور
ترک خور اس کا ہوا قاتل بزور

الغرض کی رات اس طرح بسر
ہو گئی جب صبح ظاہر سر بسر

اٹھ وضو کر کے بصد عجز و نیاز
کی ادا جوں توں فجر کی میں نماز

صبح کا جسدم ہوا روشن چراغ
نکلا چل گھر سے لے سینہ پہ داغ

چل کہیں موقوف ہو تا یہ ملال
گھر سے نکلا کر کے یہ دل میں خیال

چل کہیں ایسی جگہ تا ہووے کم
اضطرابی اور بیتابی و غم

آخرش گھر سے نکل پھرنے لگا
دربدر صحرا بہ صحرا جا بجا

ماہ کی جوں کو بکولا گھر بہ گھر
شہر و جنگل میں کیا میں نے گذر

گذرا تا بازار میں ہو غم بسر
اور دل مضطر تھا جوں کوزہ میں زر

گر گیا گلشن میں جو گل کی کلی
تھی زیادہ اور دل کو بیکلی

جو گیا صحرا میں تسکیں کے لئے
اور اٹھے دل سے بگولے آگ کے

سیر دریا کی کہ کم ہو اضطراب
جوش پر تھا اور بحر سوز و تاب

گر تسلی کو گیا اندر پہاڑ
اور غم کا آپڑا سر پر پہاڑ

اور مزار اہل دل پر بھی گیا
پر ہوا ہرگز نہ عقدہ دل کا وا

جس جگہ جاتا تھا مثل آفتاب
تھا ترقی پر جلن اور اضطراب

آتش درد فراق بیدلاں
کب بجھے بے آب وصل دلبراں

غنچۂ دل کب کھلے عاشق کا یار
بے ہوائے وصل کب یار گلعذار

کب ہو کم ظلمت زدہ کا اضطراب
جب تلک دیکھے نہ روئے آفتاب

ہوئے بے گل کے بلبل کو قرار
باغ میں ہووے اگرچہ سو بہار

ہووے کب قمری کا کو نہ غم دراز
گلشن و گلزار ہے بے سرو ناز

دیدۂ حیراں نہ ہو کیوں اشکبار
بے نظارہ نرگس بیمار یار

جائے کب عاشق کے دلکا پیچ و تاب
ہو نہ گر زلف صنم کا سایہ یاب

ہو فغاں بیدل کے دل سے دور کب
تا نہ ہو دلبر سے اپنے لب بلب

لوٹنا موقوف عاشق کا نہ ہو
تا نہ وہ ہم بستر جاناں نہ ہو

جو کوئی ہو عشق کا بیمار یار
کب علاج اسکا ہو جز دیدار یار

الغرض تدبیر کیں میں سو ہزار
پر نہ آیا دلکو میرے کچھ قرار

مرض مہلک نے جو گھیرا جان کو
دلمیں آیا چل بیمارستان کو

کیونکہ ہوں میں بھی جوش بیمار دل
دیکھ ہمدردوں کو نکلے کار دل

دیکھ کر ہمدرد و ہم مرضوں کا حال
ہو دل غمگیں مرا شاید بحال

نقل ہے کھلتا ہے جب آپس میں دل
جبکہ دو دیوانے بیٹھیں ساتھ مل

جنس اپنی جنس سے ہو فیضیاب
غیر جنسیت سے ہو اندر عذاب

ہے مراد ہم جنس سے ہم جنس یار
جنس ظاہر کا نہیں کچھ اعتبار

آدمی ہم جنس ہیں صورت میں ایک
مختلف اوصاف رکھتے ہیں ولیک

جنس ظاہر کا جو ہوتا اعتبار
فرق کیوں ہوتے بہم آشکار

ہو گئے اوصاف جو سب رنگ برنگ
اسلئے ہے رات دن آپس میں جنگ

گر کریں اوصاف کو اپنے صاف
پھر رہے کا ہیکو ایسا اختلاف

Marfat.com

آخرش دلمیں یہ اپنے ٹھان کے / در پہ جا نکلا بیمارستان کے
جاکے داروغہ سے میں اس کے کہا / کھول در بیمار خانہ کا ذرا
تاکہ دیکھوں اپنے بیماروں کو ٹک / ہو تسلی دیکھ بیماروں کو ٹک

رجوع بقصہ وکیفیت بیمارخانہ مقولہ سری سقطی رحمہ اللہ

دیکھ کر پہلے تو بس تعظیم کی / با ادب اٹھ کر مجھے تسلیم کی
بعد ازاں اسنے دیا جو در کو کھول / کھل گیا گویا در دل بے غلول
دیکھ کر احوال اہل ابتلا / غنچہ دل میرا کچھ بارے کھلا
دیکھا ہر اک کو ہے کہ زار و نزار / کوئی نالاں ہے کوئی ہے اشکبار
کوئی کو لھے اور کراہتا ہے کوئی / صبر کو اپنے بتاتا ہے کوئی
کوئی روتا ہے کوئی کرتا ہے آہ / کوئی کہتا ہے کہ ہوں با حق تباہ
کوئی تڑپے ہے کوئی بے خواب میں / کوئی حیراں کوئی پیچ و تاب میں
ہے کوئی گل کی طرح سے جامہ چاک / مثل قمری ہے کسی کے سر پہ خاک
ہو رہا بلبل نمط نالاں کوئی / مثل بسمل خاک میں غلطاں کوئی
کوئی رکھتا ہے بصد زار و نزار / زخم دل پر مرہم تصویر یار
کوئی بیکر دار وئے تلخ فراق / زندگی سے کرتا ہے کڑوا مذاق
اشک سے دھوتا ہے کوئی ریش دل / کوئی بیتابی سے مارے دل پہ سل
سینکتا ہے درد پہلو کو کوئی / تابش دل سے رکھ آہوں کی روئی
درد سر پہ کوئی بیتابی کا لیپ / کرتا ہے پھرتا ہے بیصبری کا کیپ
ہو تپ و لرزہ سے کوئی بیقرار / پی رہا ہے شربت زار و نزار
کوئی پیچش سے شکم کی ہو تباہ / گولیاں کھاتا ہے بیتابی کی آہ
ہو کے مرض لادوا سے بے اماں / جاں بلب کوئی ہے کوئی نیم جاں
زندگی سے نا امید ہو کر بیہوش / کوئی مسہل موت کا کرتا ہے نوش
دیکھ حال نیک ظاہر میں خراب / ہو گیا موقوف میرا اضطراب
غنچہ دل کھل گیا دیکھ ایک بار / گلشن بیمار خانہ کی بہار

ملاقات شدن سری سقطی از حضرت بی بی تحفہ وبیان حالت غلبہ عشق او قدس سرہا

تھا اسی میں جو گئی اک سو نظر / دیکھتا کیا ہوں کہ اک رشک قمر
تازہ و پاکیزہ رو صاحب تمیز / با لباس خوب و زیبا اک کنیز
چہرہ اس کا ہے گویا شمع حرم / قامت اسکا گلبن باغ حرم
زلف اسکی دام راہ سالکاں / لعل لب اسکا ہے جان تشنگاں
چشم اسکی چشمہ ہے فتنہ کا باز / خال اسکا تخم شوق پاک باز
بیٹھنا اسکا وہ باتمکین و وقار / چرخ کو دیتا ہے پھر جیسے قرار
بیٹھی ہے ایکطرف کو جوں تصویر مست / دیکھ اسکو ہو گئے گر غم میرے پست
دیکھ کر کے حسن کی جس کے بہار / نرگس و آئینہ تھے حیران و زار
قید میں بھی تھی یہ اس پر آب و تاب / کوہ کے اندر ہو جیسے لعل ناب
تھیں دو آنکھیں اسکی جوں نقش چراغ / ذوق مستی سے کہ تھے اندر دماغ
دیکھ اسکے شعلہ رخ کی آب و تاب / کھاتا تھا نار نظر سو پیچ و تاب
بوئے خوش اس سے مرے اندر دماغ / پہنچی اور دل ہو گیا بس باغ باغ
دیکھ یہ الفت بھری صورت مہیب / ڈرتے ڈرتے میں ہوا اس کے قریب
اور دو مضبوط لوہے کے کڑے / مثل حلقہ ناہ پاؤں میں پڑے
اور بندھے ہیں ہاتھ زنجیروں سے یوں / شاخ طوبی سے ہی لپٹا سانپ جوں
مجھکو جو دیکھا تو اسنے اس گھڑی / دی لگا آنکھوں نے اشکوں کی جھڑی
دست بر دل نغمہ خوش بر زباں / عاشقانہ تھی غزل منہ سے عیاں
روئی اور رو کر کے بھر کر آہ سرد / چند شعر اسنے پڑھے با سوز و درد

Marfat.com

اسکے عشق اور ذوق مستی کا اثر / پڑ رہا تھا دل پر ہے جوں تاب خور
ہے کسی فرزانہ کی دیوانہ یہ / بے شبہ ہے عاشق جانانہ یہ
کیا خطا اس بیخطا نے کی کہو / قید میں ڈالا ہے اس یوسف کو جو
کوئی بیماری نہیں ظاہر اسے / ہے بھلی چنگی کہو کیوں بند ہے
ہو گیا اسکو جنوں تقدیر سے / اسلئے یہ بند ہے زنجیر سے
جملہ زنداں چونکہ در زنداں شوند / متقی و زاہد و حق خواں شوند
قید آب و گل میں آدم کو کیا / جوہر انسان جب ظاہر ہوا
بند ہو قطرہ صدف میں چند گاہ / تب وہ موتی ہوئے باخوبی جاہ
تخم کو ڈالیں زمیں کی قید میں / تاکہ اس سے پھول پھل حاصل کریں
حرص جو قید قناعت میں ہو بند / ہو غنا قلبی وہی آنے ارجمند
بخل کو اندر سخاوت کے چھپا / تا حبیب اللہ ہو تو بر ملا
بند یاد مرگ میں کر طول امل / تا رہے اکرم نہ تو بے نیک عمل
کر تواضع میں تکبر کو تو بند / تا کرے حق مرتبہ تیرا بلند
عشق حق میں بند کر تو حب غیر / تا ہو بانغ وصل حق میں تجکو سیر
کر خودی کو تو خدا میں محو نیک / تاکہ معلوم ہو نہیں جز ذات ایک
تاکہ ہو ان کو بایں قید نکول / گوہر مقصد زر مقصد حصول
بند کرکے تا کریں اسکا علاج / تا صحت پر ہووے نیک اسکا مزاج
جو یہ داروغہ سے لونڈی نے سنا / رو پڑی اکبار اور سر کو دھنا
اے مسلمانوں نہیں مجنون میں / اپنے دلبر کی ہوں پر مفتون میں
سنکے اس سے ظاہری بیہودہ قال / ہو گئے غصہ نہ دیکھا دلکا حال

تا تپش گرمی دلسے اس کے میں / جانا یہ اتنی جو ہے بے صبر و چین
پوچھا داروغہ سے میں اس گھڑی جا / کیوں کیا ہے قید میں یہ دلربا
کیوں کیا زنجیر و طوق اس شاہ کو / ابر میں کیسے چھپایا ماہ کو
بولا داروغہ یہ سنکر اے عزیز / تھی یہ ایک مولی کی شائستہ کنیز
اسکے مالک نے کیا بند اسلئے / تاکہ شاید عقل و ہوش آجائے
طفل ناداں کو کریں مکتب میں بند / عالم و دانا ہو تا اور ہوشمند
نطفہ زنداں رحم میں جب ہو بند / شکل انسان تب ہو خوب اور دلپسند
کان میں جب قید ہووے زر و سیم / پاویں جب قیمت گراں رونق عظیم
نفس سگ زنجیر تقوی میں ہو قید / آہوے عرفاں کو جب کرتا ہے قید
طمع کو محو توکل کر شتاب / تا بحب اللہ کا پاوے خطاب
بولنے کو بند چپ رہنے میں کر / ہمکلام حق سے ہو تو تا اے پسر
حکم میں حق کے چھپا تو عجب کو / ظاہر و باطن ترا تا ایک ہو
کو ریا کو محو تو اخلاص میں / تا ہو حق کے بندگان خاص میں ۱۳
کو صفات حق میں گم اپنے صفات / ما سوا سے پاوے تو تاکہ نجات
اسلئے درویش فقرا ہوشمند / جلہ عزلت میں ہوویں آپ بند
اسکے مالک نے بھی اس امید میں / اس کنیزک کو کیا ہے قید میں
ہووے شاید عقل و ہوش اسکا بجا / تا نفع لے اس سے وہ بے انتہا
دردناک اک کھینچکر کے دل سے آہ / بولی میں ہوں اے عزیز و بے گناہ
سمجھو تم موسیٰ کا چرواہا مجھے / جس کے دلسے ہجر موسیٰ رہے
یونہی مجکو بھی دیوانی جان کر / کر دیا قید اور نہ لی دلکی خبر

تمثیلاً بیان چرواہہ موسیٰ علیہ السلام

نقل ہے جاتے تھے موسیٰ طور پر / ایک چرواہا پڑا رہ میں نظر
کر رہا تھا یوں بصد زاری و آہ / اے رحیم والے کریم والے الہ
ہے کہاں تو جلوہ کر بتلا مجھے / تیری دوری نے دیا تڑپا مجھے
رات دن میں تیری خدمت میں رہوں / ایک دم غمگین تجھے ہونے نہ دوں
تیل ڈالوں سر میں اور کنگھی کروں / چپلیں میں تیرے لئے اچھی سیوں
ہے تو کس جا تو اے جان جہاں / تا کروں قربان تری خدمت میں جان
خوب سا مل مل کے نہلاؤں تجھے / اور اچھے کپڑے پہناؤں تجھے
ڈھونڈ ڈھونڈ کر تری ماروں جوئیں / اور کھلاؤں ہر طرح کی نعمتیں

Marfat.com

ہو اگر بیمار تو اے کردگار
جان و دل سے ہوں ترا میں غمگسار

ہو جو کچھ تکلیف اور زحمت تجھے
کر کے خدمت خوب دوں راحت تجھے

پاؤں داہوں اور چوموں ہاتھ کو
اور کروں سو نیکو بستر رات کو

اے مرے رب جاں مری تجھ پر فدا
اور سب اولاد گھر بار مرا

ہے کہاں تو تا تری خدمت کروں
سیئوں کپڑے تیرے اور بخیہ کروں

دیکھ پاؤں میں ترے گھر کو اگر
دودھ گھی لاؤں ترے شام و سحر

روغنی روٹی پکا کر اور کھیر
اور بہت لسی دہی مسکہ پنیر

لاؤں میں تیار کر آگے ترے
روز ہو کھانا ترا گھر سے مرے

اور کا ہرگز نہ کھانے دوں طعام
اپنے ہی گھر سے کھلاؤں میں مدام

رنج و غم ہرگز تجھے ہونے نہ دوں
تیری راحت کے لئے محنت بھروں

تیری خدمت سے نہ ہو فرصت مجھے
میری خدمت سے ہو نت راحت تجھے

اے خدا تجھ پر ہو قربان میری جان
اور سب بکریاں اور خانماں

اسطرح بیہودہ کہتا تھا شبان
پوچھا چرواہہ سے موسیٰؑ نے کہ ہاں

کسکو کہتا ہے یہ تو مجھ کو بتا
بولا وہ جس نے مجھے پیدا کیا

اور کئے جس نے زمین و آسماں
عرش و کرسی دوزخ و جنت عیاں

اور کئے جن و بشر اور دو جہاں
ہے ابھی سے غرض یہ میری بجاں

بولے موسیٰؑ ہائے تو نے کیا کیا
ہو گیا کافر مسلمان کب رہا

ہے یہ کیا بیہودہ ہذیان کفر و جہل
بند کر منھ کو سمجھ اسکو نہ سہل

اس ترے کہنے سے اے بیہودہ گو
ہو گئی عالم میں ظلمت چار سو

کفر سے تیرے ہوا عالم سیاہ
کفر نے تیرے کیا دیں کو تباہ

کھانا پینا پھیرنا تیرا ہے کام
اور یہ کب خورشید کو زیبا ہے کام

گر نہ روکا اس سخن سے حلق کو
آگ آ کر پھونکدیگی خلق کو

گر کہے تو جرم کرتے ہیں سبھی
آگ آتی ہے نہ جلتا ہے کوئی

گر نہ آئی آگ کیسا ہے دھواں
ہو گیا کیوں دل سیاہ مردودیاں

۱۴ جو تو جانے ہے کہ حاکم ہے خدا
پھر یہ گستاخی ہے کب تجھ کو روا

دوستی بے عقل کی ہے دشمنی
ہے خدا پاک ایسی خدمت سے غنی

کس سے یہ کہتا ہے کیا خالو سے تو
یا کہ باپ اپنے سے یا ماموں سے تو

جسم و تن حاجات بشری تو قرار
دیتا ہے اندر صفات کردگار

کھانا وہ کھائے جو رکھتا ہو شکم
کپڑا وہ پہنے کہ ہو جس کے جسم

وہ پئے شیر ہو جسے نشو و نما
چپلیں پہنے جو کہ ہو محتاج پا

وہ منزہ ذات حق داتا ہے راز
پاک ہے ہر چیز سے اور بے نیاز

بلکہ جو بندہ فنا فی الذات ہو
صفت اسکی صفت حق میں مات ہو

اسکے حق میں بھی نہیں کہنی روا
اس طرح کی گفتگوئے ناسزا

نے کہ در حق جناب کبریا
بے بدل بے مثل بیچون و چرا

اولیا کو کہنا ہے ادبی کی بات
دل کو کرتی ہے سیاہ اور جان کو مات

گر کہے اک مرد کو تو فاطمہ
گرچہ ہیں ایک جنس مرد و زن ہمہ

وہ کریگا قصد تیرے قتل کا
گرچہ ہو خوش خو حلیم و پارسا

فاطمہ ہے عورتوں کے حق میں مدح
مرد کو بولے تو وہ ہو رنج و قدح

ہاتھ دو پا ہیں ہمکو آسائش تمام
اور خدا کے حق میں آلائش تمام

لم یلد لم یولد اسکی ہے سزا
ہے وہ خالق والد و مولود کا

ہے وہ پیدائش کہ آیا جسم جو
جو ہوا پیدا ہے اس عالم سے دُو

کیونکہ جو اس عالم فانی سے ہے
خلق ہے اور خالق اسکو چاہیئے

بولا چرواہہ کہ تم نے یا نبیؑ
سی دیا منھ میرا لب پر مہر کی

اور پشیمانی کی آتش سے جلا
جان و دل میرا دیا تم نے جلا

کہہ کہ یہ اور بھر کے دل سے ایک آہ
پھاڑ کر کپڑے لیا جنگل کی راہ

بیخود و سرمست با آہ و فغاں
نالہ و زاری ہوا کرتا رواں

عتاب الٰہی بر موسیٰؑ علیہ السلام در مقدمہ چرواہہ

آئی موسیٰؑ کی طرف وحی خدا
میرے بندے کو کیا مجھ سے جدا

میرے ملنے کے لئے آیا تھا تو
یا جدائی ڈالنے آیا تھا تو

Marfat.com

ہوسکے جبتک نہ لے نام فراق
رکھتا ہوں مکروہ میں لفظ طلاق
ہر کسی میں سیرت اک رکھی ہے ہیں
ہر کسی کو اصطلاح بخشی ہے ہیں

ہندیوں کی اصطلاح ہند مدح
سندیوں کی اصطلاح سند مدح
معنی دو ہوں اور ہو ویسے بات ایک
ہو تیرے حق میں بری اور اسکو نیک

حق میں اسکے مدح تیری حق میں ذم
حق میں اسکے مدح تیری حق میں سم
حق میں اسکے نور تیرے حق میں نار
حق میں اسکے پھول تیرے حق میں خار

حق میں اسکے نیک تیرے حق میں بد
حق میں اسکے خوب تیرے حق میں رد
پس بری ہے پاک و ناپاکی سے ہم
اور اگر انجانی و چالاکی سے ہم

نے کیا میں حکم تا لوں فائدہ
بلکہ ہو بخشش کروں بندوں پہ تا
انکے کب تسبیح سے کچھ ہوں میں پاک
بلکہ وہ خود آپ ہوجاتے ہیں پاک

میں نہ کیوں کھولوں زباں کے قال کو
دیکھتا ہوں اسکے دل اور حال کو
دیکھتا ہوں دلکا میں سوز و گداز
لفظ بیجا سے زباں ہو گرچہ باز

ہو زباں یا دل حقیقت یا مجاز
چاہتا ہوں سب سے میں سوز و گداز
دلمیں اپنے عشق کی آتش لگا
سر بسر فکر عبادت کو جلا

ہو سیا آداب والے اور ہیں
اور سوز و تاب والے اور ہیں
سوز و غم میں کرتے ہیں عشاق راج
کان ویراں پر نہیں عشر و خراج

گر گناہ انسے ہو مت عاصی کہو
جو ہوا پر خوں شہید اسکو نہ دو
ہے وہ خوں پانیسے افضل بے شبہ
سو نوالوں سے ہے بہتر یہ گہنہ

گم ہو سم قبلہ جب کعبہ میں ہو
پابرہنہ غم ہے کیا غواص کو
رہبری مت ڈھونڈ سر مستوں سے تو
جامہ چاکوں کو نہ کروا تو رفو

ملت عشق از ہمہ دیں ہا جدا
عاشقاں را مذہب و ملت خدا

یہ عتاب حق جو موسیٰ نے سنا
پیچھے چروالہ کے دوڑے برملا

اس کے پاؤں کے نشانوں پر چلے
تاوہ سرگشتہ کہیں شاید ملے ۱۵

عذر نمودن موسیٰ علیہ السلام بخدمت شبان یعنی چروالہ

رفتہ رفتہ آخرش وہ مل گیا
مژدہ دیگر اس سے موسیٰ نے کہا
ہوگیا ہے تجھکو اب حکم خدا
کھول تو اپنی زباں کو برملا

اب تو ترتیب و ادب پر کچھ نہ رہ
جو ترا دل سوختہ چاہے وہ کہہ
کفر تیرا دیں ہے اور دیں نور جاں
تیری برکت سے ہے عالم میں اماں

اے معاف یفعل اللہ ما یشاء
بے محابہ تو زباں کو کھول جا
بولا اے موسیٰ نہیں ہیں وہ رہا
ہوگیا کچھ اور حال عالی مرا

مارا کوڑا تو نے گھوڑے کے مرے
اڑ گیا وہ عرش سے اوپر پرے
پاگیا میں گو مگو کی بات کو
آفریں تجھ کو ہو تیری بات کو

کیا کہوں کچھ کہہ نہیں سکتا ہوں اب
شہد وحدت نے کئے ہیں بند لب
حالکو میرے کہاں پہنچے کلام
اس سے چپ رہنا ہے بہتر والسلام

رجوع بقصہ مقولہ حضرت بی بی تحفہ مغنیہ و بیان زور شور و غلبہ عشق حضرت تحفہ قدس سرہا

گرچہ بھید اپنا نہ کہنے دے ہے عشق
لیک کب خاموش رہنے دے ہے عشق

ہو سکے کب بند عاشق کی زباں
گرچہ بھید اس کا نجانیں مرد ماں
جبکہ مجھمیں انبیا کم راز عشق
کسطرح ہوں عام بھی ہمراز عشق

ہے کئے معلوم میرے دل کا بھید
کر دیا مجنوں سمجھ کر مجھکو قید
ہوں نہ دیوانی نہ میری عقل پست
لیک ہوں میں اپنے مستانہ کی مست

رہزنی سے عشق کی گمراہ ہوں
سب سے غافل اس سے پر آگاہ ہوں
عشق سے اسکے ہوں میں مست و خراب
مست ہے مستی سے جسکی یہ شراب

لیگیا ہے وہ ہی میرا عقل و ہوش
وہ ہی برلاتا ہے اب مجھ سے خروش
ہوں کسی دانا کی میں دیوانی آہ
شمع روئے یار کی پروانی آہ

مست ہوں پر دل مرا ہشیار ہے جان آسودہ مگر تن خوار ہے
ہوگیا البتہ یہ مجھ سے گناہ جان کی خاطر کیا تن کو تباہ
ہے گناہ بس یہ کہ میں رکھتی ہوں چاہ غیر خوبی کیا ہے یوسف کا گناہ
گر گناہ ہے تو یہ ہو مجھ پر گناہ اپنے اس محبوب کی رکھتی ہوں چاہ
عشق نے اسکے کیا جو جاں میں گھر تن بدن سے ہوگئی ہوں بیخبر
شمع رو کا اسکا جب آتا ہے دھیاں اندر اندر جلتی ہوں پروانہ ساں
آتا ہے جب زلف دلبر کا خیال نوچتی ہوں اس لئے میں سر کے بال
جبکہ یاد آتی ہے پیشانی یار[1] پھوڑتی ہوں سر کو دیواروں سے مار
چہرہ گلگوں کا اسکے کر خیال[2] میں طمانچوں سے کروں ہوں منہ کو لال
خنجر ابرو کو اس کے یاد کر کرتی ہوں قربان اسپہ اپنا سر
یاد کر وہ خال روئے گلعذار داغ دل سے ہوتی ہوں باغ و بہار
چشم میگوں[3] اسکی جب یاد آگئیں جھٹ مری آنکھیں وہیں پتھرا گئیں
نوک مژگاں[4] کا خیال ہو اسکے جب سینہ چھن چھن کر مرا چھلنی ہو سب
یار کے شیریں لب[5] دہن کو یاد کر نون چھڑکوں ہوں جگر کے زخم پر
یاد آویں جب در دندان یار گوہر اشک اسپہ کرتی ہوں نثار
ہو لب شیریں کا اسکے دھیان جب تشنگی سے چاٹتی ہوں اپنے لب
یاد کر کے قد و قامت[6] یار کا کرتی ہوں شور قیامت کو بپا
یاد کر کے دلبری[7] کی چال ڈھال خاک میں ہوتی ہوں کیا کیا پائمال
دور ساغر[8] یاد کر کے یار کا زہر کیسے گھونٹ بھر لیتی ہوں آہ
کر لباس و پیرہن کا اسکے دھیاں کرتی ہوں داماں گریباں دھجیاں
یاد آوے جب سراپائے صنم[9] جلتی ہوں حسرت سے سر سے تا قدم
یار کی ہمبستری کو یاد کر لوٹتی ہوں جیسے بسمل خاک پر
کر در دندان لب خنداں کو یاد گاہ روتی ہوں کبھی ہنستی ہوں شاد
جانتی ہے خلق دیوانی مجھے عقل سے یکلخت بیگانی مجھے
١٦ کوئی کہتا ہے اسے آسیب ہے کوئی کہتا ہے جنوں لاریب ہے
حال زار من نمی داند کسے ہستم اندر آتش غم چوں خسے
حال سے میرے کوئی واقف نہیں ہوں میں اندر آگ کے جیسے رسی
ہے مری ایسی مثال اے مرد نیک ناک والا ہو کوئی نکٹوں میں ایک
اسکو سب نکو بنادیں سر بسر عقل و ہوش اسکا اڑادیں سر بسر
گرچہ اپنے کام میں عاقل ہوں میں خلق کے نزدیک پر جاہل ہوں میں
جس سے میں کہتی ہوں اپنا درد و غم سنکے ہنس دیتا ہے مجکو یک قلم
نے مرا غمخوار نے مونس کوئی کوئی دیوانی کہے بے حس کوئی
ہر کسے از ظن خود شد یار من وز درون من نجست اسرار من
اپنی اپنی بوجھ کے سب یار ہیں کب یہ میرے واقف اسرار ہیں
جسمیں سمجھے ہیں یہ میرا فائدہ ہے حقیقت میں وہی بس مفسدہ
اور جسے جانیں کہ ہے اسمیں فساد ہے وہی حق میں مرے انصاف و داد
درد کا میرے نہیں کرتے علاج کرتے ہیں وہ جس سے اور بگڑے دماغ
بند کرنا کب ہے وحشت کا علاج وحشیوں کا ہو فقط صحرا علاج
جو کوئی ہو عشق کا بیمار یار کب علاج اسکا ہو جز دیدار یار
ہے کہیں ایسا کہیں زیر فلک جائے مرہم زخم پر چھڑکیں نمک
ہے یہ کس حکمت میں درمان بخار دیں ٹھنڈائی کی جگہ داروئے حار
تشنگی بجھنے کا کیا یہ بھی ہے راہ جائے شربت زہر دے پیاسے کو آہ
ہے کوئی آتش بجھانیکا یہ کھیل ڈالے پانی کی جگہ جلتے پہ تیل
ہے مروت یہ کہیں تم نے سنی دوستی کی جا کرے جو دشمنی

[1] مراد صفت معبودیت حق است و مراد تجلیات سوریکہ سالک از کیفیت آں طلاع می شود [2] مراد تجلیات کہ در بیخودی ما و خواب میشوند ۱۲ [3] مراد صفت بصیری اللہ تعالیٰ نظر و عنایت بر طالبان خود [4] مژگان مراد اشارت الہی باقی صفحہ آئندہ پر

چاہتے ہیں درد عشق اس سے ہو دور
اور ہے میری زندگی اسمیں ضرور

درد جاناں کسطرح چھوڑوں بھلا
زندگی ہے کیسے منہ موڑوں بھلا

مایۂ راحت ہے مجکو اس کا غم
مونس وحشت ہے مجھ کو اسکا غم

درد کی میرے دوا ہے اسکا درد
اور تپ ہجراں کی دارو آہ سرد

عشق جاں محرم ہے میری جان کا
زخم غم مرہم ہے میری جان کا

عشق کی آتش ہے ٹھنڈک جانکی
دائمی سوزش ہے ٹھنڈک جان کی

پردہ ہے درد عشق سے جو جام دل
ہے تڑپنا لوٹنا آرام دل

گرچہ آنکھوں میں ہے زخم انتظار
دھوتی ہوں امکو نسے اسکو بار بار

میں نہیں مجنوں ہوں بس ہوشیار
آتا ہے طعنہ جنوں سے مجکو عار

پیش اہل عقل فرزانہ ہوں میں
جاہلوں کے آگے دیوانہ ہوں میں

ہیں مسخر میری عقل و فہم عام
اور جنوں میرا ہے اک ادنیٰ غلام

مانند م در قید زنجیر جنون
بہ کہ باشم اہل عقل و ذو فنون

شیخ نے جو نکتہ تحفہ سنے
عشق کے دل میں دُرِ تحفہ چنے

درد کی سن گفتگو غش کر گئے
جان و دل اندوہ غم سے بھر گئے

دل جلا سن گفت دل آویز کو
دی اجازت اشک گوہر ریز کو

تحفہ نے سوز نہانی شیخ کی
دیکھ کردہ اشک رانی شیخ کی

یوں کہا اے شیخ جاں کھونا ترا
اسکے مقصود نہیں ہے بے رونا ترا

اسکو پہچانے اگر تو نیک بخت
یعنی ہے جیسا کہ حق معرفت

اس گھڑی کیا حال ہو تیرا بتا
نور ہے یا عقل ہش تیرا بجا

گر بہ بینی یک نفس حسن و دود
اندر آتش افگنی جان و وجود

اس کے وصف نیر ہو جب عالم فنا
عاشق حق کیوں نہ ہو ہر دم فنا

جان و دل دیں جب مجازی عشق میں
کیوں نہ ہوں قربان حقیقی عشق میں

اسکے اوپر کہتی ہوں میں ایک مثال
تاکہ ہو معلوم جانبازی کا حال

حکایت بطریق تمثیل

نقل ہے لڑکا تھا اک درویش کے
جو بصورت پاک طینت نیک پے ۱۷

صورت و سیرت میں بس کامل تھا وہ
خوبی عالم تھا جسم اور دل تھا وہ

حسن کا اس کے کروں میں کیا بیاں
تھا گویا اک حق کی رحمت کا نشاں

پڑھتا تھا اک میر کے مکتب میں وہ
تھا بڑھا ذہن و ذکا میں سب پہ وہ

میر کا لڑکا جو پڑھتا تھا وہاں
شکل و صورت میں تھا یکتائے زماں

گلبن نو حسن کے گلزار کا
آشیانہ طائر انظار کا

ہوگئی ناگاہ الفت درمیاں
میر کے لڑکے کی اور اسکی بجاں

شیفتہ ایسا ہوا پسر فقیر
ایک دم رہتا نہ ہے ابن امیر

ناگہاں اک روز امیر بیوفاق
آگیا مکتب میں حسب اتفاق

حال سب لڑکوں کا پوچھا آن کر
آخر اس لڑکے کو مفلس جان کر

حکم اٹھا دینے کا اس کے دیدیا
اور معلم سے یہ مضمون کہہ دیا

یعنی ہوگی آخرش اے اہل بر
صحبت اسکی میرزادے کو مضر

الغرض استاد نے مجبور ہو
جا کہا درویش کے فرزند کو

کہنے سے استاد کے ہو چشم تر
اٹھ گیا مکتب سے وہ خستہ جگر

پھر سنا تھوڑے دنوں کے بعد یوں
ہے وہ لڑکا سخت بیمار و زبوں

تھی نہ اسکو کوئی بیماری شاق
کھا گیا تھا میرزادے کا فراق

آتش فرقت میں اسکے روز و شب
جلتا بھنتا تھا بصد رنج و تعب

عیش ذوق تھا نہ شب سوتا تھا وہ
خون دل پیتا تھا اور روتا تھا وہ

کھانے پینے نے دیا اسکو جواب
خواب و راحت نے کیا آرام خواب

له مجنوں سے آگے / بواسطہ وحی یا بواسطہ الہام باشد ۱۲ ؎ دہن مراد صوت متکلمی و اشارت الٰہی است ۱۲ ؎ مراد صفت معبودیۃ و سزاوار کی ۱۲
؎ مراد جذبہ او معشوق عاشق را ۱۲ ؎ ہر چیز کہ دراں چیز مشاہدہ انوار غیبی و ادراک معانی می کنند ۱۲ ؎ مراد جامع جمیع اعمار و صفات ۱۲

Marfat.com

بھوک زیادہ ہو تو کھا دل کے کباب ‏ پیاس غالب ہو تو دے آنکھوں سے شراب
نے کبھی ہنستا نہ کرتا بول چال ‏ غم کے کونے میں پڑا رہتا نڈھال

حال کو اس کے کوئی اگر پوچھتا ‏ ہنس کے رو دیتا نہ تھا کچھ بولتا
اندر اندر کھا کے رنج یار سخت ‏ رفتہ رفتہ ہو گیا بیمار سخت

میر کے لڑکے کو جب پہنچی خبر ‏ اسکی بیماری کی پھر تو جلد تر
جھٹ بلا کر ایک خدمتگار کو ‏ یوں کہا جا پوچھ اس بیمار کو

جا مری جانب سے یوں اکبار کہہ ‏ کیا ہے بیماری تجھے اے یار کہہ
آ کے خدمتگار نے بعد از سلام ‏ میر کے لڑکے کا پہنچایا پیام

یوں جواب اس سوختہ جاں نے دیا ‏ تیری الفت میں مرا دل پھنس گیا
تیری فرقت میں ہوا بیمار میں ‏ اب کوئی دم کا ہوں مہماں یار میں

جان لے القصہ میرا بیگماں ‏ جسم تڑپے ہے یہاں اور جاں وہاں
لوٹ کر کے میرزادے کا غلام ‏ آیا اور بیمار کا لایا پیام

میر کا لڑکا یہ سن کر ناز سے ‏ بول اٹھا کیا جانے کس انداز سے
یعنی نوکر کو کہا جا جلد تر ‏ کہدے اس دلدادہ سے اس طور پر

گر ترا دل مجھ پہ یوں مائل ہے اب ‏ بھیجنے میں کون چیز حائل ہے اب
دل ترا رہتا ہے گر مجھ بن اداس ‏ بھیجدیتا کیوں نہیں دل میرے پاس

جا کے نوکر نے پیام جاں فزا ‏ میر کے لڑکے کا عاشق سے کہا
سن کے عاشق نے پیام دلربا ‏ ٹھہر دروازہ پہ نوکر کو کہا

بعد لمحہ بے طلب تو گھر میں آ ‏ اور طبق پوشیدہ لیجانا اٹھا
وہ طبق سربستہ لیجا کر ضرور ‏ جلد رکھنا میرزادے کے حضور

بعد اک ساعت کے نوکر میر کا ‏ حسب فرمودہ پسر اندر گیا
جا کے دیکھا ہے طبق رکھا ڈھکا ‏ اور زمیں پر اک طرف لڑکا پڑا

ہے طبق رکھا ڈھکا اوپر رومال ‏ اور زمیں پر ہے پڑا وہ نونہال
وہ طباق ایسا سے جلدی سے اٹھا ‏ میر کے لڑکے کے جا آگے دھرا

18 اور کہا سب اس سے جا کر ماجرا ‏ میر کے لڑکے نے پھر سنکر ذرا
اس طبق کو دیکھا جو رومال اٹھا ‏ دل تڑپتا پایا اس میں برملا

دیکھتے ہی اک لگی سینہ پہ چوٹ ‏ ہو گیا اسکا بھی دل بس لوٹ پوٹ
وہ تو دل کو دیکھ کے راحت پا گیا ‏ دل کو اس کے بھی مگر تڑپا گیا

دیکھ کے دل آرام اس کو ہو گیا ‏ جب گیا پہلو سے دشمن ہو گیا
پھر کہا خادم کو جلدی دوڑ کر ‏ جا کے اس جانباز کی لا تو خبر

سنتے ہی خادم گیا واں جلد تر ‏ اور اس جانزادہ کی لایا خبر
یعنی وہ دلدادہ لڑکا مر گیا ‏ جان کو جاناں پہ قرباں کر گیا

رکھ کے سر زانو پہ بیدم ہو گیا ‏ سانپ کے کاٹے کی جوں چپ سو گیا
عشق اپنا کام کر کے چل گیا ‏ گلبن نو رنگ گل میں مل گیا

ہو گیا وہ جاں بحق تسلیم آہ ‏ سنکے اسکی بھی ہوئی حالت تباہ
اپنے کہنے سے پشیماں ہو کے وہ ‏ ہو گیا بیہوش بس رو رو کے وہ

فائدہ کیا اس پشیمانی سے اب ‏ چل گیا جب تیر ہٹ سکتا ہے کب
عاشق صادق تھا اور اہل کمال ‏ دیدیا دلبر کو جو دل بے ملال

لیکے مسکین نے اشارہ دلربا ‏ دیدیا دل کر کے پہلو سے جدا
اک اشارے میں دیا دل بیخلل ‏ کر گیا اس شعر پر گویا عمل

دلدیا لاکھوں خریدے جینے دماغ ‏ اک کلی دیکر لیا پھولوں کا باغ
جبکہ ہو عاشق مجازی کا یہ حال ‏ کیوں نہ مٹ جاں عاشقان ذو الجلال

خلق ذرے مخلوق پر جان بے عنا ‏ عشق خالق میں نہ ہو کیونکر فنا
عشق مولیٰ کچھ نہیں لیلیٰ سے کم ‏ کیوں نہ ہوں مجنوں بنی اسیر یکقلم

شمع پر پروانہ ہو جل کر فنا ‏ عاشقان حق نہ ہو کیونکر فنا
حسن یوسف پر زنان مصر مست ‏ ہو کے کاٹیں جانے لیموں اپنے دست

حسن یوسف عکس حسن حق ہے یار ‏ حسن حق پر کیوں نہ ہو عاشق نثار
عاشقان صورت وہم و خیال ‏ کب ہوں مثل عاشقان ذو الجلال

گوی شو میگرد پہلوئے صدف ‏ غلط غلطاں در خم چوگان عشق
عشق حق میں تو جو دے اک جان کو ‏ پاوے بدلا اس سے لیکر سات سو

Marfat.com

عشقہائے کز پئے رنگے بود ۔ عشق نبود عاقبت ننگے بود
حضرت تحفہ بغم پر سینہ چاک ۔ کہہ چکی جب یہ حکایت دردناک
تھرتھرا کر گر پڑی بے ہوش ہو ۔ آہ بھر کر رہ گئی خاموش ہو
بعد ساعت کے جو آیا اسکو ہوش ۔ پھر وہی نعرہ تھا اور جوش و خروش
شیخ نے اسکو پکارا اے کنیز ۔ بولی لبیک اے سری باتمیز
یوں کہا پھر شیخ نے اے باادب ۔ کیا مرا جانے ہے تو نام و لقب
نام بھی لیتی ہے میرا برملا ۔ مجھ کو جانے ہے کہاں سے تو بتا
بولی جیسے دوست کو جانا ہے میں ۔ اس سے اس کو خوب پہچانا ہے میں
غم میں اس کے عشق کے کھیلی ہے نرد ۔ آپکو کھو کر کے پایا اس کو فرد
کھل گئے سب دل میں اسرار جہاں ۔ ہے نہ کوئی بھید اب مجھ سے نہاں
شیخ بولے مانا میں عاشق ہے تو ۔ پر بتا ہے کون تیرا ماہرو
کردار روشن ترا ہے کون ماہ ۔ کون سے بت نے تری ماری ہے راہ
کون سے محبوب کی عاشق ہے تو ۔ کون سے مطلوب کی شائق ہے تو
کون سے دلدار پر مائل ہے تو ۔ کسکی تیغ ابرو کی کماں گھائل ہے تو
کون سے ہے شعلہ رو کی سوختہ ۔ ہے تو کس تیر نگہ کی دوختہ
ہے تو کس شیریں دہن کی تشنہ لب ۔ ہے تو کس چاہ ذقن میں غرق اب
کونسے ہے سرو قد کی پائمال ۔ عشق میں کس ماہ کے ہے تو ہلال
پیچ میں آئی ہے کس کاکل کے تو ۔ ہے شکنجہ میں بیچ بتا کس زلف کے تو
زخم خوردہ ہے تو کس چوگان کی ۔ گیند کی جو ہے جو غلطاں سرکٹی
کونسے شمشاد کی قمری ہے تو ۔ کونسے آزاد کی قیدی ہے تو
کون سے گل کی ہے تو بلبل بتا ۔ کون ہے محبوب تیرا گل بتا

بیان کردن بی بی تحفہ معشوق و محبوب خودرا که محبوب من معبود برحق و قادر مطلق است

عرض کی تحفہ نے اے قطب زماں ۔ ہے مرا محبوب خلاق جہاں
یعنی جس نے کر دیا ہے بے قصور ۔ حرف دو سے دونوں عالم کا ظہور 19
عشق سے پرجان جسنے دی مجھے ۔ یاد میں اپنے بہر مو کی مجھے
مجھ کو اپنے سے شناسا کر دیا ۔ نور عرفاں سے مرا دل بھر دیا
خالق کونین پر عاشق ہوں میں ۔ مالک دارین کی شائق ہوں میں
دلربا جسنے دیا دل اس کو میں ۔ آپ کو چھوڑا گئی مل اس کو میں
دل دہندہ ہی کی دلبردہ ہوں میں ۔ اپنے اسجاں بخش کی مردہ ہوں میں
اپنی ہستی بخش پر ہوں میں فنا ۔ میری ہستی میں ہے وہ جلوہ نما
ہوں دہندہ آبرو کی اشک ریز ۔ اپنے عزت بخش کی ہوں خاک بیز
اپنے ہوں افروختہ پر سوختہ ۔ اپنی شادی پر ہوں غم اندوختہ
اپنے اپر آب سرو گل ہوں میں ۔ گاہ قمری اور گہے بلبل ہوں میں
ہے مرا محبوب دو عالم کا رب ۔ جسکی پاکی بولتی ہے خلق سب
جسکی وحدت کی ہے کثرت جلوہ گاہ ۔ جسکی یکتائی کا شہد اللہ گواہ
ذات برحق بادشاہ بیبدل ۔ فرد مطلق لایزال و لم یزل
ہے وہی معبود برحق میرا دوست ۔ ہے وہی موجود مطلق میرا دوست
ہے مرا محبوب اسرکن فکاں ۔ جان عالم جان جاں روح جہاں
ہے مرا محبوب مطلوب و حبیب ۔ جو ہے مجھ سے بھی بہت میرے قریب
ہے مرا معشوق وہ بیشبہ شک ۔ عشق میں جسکے ہے سرگرداں فلک
جسکی پی کر مے حیرت زمین ۔ ہے پڑی بدمست بیجان و خبریں
ہے نظر میں جسکی عبدیت کے چور ۔ آدم و جن و ملک حور و قصور
جسکے جام عشق سے ذرات مست ۔ فرش تا عرش موجودات مست
ہے وہی دلبر مرا وہی حبیب ۔ اور سوا اسکے نہیں کوئی حبیب
ہے جو محبوبان عالم پر یہ نور ۔ ہے اسی کی پرتو کا سب ظہور
حسن محبوبان عالم سربسر ۔ عکس حسن حق ہے یوں خود سنگ پر

Marfat.com

جس براندوده ہے یہ خوبی خلق   عکس محبوبی ہے محبوبی خلق
سایہ اپنے اصل کو جب چلگیا   خاک میں عشق مجازی رل گیا
سایہ تو جا اصل میں اپنے ملا   عشق حقیقی اسکو حاصل ہوگیا
یعنی جب معشوق اسکا مرگیا   بے وفائی اپنی ظاہر کر گیا
چشم وگوش وچہرہ سب موجود ہے   عشق تھا جسپر کہو وہ کیا تھی شے
پرتوہ جب اصل کو اپنے گیا   رہ گیا عاشق بچارہ دیکھتا
اصل اور سایہ میں سمجھا کچھ نہ فرق   چھوڑ دریا کو ہوا قطرہ میں غرق
آئینہ میں دیکھ کر عکس حبیب   اصل صورت سے رہا تھا بے نصیب
عشق بر مردہ نباشد پائدار   عشق را برحی و بر قیوم دار
عشق مردہ پر نہیں ہے پائدار   زندہ اور قائم کا کر عشق اختیار
ماسوا حق کے جو کچھ موجود ہے   شکل ہستی ہے ولے نابود ہے
غیر ہی کب ہے وہ ہے موجود یار   اوّل وآخر نہان و آشکار
۲۰ احولی کو دور کرکے کر نظر   ہے وہی خورشید ہرجا جلوہ گر
شمع گر لاکھوں تجھے آویں نظر   ایکسا ہی جب نور ہر جا وے نظر
آئینوں کو دیکھ کرکے رنگ رنگ   عقل جزوی اس تکثر سے ہے دنگ
دس عدد ہوں یا ہزارہوں بلکہ سو   ہر اک ان کا ایک سے خالی نہو
یہ نہیں ہے وہ نہیں ہے ہی نہ تو   ہے وہی نور منزہ چار سو
اس سے زیادہ کہہ نہیں سکتا ہوں میں   ہے یہی بہتر کہ چپ رہتا ہوں میں
قطرہ میں دریا سماوے کس طرح   ذرہ میں خورشید آوے کسطرح

اٹھ گئی جب زرہ ہوئی ظاہر مسی   اسکے عاشق پر جب آتی ہے ہنسی
ہو وسے گر عاشق مجازی کو کچھ عقل   ساتھ اس سایہ کے کرتا ہے نقل
جب حقیقت دیکھ لی اندر مجاز   تب حقیقی عشق میں کر ترک و تاز
ہوگئی باہر بدن سے روح جب   ہوگیا عشق مجازی سرد سب
پرتوہ حسن حقیقی کا وہ تھا   جس پہ یہ عاشق ہوا تھا مبتلا
کھلگئی جب آنکھ تب فریاد کی   عشق ناقص میں عمر برباد کی
دیکھ کرکے عکس خود دیوار پر   عشق کیا اور کی نہ سورج پر نظر
جب خیال ماسوا باطل ہوا   عشق حقیقی تب اسے حاصل ہوا
عشق زندہ در روان و در بصر   میشود ہر دم زغنچہ تازہ تر
عشق زندہ کا ہو ہر دم تازہ تر   دل میں اور آنکھوں میں باصد کر و فر
بند کر آنکھوں کو کر دل سے نظر   ہے وہی محبوب ہر جا جلوہ گر
ہے حقیقت میں نہیں جز ذات ایک   دو۲ نظر آتے ہیں احول کو ولیک
ہیں اسی دریا کی سب موجیں خروش   گرچہ رنگا رنگ ہے ان کا ظہور
ہے ہزاروں آئینوں میں شکل ایک   عقل اس کثرت سے حیراں ہے و لیک
پوچھ آئینوں کی کثرت سے تو گر   حق کے اسماء و صفات ہیں جلوہ گر
وہ نہیں جس میں نہیں وہ جس میں ہو   وہ بھی ہے ناچیز اے اعداد جو
ذرہ کہ دو۲ نہ پڑھ اور دو۲ نہ جان   جان اسمیں آپکو محو نہان
ہے ہمائے وحدت اب پرواز پر   آوے کب دام سخن میں اے پدر
باد اندر مشک آسکتی ہے کب   آگ پنبہ میں سما سکتی ہے کب

کوہ کو کیونکر اٹھاوے برگ کاہ   نور میں ظلمت کو ہو کسطرح راہ
شیخ سری یہ سخن تحفہ سے سن   رہ گئے حیران و تشنہ لب سخن

رجوع بقصہ

سنکے اس سے بلبل میٹھے کلام   قند وحدت سے ہوئے شیریں کلام
یوں کہا قیدی تجھے کس نے کیا   روئی اور رکھ ہاتھ یہ دلپر کہا
بعد ازاں اک آدھ کو گر پڑی   شیخ نے جانا گئی مر اس گھڑی
دیکھ اس کی حالت مضطر کو شیخ   اور سن کر قصہ بے سر کو شیخ

کرکے اس سے گوہر معنی بگوش   شربت توحید کو بس کرکے نوش
جاہلوں نے کرکے باہم مشورہ   بند مجھ آزاد کو بس کر دیا
ہوش جب آیا تو پھر اس نے پڑھے   چند شعر اپنے مناسب حال کے
صاحب بیمار خانہ سے کہا   بہر حق کر اس ولیہ کو رہا

Marfat.com

اس گرفتار محبت کو تو چھوڑ — آہو وحشی رُ وحدت کو تو چھوڑ
قید سے تو چھوڑ اس بے قید کو — تا ترے بر لادے حق امید کو

کر تو آزاد دو عالم کو آزاد — دو جہاں میں تا کرے حق تجھکو شاد
سنکے اسنے طوق اور زنجیر توڑ — انکے کہنے سے دیا تحفہ کو چھوڑ

پھر کہا یوں شیخ نے اے خستہ جاں — اب چلی جا تیرا دل چاہے جہاں
عرض کیا تحفہ نے اے والا گہر — میرے جانیکا ٹھکانا ہے کدھر

قید میں ظاہر کی ہیں کیا قید ہوں — قید باطن کی دلسے پابند ہوں
شیر معنی ہو نہیں آزاد دو کون — بند کر سکتا ہے اب مجھ کو کون

طوق زنجیر اور یہ زنداں ہیں سب — اک اشارہ میں فنا ہوتے ہیں سب
کیا نہیں تم نے سنا اے خوش خصال — قید میں منصور کی قوت کا حال

حکایت حضرت شیخ منصور رحمہ اللہ

قید میں جسدم کیا منصور کو — فانی حق عرفی بحر نور کو

ساتھ اس کے تھے تین سو اور چند — اپنے اپنے جرم کی شامت سے بند
بولا منصور ان کو تم سے بند توڑ — تم اگر چاہو تو دوں میں سب کو چھوڑ

یوں کہا سب نے یہ گر ممکن ہے جو — کیوں نہیں دیتے خلاصی آپ کو
یوں کہا مجھ کو شریعت کا ہے پاس — قید حق میں ہوں نہیں مجھ کو ہراس

ہاں اگر چاہو تو دوں میں تمکو چھوڑ — اک اشارے میں تمہارے بند توڑ
پھر اشارہ جو کیا انگشت سے — بند و دست دیا سے انکے گر پڑے

قیدیوں نے آپکو دیکھا جو خاص — بند اور زنجیر سے بالکل خلاص
عرض کی سب نے کہ اے شیخ بلند — کس طرح جائیں در زنداں ہے بند

اور ہیں درباں دروں پہ مستعد — پہرے اور چوکی کے اوپر مستعد
یوں کہا منصور نے پھر کیا ہے ڈر — کہہ کے یہ اور کی سوئے زنداں نظر

شیخ کے کرتے ہی زنداں پر نظر — ہو گئے پھٹکر کے دیوار میں در
پھر کہا اب جاؤ تم سارے نکل — اپنے اپنے گھر کو جاؤ بے خلل

بولے سب تم کیوں نہیں چلتے ہو گھر — یوں کہا جانا ہے مجھ کو دار پر
ہے مرے سینہ میں اک سر نہاں — دار پر جا کر کروں گا میں عیاں ۲۱

بعد اس کے حکم سے دلدار کے — ٹکڑے ٹکڑے ہونگے جسم زار کے
اس طرح میں بھی ہوں حکم حق میں بند — امر تلخ اسکا ہے مجھ پر مثل قند

میرے پیارے نے مجھے اے ہوشمند — کر دیا ہے بند میں بندہ کے بند
اس مرے محبوب نے کر دی مجھے — اپنے اک بندے کی بس بندی مجھے

اس کی مرضی پر رہونگی دلسے بند — ہو چلا میرا یہاں گر بند بند
گر مرا مالک نہ ہو راضی جاؤنگی — ورنہ صابر ہوں نہیں گھبراؤنگی

شیخ سری نے کہا ہنسکر کہ یوں — ہے عجب تو نکتہ داں اے ذوفنوں
اس سخن سے ہوگیا اب آشکار — میں ہوں مجنوں اور تو ہے ہوشیار

ملاقات شدن شیخ سری سقطی از تاجر مالک تحفہ

شیخ اور تحفہ بہم آپس میں باز — کر رہے تھے گفتگوئے راز و ناز
تاجر دل خستہ سینہ سوختہ — پشت خم غصہ سے سینہ دوختہ
آگیا باہر سے اندر ناگہاں — جانب زنداں بندی بے اماں

آکے داروغہ نے یوں اس سے کہا — ہے کہاں تحفہ کہا اندر ہے جا
پاس اس کے بیٹھے ہیں حضرت سری — سنکے بیخود ہوگیا وہ اس گھڑی

شیخ کو دیکھا تو بس خرم ہوا — فکر سے تحفہ کے دل بے غم ہوا
بولا برکت سے دعا کی ان کی اب — مشکلیں آسان ہونگی میری سب

بعد تسلیم و ادب ہو چشم تر — رکھدیا پھر شیخ کے پاؤں میں سر
شیخ بولا ہوش کر اے باتمیز — مجھ سے سو درجہ ہے بہتر یہ کنیز

ہے ادب مجھ سے گدا کا بے شمار — شاد معنی کو کیا ہے خوار
لائق تعظیم پر تو ہو ستم — اور ہو نالائق معظم محترم

ابلہاں تعظیم مسجد می کنند — در جفائے اہل دل جد می کنند
کب سے مسجد جز وردن اولیا — کیونکر ہے وہاں جلوہ فرما کیا

Marfat.com

کیا نظر بندی ہے اے دانائے راز / باز کو پشہ کہیں پشہ کو باز
ہے عجب نیرنگ یہ برعکس کار / خار کو جانے ہیں گل اور گل کو خار
چاہ کو جانے ہیں راہ اور رہ کو چاہ / شاہ کو مسکیں کہیں مسکیں کو شاہ
نیک کو جانیں ہیں بد اور بد کو نیک / ایک کو سمجھیں ہیں سو اور سو کو ایک
غم کو شادی جانیں اور شادی کو غم / نم کو دریا سمجھیں اور دریا کو نم
خوار کو سلطان سلطاں کو ذلیل / دانا کو ناداں اور ناداں کو عقیل
سہل کو مشکل کہیں مشکل کو سہل / اہل کو نااہل نااہلوں کو اہل
عاقلوں کو جانتے مجنون ہیں / اور جو ہیں مجنوں انہیں عاقل کہیں
خلق جسکو جانتی سردار ہے / پیش اہل دل ذلیل و خوار ہے
اور جسے سمجھیں ہیں سب خوار و ذلیل / ہے حقیقت میں وہی شاہ جلیل
اس کنیزک کو کہ ہے سلطان جان / کس لیے رکھا ہے خوار و مستعان
کیوں کیا اس گلبدن کو خوار و زار / کیوں کیا اس آئینہ کو پر غبار
جان کو اپنی ستاتا ہے کوئی / خاک میں زر کو ملاتا ہے کوئی
کیوں اس آزاد دو عالم کو کیا / قید میں اسکا سبب مجھ کو بتا
کر بیاں اس کی حقیقت مجھ سے تو / اول اور آخر سے یکسر مو بمو
حال کیا رکھتی تھی اور کیدھر رجوع / یہ جنوں اسکو ہوا کیونکر شروع
ہو گئی ہے کب سے یہ زحمت اسے / کتنی مدت سے ہے یہ حالت اسے
اشک سے لعل و گہر کرکے نثار / شیخ سے کی عرض تاجر نے کہ یار

بیان نمودن تاجر حال تحفہ را رحمہا اللہ

سنیے مجھ سے قصہ تحفہ بہوش / عشق کے کیجے در تحفہ بگوش
سنیے ساتھ اس کے کہانیکو مری / اس بلائے ناگہانی کو مری
کان دیجے نام ہے دلکا دھواں / نکلے راہ گوش سے کچھ تو اس آں
ایکدن پھرتا تھا میں بغداد میں / آگیا اک کوچۂ بیداد میں
۲۲ خلق کا دیکھا وہاں اک اژدہام / گر رہی تھی قند پر جیسے ہوام
ایک سے پوچھا میں کیوں ہے یہ ہجوم / ہے کہا اک فتنہ تحفہ کی دھوم
بکتا ہے اک شاہد خورشید فام / جنتی تحفہ ہے تحفہ اس کا نام
دیکھ اس کو شمع رو و گلبدن / سب گئے ہیں بلبل و پروانہ بن
وصف اس گلرو کا جب مجھ پر کھلا / دل میں پھول اسکی تمنا کا کھلا
جلوہ آں ماہرخ از راہ گوش / برد از تاجر روان و عقل و ہوش
الغرض میں بھی عزیمت کو بڑھا / بہر تسخیر پری آگے بڑھا
دیکھا رخ اسکا تو پایا جلوہ گر / کان سے بہتر ملی مجھ کو نظر
نور کا پتلا عجب دیکھا عیاں / جسکی ہے تعریف میں قاصر زباں
ہیں خریدار اسکے صدہا پیش پا / قیمت اس کی کرتے جاتے ہیں سوا
سب سے آگے بڑھ کے آخر میں کہا / اس کی قیمت دونگا میں سب سے سوا
یاں تلک لایا کہ جو اندر شمار / آئے درہم اسکی قیمت بیس ہزار
لے لیا میں مول آخر کو بجاں / فتنہ دوران آشوب زمان
آیا خوش ہو کر کے پھر میں جلد تر / خانہ ویراں گر کو لیکر اپنے گھر
خوبی و حرفت کا تھا پس اسکے خل / خاطر عالم رہی تھی اسپہ ڈھل
سر سے پا رکھتی تھی زیبائی پنا / پر عیاں چہرے سے سودائی پنا
شوق کی پیکر کے اک دن بنگ کو / تھی لگی گانے بجانے چنگ کو
تھا زباں پر یہ کہ ہے فریاد رس / کون تجھ بن بیکس و بیکس کا کس

اظہار شدن عشق تحفہ و زور شور او

چارہ بیچاری کا بیکس کا رفیق / مایہ بے مایہ کا ہے بس کار شفیق
دستگیر ناتواں عاجز نواز / مستغیث عاجزاں چارہ ساز
دل غمندہ بیدلاں عاشق نواز / مرہم زخم دلانِ پاک باز
مرے دلبر مرے جانکے حبیب / ہے مرے نزدیک دوروں کے قریب
پردۂ دل میں مرے تھی تو نے جا / خلق کے در پر مجھے دی تو لے جا
پر ہے تیرے عشق سے سب تن مرا / خلق کے ہاتھوں میں ہے دامن مرا

بندگی تیری ہے میری زندگی — غیر کا کر دفع بند بندگی
ہے قسم تیرے جمال پاک کی — دام غم میں تیرے جیسے میں پھنسی
دو جہاں کا دل سے میرے غم گیا — تخم الفت تیرا دل میں جم گیا
ہر رگ و پے میں سمایا ہے تو ہی — غیر کی مجھ میں نہ گنجائش رہی
بیکسوں کا تو ہے بس بیکس ہوں میں — دستگیری کر کہ بس بیبس ہوں میں
ہاتھ سے اس کے تو کر مجھ کو خلاص — کر مجھے اپنے کرم سے اپنا خاص
کہہ کے یہ پھر بے تحاشا رو پڑی — کھول دی مژگاں نے مرجاں کی لڑی
بعد ازاں اٹھ کر کے توڑا ساز کو — اور کیا رونا شروع اور ہائے ہو
ماسوا کی آرزوئیں توڑ دیں — آرزوئیں دل سے اپنے چھوڑ دیں
جو کوئی اس محفل دلکش میں تھا — تاجر اور ساتھ اسکے سب چھوٹا بڑا
بول اٹھا ہر ایک کسی سودا سے آ — سر میں اس زیبا کے سودا پڑ گیا
تیر عشق پھینکا کسی خوش ماہ نے — زخم کھایا اسکی جاہ آگاہ نے
عشق کا مارا کسی نے اس کو تیر — پار دل کے ہو گیا سینہ کو چیر
لیک کی ہر چند سب نے باہنر — جستجو اسباب کی ادھر ادھر
پر ہوا روشن نہ وہ ہے کون ماہ — کونسے بت نے ہے مارا اس کو آہ
ماری تیغ عشق کس معشوق نے — زخم دل کھایا جو اس معشوق نے
گذرا اس حالت میں اسکو ایک سال — کھانا اور پینا تھا اس پر سب وبال
عیش دن کو تھا نہ سونا رات کو — لب یہ خنداں نے زباں سے گفتگو
انس رکھتی تھی غم بے ڈھب سے یہ — بھاگتی تھی مثل وحشی سب سے یہ
تھی گریباں سے عداوت ہاتھ کو — تار دامن میں نہ چھوڑے بات کو
آہ نالہ سے اسے الفت کمال — اپنے بیگانے سے تھی وحشت کمال
شور افغاں کی کبھی تھی دھوم دھام — گاہ خاموشی سے رکھتی تھی کلام
گاہ سر رہتی تھی دیوار سے پھوڑ — گاہ جا جنگل میں دروازں کو توڑ
رات بھر ہنستی تھی یا روتی تھی یہ — مجھکو سونے دے نہ خود سوتی تھی یہ
نوچتی تھی گاہ اپنے سر کے بال — گندما پنجوں سے کرے تھی منہ کو لال
کام تھا گریہ ہے اسکو روز و شب — جان میری اس سے آئی ہے بلب ۲۳

مقید کردن تحفہ را در بیمارستان و بیان زور شور او در غلبۂ عشق الٰہی نو

گرچہ تدبیریں کریں میں سو ہزار — ایک نے بھی پر کیا اس پر نہ کار
جبکہ بگڑا اور بھی اس کا مزاج — بند کرنا ٹھیرا آخر کو علاج
کر کے بس آہن دلی سب نے بدق — کر دیا اس ماہ کو زنجیر طوق
چشم سے جاری تھا اسکے خون کا نال — پڑھ رہی تھی شعر اپنے حسب حال
اشک آنکھوں میں لبوں پر تھی فغاں — عاشقانہ تھی غزل منہ سے عیاں
جس کا سب مضمون سوز و درد تھا — گریہ و افغان و آہ سرد تھا
جیسے اب تک وہ ہی دیوانی ہے یہ — عقل و حس اپنے سے بیگانی ہے یہ
دشمنی ہے خویش داری سے اسے — ہمدمی ہے آہ و زاری سے اسے
کھانا پینا ترک اس کا ہو گیا — خواب اور آرام اس کا سو گیا
کھانا اب دل لگی ہے بھوک اگر — جب پیاسی ہو پیئے خون جگر
نقل غم اس کا ہے رونا ہے شراب — لوٹنا جگنا ہے بیہوشی ہے خواب
راحت اور آرام اس پر شاق ہے — اور تڑپنے لوٹنے میں طاق ہے
ہے جنوں پر اپنے دیوانی سدا — عقل سے رہتی ہے بیگانی سدا
گر ہنسے تھوڑا بہت روتی ہے یہ — رنج و غم پر اپنے خوش ہوتی ہے یہ
ہو ہے روشن جیسی جگہ شمع بلا — اپنے دل سے پروانہ جان کو جلا
غش ہے اپنی بیخودی مستی پہ یہ — مرتی ہے نت نیستی پستی پہ یہ
ہے محبت اس کو وحدت سے سدا — دشمنی رکھتی ہے کثرت سے سدا
اپنی حیرانی کی یہ مشتاق ہے — شور و غل میں شہرۂ آفاق ہے

اسکی آنکھوں کو ہے نت رونے سے عشق
اشک کو میل خودی دھونے سے عشق

اسکی اس حالت نے بے والاضطراب
کر دیا ہے عیش میرا سب خراب

اور جو پوچھو سب مری پونجی ہے یہ
گنج دولت کی مرے کنجی ہے یہ

باہمہ حال اسکو میں سوز و دنار
ہے خریدا دیکے درہم بیس ہزار

رکھتا تھا امید تالوں میں بفور
ہم مثل قیمت کے اس پر سود اور

کیونکہ رکھتی ہے یہ اک کامل ہنر
جس سے اسکو چاہتا ہے ہر بشر

رکھتی ہے ظاہر جو یہ حسن و جمال
اس سے زیادہ اور ہے اسمیں کمال

جس سے زیادہ خلق میں اسکی ہے دھوم
شوق کا خلقت کی ہے اس پر ہجوم

شیخ بولے اسمیں کیا ہے وہ ہنر
جس سے اسکی ہے یہ قیمت اور قدر

یوں کہا ہے مطربہ گاتی ہے یہ
دل کو اک نغمہ میں لیجاتی ہے یہ

فن موسیقی میں رکھتی ہے کمال
قال سے اسکی ہو عالم اہل حال

جو کوئی آواز کو اس کی سنے
ذوق سے دو دو پہر سر کو دھنے

ذوق میں آکر کے یہ گاتی ہے جب
مست ہوتے ہیں در و دیوار سب

لحن داؤدی اسے حق نے دیا
اور دم عیسیٰ اسے حق نے دیا

واسطے نغمہ کے جب کھولے زباں
جاکے آتی ہے تن مردہ میں جان

بلبل روح اسکا سن آواز چنگ
جائے گلزار ارم کو بیدرنگ

ہاتھ میں جب ساز کو لیتی ہے یہ
صوفی اک عالم کو کر دیتی ہے یہ

مرغ دل پراں ہو جب کھولے زباں
ہو صدا سے اسکی حیراں کل جہاں

جب بلند کرتی ہے یہ آواز کو
ہوتی ہے برپا قیامت چار سو

اور سوا اسکے ہیں جو اس میں کمال
اس سے واقف ہے خدائے لایزال

پرسیدن شیخ سری سقطی از تحفہ مطربہ حقیقت حال او

سنکے سری نے کہا تحفہ سے یوں
سچ ہے کیا تاجر بیاں کرتا ہے جو

حال دل کچھ تو بھی کر اپنا بیاں
دست بر دل دیدہ تر کھولی زباں

روئی اور سنکر کہا اے شیخ دیں
سچ کہا تاجر نے گرچہ سچ نہیں

کہتا ہے اپنی سمجھ کی ہر کوئی
حال ہے میرے نہ واقف ہر کوئی

پھر کئی اشعار عربی کے پڑھے
جسکے معنی میں نے ہندی میں لکھے

یعنی کی حق نے مرے دل سے کلام
تھی زباں محبوب اپنی اسمقام

بعد فرقت کے ہوئی قربت حصول
کر لیا حق نے مجھے پاک اور قبول

لے لیا اس کوچہ الفت کو میں
پر نہ چھوڑا اس در دولت کو میں

جو کہا نانا میں رغبت سے اسے
ہوگئی حاضر پکارا جب مجھے

سب گناہوں کو مرے کر کے معاف
کی عطا جنت مجھے بے اختلاف

ایک جنت کیا جو اس کا ہو رہا
ہوگیا وہ وارث ہر دو سرا

فضل سے حق کے ہوئی مقبول میں
سیر باغ وصل میں مشغول میں

لطف حق نے کر لیا مجھ سے پسند
زہر ناقص تلخ و تیرہ مثل قند

ذکر عطائے بی انتہائے الٰہی در عبادت بندگان خود

زندنا مرغوب ناچیز و حقیر
فضل سے لکھی اسے نعمت کثیر

ہے یہ فضل و لطف اسکی ذات میں
پوتھ لیکر دے ہے موتی ہاتھ

سنگریزہ لیکے دے لعل و گہر
لے ہے مشت خاک دے ہے سیم

نے گل پژمردہ دے گلشن تجھے
بدلے اک دن کے دے عمر من تجھے

لیکے شاخ خشک دے بستان تر
بدلے اک دینار کے دے کان

لیکے تجھ سے کوزہ آب خراب
جام کوثر دے ہے با مشک و گلاب

لے دو قطرہ اشک دے دریائے نور
لے ہے گندہ بیر دے حور و قص

سجدہ سر جو نہیں جز خاک و خوں
بدلے اسکے دے ہے قرب بیچگوں

ہیں جو اعمال جوارح خاک باد
لیکے دے نعمائے جنت نام

چشم نم لیکے دے یم رحمت تجھے
آہ دل لیکر دے دم وصلت مجھے

دست تا بال و پر دے اور زبان
دل کے بدلے جان جاں کون

لطف لحسان کا ہو اس کے کب بیاں ۔ بخشدے ادنی کو اک ملک جہاں
تخت بخشش کے جو ہو جلوہ گر ۔ بندۂ عاجز کو بخشے تاج سر
پشہ کو شہباز کے دے بال و پر ۔ روبہ مسکیں کو طاقت شیر نر
ذرہ کو خورشید کر دیتا ہے وہ ۔ قطرہ میں دریا کو بھر دیتا ہے وہ
وہ ہوا اس کا جو اب اسکا ہوا ۔ وہ ہوا اسکا تو سب اسکا ہوا
ہوش کر اے یار بہر وصل جاں ۔ مرزعہ دنیا ہے کچھ بولے یہاں
چند ایام اندر عمر مستعار ۔ کر کے طاعت لے حیات پائدار
وہ حیات جاوداں بے انتہا ۔ گرد جس کے نیستی ہرگز نہ جا
پیش عقبی دنیا اک ساعت ہے بس ۔ ایک ساعت وہ بھی بیراحت ہے بس
ہے کہاں افسوس تیری ہوش و عقل ۔ سانس تیری رائیگاں کرتی ہے نقل
مت گران انفاس خوش کو خوار و زار ۔ غفلت و نسیاں سے بچ رہ ہوشیار
تین دن کے عیش پر مت ہو تو شاد ۔ آخر ہو مثل عقیمہ نامراد
ہوش تو سب چھوڑ کر مر جائے گا ۔ جز ندامت کے نہ لیکر جائے گا
تو حیات جاوداں چاہے اگر ۔ پہلے مرنے سے جاگا ورنہ مر
آفریں جاں کو جو اسکی رہ میں جا ۔ مرحبا سر کو جو ہو اس پر فدا
مرنا اس رہ میں ہے رشک زندگی ۔ ہے یہ مرنا زندگی پائندگی
عہد و پیمان ازل کو یاد کر ۔ ذکر حق سے ملک دل آباد کر
غفلت و نسیاں سے رہ تو دور تر ۔ پاس کر انفاس کا اے بیخبر
پاسبان ذکر کا رکھ زور و شور ۔ تا نہ آجائے کہیں غفلت کا چور
ایک دم نسیاں اگر تجھ کو ہوا ۔ عمر کی دولت نے لیجا گا چورا
ایکدم غافل نہ رہ کر ذکر حق ۔ تا نہ آئے غیر ذکر و فکر حق
غیر حق کو دل سے اپنے دور کر ۔ نور کے جلوہ سے دل معمور کر
ذکر کر مذکور تا ہو دے عیاں ۔ نی کہ ہو جس ذکر سے جاری زباں
ذکر تن طاعت ہے ذکر دل حضور ۔ ذکر سری نور ہستی سے نفور
ہے مشاہدہ حق کا ذکر روح یہاں ۔ رویت اور دیدار ہو اسدن وہاں ۲۵
ذکر نفلی عارضی ہے اے عزیز ۔ ذکر روحی جوہری ہے اے عزیز
جبکہ تجھ پر ہو عیاں سلطان ذکر ۔ اس گھڑی ہو سر بسر تو کان ذکر
ذکر اور مذکور ہو جا ایک بار ۔ غیر حق کی کب رہی باقی شمار
ہو ترے دل میں جہاں جان عیاں ۔ جسکے اک دریا کا قطرہ یہ جہاں
یہ جہاں نم ہے وہ یم بے انتہا ۔ تم کو ہے اس یم سے بس نشو و نما
پیش خورشید کرم اے جان غم ۔ ہیں یہ دونوں ماہ و خور ذرہ سے کم
الغرض برق تجلی نہاں ۔ پھونک کر دے تجھے بس بےنشاں
بعد اس کے ہو نہیں سکتا عیاں ۔ ہو ترے ہر جز دلے جو کچھ عیاں
جب کرے عشق احد دلسے ظہور ۔ میم احمد درمیاں سے ہووے دور
دل سے جب دم عشق کا شعلہ اٹھا ۔ جز احد کے کون اے احمد رہا
بند کر امداد اب آگے زباں ۔ قصہ تحفہ کو کر ہم سے بیاں

رجوع بقصہ و خریدن شیخ سری تحفہ را و منظور نہ کردن تاجر و آزاد کردن تحفہ را

شیخ لے سن دیکھ کے حال و قال ۔ پائے جب تحفہ میں سب تحفہ کمال
خاطر نادر میں اپنے باکمال ۔ بوریا ایک اسکی تمنا کا نہال
اور کہا دل میں کہ لڑکوں سے گہر ۔ مول لینا ہے بہت آسان تر
دونوں عالم سے ہے بہتر یہ گہر ۔ اور ہے تاجر طفل ناداں بیخبر
حقہ پر لعل سربستہ ہے یہ ۔ لے تو اسکو کھولدے زر کی گرہ
گرچہ تیرے پاس اک درہم نہیں ۔ لطف حق کا بھی مگر کچھ کم نہیں
شیخ نے پھر اٹھ کے تاجر سے کہا ۔ بیچ میں تحفہ کو دوں اسکی بہا
بیچتا ہے تو اگر لے تاہوں میں ۔ جو طلب قیمت کرے دیتا ہوں میں

Marfat.com

جسقدر زر چاہئے تجھکو سو لے
لیک تحفہ سیمبر کو مجھ کو دے

عرض کی سنکر کے تاجر نے کہ آہ
ہو گیا ہوں ننگ سے میں تو تباہ

میں تو لشکر ہو گیا اس پر فقیر
کب ہے تم پاس اسقدر دولت کثیر

تم ہو خود مسکیں کہاں تم پاس زر
جو خریدوگے اسے اے بہرہ ور

جو کہ نقد و جنس میرے پاس تھا
سب کا سب میں اسکی قیمت میں دیا

ہو گیا محتاج سب کچھ صرف کر
نے کنیزک ہاتھ میں ہے اب نہ زر

پھر رہا نہ وہ میں بیکس رہ گیا
مثل عاشق بیدل و بیدل رہا

آہ صد افسوس اب میں کیا کروں
کس سے جا اپنی مصیبت کو کہوں

مناجات شیخ سری سقطی در طلب قیمت تحفہ رحمہما اللہ

شیخ نے اس سے کہا ٹک صبر کر
لاتا ہوں میں اسکی قیمت بے خطر

بعد ازاں اٹھکر کے با آہ و بکا
روتے روتے شیخ اپنے گھر گیا

گھر گئے شیخ اور نہ تھا پاس ایک دانگ
جز دعا و گریہ و افغان و بانگ

جاکے بس حیران تنہا بیٹھ کر
رات بھر روئے بصد سوز جگر

عرض کرتے تھے کہ اے پروردگار
حال میرا تجھ پہ ہے سب آشکار

پاس میرے کچھ نہیں پر اے جواد
ہے ترے فضل و کرم پر اعتماد

کردے اسدم اپنی رحمت کی نظر
مجھ غریب و مفلس و نادار پر

کھول گنجینہ کرم کے اپنے در
اور عطا کر تحفہ کی قیمت مجھ کو کر

سرخرو کر مجھ کو تاجر کے حضور
وعدہ کر آیا ہوں میں اس پر ضرور

ہو مرا یارب تو اب حاجت برار
کر نہ مجھ کو سامنے تاجر کے خوار

بحر حق ہو بحر رحمت موجزن
کر مجھے رسوا نہ اندر مرد و زن

شیخ کی بس عجز و زاری دیکھ کر
آگیا دریا کرم کا جوش پر

لوٹتے تھے شیخ خاک عجز پر
ناگہاں ٹھوکا کسی نے آکے در

کھولا دروازہ تو دیکھا اک امیر
باللباس فاخرہ روئے منیر

ہے کھڑا در پہ باآداب تمام
اور شمع روشن لئے ہمرہ غلام ۲۶

اور کئی ہمراہ خادم باادب
تھیلیئں پُر زر لئے ہاتھوں میں سب

کون ہے پوچھا دیا اسنے جواب
ہوں میں احمد بن مثنی اے جناب

شیخ نے اس سے کہا اسوقت تو
کسلئے آیا کہا اے نیک خو

مجکو اس رات اے ولی باخدا
خواب میں یوں پہنچی ہاتف کی ندا

یعنی لیکر چند زر کی تھیلیاں
جاکے سری کی نظر کر اس زماں

دیکے سری کو کر اسکا جی خوشی
جان تو اس کی خوشی میری خوشی

آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں میں
ہو یہ مقبول اب جو کچھ لایا ہوں میں

شیخ نے سن مژدہ راحت فزا
سجدۂ شکر حق کی نعمت کا کیا

صبح ہوتے ہی ادا کر کے نماز
باہر آئے شیخ با شوق دراز

میر کو لے ساتھ اپنے با شرف
لیگئے تشریف تحفہ کی طرف

ہاتھ احمد کا پکڑ اک آن میں
لیگئے اسکو بیمارستان میں

دیکھا جو صاحب بیمارستان کو
بیٹھا ہے آنکھیں لگائے چار سو

شیخ کو دیکھا تو کہہ کر مرحبا
عرض کی آؤ کہ اب مجھ پر کھلا

یہ کہ درگاہ خدا میں بے گماں
قرب تحفہ رکھتی ہے یہ قدر شاں

غیب سے کل آئی مجھ کو یوں ندا
بے شبہ تحفہ ہے مقبول خدا

چاہتی ہے رب کو وہ اور اسکو رب
فضل رب کا اسپہ ہے روز و شب

ہے خدا کا قرب اسکی جان میں
اور عظمت اسکو ہے ہر آن میں

شیخ کو دیکھا تو تحفہ رو پڑی
اور یہ کی اس نے مناجات اسگھڑی

یعنی خوش بیٹھی تھی میں اے کبریا
تو نے عالم میں مرا شہرہ کیا

حال سے میرے کوئی واقف نہ تھا
وصف کا میرے کوئی واصف نہ تھا

خلق میں مشہور کر کے اے خدا
کردیا مجھ کو بلا میں مبتلا

بند محکم میں ہے جو ہے مشتہر
ہے یہ بند آہن سے بھی بس سخت تر

خلق میں جو ہو گیا مشہور تر
کھل گئے سو آفتوں کے اسپہ در

غیرت و رشک و حسد غصہ و خشم
بغض و حرص و دشمنی کینہ و خشم

Marfat.com

ہر طرف سے اس کے اوپر کر ہجوم
آن کر برسے ہے جیسے ابر جھوم

گر تو ان آفات سے چاہے پناہ
دامن عزلت پکڑا اور دامن جاہ

مرکز عزلت ہو گمنامی کی راہ
آفت شہرت سے جب پکڑے پناہ

جسنے دیکھی ہو نہ خلوت کی بہار
کیا قدر جانے وہ گمنامی کی بار

شب قدر سے قدر کم ہو نیکی پوچھ
عظمت عزلت کو اسم اعظم سے پوچھ

قدر اور عظمت اگر چاہے ہے تو
بیٹھ کر خلوت میں گم کر آپ کو

آگیا تاجر بھی اتنے میں وہاں
آنسوؤں کی سیل چہرہ پر رواں

شیخ بولے غم نہ کر آیا ہوں میں
جس کا تو طالب ہے وہ لایا ہوں میں

شیخ نے پھر پیش کی ہمیان زر
عرض کی تاجر نے ان کو دیکھ کر

ہیں نہیں دیتا ہوں اس تحفہ کو اب
قیمت اسکی دیکھیگا کوئی کب

قیمت تحفہ ہے بس اس سے سوا
اس سے اسکو کب کروں دل سے جدا

پھر بڑھائے اور درہم چند بار
بڑھتے بڑھتے پہنچے تا چالیس ہزار

روکے تاجر نے کہی آخر یہ بات
خواب میں حق نے کہا تجکو یہ رات

یعنی ہے مقبول حق تحفہ ضرور
پاس میرے خویش بیگانہ سے دور

جانے میری طرف مائل ہے یہ
ہے نہ دیوانی بہت عاقل ہے یہ

ہو گیا جب ظاہر اس کا مرتبہ
کر سکے کون اسکی اب بیع و شرا

اب اگر دنیا کی دولت دو تمام
کب قبول اسکو میں اے نیکنام

خالصاً للہ اب میں بالیقیں
کر دیا آزاد تحفہ کے تئیں

اور جو کچھ ہے سیم و زر اسکے سوا
وہ بھی میں نے سب فقیروں کو دیا

کر دیا سب کچھ رہ حق میں نثار
تا کروں حاصل رضائے کردگار

حق کی عشقی پر لٹا تاجر نے گھر
باندھ لی مولی کے رستہ پر کمر

میر نے جو حال تاجر کا سنا
ہاتھ سر پر مار کر رونے لگا

اور کہا گویا کہ رب العالمین
خوش مرے اعمال سے ہرگز نہیں

جو رہا محروم اس حرکت سے میں
جل گیا سر تا قدم حسرت سے میں

مجھ سے راضی ہوتا گر پروردگار
مال میرا ہوتا تحفہ پر نثار

شیخ سے پھر میر بولا بھر کے آہ
تم رہو اسباب کے میرے گواہ ۲۷

پاس میرے مال و زر جتنا ہے اب
خالصاً للہ دیا میں سب کا سب

چھوڑ کر کے حشمت و جاہ و سریر
راہ حق کی میں ہوتا ہوں فقیر

الغرض دولت لٹا کر میر نے
رکھا بار فقر سر پر میر نے

دل سے اپنی سب مرادیں توڑ کر
باندھی مولی کی مرضی پر کمر

پڑ گیا تحفہ کی برکت کا اثر
کر دیا ملکیت سب کو راہ پر

عشق کا تحفہ کے اک شعلہ اٹھا
گھر دئے ہمسایوں کے سب ہی جلا

عشق کے دریا میں خود بھی غوطہ زن
پاس والوں کو بھی لے ڈوبی وہ لگن

بیان تاثیر صحبت کاملاں و تحریص صحبت و خدمت ایشاں

کر لیا اپنا سا اسکو یک بیک
جو گرے کان نمک میں ہو نمک

خور کا ہو سنگ و شجر میں جب اثر
صحبت کامل نہ دے کیوں کر ثمر

پکڑے خربوزہ سے خربوزہ تو رنگ
رنگ عارف کیوں نہ دے پھر تجکو رنگ

ہوئی بس اکسیر کامل کی نظر
سنگ و آہن جس سے ہو وے لعل و زر

تو بھی ہو کامل کا بھائی ہمنشیں
تا وصال حق ہے ہو تو ہم قریں

ہو تو ان شیروں کے قدموں پر نثار
پھر شکار معرفت کا کر شکار

ہو وے ان مرغابیوں کے ساتھ ساتھ
تا کہ ہو حاصل تجھے آب حیات

خاک سے کم ہے جو ہو خاکی کا یار
صحبت نوری سے دیکھے سو بہار

گرچہ ہو تو سنگ و آہن سے تبر
صحبت کامل سے ہو لعل و گہر

ڈھونڈھ حق کے یار کو اے مرد کار
تا خدا تیرا ہو یار اور غمگسار

رات اندھیری اور رہ میں گھاٹیاں
بے شمع جانا بلا کی ہے میاں

بحر مقصد بیکراں اور دور راہ
رکھ ستاروں پر نگاہ تا ہو پناہ

خدمت کامل کو کر تو اختیار
دین و دنیا کے ہوں تا سب راست کار

ناتوانی بندہ شو سلطاں مباش
زخم خو چوں گوئے شو چوگاں مباش

Marfat.com

خاک پائے کاملاں ہوا ہے پسر — بہتر اس سے ہے کہ ہو تو تاج سر
درد کی برکت نے تحفہ کی غرض — کھو دیا ان سب کا روحانی مرض
اسکی صحبت نے کیا ایسا اثر — ہوگئے اکسیر سے چوں مثل زر

آزاد شدن تحفہ رضی اللہ عنہا وگریختن اوازخلق

تحفہ بند بندگی سے جب چھٹی — شیر غراں کی طرح وانسے اٹھی
جسم سے پوشاک پھر کرکے جدی — تن پہ اک کملی پرانی ڈال لی
سب لباس فاخرہ تن سے نکال — ٹاٹ کا ٹکڑا لیا اک سر پہ ڈال
جائے اطلس کر لیا تن پر پلاس — ترک دل سے کردیا راحت کا پاس
عقل کی چادر کو کرکے چاک چاک — عشق کی لی ڈال اپنے سر پہ خاک
پیہن عریانی کا اک کرتہ لیا — مفلسی وفقر کا توشہ لیا
اشک کے دانوں کی لی تسبیح بنا — اور عصائے آہ ہاتھوں میں لیا
باندھی بیتابی کے پٹکے سے کمر — اور مصلی عجز کا مونڈھے پہ دھر
درد و رنج وغم کو کر اپنا رفیق — پکڑا شہر نامرادی کا طریق
اور کیا آنکھوں سے جاری بحر خوں — شیخ سرّی نے کہا پھر اس سے یوں
وقت ہنسنے کا ہے نے رونے کا اب — کردیا آزاد حق نے تجھ کو جب
آہ بھر کر عرض کی تحفہ نے یوں — واسطے اپنے نہ روؤں نے ہنسوں
اس سے اسپر روتی یا ہنستی ہوں نہیں — واسطے اسکے ہی جاں کھوتی ہوں میں
بھاگتی ہوں اس سے میں اسکی طرف — اور رونا اس سے ہے اے پُرشرف
چاہتی ہوں اس سے اسکو خاص تر — دل سے مائل ہوں میں اسپر سر بسر
جبتلک اس تک نہیں پہنچونگی میں — جان کو اپنی یونہی کھوؤنگی میں
جبتلک ہوگا نہ دلبر کا وصال — پائے فرقت میں رہونگی پائمال
ماہی بے آب کو کب ہو قرار — ہو نہ جبتک بحر تک اس کا گزار
ہو قرار وصبر کب بلبل کو آہ — جبتلک دیکھے نہ روئے گل کو آہ ۲۸
تا نہ دیکھونگی لب دندان یار — میں رہونگی خون دل سے اشکبار
تا نہ دیکھوں شعلہ رخسار ماہ — میں رہونگی غم سے جل جل کر تباہ
اسکے سودائی محبت میں تباہ — جان اور تن کو کروں گی میں فدا
تا نجاؤنگی میں اس گلگوں سے مل — غنچہ ساں پرخوں رہے گا میرا دل
گرچہ ہے دلبر مرا ہر لحظہ پاس — لیک مستسقی کی کب بجھتی ہے پیاس
گرچہ ہے ہردم نیا جلوہ وصال — پر ترقی پر ہے عاشق کا خیال
اے برادر بینہایت درگہی است — ہرچہ بروے میرسی بر وے مایست
کہہ کے یہ اور اٹھ کے بازاری وآہ — چھوڑ کر سبکو لیا جنگل کا راہ
وانسے دامن جھاڑ کر وہ چاک جیب — ہوگئی مثل پری اک دم میں غیب
شیخ اور تاجر وغیرہ بعد ازیں — باہر آئے دیکھا تحفہ کے تئیں
ڈھونڈا ہر چند سب نے اسکو جا بجا — پر نہ تحفہ کا پتہ ان کو ملا
چھوٹتے ہے جیسے قفس سے جانور — اڑ گئی جھٹ ہوتے ہی گھر سے بدر
علگیا خشکی سے ناگہ حسب خواہ — ماہی بے آب کو دریا کا راہ
روح صالح تن سے جوں فرقت کرے — ٹھہرتی ہے کب وہ جنت سے ورے
بلبل بیکس جو تھی پنجرہ میں واہ — کھلتے ہی کھڑکی لیا گلشن کا راہ

رفتن شیخ وتاجر وامیر احمد بن مثنی بہ بیت اللہ وانتقال کردن امیر در راہ مکہ وملاقات شدن شیخ از تحفہ وانتقال نمودن تحفہ وتاجر

دام میں قید آہوئے وحشی جو تھا — بند کھلتے ہی ہوا مثل ہوا
اب نشاں اسکا کہاں پاتے ہو تم — وہ ہوا صحرا لئے لق ودق میں گم
جب نہ تحفہ کا پتہ ان کو ملا — کردیا پھر عزم بیت اللہ کا

Marfat.com

شیخ و تاجر میر تینوں ہو بہم
متفق ہو کر کیا قصد حرم

مر گیا ان میں سے رستہ میں امیر
حسرت و درد و الم کا کھا کے تیر

میر نوان سے گیا مر راہ میں
شیخ و تاجر پہنچے بیت اللہ میں

اک صدا پر درد آئی کان میں
جس سے جوش اک پڑا آ جانمیں

اے مرے معبود اے محبوب دل
اے مرے مقصود اے مطلوب دل

رہنمائی تجھ سے ہے گمراہ کو
دے ہے آگاہی تو جان آگاہ کو

پیاس تیرے شوق کی رکھتا ہے جو
تیرے آب وصل بن کب سیر ہو

جو کہ غم سے تیرے ہے پر اضطرار
بے ترے دیکھے اسے ہو کب قرار

جا کے دیکھا اکطرف اک خستہ تن
سر بسجدہ خاکمیں ہے نعرہ زن

سر اٹھا کر اس نے دیکھا شیخ کو
اور کہا اے شیخ سرّی خوش تو ہو

سن کے بولی لا الٰہ الا ھو
جہل ہو بعد علم کے اے نیک خو

تم گئے کیا بھول اے سری مجھے
میں ہوں تحفہ مول لیتے تھے جسے

شیخ نے دیکھا جو اسکو غور کر
مثل تنکہ ہو گئی ہے سوکھ کر

ہو گئی ہے زہد سے جیسے خیال
ہے گل پژمردہ کانٹے کی مثال

ہو گیا قامت الف سے اسکا نوں
مار مردہ کی طرح کاکل نگوں

شیخ نے تحفہ سے پوچھا اے قمر
نخل تنہائی سے پائے کیا ثمر

تجھ کو تنہائی میں کیا حق نے دیا
کر بیاں کچھ لطف وصف کبریا

عرض کی تحفہ نے اے والا قدر
شب قدر نے چھپ کے پائی کیا قدر

میں وہ پایا خاک میں عزلت کی رل
خاک سے پاتا ہے جوں ہر تخم پھل

سیم و زر کے جوں مجھے لے نکتہ سنج
ملگیا کان نہاں سے ایک گنج

لاکھ میں سے اک کرم اسکا ہے یہ
دی ہے اپنے قرب میں مجھ کو جگہ

دفع درد و غم مرا سب کر دیا
عشق سے اپنے مرا دل بھر دیا

شیخ نے اس سے کہا یوں وہ امیر
دے تھا جو قیمت میں تیرے زر کثیر

یوں کہا تحفہ نے وہ نیکو سرشت
ہیگا ہمسایہ مرا اندر بہشت

حق نے بخشا ہے اسے وہ مرتبہ
آنکھ نے دیکھا نہ کانوں نے سنا

جب نہ پایا تحفہ جاں کاہ کو
چلدئے پھر تینوں بیت اللہ کو

دولت دنیا بھی کر کے سب نثار
جاں بھی جان آفریں پر کی نثار

ایکدن باشوقِ دل اور سینہ صاف
کر رہے تھے کعبہ کا طواف

تھا یہ اک مضمون اس نالہ کیساتھ
یعنی کہتا ہے کوئی بیدل یہ بات

ہے چراغ شب سیہ روزوں کا تو
شادی دل ہے شب افروزوں کا تو

درد ہے تیرا شفا بیمار کی
زخم تیرا ہے دوا دل زار کی

عاشق حق نت ہے دنیا میں مریض
آہ و درد اسکی دوا ہے بے نقیض

سنکے اس سے شیخ مضمون دعا
مثل سیل اشک اس جانب چلا

سنکے اسدم شیخ کی آواز پا
چونک اٹھی یکبارگی وہ پارسا

شیخ نے پوچھا کہ تو کون ہے بتا
جسکے نالہ سے مرا دل خوں ہوا

رحم حق تجھ پر ہو ہے حیرت کی جا
آشنا کے بعد ہو نا آشنا

میں ہوں تحفہ جسکو کی تمنے رہا
پائی پردہ سے تیرے میں سو نوا

ہے پڑی اک غار میں وہ خاک تن
خاک میں غلطاں ہے اسکا تن بدن ۲۹

سرو سیمیں قد ہوا اس کا خلال
بدر تن گھٹ کر ہوا مثل ہلال

قطرۂ خوں نکلے ہزاروں چشم پر
ہو لبوں پر آہ و نالہ پر شرر

کیا ہوا حاصل تجھے کہہ بعد ازاں
خلق سے ہو کر کے خلوت میں نہاں

جب سے چھوڑا دوستوں اور شہر کو
تو نے کیا دیکھے کرم حق کے کہو

اسم اعظم سے تمہیں ہوگا عیاں
کیا ملی عظمت اسے ہو کر نہاں

قدر و قیمت پائی ہیں چھپنے میں یوں
لعل و گوہر کوہ کے کونے میں جوں

خلق سے جس دم ہوئی ہوں میں نہاں
جو نہاں تھا ہو گیا مجھ پر عیاں

تخت پر اپنی محبت کے بٹھا
تاج الفت کا مرے سر پر دھرا

قربت حق سے ملے انس مجھے
غیر اسکے سب ہے وحشت مجھے

تھا مرے ہمراہ عرب کی راہ میں
مر گیا غم سے وہ تیری چاہ میں

حق تعالیٰ کی مرا الفت میں وہ
ہمقریں ہیگا مرا جنت میں وہ

شیخ بولے وہ کریم بے ریا
خط آزادی تجھے جس نے دیا

Marfat.com

تاجر دل خستہ الفت میں تری	چار چشم ہے شوق زیارت میں تری	ہے طواف اندر تری امید پر	لگ رہی ہے ہر طرف اس کی نظر
سنکے تحفہ نے دعا اک دل میں کر	مرگئی رکھ کر در کعبہ پہ سر	دم میں بھر کر سانس ٹھنڈا مرگئی	عشق کے سب کام پورے کر گئی
جان مت دی جان اسنے رائیگاں	جان جاناں پر فدا کی اسنے جاں	عمر طاعت میں گزاری یار کی	مرد وار آخر کو جاں بھی وار دی
چھوڑ کر اے دل یہ رویہ شانگی	سیکھ لے اس زن سے تو مردانگی	غم تو اپنا کر نہیں گر تجھ کو غم	جائے ماتم ہے نہ جس جا میں ہو غم
آگیا تاجر بھی ناگہ اس گھڑی	دیکھا تحفہ کو کہ ہے مردہ پڑی	بیدلی سے وہ بھی گر کر خاک پر	مرگیا تحفہ کے رکھ پاؤں پہ سر
جان دی بیساختہ مثل پتنگ	ساتھ اس شمع کے جلکر بیدرنگ	دیکھ کر یہ حال بولے شیخ یوں	انا للہ الیہ راجعون
بعد ازاں تجہیز اور تکفین کر	خاک میں دونوں کو سونپا سر بسر	شیخ نے دونوں کا کر گور و کفن	بعد راہی ہوئے سوئے وطن
رحمت حق ہو جیو شام و سحر	ان شہیدوں کی روان پاک پر	رحمت حق ہو سدا ان پر نثار	دے جگہ ہم کو بھی رب انکے جوار
بارہ سو تھے اور اکاسی سال ہجر	ہو چکا جب حضرت تحفہ کا ذکر	ہو چکی جب مثنوی تحفہ تمام	تحفۃ العشاق رکھا اسکا نام

تمت بالخیر

۳ از جناب عالم لوذعی و فاضل یلمعی جناب مولانا مولوی اشرفعلی صاحب مدرس اوّل بدست آمد

آہ کہ وہ یار مرا یار نہیں	آہ وہ دلبر مرا دلدار نہیں	آہ مجھے جس نے لیا پھیر دیا	آہ مرا کوئی خریدار نہیں
آہ جو لے ہے مجھے پھینکے ہے وہیں	آہ کوئی مجھ سا بھی بس خوار نہیں	آہ جسے دل دیا بس رنج لیا	آہ کوئی یار وفادار نہیں
آہ سنے کون مرا درد و غم	آہ بجز غم کوئی غم خوار نہیں	آہ کہوں کس سے میں احوال دل	آہ کوئی محرم اسرار نہیں
آہ مصیبت مری پھر کون سنے	آہ مرا یار ہی جب یار نہیں	آہ اسے امداد نہ کر آہ آہ	آہ ہی سر قابل اظہار نہیں

غذائے روح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد

کس سے ہو حمد و ثنا اُس ذات کی
قدرتِ حق یہ ہے جس سے دو جہاں
ہے منزّہ وہ تو از کون و مکاں
ہے تو ہی پروردگار دو جہاں
ہم سے طاعت کب تری آوے بجا

کُن سے پیدا جسنے موجودات کی
ہوگئے دو۲ حرف سے کُن کے عیاں
اُسکے پُر اوصافِ قدرت ہیں عیاں
ہے تو ہی پیدا کنندہ انس و جاں
ہاں مگر ہو لطف کچھ ہم پر ترا

اُس وجودِ پاک کی ہو حمد کب
حکم کاف و نوں کے ہوتے ہی ہوا
یا الٰہی تو ہے بیچون و چگوں
خوانِ الوانِ عام ہے سب پر ترا
تجھکو جو لائق ہے اطاعت اے خدا

جلوہ گر ہے جس سے موجودات سب
کُن سے یہ کونین کا نقشہ بنا
راہ اپنی کا مرا ہو رہنموں
شکرِ احساں پر کروں تیرا سدا
ہو وے شاید جب کسی سے کچھ ادا

نعت شریف حضرت سید المرسلین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

تا ہو بہتر ہے اَے امداد آ
کس سے ہووے نعتِ ختم المرسلین
۲ ذات پاک احمدؐ ہے والشمس والضحےٰ
سرورِ عالم محمدؐ شاہ دیں
ذاتِ پاک اُنکی نہ پیدا نہ ہوتی گر

کر تو اَب کام و زباں شیریں ذرا
جز بذاتِ پاک رب العالمیں
جسکے یہ ذرّے ہیں سارے اولیا
پیشوائے اوّلین و آخریں
ہوتے کب ارض و سما جن و بشر
آل اور اصحاب جتنے ہیں تمام

نام پاک اُنکا ہے احمد مجتبےٰ
ذاتِ احمدؐ ہے وہ بحرِ بیکراں
ہے سزاوارِ اُسکو تاجِ سروری
حکم اُن کا ہے جہاں میں سربسر
اُسپہ پڑھ امداد تو لاکھوں صلوٰۃ
پڑھ تو اُنپر صد درود اور صد سلام

ہیں وہ مقبولِ جنابِ کبریا
جسکا اک قطرہ ہے یہ کون و مکان
زیب اُسے ہے خلعتِ پیغمبری
وہ یہاں آئے ہیں سب سے پیشتر
تجھکو ہو جسکی شفاعت سے نجات

مدح مبارک ہر چہار خلیفہ و دیگر اصحاب رضی اللہ عنہم

شہسوارانِ جہاں مردانِ دیں
تیسرے عثمانؓ با حلم و حیا
صدق اور عدل اور شجاعت اور حیا
تو بھی جان و دل سے اُنکے امداد اَب

چار یار مصطفےٰ اہلِ یقیں
چوتھے ہیں حضرت علیؓ شیرِ خدا
ہے ان ہی چاروں سے دیں کو ارتقا
رہ فدا اُنپر سدا ہر روز و شب

اوّلا بوبکر صدیقؓ اہلِ دیں
اور سب اصحاب اُنکے ذی علوم
اُن سے راضی ہے خدائے دوسرا
جو کوئی بد اعتقاد اُن سے ہوا

دوسرے عادل عمرؓ والا یقیں
ہیں ہدایت کے فلک پر وے نجوم
اور خوش ہیں انسے حضرت مصطفےٰ
ہے وہ مردودِ جنابِ کبریا

اس داستان میں ذکر کا حضرت پیر و مرشد برحق عارف نور مطلق شیخ المشائخ والا و لیا حضرت مولانا و اولانا قطب میاں دو آب نور الاسلام حضرت خداوند میاں جیو نور محمد جھنجھانوی

Marfat.com

نام سے مرشد کے اے امداد آ | دے زبانِ دل کو اب کچھ ذائقا
ماہیِ دریائے توحیدِ خدا | مظہرِ حق مصدرِ سرِّ خدا
شاہِ دیں سرخیل جملہ اولیا | تاج بخشِ اصفیا دا تقیا
رہنمائے زبدۂ اربابِ علم | رہبرِ ہر قدوۂ اصحابِ علم
اخترِ چرخِ ہُدا ماہِ عطا | بحرِ علمِ معرفت نجم الہدا
یعنی پیر اور مرشد اور مولیٰ مرے | حضرت نور محمد نیک پے
ہیں وہ بیشک مظہرِ انوارِ حق | سر سے پا تک مصدرِ انوارِ حق
سارے عالم پر ہے اُس کا پرتوا | کون سی جا وہ نہیں جلوہ نما
خاص جلوے کی چمک جس پر پڑی | چرخِ غیبی کا ہوا ماہِ جلی
پرتو اُس نور کا جس پر پڑا | ہو گیا ذرّے سے خورشید ضیا
آگے اُنکے ذرّوں کے ذرّہ مثال | ہے وہ خورشیدِ فلک بے قیل وقال
ان میں اُن میں فرق ہے بس بیشمار | اِن سے حاصل کار خیر اور اُن سے یار
دیکھ لے ہے چشم دل کی کھول کر | ہر جگہ نورِ محمد جلوہ گر
عکس سے اُس نور کے تا اے پسر | روئے جاناں پر پڑے تیری نظر
گرچہ یاں سے کر گئے ہیں انتقال | فیضِ باطن ہے دلے اُنکا بحال
اب تو بے شک وہ سراسر نور ہے | نور ہے سایہ سے بالکل دور ہے
جب ہوا پیدا وہ نورِ معرفت | شبلیِ دوران ادہم کی صفت
بارہ سو انسٹھ میں کرکے انتقال [۱۲۵۹] | اس جہاں سے جا ملے باذوالجلال
مولد و مرقد شریف اُن کا پسر | خلق میں روشن ہے جوں شمس و قمر
شہر جھنجھانہ ہے اک جائے ہُدا | مسکن و ماوا ہے اُس جا آپ کا
متصل اُس شہر کے اے نیک نام | ہے عجب دلچسپ درگاہِ امام
پاس اُس مرقد کے قبلہ رخ بنی | ہے زیارت گاہ میرے پیر کی
اعتقادِ دل سے جو جاوے وہاں | اُسپہ سب اسرارِ باطن ہوں عیاں
کرتے ہی زیارت مزارِ پاک کی | ہووے ہیں ظاہر اُسپہ اسرارِ خفی

سرورِ عالم شہِ دنیا و دیں | عاشق و معشوق رب العالمیں
واقفِ اسرارِ حق دانائے راز | بے نیازِ عالم سے حق سے بانیاز
پیشوائے شاہ و شاہانِ جہاں | مقتدائے جانِ جانانِ جہاں
حامیِ دینِ متیں خیر الامم | دافعِ بدعات و کینِ کفر و ظلم
قبلۂ ارباب و اصحابِ یقیں | کعبۂ عبّاد و زہّاد اہلِ دیں
حضرت نور محمد اولیا | پیر و مرشد ہیں مرے اور رہنما
دیکھ بے شک جلوہ ذرا اُس نور کا | جس سے ہیں پُر نور یہ ہر دوسرا
جسکے سر پر خاص سایہ اُس کا ہو | ملکِ غیبی کا ہو سلطان وہ
چشمِ رحمت سے نظر جس پر کرے | قطرے سے دریا ہو وہ پل مارتے
پرتووں کا اُنکے کیا ہووے بیاں | ہے ہر اک اُنمیں سے خورشیدِ جہاں
کیونکہ ہیں یہ سب کے سب خورشیدِ جاں | اور وہ ہے آفتابِ آسماں
روشنی انکی سے ہے دنیا کا کار | نور سے اُنکے ہو حاصل روئے یار ۳
چاہئے تجھکو اگر وصلِ خدا | سایۂ نور محمد میں تو آ
الغرض جو ذاتِ حق مطلوب ہے | جا قدم لے دوڑ میرے پیر کے
بلکہ سو چند اس سے ہے نور ضیا | کیونکہ پردہ جسم کا بھی اٹھ گیا
سالِ تاریخ اور تولد اور وفات | اُنکی دونوں مجھسے سُن اے نیک ذات
ہجرتِ نبوی کا اے فرخندہ فال | بارہ سو [۱۲۰۱] پر تھا زیادہ ایک سال
جسکو ہووے شوقِ دیدارِ خدا | اُنکے مرقد کی کرے زیارت وہ جا
گر نہ آوے تجھکو کوری سے نظر | پوچھ لے مجھ سے تو اب اے بے خبر
مولدِ پاک آپکا ہے اور مزار | اس جگہ تو جان لے اے ہوشیار
سید محمود ہے نام شریف | ہے مکاں وہ بس عجیب و بس لطیف
اُس جگہ ہے مرقدِ پاکِ جناب | سر جھکاتے ہیں جہاں سب شیخ و شاب
دیکھیے ہی اُس کے مجھ کو ہے یقیں | اُسکو ہو دیدارِ رب العالمیں
کیوں پھرے ہے جابجا سر مارتا | سایۂ نور محمد میں تو آ

Marfat.com

جو نہ ہو قدرت تجھے اس نور تک — انکے خلفا سے تو جا دامن سے لگ
ہیں مرید اور طالب انکے بیشمار — جنکی برکت سے جہاں میں آشکار
اُن کا رتبہ کب تجھے آوے نظر — ہو رہا ہے تو تو بالکل بے صبر
طالب صادق ہے جو تو اے میاں — دُوں پتا خانہ کا میں انکے نشاں
ہیں خلیفہ آپکے چند اک وہاں — نور سے جن کے ہے روشن سب جہاں
صحبت انکی جان پارس اے فنا — جنکے ملنے سے ہو مس خالص طلا
دیکھتے ہی انکے دم میں اے اخی — سو برس کا بت پرست ہووے ولی
ہیں خلیفہ انکے گرچہ بے شمار — لیک انمیں ہیں دو اعلیٰ باوقار
نیر برج کرم ماہ عطا — گوہر درج نعم بحر سخا
عالم و زاہد ولی اہل مقام — متقی و پارسا و نیک نام
دوسرے شیخ محمد مولوی — علم و زہد اُن کا ہے عالم پر جلی
وصف ان کا ہو سکے کس سے ادا — بحر عرفاں کے ہیں دونوں آشنا
۴ دیکھنے کو حق کے یہ آنکھیں ہیں دو — بے حجاب ہو دیکھ ان سے یار کو
ملک غیبی کے ہیں دو شمس و قمر — نور سے دیکھو انکے روئے سیمبر
اسپہ بھی پھر تو اگر اندھا رہے — قعر گمراہی میں بیشک جا پڑے

ہیں بہت انکے خلیفہ اور مرید — پا سکے ہے انکو کب تو اے سعید
لیک اُن کا مرتبہ دیکھے ہے وہ — چشم بینا دل مصفا جسکے ہو
الغرض گر تجھکو اب منظور ہے — دُوں پتا بعضو نکا ان میں سے تجھے
راہ حق تجھکو اگر مطلوب ہے — قصبہ تھانہ بھون کی راہ لے
فیض اُنکا عام ہے اک خلق پر — چھوڑ گھر اور جلد لے جا اُنکا در
ہے نگہ میں اسقدر اُن کی اثر — سنگریزے جس سے ہوں رشک قمر
اس طرح کے چھوڑ کر مردانِ مرد — چھانتا پھرتا ہے کیوں عالم میں گرد
اُن میں سے دو شخص ہیں اہل ہدا — ماہ برج معرفت شمس الضحیٰ
صاحب ارشاد و تلقین و ہدا — عاشق حق نائب خیر الوریٰ
یعنی ہیں حافظ محمد ضامن اب — فیض کی طالب ہے جن سے خلق سب
بحر ہے مواج دونوں علم کا — ظاہری و باطنی با اہتدا
مجمع البحرین ہیں عرفان کے — جن سے باغ دو جہاں سرسبز ہے
دیکھنے کو مصحف رخسار جہاں — چشمہ عینک ہیں دونوں یکساں
شمع دو ہاتھوں میں دیدی ہیں ترے — راہ سیدھی آپ تو اب دیکھ لے

مناجات بجناب باری تعالیٰ

اُن کی برکت سے مجھے بھی یا خدا — اپنے کوچہ کا ذرا راستہ بتا
میں بھی تو اُس نور کا سایہ ہوں آہ — دُور مجھکو ڈال کر مت کر تباہ
نیک ہوں یا بد بھلا ہوں یا بُرا — تیرا کہلا کے کہاں جاؤں خدا
اپنی رحمت سے بلا یا دُور کر — پر نہ چھوڑوں گا کبھی میں تیرا در
دیکھئے عزت پھر مجھے مت کر تو خوار — اور نہ کر ذلت گنہ سے شرمسار
تجھ سے ہی شرمندگی بس ہے مجھے — پر نہ کر شرمندہ آگے اور کے
ہو کے قائل اپنی تقصیرات سے — اب جو آیا ہوں تو مجھکو بخشدے
آہ و زاری سے اٹھا دست دعا — مانگتا ہوں تجھ سے تجھکو اے خدا
نے گدائی تاجداری چاہئے — پر ترے کوچہ کی خواری چاہئے

ساتھ کا میرے ہر اک واصل ہوا — کوئے فرقت میں رہا میں ہی پڑا
گرچہ نالائق ہوں بدکار اور بُرا — کفش بردار ہوں مگر اُس نور کا
مت اٹھا ذلت سے اس در سے کہیں — دوسرا در مجھکو اب ملنا نہیں
مجھ سے ہیں بندے ترے بے انتہا — پر نہ مجھکو تجھ سوا ہے دوسرا
مت مسلط مجھ پہ کر شیطان و نفس — ہاتھ سے تیرے ہو جو ہو اور بس
شامت اعمال سے اپنے مگر — ایک مدت تک رہا ہوں دور تر
کیا کروں میں عذر تقصیرات کا — تیرے آگے عجز و زاری کے سوا
تجھکو ہی تجھ سے طلب کرتا ہوں میں — اور کی خواہش نہ اب کرتا ہوں میں
کر مجھے یوں اپنی الفت سے تو مست — جن سے ہو دیں سب خیال غیر پست

Marfat.com

دی مجھے اب ہوش یارب اسقدر
غیر تیرے جو ہو دل سے دور ہو
دے تڑپ ایسی تو اپنے عشق کی
درد و غم کو اسقدر یارب عطا
کر عنایت بیخودی اب مجھ کو دو
خاک راہِ دردمنداں کو مجھے
تا کہ کر دوں غرق اس میں غیر کو
داغ دل سے کر مجھے باغ و بہار
زنگ غیر آئینہ دل سے دور کر
جام وحدت سے مجھے یوں مست کر
دے رہائی مجھکو یارب آپ سے
ہر رگ و پے میں سماوے شغل جاں

تجھپہ دیوانہ رہوں آٹھوں پہر
تیری الفت سے یہ دل معمور ہو
ایک دم آرام نا پاؤں کبھی
جو کہ دیکھے مجھکو دے آنسو بہا
آپ کو کھو کر میں پاؤں آپ کو
جان بریاں چشم گریاں کر مجھے
ماسوا دلبر کے جو کچھ ہو سد ہو
تا کہ آوے سیر کو وہ گلعذار
تا کہ دیکھوں اسمیں روئے سیمبر
حرف غیریت کا ہو دل سے بدر
آپکو میں اپنے پاؤں آپ سے
دور ہو حرف دوئی از ور میاں

ذکر ہووے نورا ہووے سدا
فکر باطل دل سے میرے دور ہو
شغل ہووے درد و غم کے جام سے
سینہ بریاں چشم گریاں جان بلب
درد الفت دے وہ اب دل کو مرے
دے وہ گریہ کو مرے شورائے غفور
کر عطا ایسی طپش دل کو مرے
خانۂ دل کو مرے ویران کر
دام الفت میں پھنسا کر جلد تر
دوست سے کر پُر مرا یوں لحم و پوست
کر جگہ دلبر کی یوں دل میں مرے
ماؤمن کا مرض دل سے دور ہو

فکر ہووے نوری ہووے سدا
مظہر انوار سے پرنور ہو
ایکدن بیٹھوں نہ میں آرام سے
عشق میں کھینچوں سدا رنج و تعب
درد میرے کو دوا ہو درد سے
جس سے ہو جا چشم طوفاں کا تنور
ماسوا جاناں کے سب کو پھونکدے
گنج الفت اسمیں بھر دے سر بسر
دو جہاں کی قید سے آزاد کر
پوست سے باہر نہ نکلے غیر دوست
غیر کی اسمیں نہ گنجائش رہے
توہی تو باقی رہے تن نور ہو

اس میں بیان ہے لطف اور احسان کا حضرت مولانا و ہادینا و مرشدنا قطب میاں
۵
دوآب نور الاسلام حضرت خداوندم مولوی نور محمد قدس سرہٗ کا کہ اوپر مجھ ناکارہ
بیچارہ بدراہ روسیاہ امداد اللہ چشتی نوری عفا اللہ عنہ کے ہے

جلوۂ نورِ محمدؐ نے اب آ
دیکھکر اس شعلہ رو کی بہار
دیکھنے ہی لالۂ رخ کی پھبن
تھی شب معراج نے وہ زلف بھی
ایک چشمہ بھی جو اس سے کھول دوں
گر دکھاؤں اسکا در شاہوار
یہ رہے نہ وہ رہے نہ میں نہ تو
اس جگہ خاموش رہنا چاہیئے
لطف و احساں اسکا کہہ سکتا ہے کب
خوش زمانہ تھا کہ اس ہجران میں

دو جہاں سے مجھکو فارغ کر دیا
ہر بن مو سے مرے نکلے شرار
داغِ دل سے ہوگیا باغ و چمن
جو تجلی اس نے پائی نور کی
غرق اس میں دونوں عالم کو کروں
دو جہانکو اسپہ کر ڈالوں نثار
ہُو ہی ہو باقی رہے خود ہو ہی ہُو
سترِ باطن مت زباں پر لایئے
سر قلم کا بھی قلم اس جا ہے اب
مجھپہ جو جو گذرے تھا اس آن میں

خود دکھا برقِ تجلی کا جلال
ان شراروں کو اجازت دوں اگر
پھنسکر اسکی زلف میں امداد میں
بحر عرفاں لطف سے اس نور کے
اک حباب اس بحر کا ہے یہ سما
جو دکھاؤں اس تجلی کی چمک
بل نہ حرف ہو رہے پھر جان تو
رکھ قدم امداد اس جا تھام تھام
دیکھ یاں مت مار دم امداد اب
بحر تھا صحرا یہ صحرا کو بہ کو

خرمنِ تن میں مرے دی آگ ڈال
خاک کر دیں ماسوا کو پھونک کر
دونوں عالم سے ہو آزاد میں
موجزن امداد کے سینہ میں ہے
اک ذرہ ہے یہ خور اس نور کا
پھونکدے ماہی سے لیکر ماہ تک
ہُو ہی ہو باقی رہے خود ہو ہی ہُو
غور فہم عام پر کر والسلام
بندہ ہو کر حق سے کر حق کو طلب
اپنے اُس دلبر کی کرتا جستجو

Marfat.com

ذوق شوق محبت الٰہی کا بیان

اے خدائے مالکِ ہر دو سرا / درد فرقت سے مرا دل ہے بھرا
تیری دوری سے بہت بیتاب ہوں / رنگ پر جوں ماہی بےآب ہوں
بیقراری ہے بہت اے کبریا / ڈھونڈھنے تجکو کہاں جاؤں بتا
تو ہی بتلا آپ اپنی مجھ کو راہ / جس سے پہنچوں تجھ تلک اے بادشاہ
بن بلائے تیرے اے شاہِ جہاں / تجھ تلک میں پہنچ سکتا ہوں کہاں
واسطے اپنے ذرا صورت دکھا / تاکہ جی قیدِ دوئی سے چھوٹ جا
اس دوئی نے کر دیا دور اسقدر / آپ کی بھی میں نہیں رکھتا خبر
بحرِ وحدت سے مجھے لا کر یہاں / ڈالا یوں کثرت میں اے جانِ جہاں
دور کر کے مجھ سے کثرت کے حجاب / جلوۂ وحدت دکھا جلدی شتاب
تاکہ قیدِ ما و من سے چھوٹ کر / اصل سے اپنے کہیں پاؤں خبر
پھر میں اپنا اس کو کر کے راہبر / تجھ تلک پہنچوں کہیں اے باخبر
وہ بھی تو اک وقت تھا اے کبریا / جز وجودِ پاک کے کوئی نہ تھا
بحرِ وحدت میں یہ جان تھی غوطہ زن / کچھ دوئی کا تھا نہ واں رنج و محن
ملک میں ہستی کے اے امداد آ / گم کیا ہے آپ کو تو نے بھلا
قیدِ ہستی میں پھنسا تو اس قدر / اصل کی اپنی نہیں تجھکو خبر
عہد و پیماں جو کئے تھے تو نے واں / کچھ بھی ان سے یاد رکھتا ہے یہاں
عہد و پیمان توڑ کر اے بے وفا / جس لئے پیدا کیا تھا تجھکو یار
وہ کیا ہرگز نہ تو نے اختیار / ۲ راہ سے بے راہ تو اب ہو گیا

بھائی نے یہ مضمون کتاب نان و حلوا کا کہ تصنیف بہاؤالدین عالی کی ہے جو مطابق اپنے حال کے تھا لکھا

سن تو اے شکستۂ راہِ قدیم / اور اے گم کردہ راہِ مستقیم
گوشِ جاں سے سن تو بلبل سے ذرا / یار کی باتوں سے یہ کہتی ہے کیا
ہے یہ بلبل یار کے گلزار کی / پوچھ باتیں اس سے اس دلدار کی
آفریں اے بلبلِ بستانِ جاں / کہہ مرے دلدار کی تو داستاں
آفریں اے بلبلِ دستان سے / آفریں اے قاصدِ بستان سے
قاصدا جلدی خبر مجھ کو سنا / کہتا ہے حق میں مرے کیا دلربا
مجھ سے راضی بھی ہے وہ دلبر بتا / اور مائل بھی ہے کچھ سوئے وفا
یا ہمیشہ ہجر پر مسرور ہے / ہیچ بتا جو کچھ اسے منظور ہے
آفریں اے پیکِ فرخ فالِ من / آفریں اے مایۂ اقبالِ من
آفریں اے بلبلِ خوش خواں تجھے / ماسوا سے کر دیا فارغ مجھے
ہیں نوائیں کیا تری آتش بھری / آگ جس سے یوں مرے دلمیں لگی
سوزِ دل سے میری با آہ و فغاں / ہر بنِ مو سے نکلتا ہے دھواں
آفریں اے ہدہدِ شہرِ سبا / آفریں اے قاصدانِ دلربا
آفریں اے طوطیِ شکر شکن / تجھپہ ہو قربان میرا جان و تن
کہہ تو پھر مجھ سے ذرا حالِ صنم / لیگیا تحقیق دل سے رنج و غم
نجد کے یاروں کی دے مجھ کو خبر / تاکہ ہو دیں مست سنکے دیوار و در
پھر سنا بہرِ خدا اے نامہ بر / زمزم و خیف و منا سے کچھ خبر
ہے دل و جاں دونوں غم میں مبتلا / تاکہ چھوٹیں سنکے حالِ دلربا
مسکن و ماویٰ سے پھر مہجورا / دے خبر بہرِ خدا بہرِ خدا
پھر کہوں کچھ یار بے پرواہ سے / کس لئے مجھ سے وہ اب ناراض ہے
کیوں خفا مجھ سے ہوا وہ بے سبب / عہد و پیماں توڑ کے کیوں یکلخت سب
کہہ ذرا بہرِ خدا اک حرف تو / از زبانِ آں نگارِ تند خو
جس سے ہو تسکین کچھ دل کو مرے / وہ بیاں کر مجھ سے ہوں قرباں ترے
ایکدن وہ تھا کہ ہم اور وہ صنم / مثلِ بو و گل تھے آپس میں بہم
ایکدن وہ تھا کہ ہم سے دلربا / گا بخوشی ہوتا تھا اور گاہے خفا
خوش وہ دوراں تھا کہ گاہے از کرم / مارتے راہِ وفا میں تھے قدم

آخرش اک شب بصد رنج والم　میں کروں تھا گوشہ میں یاد صنم
سر بزانو غم سے اس کے بیٹھ کر　کھینچتا تھا دل سے آہ پرشرر
جاں بہوں پرحسرت گفتار سے　دل بھرا نومیدی دیدار سے
وہ قیامت قامت پیماں شکن　آفت دوراں بلائے مرد و زن
فتنۂ ایام و آشوب زماں　خانہ سوز صد چو من بے خان ومان
دیکھتا کیا ہوں کہ وہ مہر منیر　خود بخود ہوتا ہے یاں رونق پذیر
ناگہاں در سے مرے وہ بے حجاب　لب گزاں ڈالے ہوئے رخ پے نقاب
زلف مشکیں دوش پر ڈالے ہوئے　اور نگہ سے کار عالم کا کئے
بے محابا پاس میرے آن کر　پوچھنے مجھ سے لگا وہ باخبر
یہ کہا اے شیدا دل محزوں مرے　دے بلاکش عاشق مفتوں مرے
آتش فرقت میں تیری دل کا حال　کیا ہے کچھ تو منہ سے تو اپنے نکال
میں کہا اس سے قسم اللہ کی　جان اب مجھ میں نہ کچھ طاقت رہی
بیٹھ کر اک دم سر بالین پر　اٹھ گیا بے ساختہ وہ باخبر
ساتھ اپنے لے گیا وہ خود پرست　عقل و دیں میرا وہ سارا ایک لخت
میں نے تب اس سے کہا اے خوش ادا　پھر میں کب دیکھوں گا تجھ کو یہ بتا
یہ لگا کہنے مجھے دیکھے گا تو　خواب میں اپنے پھر آدھی رات کو

یہ داستان بیچ بیان تاسف اور ندامت اور صرف کرنے عمر کے بیچ اس چیز کے کہ نفع نہ دے قیامت کو اور بیچ معنوں اور غرض قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سُؤر المؤمنین شفاءٌ یعنے جھوٹا مومن کا شفا ہے

عمر گذری ساری قیل وقال میں　پھنس رہی غفلت سے اس جنجال میں
اے ندیم اب بہر حق اٹھ تو سہی　کچھ نہیں طاقت ہے اب مجکو رہی ۷
اے ندیم اب کفش پا سے دور کر　بہر موسیٰ ہے وہ آتش جلوہ گر
دے مجھے اب وہ شراب شعلہ زن　جس سے جلکر خاک ہو تن اور بدن
اور پلا جلدی سے مجھ کو وہ شراب　غیر حق ہو جس سے جلکر سب کباب
وہ شراب اب مجکو دے تو اے لبیب　راہ بر ہو جو کہ در راہ حبیب
دے شراب ایسی مجھے اب جلد تر　مست ہوں پینے سے جسکے اس قدر
جس طرف دیکھوں اٹھا کر کے نظر　کچھ نہ آوے غیر دلبر کے نظر
وہ پلا مجھ کو تو اب بہر خدا　تاکہ فارغ ہوں ز قید ماسوا
اور یہ مے خمر الجنا ہے لاؤ تم　چھوڑ پیالوں کو لگا دو منہ سے خم
اٹھ توجہ کر ذرا بہر خدا　کرتا ہے تسبیح اس کی دل مرا
خوف مت کر ابتو اے صاحب شعور　کیونکہ ہے اللہ تو رب غفور
تنگ ہے افسوس وقت عمر اب　حیف ہے صد حیف کھوئی عمر سب
آہ صد افسوس یہ عمر عزیز　کھوئی اپنے ہاتھ سے ہو بے تمیز
علم رسمی دور کر مجھ سے اخی　عمر علم رسم میں گذری مری
علم رسمی سارا قیل وقال ہے　اس سے کچھ حاصل نہ خط اور خال ہے
دل کو کرتا ہے یہ مردے سے بتر　کچھ نہیں حاصل ہے اس سے جز خطر
طبع کو افسردگی بخشے مدام　مولوی کا یاد رکھ پھر یہ کلام
علم کا بر تن زنی مارے بود　علم کاں بر دل زنی یارے بود
خرچ تو نے علم تن پر کیا　ہو گیا حق میں وہ تیرے اژدہا
علم سے کر لے صفائی دل کی یار　ہے وہی پھر تیرا یار و غمگسار
علم حق ہے جان علم و عاشقی　مالقی ہے مکر ابلیس شقی
عاشقی کا علم حق ہے اور درست　اور سوا اسکے ہیں سارے علم سست
جسکے دل میں ہو نہ الفت یار کی　ہے بلاشک وہ تو قابل نار کی
ہو نہ جس دل میں محبت کا اثر　ہے خدا کی مار اس پر بیشتر
جسکے دلمیں ہو نہ مہر گلرخاں　کہنہ انبہ ہے وہ پر از استخواں

Marfat.com

رازِ باطن اس سے کب تجھ پر ہو باز — گو ترے شاگرد ہوں سو فخر راز[۱]
علم رسمی کو تو کیسا ہی پڑھے — راز باطن اس سے کب تجھ پر کھلے

جو کوئی قربان نہ ہووے یار پر — اسکے لائق ہے جدا ہو تن سے سر
جو نہ ہووے مبتلائے ماہ رُو — نام اسکا لوح انسانی سے دھو

جس کسی کے ہو نہ دل میں مہر یار — اُسپہ لائق ہے کہ ہو پالاں کا بار
الغرض اس علم رسمی میں اخی — کھو چکا تو عمر اپنے کام کی

علم دیں ہے فقہ و تفسیر و حدیث — جو سوا اُس کے پڑھے ہو وہ خبیث
عمر سے تیری کوئی پوچھے اگر — سات دن باقی ہیں اسمیں سک مگر

سُن تو اس بیتے میں اے مرد خدا — اب پڑھے گا علم تبلا کون سا
فلسفہ یا نحو یا طب یا نجوم — ہندسہ یا رمل یا اعداد در سوم

یہ علوم اور یہ خیالات صور — فضلۂ شیطان ہے یہ سنگ پر
جو ہو دل خالی ز عشق دلبراں — سنگِ استنجا ز شیطاں اسکو جاں

دل کو علم عشق سے خالی اگر — دیکھتا ہے بے حیا ٹک غور کر
سنگ استنجا ز شیطاں ہے وہ دل — دل نہیں پر ہے سرشت آب و گل

حیف ہے کہتا ہے جو تو اے دغل — سنگ استنجا ردیوا اندر بغل
لوح دل سے فضلۂ شیطان دھو — اے مدرس درس عشق ہم بگو

چند خوانی حکمت یونانیاں — حکمت ایمانیاں را ہم بخواں
پڑھ چکا تو حکمت یونانیاں — حکمت ایمانیوں کو بھی تو جاں

علم معقولات بے بنیاد ہے — مغز کو خالی کرے گا تا یکے
بحث نحو و صرف میں کی عمر صرف — انکو فضل عشق سے پڑھ یک دو حرف

دل کو روشن کر بانوار جلی — کیوں بنا ہے کاسہ لیس بو علی
فخر رازی اور ارسطو بو علی — ہیں یہ باطل اور ان کے علم بھی

ان کو جو پڑھتا ہے تو اے زشت خو — خوک اور کتوں کا جھوٹا کھاتا تو
سرور عالم نبیٔ ہر دوسرا — کہتا ہے مومن کے جھوٹے کو شفا

سور ارسطالیس سورِ بو علی — کب شفا حضرت نے فرمایا اخی
جھوٹے میں مومن کے ہوتی ہے شفا — کافروں کا جھوٹا ہے زہر اور بلا

کھا لیا ہے زہر اگر تو نے ذرا — جا کے کھا تریاق تا ہووے شفا
سینہ اپنا جا کے تو صد چاک کر — دل کو تو آلودگی سے پاک کر

کب تلک افسوس زاری بیشمار — شرم کر حق اور نبیؐ سے انکو بار
کب تلک بیہودگی سے گفتگو — تو کریگا اب بتا اے زشت خو

کب تلک اس فکر باطل میں پھلا — تو رہے گا مبتلا اے بے حیا
فکر اس کی کر جو تیرا یار ہو — درد و غم کا تیرے حامی کار ہو

سُن دف و نے سے وہ کل مرد عرب — کہتا تھا کیا خوب از روئے طرب
گوش جاں سے سُن ذرا اے نیکخو — قول اک مرد عرب کا مجھ سے تو

تھا عرب میں ایک مرد خوش ادا — عشق سے رکھتا تھا وہ کچھ ذوالقا
ایک دن فرحت سے وہ بے رنج و غم — دائرہ اور نے بجاتا تھا بہم

اور کہتا تھا یہ خوش الحان سے — یعنے اس مضمون کو جی جان سے
ہو ولے تم قوم اے مردانِ کار — مدرسہ میں رہ کے یوں لیل و نہار

کچھ کیا حاصل نہ تم نے زینہار — جز خیال اور وسوسہ اے نابکار
جو کہ کرنا تھا کیا تم نے نہ کام — عمر باتوں میں گئی ناحق تمام

حق حق و لق لق میں یہ عمر عزیز — تو نے کھوئی رائگاں اے بے تمیز
پر کبھی تم نے نہ ذکر اُسکا کیا — جس نے یہ تم کو دیا ذہن و ذکا

ذکر میں اور فکر میں غیروں کے آہ — جان اور تن کو کیا ناحق تباہ
چھوڑ کر کے تم نے کوچہ یار کا — لے لیا ہے آہ رستہ نار کا

ہے تمام ذکر در غیر الحبیب — کچھ نہیں عقبیٰ میں اب تمکو نصیب
لوح دل سے دھو اُسے اے نیکذات — عاشق جو دیوے نہ عقبیٰ میں نجات

ساقیا یک جرعہ از جام قدیم — دے تو اب امداد کو مہر کرم
تا کرے شق پردۂ پندار کو — یار کی آنکھوں سے دیکھے یار کو

[۱] مراد ازاں امام حجۃ الاسلام فخر الدین رازی مستفید تا آمدم کہ در دل تو محبت کلہ خاں نخواہد بود سر باطن منکشف نخواہد شد گر مثل فخر الدین رازی ہزار طیب تو بود ۱۲

بیہ داستان بیچ قطع علائق اور گوشہ نشین ہونے خلائق سے ہے

جسکو دے توفیق رب العالمین
ہووے قیل وقال سے عزلت گزیں

تجکو خلوت میں ہے عزت اے فنا
اختلاط خلق سے ڈھونڈتے ہے کیا

جو ملے گوشہ سے عزت برملا
خلق کے ملنے سے پھر حاصل ہے کیا

دامن عزت سے پا مت کر بدر
کیوں پھرے ہے چوں گدایاں دربدر

گوشہ خلوت میں تو بیٹھا اگر
پھر قدم ہرگز کبھی باہر نہ کر

جو تو دیو نفس سے پاوے اماں
جا پری کیطرح سے ہوجا نہاں

جس طرح پریاں جو رہتی ہیں چھپی
دیو کے ہاتھوں سے رہتی ہیں بچی

اس طرح جب دور ہو تو خلق سے
نفس اور شیطاں کے ہاتھوں سے بچے

کب حقیقت سے کھلے گا تجھ پہ در
تو مجازی سے نہ گذرے گا اگر

ہووے حاصل کب تجھے راہ خدا
جب تلک چھوڑے نہ دنیا کا مزا

جو تو چاہے عزت دنیا ودیں
خلوتے از مردم دنیا گزیں

جس نے پایا کچھ بھی خلوت کا مزا
ہوگیا وہ دوجہاں کا پیشوا

جب ہوئی پوشیدہ سب سے لیل قدر
ہوگئی وہ رشک صد خورشید وبدر

چھپ رہی ہے جو شب قدر اے فنا
اسلئے مقبول ہے پیش خدا

ہے نہاں جو اسم اعظم اسلئے
سارے ناموں کا وہی سردار ہے

ہو تو گر عالم سے پنہاں اے ولی
لیل قدر اور اسم اعظم ہے تو ہی

بیٹھ جا گوشہ میں اے فرزانہ مرد
اور جمیع ماسوا اللہ سے فرد

گنج مقصد ہے یہ خلوت اے پسر
لیک علم اور زہد ہوویں جمع گر

علم بن مت بیٹھ گوشے میں فنا
اسمیں ذلت ہے تجھے بے انتہا

اور برا ہے علم بھی بے زہد کے
تو سمجھ اس کو ذرا اے نیک پے

اسپہ یاد آیا مجھے قصہ لطیف
غور سے سن اسکو اے مرد شریف

حکایت ایک عابد جاہل کی کہ غار میں رہتا تھا اور جوان دنیادار کی

تھا کسی جا ایک مرد خوش خصال
عالم وفاضل ذکی صاحب کمال

عالم وزاہد سخی اہل کرم
متقی و پارسا و محتشم

رکھتا تھا گھر میں وہ اپنا اک پسر
صورت ظاہر میں مانند قمر

گرچہ ظاہر میں تھا از بس خوبرو
لیک باطن میں تھا بد اور زشت خو

ناخلف تھا حد سے زیادہ وہ پسر
رنج تھا اس بات سے اس شیخ پر

الفت پدری سے پر اے نیک پے
علم کی تعلیم کرتا تھا اسے

اپنی کم بختی سے لیکن وہ پسر
بھاگتا تھا پڑھنے سے ادھر ادھر

کرتا تھا صحبت بدوں کی اختیار
نیک باتوں سے اسے آتی تھی عار

کہتا تھا جس بات سے اسکا پدر
کرتا تھا برعکس اس کے وہ پسر

آخرش اک روز تنگ ہو کر کہا
باپ نے اس کے کہ سن اے بیحیا

جو کہ تجکو لکھنا اور پڑھنا نہیں
دور ہو جا پاس سے میرے کہیں

میں نہیں دیکھا ہے تجھ سا ناخلف
گاؤ خر بھی تجھ پہ رکھتے ہیں شرف

ایسے نالائق سے کیا امید ہے
دین و دنیا میں نہ کام آوے مرے

دور ہو گھر سے نکل اے بیحیا
نوکری کر جا کہیں اور کھا کھلا

بے حیائی سے یہ بولا وہ پسر
ہے خوشی میری بھی یوں ہی اے پدر

عرض کی اسنے کہ حضرت خوب ہے
جلد مجھکو آج رخصت کیجئے

ایک گھوڑا خوب سا لے دیجئے
اور خرچ راہ کچھ دیدیجئے

تا کہ جتنک میں کہیں نوکر نہ ہوں
قوت بسری اس سے میں اپنی کروں

سنتے اسکے باپ نے پھر جلد تر
کردیا تیار اسباب سفر

ایک گھوڑا جو کہا تھا لے دیا
اور خرچ راہ بھی کچھ دے دیا

اور کپڑوں کے کئی جوڑے بنا
ساتھ اسکے کردیئے اور یوں کہا

جا ترا حافظ خدا اب بد گہر
پھر قدم ہرگز نہ رکھیو تو ادھر

ہو کے رخصت باپ سے راہی ہوا
پھر نہ منہ اسطرف کو اسنے کیا

شہر شہر و دربدر پھرنے لگا
نوکری کی جستجو کرنے لگا

Marfat.com

رفتہ رفتہ آخرش وہ نوجواں
اک شہر کے بیچ پہنچا ناگہاں

اُس امیر نیک کی اتے خوش ادا
نوکری کا تھا قلم جاری سدا

عرض کی اُس نے جوں ہی جا کر کہا
نام اُس کا جھٹ سوار دمیں لکھا

پھر جو کی قسمت نے اُسکی یاوری
فوج ساری کا ہوا افسر بہی

عیش اور عشرت میں وہ رہنے لگا
بے غم و بے رنج و بے محنت سدا

اُس پسر کی جس گھڑی اے نیکنام
عیش و عشرت کی ہوئی مدت تمام

نے رہا لشکر نہ وہ فوج و سپاہ
نہ وہ دولت نہ وہ حشمت نہ وہ جاہ

پھرتا تھا صحرا بہ صحرا در بدر
فقر و فاقے سے و لے خستہ جگر

دن کو تو اُس شہر میں پھرتا رہا
رات کو جا ایک مسجد میں پڑا

الغرض کی رات مسجد میں بسر
ہوگئی اتنے میں صبح جلوہ گر

سوچنے دلمیں لگا اپنے جواں
یا الٰہی اب میں جاؤں کہاں

پہن کر پوشاک اور گھر سے نکل
جاتی ہے جنگل کو دوڑی بے خلل

اس جواں کے دلمیں یہ آیا خیال
دیکھ تو تو بھی ذرا چلکر کے حال

کہہ کے یہ اور اُٹھ کے وہ مردِ خدا
ساتھ اُن لوگوں کے آخر ہو گیا

غار کے اندر ہی اندر وہ گدا
رات دن کرتا عبادت کو ادا

اسلئے اُس غار سے باہر اجی
وہ فقیر ہرگز نہ نکلے تھا کبھی

تھا معین ایک دن ہر سال میں
باہر اُس دن آتا تھا ہر حال میں

خلق اُسکے دیکھنے کے واسطے
جمع ہوتی تھی تلے اُس کوہ کے

تھا وہ دن عالم میں گویا روزِ عید
واں کا جانا سمجھے تھا ہر اک سعید

الغرض اُس دن اُسی معمول پر
جمع خلقت ہو رہی تھی بیشتر

اتنے میں اک شور خلقت سے اٹھا
آئے حضرت سامنے دیکھو ذرا

اور طلب کرتے تھے اُس درویش سے
بس دعائے خیر سب چھوٹے بڑے

اور درویش بھی باالتجا
اُن کے حق میں مانگتا حق سے دعا

شام کے ہوتے ہی وہ پیر ہدیٰ
اٹھ وہاں سے غار کے اندر گیا

سوچنے جی میں لگا اپنے جواں
میں بھلا اے دل تنہا جاؤں کہاں

کہتے ہیں اُس شہر میں تھا اک امیر
صاحب حشمت امیر بے نظیر

دے تھا عرضی نوکری کی اُسکو جو
اُسکو نوکر اپنا کر لیتا تھا وہ

ایک مدت تک سوار دمیں رہا
ہوتے ہوتے عہدہ پھر بڑھنے لگا

چند عرصہ میں ہوا وہ نوجواں
صاحب حشمت امیرِ کامراں

ایک مدت تک رہا اس رتبے پر
جب تلک چاہا خدا نے وہ پسر

کی قضا نے جو نظر نوعِ دگر
دم کے دم میں ہوگیا زیر و زبر

نہ قلعہ نہ محل نہ وہ بارگاہ
دم کے دم میں ہوگیا بالکل تباہ

پھر تے پھرتے الغرض با سوز و درد
اک شہر کے بیچ جا نکلا وہ مرد

تا مسافر جان کر اُس شخص کو
دے کھلا کھانا کوئی مردِ نکو

صبح ہوتے ہی وہ مرد بے نوا
باہر آ مسجد کے در پر ہو کھڑا

تھا اسی حالت میں وہ مردِ گدا
دیکھتا کیا ہے کہ اک خلقِ خدا

اپنے اپنے گھر سے ہر اک مرد و زن
جانبِ صحرا رواں ہے بے محن

ہو رہا ہے آج صحرا میں یہ کیا
بے محابا جو ہر اک جاتا ہے چلا

عنقریب اُس شہر کے اک کوہ تھا
اسمیں اک درویش رہتا تھا سدا

حق تعالے اُسکو قدرت سے مدام
بھیجدیتا تھا اُسی جا پر طعام

اُس کا بعد اک سال کے معمول تھا
غار سے باہر نکل کر بیٹھتا

کوہ کی چوٹی پہ جا کر بیٹھتا
آپ کو دکھلاتا سب کو دیکھتا

منزلوں سے آتی تھی خلقِ خدا
اُسکی زیارت کیلئے اُس دن سدا

اور کچھ خیرات بھی کرتے تھے واں
لائق اپنے ہر کبیر و ہر جواں

یہ جواں بھی تھا وہیں حیراں کھڑا
دیکھئے ہوتا ہے یاں کیا ماجرا

دیکھ کر درویش کو اُس کوہ پر
دور سے کرتا تھا زیارت ہر بشر

اپنے اپنے مدعا کے واسطے
لوگ اُس سے ہی دعا کرواتے تھے

الغرض اُس دن صبح سے تا بشام
تھا رہا اُس کوہ کے گرد اژدھام

خلق ساری اپنے اپنے گھر گئی
رہ گیا واں وہ جوانِ اجنبی

آدمی ہر ایک اپنے گھر گیا
تو کریگا شہر میں جا کر کے کیا

Marfat.com

گر بسر جیوں تو یہاں اس رات کو / صبح کو پھر دیکھئے جو ہو سو ہو
کہہ کے یہ اور ہاتھ رکھکر زیر سر / پڑ رہا جنگل میں تنہا خاک پر

جب گئی تھوڑی سی رات اسے تمیٔ / دلمیں اسکے یہ خیال آیا وہیں
کیوں پڑا تنہا یہاں اے پُرخلل / اٹھ کے اس درویش کی خدمت میں چل

گر تجھے کچھ عقل ہے اے ہوشیار / کر تو درویشوں کی خدمت اختیار
صحبتِ درویش سے مسرور رہ / اور ساری خلق سے بس دور رہ

حُبِّ درویشاں کلیدِ جنت ست / دشمنِ ایشاں سزائے لعنت ست
دوست درویشوں کا ہووے جنتی / دشمن اُنکا ہے بلاشک دوزخی

چلکے اس درویش کی خدمتمیں اب / سیکھ کچھ راہِ خدا اے بے ادب
واسطے دنیا کے کیوں اے بیخبر / ٹھوکریں کھاتا پھرے ہے دربدر

کیا ہے حاصل رنج لیجانا تجھے / آخر اک دن یار مرجانا تجھے
آخرت کے کام سے غافل نہ ہو / دولتِ دنیا پہ تو مائل نہ ہو

دلمیں اپنے پختہ کر کے یہ خیال / غار کی جانب چلا گھوڑے کی چال
اعتقادِ دل سے وہ اے نیک پے / جا کے قدموں پر پڑا درویش کے

دیکھکر درویش بولا اے جواں / کیا ترا مطلب ہے کہ مجھسے بیاں
عرض کی اُس نے کہ اے پیر ہُدا / ہے مجھے مطلوب اب راہِ خدا

اور مجھکو چاہئے ہے کچھ نہیں / راہِ حق بتلائیے میرے تئیں
یہ کہا درویش نے اے نوجواں / گر یہی منظور ہے تو رہ یہاں

میری خدمت میں رہا کر تو سدا / تا ترا مقصود برلاوے خدا
بے کئے خدمت کوئی پاتا نہیں / خدمتی محروم اب جاتا نہیں

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد / ہر کہ خود را دید او محروم شد
جس نے خدمت کی ہوا مخدوم وہ / کی خودی جس نے رہا محروم وہ

جو مجھے خدمت پسند آئی تری / ایکدم میں تجھکو کردونگا ولی
جہل سے اپنی وہ درویشِ غبی / آپ کو سمجھے تھا عالم اور ولی

جہل سے بدتر نہیں ہے کوئی شے / جہل کفر و شرک کی بنیاد ہے
جہل سے دلمیں نخوت اور غرور / رہتا ہے جاہل سدا رحمت سے دور

جہل تن میں اک بلائے جان ہے / آدمی جاہل بھی کچھ انسان ہے
ہو سکے جتنا تو رہ جاہل سے دور / جاہلوں پر ہو غضب حق کا ضرور

تو بھی لے امداد اگر ہے ہوشیار / صحبتِ جاہل نہ کرنا اختیار
تیر کے مانند تو جاہل سے بھاگ / جاہلوں کی ہووے صحبت مثلِ آگ

ہو یہاں جاہل سے اکثر کام بد / آخرت میں اُسکا ہوا انجام بد
جبتلک زندہ ہے جاہل خوار ہے / عاقبت اُسکا ٹھکانا نار ہے

جہل سے اپنے گدا نے آہ آہ / غیر کو ناحق کیا یارو تباہ
جہل کا اُسکی کروں میں گر بیاں / قہقہہ مارے ہر اک پیر و جواں

الغرض پھر وہ جواں باصد خوشی / پڑ رہا خدمت میں اُس درویش کی
پاس اُس درویش کے رہنے لگا / اُسکے کہنے پر عمل کرنے لگا

جو کہ فرماتا تھا پیر اُسکے تئیں / جان و دل سے جھٹ وہ کرتا تھا وہیں
ایک مدت جب گئی اُس کو گذر / پاس اُس درویش کے اے بہرہ ور

ایک دن درویش نے اس کو اخی / سامنے اپنے بٹھایا باخوشی
ہر طرح کی گفتگو کرنے لگا / اُس جواں سے وہ فقیر بینوا

اُس جواں نے خوش جو پایا پیر کو / عرض کی اُسنے کہ اے فرخندہ خو
ہو جو گستاخی مری اسدم معاف / عرض خدمت میں کروں میں صاف صاف

یہ کہا درویش نے اے نوجواں / جو ترا دل چاہے کہ مجھسے بیاں
عرض کی اُسنے کہ یہ جو آپ کی / آنکھ پر ہے موم کی ٹکیا لگی

اس کو تم وقتِ وضو اور غسل کے / دُور کیوں کرتے نہیں ہو آنکھ سے
دوسرے یہ ناک میں بتی جو ہے / اسکے رکھنے کا سبب بتلائیے

دونوں باتوں کا مجھے دیجے جواب / تا کہ ہو موقوف دل کا پیچ و تاب
یہ کہا درویش نے اے یار غار / جب کہ کی میں نے فقیری اختیار

یہ کیا تھا عہد میں نے اس گھڑی / جب تلک باقی ہے میرے جی میں جی
میں کرونگا نفس کے برعکس کار / گو وہ کیسا ہی ذلیل ہو اور خوار

اس سبب سے رات دن میں برملا / برخلافِ نفس کرتا ہوں سدا
ناک کی بتی کا سُن مجھسے سبب / نفس نے اک بار کی خوشبو طلب

Marfat.com

یوں کہا اک روز مجھ سے نفس نے / عطر مجموعہ کا مجھ کو چاہیئے
میں نے بدلے عطر کے لی ہے پسر / گوہ کی بتی ناک میں اُسدن سے دھر

تاکہ آوے نفس قابو میں تمام / ایسے ایسے اسلیئے کرتا ہوں کام
اور سُن تو دوسرا مجھ سے یہ اب / آنکھ کے اک بند کرنے کا سبب

بند میں نے آنکھ کو یوں کرلیا / حق کی نعمت بس نہ ہو اسراف تا
کیونکہ دو سے دیکھتے ہیں جسقدر / ایک سے بھی اُتنا آتا ہے نظر

اسلیئے کافی ہے مجھ کو ایک بھی / گرچہ میں نے بند کرلی دوسری
بند کی ہے آنکھ میں نے اس قدر / تا کھلے ہرگز نہ یہ پھر عمر بھر

اس قدر ٹپکیا جمائی موم کی / حشر تک ہرگز نہ اُترے گی کبھی
سُنکے یہ باتیں جواں نے یوں کہا / گرچہ میں جاہل ہوں اے مردِ خدا

عالم و فاضل ہے پر میرا پدر / اُس سے میں اکثر سُنی ہے یہ خبر
غسل کرنے سے جنابت کے کبھی / خشک رہ جائے اگر اک بال بھی

اس جنابت سے نہ ہوگا پاک وہ / تو کرے سو بار تن کو شست و شو
کیونکہ دھونا فرض ہے کل جسم سب / گر رہا کچھ خشک پاک ہوتا ہے کب

اور تیرا عضو سارا اے عزیز / خشک رہتا ہے سدا کرتے تمیز
یعنی تیری آنکھ ساری دیکھ لے / خشک رہتی ہے یہ نیچے موم کے

دوسرے یہ ناک میں تیرے اڑی / ایک بتی گوہ کی جو حد سے بڑی
کس طرح تیری نماز ہووے درست / جبتلک غسل و وضو ہووے نہ چست

اسکے اوپر آپ کو اب اے فقیر / کہتا ہے تو صاف پاک اور بے نظیر
ایسے عملوں سے خدا دیوے پناہ / دین و دنیا جو کرے دونوں تباہ

اس طرح کے زہد و تقوی اسے ترے / یہ ترا خادم بہت حیران ہے
سُنکے یہ باتیں جواں سے وہ گدا / دلمیں کر انصاف اور چپ رہ گیا

زانوں میں رکھکر کے سر اپنا فقیر / مارے خفت کے ہوا ایسا حقیر
شیر کے آگے ہو جوں روباہ پیر / اس جواں کے سامنے اُسدم فقیر

ایک عرصہ تک تامل میں رہا / پھر یہ اپنے دلسے اُسنے یوں کہا
کر کے تو انصاف اے دل اب ذرا / اس جواں کو اپنا تو مرشد بنا

اُٹھ یہاں سے کرکے تو بہ جلد تر / اس جنابت کو بدن سے دُور کر ۱۲
غسل کامل اور وضو کو چست کر / باندھ پھر حق کی عبادت میں کمر

الغرض نہا دھو کے اٹھکر بانیاز / کی ادا اُس وقت جو اُسنے نماز
وہ مزہ اور حظ اُسے حاصل ہوا / جسکی کچھ ہوتی نہیں ہے انتہا

وہ تجلی اس گھڑی حاصل ہوئی / پہلے اُس سے جو نہ دیکھی تھی کبھی
ہو کے نادم پھر یہ باتوں سے بُلا / اُس جواں کو پاس اپنے یوں کہا

علم دیں جاکر کے پڑھ تو شہر سے / پھر سکھایا کر یہاں آکر مجھے
شرم آتی ہے بڑھاپے سے مجھے / اسلیئے پڑھنے کو کہتا ہوں تجھے

اُس جواں نے سنتے ہی جھٹ برملا / جو کہا تھا پیر نے وہ ہی لیا
سیکھنے سے علم کے اے بہرہ ور / ہوگیا درویش راہ راست پر

ہوگیا درویش پھر تو بے خلل / عالم و زاہد ولی بے بدل
ہوگئے جب علم اور زہد ایک جا / جب ہوا مقبول درگاہِ خدا

ہونا علم اور زہد آپس میں بہم / رکھ سکے کب رہ میں عزلت کے قدم
علم ہے جو راہ دکھلا دے تجھے / دھو دے جو زنگ گمرہی دلسے ترے

زہد وہ ہے جو اکھاڑے بیخ سے / ماسوا دلبر کے دلمیں جو ہے شے
جو جو ہے دلمیں سوا حق کے بھرا / زہد وہ شے ہے کرے سب کو فنا

یہ ہوس دل سے ترے باہر کرے / اور دلمیں خوف و ڈر ظاہر کرے
ڈرتے ہیں حق سے وہ مردانِ خدا / علم حق جن کو کیا حق نے عطا

إِنَّمَا يَخْشَى ہے انکی شان میں / کہتا ہے حق دیکھ لے قرآن میں
یعنے مجھ سے اب بہت ڈرتے ہیں وے / عالم و عامل ہیں جو بندے مرے

يَخْشَى اللّٰہ کو نشان علم جان / إِنَّمَا يَخْشَى اقرآن میں پڑھ جواں
دل کو علم خوف سے آباد کر / جا حدیث لو علمتم یاد کر

یعنے فرماتے ہیں یہ حضرت نبی / جانتا ہوں میں جو تم جانو کبھی
ذکر کیا ہنسنے کا بلکہ برملا / روتے روتے غم سے دو نالے بہا

لہ یہ اشارہ ہے طرف آیۃ إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ یعنے خدا کے بندوں میں علما ہی خدا سے ڈرتے ہیں ۱۲۔

ساقیا وہ جام اب مجھ کو پلا
ٹکڑے ٹکڑے جس سے ہو سینہ مرا

تاکہ دریا رجا دل میں سما
درد سے ہو درد اسکے کی دوا

درد و غم سے کرکے پُر اک جام لا
جلد دے امداد کے منھ سے لگا

علم کان مہر راغ و باغ بود
ہجو مرد و زور اچراغ بود

اِس داستان میں مذمت اُن علماء کی ہے جو مشابہت رکھتے ہیں امراء کی اور دُور رہتے ہیں فقراء سے

فقر سے ہو علم کو زیب اے پسر
نے زباغ و زراغ و اسپ و گاؤ خر

علم کی عزت بلا شک فقر ہے
فقر و فاقہ عالموں کا فخر ہے

فقر و فاقہ عالموں کا تاج ہے
مومنوں کا فقر ہی معراج ہے

علم کا نقصاں ہے حضرت مولوی
حشمت و مال و منالِ دنیوی

اور کب تک مرغ و ماہی سے اخی
تو کریگا زیب و زینت خوان کی

اسقدر مال و منال اے باادب
جز فریب و مکر کے ہو جمع کب

اُس میں بس اتنا تکلف ہو ضرور
جَو کی روٹی اور کچھ دالِ مسور

اور نہیں اسقدر مال و منال
جمع ہو کیونکر یہ از وجہ حلال

نان و حلوا قند و شکر قورما
ہو بلیسر بے شبہہ کیونکر بھلا

علم دیں سے یوں کرو جھنڈا کھڑا
اور کھانا پھر نہ ہو اس طرح کا

آخرش تجھ کو کرے دیں سے بری
یہ تن آرائی و یہ تن پروری

ایک لقمہ بھی جو کھاوے شبہہ ناک
خاک کھا اور ڈال تو دانتوں پہ خاک

تجھ کو مال و جاہ پر مفتوں کرے
نور عرفاں دل سے وہ بیروں کرے

ایسا لقمہ دین کو یوں کھاوے گھن
اندر اندر جس طرح لکڑی کو گھن

یعنے اک دانہ اگر ہو شبہہ ناک
اسکو لیکر حضرت ابراہیمؑ پاک

تخم اسکا ڈالے اپنے ہاتھ سے
اور گاؤ چرخ سے بو نا کرے

اور اسکے کاٹنے کے واسطے
آہن نو سے اگر داتنی بنے

اور گوندھیں اسکو حوریں جنتی
باخوشی کوثر کے پانی سے اخی

اور جلاویں لاکے حضرت جبرائیلؑ
لکڑیاں طوبیٰ کی جھٹ بے قال و قیل

اور پکاویں حضرت مریمؑ اُسے
نوحؑ کے تنور میں اے نیک پے

گرچہ اُس پر ایسے ایسے ہوں عمل
پر نہ اُس لقمے کا کچھ جاوے خلل

فقر فخری کہتے ہیں حضرت نبیؐ
فقر سے ہو زیب و زینت علم کی

فقر و فاقے سے ہے عزت علم کی
حشمت دنیا ہے ذلت علم کی

مولوی کو بے گماں لاریب ہے
اُسکو اسباب جہاں سے زیب ہے

قاقم و خز کب تلک یوں پہن کر
ہوگا تو آراستہ اے نامور

آپ کر انصاف اے صاحب کمال
ہو بلیسر کب تجھے یہ از حلال

تنو مشقت گر نہ ہو ہو نڈھال
آوے کب کچھ ہاتھ میں مالِ حلال

موٹا جھوٹا کپڑا تن ڈھکنے کو ہو
اس سے زیادہ ہو نہ پھر تجکو کبھو

مال و ملک و دولت و باغ و بہار
مسند و تکیہ و خانہ زرنگار

جسکے اوپر آپ کو کہتے ہو وا
عالم و فاضل ہیں ہم با اتقا

ہاتھ میں کچھ مال لا با شبہ ناک
تاکہ ہو تو نرم پوش اور خوش خوراک

مال و ملک و دولت و باغ و چمن
سب یہ گردن میں پڑینگے طوق بن

اور یہ لقمہ آخرش اے نیکنام
زہر قاتل ہو ترے حق میں تمام

تو تو اس لقمے کو کھاوے بے شبہہ
دین اور ایماں ترا کھاتا ہے یہ

تو بُرائی اور خباثت بدرگی
شبہہ کے لقمے کو سُن مجھ سے اخی

سیکڑوں تعظیم اور عزت سے جا
بودیں کعبے کے حرم میں برملا

اور سینچیں آب زمزم سے اُسے
حضرت ابراہیمؑ آکر پے بہ پے

اور پیسیں حضرت خیر النساءؑ
حجر اسود سے بنا کر آسیا

اور خمیر اُسکے پہ پڑھتے بے عدد
فاتحہ یا قل ہو اللہ اُحد

اور پھونکیں آگ اسکی دمبدم
حضرت عیسیٰؑ نبی محترم

اور اگرچہ تو پڑھے اے ہوشیار
اُسکے ہر لقمے پہ بسم اللہ ہزار

باوجود ایسی کراماتوں کے یار
وہ خباثت اُسکی ہو پھر آشکار

Marfat.com

آخرش خاصیت اُس کی جب کھلے
راہِ جنت کی چھڑا کر بے خلاف
ورنہ ہوگا دین تیرا سب تباہ
اس ہوا و حرص سے تو درگذر
ہو نہ گر کمخواب و مخمل گلبدن
ہوں نہ یہ کھانے اگر با قند و مشک
اور نہ ہووے گر پیالہ زرِ ناب
اور نہ ہوویں اسپ گر زریں لجام
جو نہ ہووے دور باش از پیش و پس
اس سے بہتر ہے کہ تجھ کو ضرور
ہو نہ گر دالان کوٹھا کوٹھڑی
مخمل و دیبا کا تکیہ گر نہ ہو
۱۴ اس جہاں میں ہے تو چند اک روز کو
جس کا چاہے تو جہاں میں ہو عوض
عمر کا بدلہ نہ ہو سکتا ہے یار

وہ ہی لقمہ زہر ہو تجھ کو لگے
راہ دوزخ کی بتا دے تجھ کو صاف
کر علاج اسکا ذرا ہمراہ آکہ
کر قناعت پیشہ مت پھر دربدر
اک گزی کافی ہے ڈھکنے کو بدن
تجھ کو کافی ہے پیاز و نانِ خشک
کف سے پی سکتا ہے اپنے یار آب
پا پیادہ چل سکے ہے چند گام
دور باش نفرتِ خلق از تو بس
سارا عالم ہر طرف سے دور دور
رہنے کو کافی ہے خس کی جھوپڑی
رکھ کے پتھر سر کے نیچے یار سو
بن کے پھل سے گر بسر اوقات کو
تجھ کو حاصل اُس کا بدلہ ہو غرض
اسکو ہاتھوں سے نہ کھو اے ہوشیار
تا کرے امداد جا کر بے محن

راہِ طاعت میں تجھے بیجاں کرے
دردِ دیں کا ہے تجھے اپنے اگر
کر کے محنت اور مشقت باکمال
جو نہ ہووے جامہ اطلس تجھے
نان حلوا قورمہ زردا پلاؤ
سونے چاندی کے نہ ہوں برتن اگر
اور سنہرے آبخورے گر نہ ہوں
گھوڑا ہاتھی اونٹ خچر جو نہ ہو
یعنے گر ہوویں نہ تیرے باوقار
اور نہ ہوں گر خانہائے زرنگار
اور نہ ہوویں فرش گر ابریشمیں
واسطے داڑھی کے گر کنگھی نہ ہو
الغرض جس چیز کا چاہے یہاں
اور جہاں میں بے عوض ہے جان تو
ساقیا بہرِ خدا وہ جام دے
یار کے کوچے میں قرباں جان و تن

خانۂ دیں کو ترے ویراں کرے
جلد اُسکا کر علاج اے بے خبر
جا کے پیدا کر تو کچھ قوتِ حلال
تن کے ڈھکنے کو ہے کملی بس تجھے
اور بریانی متنجن نان پاؤ
مٹی کی صحنک بھی کافی ہے مگر
پی سکے ہے یار پانی چلوؤں
چل سکے ہے پا پیادہ یار تو
آگے اور پیچھے نقیب اور چوبدار
کر سکے ہے زندگی در کنجِ غار
بوریے کہنہ پہ ہو گوشہ نشیں
انگلیوں سے کنگھی کر سکتا ہے تو
ہو سکے ہے اُسکا بدلہ بیگماں
قدر اپنی عمر کی پہچان تو
چھوڑ کے حرص و ہوا کی قید سے

بیان چیزوں مختصر متفرق کا اور بیچ اشارہ قولہ تعالیٰ کے
إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً انصاف اور اخلاص کے ساتھ

خرچ جاں اپنی کرو اے عاشقو
ٹھوکریں کھاتا ہے سب کی وہ سدا
دو جہاں سے اُس نے بازی جیت لی
گر جوانی میں نثار دوست جاں
گر جوانی میں تو قرباں آپ کو
سب ہوئے برباد ایامِ شباب
گذر اس پنجاہ سے اور اک سجود

دوستی میں اپنی گر تم راست ہو
جو کوئی اس راہ سے واقف ہوا
یار کے قدموں پہ جسنے جان دی
جا عوانٌ بین ذلک پڑھ جواں
یار کے قدموں پہ جو کچھ ہو سو ہو
بہرِ دیں کچھ بھی نہ کی تو نے شتاب
نے کیا تا کام آوے اے جہود

جو کوئی اس راہ سے آگاہ ہے
گیند دولت کا وہ آخر لے گیا
گر حیات اور عیش خوش چاہے ہے یار
یعنے بچہ یا کہ بوڑھی گائے ہو
جو ہوا بوڑھا گراں جانی نہ کر
دن جوانی کے ہوئے آخر تمام
ساٹھ سے بھی عمر زیادہ ہو گئی

تن کو جانے ہے کہ سنگِ راہ ہے
جان دی جس نے پیا لے دلربا
گاؤ نفس اپنے کو تو اول تو مار
اُسکی قربانی نہ ہووے جان تو
بوڑھے بکرے کی تو قربانی نہ کر
کچھ کیا حق کیلئے تو نے نہ کام
کام کی جو بات تھی ہرگز نہ کی

Marfat.com

عمر تیری کام کی گذری نہ آہ　　ایک بھی سجدہ نہ تونے کر لیا
تاکہ کام آتا وہ تیرے یوم دیں　　وہ کیا ہرگز نہ تونے اے لعیں
اب بھی تو اے عندلیب کہنہ سال　　کر شروع آہ و فغاں چہچہے بنال
جو کیا نالہ نہ در فصل بہار　　کر ادا اُس کو خزاں میں زینہار
اب بھی تو بہر خدا اے بے خبر　　اس بڑھاپے کو غنیمت جان کر
عجز سے رو کر خدا کے روبرو　　توبہ و استغفار کر ہر لحظہ تو
جو جوانی میں کیا تونے نہ کام　　کر ادا اُس کو بڑھاپے میں تمام
تاکہ تو جانے زیاں کا سود یار　　تجھے کہنہ تو نقد اور توبہ اُدھار
غرق دریائے گناہی تا بکے　　در معاصی رو سیاہی تا بکے
غرق دریا میں گناہوں کے بھلا　　تو رہے گا کب تلک مجھ کو بتا
اور بدیوں سے تو اپنی روسیا　　کب تلک رکھیگا اے حال تباہ
گوش جاں سے پنبۂ غفلت نکال　　جدِ امجد کا تو سُن پھر مجھ سے حال
حضرت آدمؑ کہ دادا سب کے تھے　　اور خلیفہ تھے خدا کے جا تلے
اور فرشتوں نے انہیں سجدہ کیا　　دی خدا نے رہنے کو جنت میں جا
اک گنہ کرتے ہی سُن اُن کو کہا　　مذنبی مذنب نکل اب یاں سے جا
تو طمع رکھتا ہے باچندیں گناہ　　داخل جنت ہو تو اے روسیاہ
اک گنہ کے ساتھ آدمؑ کو نکال　　حق نے جنت سے دیا پھر دور ڈال
جو کرے صد ہا گنہ شام و سحر　　کس طرح جنت میں ہو اُسکا گذر
حد سے گذرا انتظار اب ساقیا　　کر مدد یہ وقت ہے امداد کا
عمر گذری ہجر میں جلتے ہوئے　　اب تو مت محروم رکھ دیدار سے

اس داستان میں بیان ہے مراد قول نبی صلعم کی حُبُّ الوطن مِنَ الایمان کہ کیا غرض ہے اس سے

قید میں عصیاں کی جو قید ہیں　　سرِ غیبی سے وہ نا امید ہیں
جو گناہوں کے پڑے ہیں جال میں　　یار کے دیدار سے محروم ہیں ۱۵
تن بدن کو پالتے ہیں جو کوئی　　قید میں ہیں نفس اور شیطاں کی
لذت تن میں پڑے ہیں جو کہ بد　　انکی گردن میں ہے حبلٌ مِن مَسَد
بند تن کو توڑ زنداں سے نکل　　یار کے کوچہ کو اُٹھکر جلد چل
اٹھ توجہ کر سوئے ملکِ نعیم　　یاد کر اوطان اور عہدِ قدیم
اٹھا کہیں بہر خدا اک سوچ تو　　یار کے کوچے کو اور اس عہد کو
یار کی تجھ کو محبت ہے اگر　　راہ لے کوچے کی اُس کے جلد تر
ظاہر اور باطن علم اے نیک تن　　کہتے ہیں ایماں سے ہے حبِ وطن
یہ وطن ہند و عراق و شام کے　　وہ وطن ہے اور جسکا نام لے
یہ وطن دنیا کے ہیں سب اے اخی　　کب کرے تعریف دنیا کی نبیؐ
دوستی دنیا کی شر ہے اور خطا　　ہو خطا سے کب تجھے ایماں عطا
ترک دنیا کو کرے ہے یار جو　　دو جہاں کا ہوتا ہے سردار وہ
چھوڑ کر دنیا کو جاتا ہے وہ یار　　اُس وطن کو نفس پر ہو کر سوار
نیک طالع ہیں وہی اے نیک تن　　جنکو رغبت ہے سوئے اصلی وطن
ہیں سعادتمند جو سب چھوڑ کر　　رکھتے ہیں وہ راہِ اصلی پر نظر
اس وطن میں ہے تجھے جان اک سفر　　جوں مسافر چاہیے کرنا گذر
دیکھ کر اس راہ کی باغ و بہار　　کر لیا تو نے وطن ہی اختیار
شہر تن میں اسقدر تو آپھنسا　　اس وطن کو کر دیا دل سے جدا
اس وطن میں ہے جو بیخود بیوطن　　تو پڑا کب تک رہیگا خستہ تن
موڑ منہ اُس تن سے جانکو شاد کر　　اپنا تو اصلی وطن آباد کر
چھوڑ کر اصلی وطن اپنا بھلا　　کوئی ویرانے میں رہتا ہے بڑا
ہے یہ دنیا خانہ سو ویران یار　　اسکو ناداں ہی کرے ہے اختیار
ہے یہ ویرانہ سمجھ اور غور کر　　اُلوؤں اور جغدوں کے رہنے کا گھر
ہے یہ جنت واسطے کفار کے　　ظالم و فساق و بد اطوار کے
اور مومن کو ہے زنداں یہ جہاں　　عیش اور آرام زنداں میں کہاں

Marfat.com

فکر کر ایسی کوئی اے بے خبر　　تاکہ تو اس قید سے ہووے بدر
آشیانہ ہے ترا عرش بریں　　تو پڑا ہے قید میں اندر زمیں
چھوڑ کر کے اپنا خانہ زرنگار　　اس نجاست پر ہے تو مفتون یار
کیوں خراب آباد میں ہے تو پڑا　　دیکھ چل گلزار کی آب و ہوا
کب تلک اے شاہباز پر فتوح　　تو رہیگا دور از اقلیم روح
حیف ہے صد حیف اے صاحب ہنر　　ایسے ویرانے میں کھولے بال و پر
کب تلک اے ہدہد شہر سبا　　تو رہیگا اس سفر میں بستہ پا
کر کے کوشش بند پا سے دور کر　　اور اڑا تو آپ کو پھر عرش پر
کیوں پڑا جا کنوئیں میں سر کے بل　　گر تو یوسف ہے کنوئیں میں سے نکل
تا عزیز مصر ربانی ہو تو　　جسم سے چھوٹے تو روحانی ہو تو
اس نجاست پر یہ سبزہ دیکھ کر　　ہو گیا مفتوں تو اے خیرہ سر
ایک دانے کیلئے اے زشت خو　　جال میں تو نے پھنسایا آپ کو
واسطے تصویر بیجاں کے میاں　　آپ کو رسوا کیا اندر جہاں
بھر رہے دل میں خیالات جہاں　　ذکر و فکر حق بھلا اس میں کہاں
لوح دل سے سب خیالا تو نکو دھو　　جان سے اک یار پر مفتون ہو
یار ہر جائی نہ بن اے بیوفا　　خالصاً اک دلربا سے دل لگا
جب نہ تجھ کو ہو پسند ہر جائی یار　　کیوں نہ ہو بیزار اس سے کردگار
ایک سو ہو کر یہ سن مجھ سے مثال　　تاکہ ہو معلوم تجھکو سب یہ حال

حکایت بسبیل تمثیل کے لکھی گئی نظم

تھی اک عورت خوبصورت نازنیں　　سیم تن نازک بدن اور مہ جبیں
زلف و رخسار و لب اسکے رشک حور　　جسکی الفت میں دل اک عالم کا چور
ایک دن با ناز با صد کر و فر　　ایک کوچے میں ہوا اسکا گذر
اتفاقاً سوختہ دل اک جواں　　دیکھ اسکو ہو گیا عاشق بجاں
١٦ اس پری کا دیکھ کر حسن و جمال　　ہو گیا وہ مثل تصویر خیال
اڑ گئے سب ہوش اور صبر و قرار　　ہو گیا کل محو اندر روئے یار
اسکو یوں مجنوں و شیدا دیکھ کر　　عشق کا اسکے ہوا زن پر اثر
یوں کہا زن نے اسے اے سادہ رو　　حال اپنے کو بیاں کر مجھ سے تو
کیوں کھڑا ہے کسکا تجھ کو دھیان ہے　　کس لئے آئینہ ساں حیران ہے
جا یہاں سے دیکھ اپنا کام کر　　کیوں بلا میں پڑتا ہے اے خیرہ سر
اس جواں نے یوں کہا جان جہاں　　چھوڑ تجھ کو اب بھلا جاؤں کہاں
عشق تیرا لیگیا اے مہر بجاں　　ہوش و عقل و صبر اور تاب و تواں
عشق نے تیرے مجھے بیخود کیا　　کام مجھکو کچھ نہیں اب تجھ سوا
یہ کہا زن نے اسے اے بیخبر　　ہے مری ہمشیرہ مجھ سے خوب تر
حسن میں بہتر ہے مجھ سے لاکھ بار　　جیسے ہیں شمس و قمر دونوں نثار
دیکھ اسے شکر ذرا اے سادہ رو　　آتی ہے پیچھے مرے وہ ماہ رو
سنکے یہ اور چھوڑ کر اسکو وہ خام　　ہٹ کے پیچھے کو چلا چند ایک گام
جب لگا جانے تو زن نے دوڑ کر　　دھول اک سر پر لگائی جلد تر
اک طمانچہ اسکے منہ پر مار کر　　یہ لگی کہنے اسے اے خیرہ سر
میری صورت پر اگر عاشق ہے تو　　اپنے اس دعوے میں جو صادق ہے تو
غیر پر کیوں کی نظر میرے سوا　　ہے یہ دعوی عشق کا اے بیحیا
کرتا ہے دعوی تو میرے عشق کا　　غیر کو کیوں دلمیں پھر دیتا ہے جا
کیا یہی ہو ہے وفائے عاشقاں　　غیر پر مائل ہو ظاہر یا نہاں
جو کہ ڈالے غیر پر اپنی نظر　　ہے حقیقت میں وہ مشرک سر بسر
اپنا عاشق ہو کے دیکھے غیر کو　　کعبے میں چاہے بنانا دیر کو
رکھتا ہے دل پر تو داغ حب غیر　　اور چاہے کوچۂ دلبر کی سیر
غیر کو نظروں سے تو اپنی نکال　　چشم دل سے دیکھ پھر حق کا جمال
دوسرا ہے کون یاں حق کے سوا　　کس لئے احول بنا ہے بے حیا
جو سوا حق کے ہے دے سبکو جلا　　ایک دلبر سے تو دل اپنا لگا
جز وجود مطلق اور ہستی پاک　　دھیان میں تیرے جو آوے سب ہے خاک

Marfat.com

تو کہاں اور ہیں کہاں عالم کہاں
ہے یہ اک نور منزہ اے جواں

اوّل و آخر نہان و آشکار
ایک ہے خورشید اور ذرہ ہزار

ہے ہزاروں آئینہ میں جلوہ گر
ایک صورت جان لے اے بیخبر

ہے ہزاروں آئینوں میں اک جمال
اس تکثر سے ہے حیران عقل حال

ہے کہاں سے کثرت آئینہ جہاں
ہیں سب اسماء و صفات اے نکتہ داں

اس سے زیادہ کہہ نہیں سکتا ہوں اب
قند وحدت سے ہوئے ہیں بند لب

اس تکثر نے بند لبوں کو کر لیا
گفتگو کی قید سے دل چھٹ گیا

ساقیا اس دنیت و حشت سے چھڑا
یار کے کوچے کا دے رستہ بتا

جام وحدت دیکے ساقی جلد تر
ماسوا کی قید سے آزاد کر

تا کہ میں سب چھوڑ کر کے بندِ تن
بحر دردِ عشق میں ہوں غوطہ زن

اس میں بیان ہے بلاؤں اور محنتوں کا حال جو عشق کی راہ میں ہیں اگرچہ بھاری ہیں لیکن سب اور ہلکی ہیں عاشقوں پر بلکہ بڑی راحتیں اور چین ہے اوپر عاشق آزاد کے

ہیں طریقِ عشق میں صد ہا بلا
اے دلِ غمگین غم میں مبتلا

عشق کے رستے میں لاکھوں ہیں الم
آفت و درد و بلا و رنج و غم

محنت و خواری و ذلت اور حذر
انتظاری بیقراری درد سر

کھانا اور پینا نہ سونا ہے وہاں
ہاں مگر اک نالہ و آہ و فغاں

نے عزیز و نے قریب و نے شفیق
نے کوئی غمخوار انکا نے رفیق

ہوتے ہیں ہمراہ عاشق کے مگر
آہ سرد و رنگ زرد و چشم تر

لیک عاشق ماہرانِ عشق ہیں
ہیں وہ خوش ہر دم بلا و رنج میں

عشق کے وہ آزمودہ کار ہیں
بادشاہ باطن میں ظاہر خوار ہیں

جان بازی میں ہیں پختہ پر نہ خام
بود سے اپنے ہیں بے خود لاکلام

تو بھی اے امداد اپنے سے نکل
ہو کے بیخود کوچۂ دلبر کو چل

خار و خس کو غیریت کی آگ دے
بافراغ دل تو تنہا راہ لے

سن نہ ہونے میں ترے کب ہے برا
مت ہو تو اس میں تجھے ہے فائدا ١٧

ڈھونڈ مت اندر خودی کے بہتری
بہتری ہے بیخودی میں اے اخی

راہ میں فقر و فنا کے سہل ہے
جسم و جاں کو پہنچے غم گر پے بہ پے

رنج و غم ہوتا ہے فرحت اور خوشی
جبکہ حاصل ہووے مقصود دلی

بکریوں کا دیکھ گلہ جس طرح
بھیڑیا ہوتا ہے خوش اور بافرح

بکریوں کے پاؤں کی گرد و غبار
بھیڑیے کی آنکھ میں باغ و بہار

ہے اسی صورت سے حال عاشقاں
شو بلاؤ درد و غم میں بے گماں

انکو حاصل یاں جمالِ یار ہے
گرچہ تن آن کا مثالِ خار ہے

عشق کی راہ میں ہو کب آسودگی
سر بسر ہے درد و غم آلودگی

عیش و عشرت جبتلک چھوٹے نہ تو
غیر حق سے اور منہ موڑے نہ تو

ہو نہ جب تک تجھپہ آسایش حرام
رکھ سکے کب عشق کے رستے میں گام

کب بھلا حاصل تجھے ہو راہِ عشق
مبتلا ہے تو تو اندر جور و فسق

غیر ناکامی کے اس جا کام نے
عشق کی رہ ہے رہِ حمام نے

توشہ ہے اس راہ میں تقوی ازا
نان و حلوا طاق میں رکھ اے فتا

نان و حلوا کیا ہے تیرا جاہ و مال
باغ و زراع و حشمت و اقبال حال

نان و حلوا کیا ہے یہ فرزند و زن
تیری گردن میں پڑے جو طوق بن

نان و حلوا کیا ہے فکر نام و ننگ
جسکی خاطر ہے یہ ساری صلح و جنگ

نان و حلوا کیا ہے یہ باغ و بہار
مسند و تکیہ و خانہ زرنگار

نان و حلوا کیا ہے یہ طول امل
اور فریب نفس و علم بے عمل

نان و حلوا کیا ہے سن اے بدقماش
یہ سعی تیری ہے از بہر معاش

واسطے دنیا کے مردوں کے ہوشیار
زیر منت ہوگا کس کس کے تو یار

ہے بقا کیواسطے اے خود پسند
ہوگا کس کس کا تو یاں احسانمند

عیش اور آرام تیرا اے جوان
لیگیا یک لخت یہ حلوا و نان

تجھکو یہ صبر و توکل سے چھڑا
دربدر رسوا پھرانا ہے سدا

دھو دیا لوحِ توکل سے سبھی
نام تیرا جان اے مردِ غبی

Marfat.com

گوشۂ صبر و توکل چھوڑ کر — کیوں پھرے سرمارتا ایدھر اُدھر
کان میں تیرے پڑا بھی ہے لبُم — حرفِ اَلرِّزقُ عَلیٰ رَبٍّ کَرِیم

لینے ہے رزاق وہ پروردگار — رزق سب کو دیتا ہے لیل و نہار
رزق دیتا ہے تجھے شام و سحر — پھرتا ہے پھر کس لئے تو دربدر

جا قناعت پیشہ کر اے بیخبر — صبر کے گوشہ میں اب تو بیٹھ کر
گھر کے کتے ہی کو جا مرشد بنا — تاکہ دے تجھ کو دکھا راہِ ہُدا

اس میں بیان اُس عابد کا ہے کہ دُنیا کو ترک کرکے پہاڑ کے غار میں بیٹھا تھا اور آزمانہ اللہ تعالیٰ کا اُس کو امتحاناً اور نصیحت لینی اُسکو ایک کتے سے

کوہ لبناں میں تھا ایک عابد مقیم — غار میں جس طرح اصحاب الرقیم
چھوڑ کر ظاہر کی ساری جِق و بق — غار میں بیٹھا کرے تھا یادِ حق

دن کو رہتا تھا ہمیشہ روزہ دار — رات کو کرتا عبادت بیشمار
قدرتِ حق سے اُسے اک وقت پر — نان و حلوا پہنچتا اے نامور

آدھا اُس سے رات کو کھاتا تھا وہ — اور سحر وہ نوش کرتا نصف کو
الغرض وہ رات دن مردِ خدا — یاد میں اللہ کی مشغول تھا

یوں بسر اوقات کرتا تھا گدا — فکر کھانے پینے کا اُسکو نہ تھا
نان و حلوا دیتا تھا اُس کو خدا — بے مشقت اور بے محنت سدا

آخرش اک روز بہرِ امتحاں — ہوگیا موقوف وہ حلوا و نان
انتظاری کی نہ آیا پر طعام — وہ ہوا زار و نحیف اے نیک نام

جب نہ آیا شام سے لے تا سحر — سیکڑوں آنے لگے دل میں خطر
بھول سب جاتا رہا صوم و صلوٰۃ — فکر کھانے میں رہا وہ ساری رات

اور نہ کی اُس نے عبادت کچھ ادا — اور نہ سو پا رات کو وہ مطلقا
الغرض کی رات تو جیوں توں بسر — ہوگیا اتنے میں ہنگام سحر 18

آخرش اُٹھکر وہ باصد اضطراب — غار سے باہر نکل آیا شتاب
کوہ پر ہو کر کھڑا وہ بےخطر — اور لگا پھر دیکھنے ایدھر اُدھر

جبکہ چاروں طرف کی اُس نے نظر — دُور سے قریہ اُسے آیا نظر
کوہ سے نیچے اُتر کر وہ اخی — گاؤں کے اندر گیا باصد خوشی

سن تو اُس قریہ میں رہتے تھے تمام — گبر اور قومِ نصاریٰ لاکلام
عابد اُس کافر کے در پر ہو کھڑا — یہ کہا کچھ دو مجھے بہرِ خدا

گبر نے دو روٹی اس عابد کو دی — لیکے اُس کو وہ چلا باصد خوشی
اور کیا عابد نے پھر قصدِ مکاں — تاکرے افطار روزہ اُس سے واں

گاؤں سے باہر نکلکر وہ جواں — غار کی جانب ہوا جس دم رواں
ایک کتا گبر کے دروازے پر — رہتا تھا مدت سے اُسکے نیکو سیر

بھوک کے مارے یہ تھا احوالِ سگ — رہ گئے تھے استخواں اور پوست و رگ
گرچہ آگے اُسکے کوئی جو کبھی — کھینچتا گر گردہ پر کار بھی

تو وہ کتا روٹی اُسکو جان کر — جان دیتا تھا وہ اُس پر بےخطر
جو زباں پر آتا تھا لفظِ خبر — وہ سمجھ کر خبز دیتا تھا اُسپہ سر

کتا بو پا کر کے عابد کی ذرا — دوڑ کر جھٹ اُسکے وہ پیچھے پڑا
جب لگا عابد کو پہنچانے ضرر — ایک روٹی خوف سے دی جلدتر

ایک روٹی بچ رہی تھی اُس سے جو — لیکے دوڑا اُسکو وہ مردِ نکو
کتا جب اس سے فراغت پا چکا — دوڑ کر عابد کا جھٹ پیچھا لیا

دوسری روٹی جو اُسکے پاس تھی — تنگ ہو کر وہ بھی اُس نے ڈالدی
دیکھ اسکو پھر ہوا عابد رواں — اُسکی ایذا سے کہ تا پاوے اماں

دوسری روٹی بھی جب وہ کھا چکا — جھڑجھڑا کر کان پھر پیچھے پڑا
پیچھے پیچھے اُسکے مثلِ سایہ وہ چلا — بھونکتا اور کپڑے اُسکے پھاڑتا

ہو کے عاجز اُس سے عابد نے کہا — میں نہیں دیکھا ہے تجھسا بیحیا
تیرے مالک نے دو روٹی کے سوا — کچھ نہیں مجھ کو دیا اے بےحیا

سو وہ دونوں تجھ کو اب میں دے چکا — پھر کہوں ہے گرد تو مجھ کو بتا
اور کیا چاہے ہے مجھ سے اے پلید — کیا حیا تجھ کو نہیں ہے اے مُرید

Marfat.com

قدرتِ حق سے وہ کُتا ناگہاں / گفتگو کرنے لگا جوں مردماں
یہ لگا کہنے کہ اے مردِ خدا / غور کر ملک میں نہیں ہوں ہیچیا
بچپنے سے اب تلک اے نامور / رہتا ہوں اُس گھر کے دروازے اوپر
گھر کا اُسکے بن رہا ہوں درباں / بکریوں کا اُسکے ہوں میں پاسباں
گاہ تو دیتا ہے مجھکو پارہ ناں / اور گاہے دے ہے مشتِ استخواں
اور گاہے بھول جاتا ہے مجھے / کچھ نہیں اُسدن کھلاتا ہے مجھے
گذرے ہیں مجھپر بہت شام و سحر / روٹی ہڈی کچھ نہیں آتی نظر
گاہ ہوتا ہے کہ پیر گبر تو / نے میسر آپ کو نے مجھ کو ہو
ہفتہ ہفتہ گذرے ہیں یہ ناتواں / خشک ٹکڑے کا نہ پایا کچھ نشاں
پرورش پائی جو مَیں اُسدر اوپر / اور کے در پر نہیں کرتا گذر
گرچہ صد ہا رنج اب سہتا ہوں میں / در پہ اُسکے پر پڑا رہتا ہوں میں
اُسکی نعمت کا کبھی کرتا ہوں شکر / صبر سے رہنا ہے گاہے مجھکو شکر
کھیلتا ہوں عشق کی بازی سدا / ساتھ اُسکے میں بصد رنج و عنا
الغرض یہ عاصی اُسکے در سوا / اور کے در کو نہیں پہچانتا
اور تجھے جو ایک دن اے نوجواں / نے ملا تقدیر سے حلوا و ناں
بس بنائے صبر میں آئی شکست / غیر کے در پر گیا اے خود پرست
اپنے اُس رزاق کا در چھوڑ کر / گبر کے در پر تو آیا دوڑ کر
کچھ نہ کی رزاق پر اپنے نظر / مانگنے آیا تو اک کافر کے گھر
واسطے روٹی کے اپنے دوست کو / چھوڑ کر آیا تو یاں اے نیک خو
اور دشمن اُسکے سے کی دوستی / کچھ حیا تجھ کو نہ آئی اے اخی
اب ذرا منصف ہو اے مردِ خدا / بے حیا تو ہے کہ یا میں ہوں بتا
سُنکے یہ عابد گرا مدہوش ہو / پیٹ کے سر ہو گیا بیہوش وہ
اے سگِ ملعون نفسِ امداد کی / یہ نصیحت گبر کے کتے نے کی
صبر کا در بھی اگر تجھ پر کھلے / گبر کے کتے سے کمتر پھر تو ہے
ساقیا میری خبر لے جلد آ / نفس اور شیطاں کے ہاتھوں سے بچا
نفس و شیطاں نے کیا مجھ کو اسیر / ہو کہیں بہرِ خدا تو دستگیر 19

اس میں مذمت ریاکاروں اور مکاروں کی کہ بڑا لشکر شیطان کا ہے

کیا ہے دنیا جان اے مردِ غنی / واسطے زر کے بنے تو متقی
شانہ و مسواک تسبیح و ریا / جُبہ و دستار و قلبِ بے صفا
زہد کا دعویٰ ہو تجھ کو بے شمار / جاہ و عزت کیلئے اے نابکار
لے بنا تقویٰ کی صورت بے نظیر / تا کریں تعظیم سب شاہ و وزیر
ہے گماں تجھ کو کہ ایسے مکر سے / سارے عالم کو مطیع اپنا کرے
ہے توقع تجھ کو اے مردِ غبی / تا کہ اس جھوٹی فقیری سے تری
معتقد ہو کر کے سب اہلِ جہاں / لائیں نذریں پاس تیرے بیگماں
یہ نہیں معلوم تجھ کو اے عزیز / ہیں جہاں میں سیکڑوں اہلِ تمیز
ہیں بہت عالم میں عاقل نکتہ داں / جانتے ہیں سب کی خوبی و زیاں
یہ جو کرتا ہے فریب و مکر تو / اس سے وہ واقف ہیں بیشک مو بمو
پر یقیں ہے تجھ کو اب بیشک یہی / حال سے میرے نہیں واقف کوئی
اپنی خود بینی سے تو ہے مارتا / لافِ تقویٰ اور عدالت کی سدا
فکر میں ہر دم ہے تو اس بات کی / جسکے یاں کی عزت اور دولت ملی
کار تیرا سر بسر لیل و نہار / کرتا ہے تحصیلِ جاہ و اعتبار
واسطے زر کے بنے اے نابکار / متقی و عاقل و پرہیزگار
نان و حلوے کیلئے تو نے لعیں / کھو دیا ہے ہاتھ سے اسلام و دیں
جاہ و عزت کیلئے اے بے خبر / دین و ایمان سے پڑا تو دور تر
دیں دیا تو نے لیا نانِ حرام / مکر و حیلہ بہر تسخیر حرام
مال کھاتا شاہوں کا با مکر و شید / چھوٹے غفلت سے نہ تیری عمر زید
لے فریب و مکر سے شاہوں کا مال / ہر طرح سے پھر اسے سمجھے حلال
پھر یہ تقویٰ اور عدالت با وجود / ایسے وصفوں کے ہے قائم اے جہود
ہے ہمیشہ برقرار اور پائدار / یہ عدالت اور تقویٰ نابکار

سنگ و آہن سے بھی یہ مضبوط ہے
جو نہیں نقصان کسی شے سے اُسے
کچھ نہیں نقصان فریب و مکر سے
اس عدالت اور تقوی کو ترے

نے خلل اُسکو کسی شے سے عزیز
چوں وضوئے محکمِ بی بی تمیز

حکایت تمثیل

حال اُس عورت کا سُن تک اے عزیز
جو کہ تو رکھتا ہے کچھ عقل و تمیز
شہر ہرا میں تھی سُن اک بیہودہ زن
کہنہ رند و حیلہ ساز و پُر زِ فن

نام اُس عورت کا تھا اے ہوشیار
کہتے ہیں بی بی تمیزہ ہوشیار
بس عبادت سے اُسے لیل و نہار
تھی سدا رغبت بہت اے نامدار

صبح سے لیکر کے تا وقتِ عشا
باوضو رہتی تھی اے مردِ خدا
بعد عشا کے صبح تک وہ بے شعور
رات بھر کرتی زنا فسق و فجور

ایکدم بھر مرد بن رہتی نہ تھی
گرچہ پھر جو ڈھاچما ہووے کوئی
آنا جو اُس بیحیا کے پاس یار
آگے اُسکے پڑتی تھی دامن پسار

لے نمازِ شام سے تا بامداد
نامرادوں کو سدا دیتی مُراد
اور نہ خالی ہوتی تھی اُسکی دوات
ایکدم بھر بے قلم سے نیک ذات

جو کوئی لاتا مراد اپنی وہاں
جھٹ رقم کرتی وہ اُس پر بیگماں
رند اور اوباش کے مقصود کو
خوب بر لاتی تھی وہ اے خوبرو

اُسکی چکی شیخ کے مانند یار
پھرتی ہی رہتی سدا لیل و نہار
اور اسی حالت میں پھر وہ نابکار
کرتی تھی حق کی عبادت بیشمار

جس کسی کے نیچے سے اٹھتی بناز
ہوتی تھی فی الحال مشغولِ نماز
بے وضو بے غسل بے نیت سدا
خوب کرتی تھی رکوع سجدا ادا

اُسکے اوپر کہتی تھی وہ بدگہر
باوضو رہتی ہوں میں آٹھوں پہر
ایسی بدذاتی سے پھر وہ بیحیا
آپ کو کہتی تھی میں ہوں پارسا

۲ ایک دن اک رند نے اُس سے کہا
کیا کہوں مجھ کو تعجب ہے بڑا
اس طرح کے کار سے تیرے مجھے
حیرت آتی ہے بہت ایکیک پیے

باوجود ایسی جنابت کے سدا
خوب رہتا ہے وضو تیرا بجا
نیت اور آداب یہ محکم وضو
کر بیاں کچھ حال اسکا مجھ سے تو

یہ وضو تیرا اُسن اے نیکو سیر
سنگ و روئیں سے بھی ہے مضبوط تر
بلکہ ہے سدِ سکندر سے دوچند
جو کسی شے سے نہیں اسکو گزند

ہے مثال ایسی ہی تقوی کی ترے
ہر طرح کے کار سے قائم رہے
جس طرح بی بی تمیزہ کا وضو
سو جنابت سے نہ ٹوٹے تھا کبھو

یوں ہی تقوی اور عدالت تیرا یار
سو فریب و مکر سے ہے پائدار
ہے خدا کی مار ایسے شخص پر
بےحیا بے شرم جو ہوا اسقدر

ساقیا آحد سے گذرا انتظار
جام دے وہ جس سے ہو سینہ فگار
کرکے تا ناموس کے دامن کو چاک
آتشِ دل سے میں ڈالوں سر پہ خاک

اِس میں مذمت اُن درس کہنے والوں کی ہے کہ مقصد اُن کا محض ظاہر کرنا فضل اور علم اور بزرگی کا اور دھوکا دینا ہے خلقت کو

کیا ہے دنیا جان تو اے خود پسند
مکر و حیلہ کا ترے یہ وعظ و پند
درس تیرا اسلئے ہے صبح شام
تاکہ ہو مشہور علم اور فضل تام

بہر اظہارِ فضیلت اور عمل
آپ کو ڈالے ہے تو اندر خلل
توبہ کر تا اب جو وعظ و پند ہے
خلق میں مشہور ہونے کیلئے

علم و فضل اپنا جتانے کیلئے
سو خرابی اور بلا میں تو پڑے
ہر طرح اپنا جتا فضل و کمال
مرد و زن کیواسطے ڈالے ہے جال

تاکہ ہوں تابع ترے کچھ عام ہی
سو فریبوں سے تو لایا دام میں
جاہل و نادان و بے عقل و شعور
جال میں تیرے پڑے اے پرغرور

معتقد تیرے ہوے وہ پر ضرور
کون شوئی کا نہیں جنکو شعور
جاہلوں میں بیٹھ کر بن بن سدا
علم و فضل اپنا جتایا خوب سا

Marfat.com

خوب سی تقریر کو دیکر کے زیب
جاہلوں ناواقفوں کو دے فریب
دوسرے کو تو نصیحت ہو مدام
اور ہووے خود نصیحت لاکلام

راہ جنت کا بتاوے اور کو
آپ لے دوزخ کی رہ بے گفتگو
رہ بتاوے اور کو گلزار کی
اور لیوے آپ رستہ نار کی

شہد و شربت اور کو دے ہے پلا
آپ پیتا ہے پیالہ زہر کا
کرتا ہے اوروں کو سیدھی راہ پر
اور ہووے آپ گمرہ جان کر

بھیجتا ہے اور کو گلزار میں
آپ کو ڈالے ہے تنہا غار میں
ہے یہ سب اسواسطے اے پرخلل
لوگ جانیں تا ترا علم و عمل

خوب سی شیخی جتائی کھول کر
مکر اندر مکر لکھا ہے ہنر
پر اصول و فروع تیرے اے اخی
محکم ان دو سے نہیں ہے ایک بھی

کچھ حیا بھی تجھ کو آتی ہے بنا
حق تعالیٰ اور پیمبر سے بھلا
جان اس رہ میں ترا کیا غول ہے
یہ ریائی درس نامعقول ہے

کرتا ہے جو تو ریا کا وعظ و درس
ہے یہی شیطان تیرا اور نفس
یہ ریا کا جو ترا ہے وعظ و پند
زہر ہے باطن میں اور ظاہر میں قند

ہوتی ہے جس درس میں روی و ریا
درس ہے کب ہے وہ اک قہر و بلا
چور ہے پوشیدہ دل میں یہ ریا
دولتِ ایماں کو ہے لوٹتا

خنجرِ لاحول سے اِس چور کو
قتل جس نے کر دیا اے نیکخو
دولتِ ایمان لی اس نے بچا
باخوشی جنت میں جا ڈیرا کیا

درس جو قربت نہ ہو اس سے غرض
ہے نہیں وہ درس لیکن ہے مرض
آپ کو جس نے اگر اس مرض سے
کر دیا آزاد جاں اے نیک پے

اسپِ دولت کو وہ اپنے باہنر
ہے وہ دوڑا تا فرازِ عرش پر
ساقیا لے بہرِ حق میری خبر
نفس و شیطاں نے کیا زیر و زبر

وقت ہے امداد کی امداد کا
کر کے امداد انکے پیچوں سے چھڑا
تاکہ یہ جا کر کے بے روی و ریا
اُس کے قدموں پر کرے سر کو فدا

٢١ اس میں مذمت اور بُرائی اُن لوگوں کی ہے جو ہمیشہ اسباب دنیا کا اکٹھا کرتے رہتے ہیں اور غافل ہیں حاصل کرنے اسباب عقبیٰ کے سے

کیا ہے دُنیا یعنی اسبابِ جہاں
آفتِ جاں ہے ہر اک پیر و جواں
یہ کرے قربِ خدا سے تجھ کو دُور
اور کرے راہِ ہُدا سے تجھ کو دُور

کر دیا قرباں اُس پر اپنا سَر
ہو گیا تو راہِ حق سے دُور تر
کر دیا ہے تلخ تیرا یار کام
اِسطرح کے نان و حلوے نے تمام

اور بھی اکثر ترا اے نیک خو
لے گیا ہے رونقِ اسلام کو
جلد اس اسباب کو اے بہرہ ور
بیخ دیں سے تو اکھاڑ اور دُور کر

اور اِس دنیائے دوں پر خاک ڈال
آپ کو بارِ گراں سے تو نکال
سعی تیری ہے یہ اے صاحب ہنر
واسطے دُنیائے دُوں کے سربسر

سعی کچھ جاتی نہ عقبیٰ کی ہے کیا
سعیِ دُنیا میں رہا تو مبتلا
اس کی رہ میں ہو لنگالی اے شقی
اس کی رہ میں کُند فہمی احمقی

پیچھے اسکے دوڑے ہے از جان و دل
اُسکے پیچھے جائے جیسے خر بگل
باوجود اس سعی و محنت کے ذرا
جو کہ چاہے تھا نہ وہ حاصل ہوا

سعیِ دنیا میں رہا تو عمر بھر
کیا ہوا حاصل تجھے جز دردِ سَر
سعیِ عقبیٰ کی جو تو کرتا میاں
کارِ دُنیا کا بھی بر آتا میاں

کارِ عقبیٰ کا جو کرتا بندوبست
کارِ دنیا کے بھی سب ہوتے درست
اِسلئے فرماتے ہیں خیر البشر
جو کوئی دنیائے دُوں کو ترک کر

ہوتا ہے جھٹ باخضوع و باخشوع
اپنے اس اللہ کی جانب رجوع
کار اُسکے دنیا و دیں کے تمام
ہوتے ہیں آسان سب اے نیکنام

Marfat.com

اسکے اوپر یاد آئی ایک مثال — کان دھر کے سن اسے اے خوش خصال

اس میں بیان ہے کہ اختیار کرنا کارِ آخرت کا اوپر کارِ دنیا کے بہتر ہے

تھا کوئی اک مردِ صالح نوجواں — کرتا تھا کھیتی کا پیشہ اے میاں
پاس اسکے کہتے ہیں تھا اک شتر — بھاگنے کی اسکو عادت تھی مگر
اتفاقاً دن جو آیا جمعہ کا — اونٹ اسکا بھاگ جنگل کو گیا
اور آدھے دن جمعہ کا اسلئے — تھا کہ پانی زرع کو دے نہر سے
مردِ حیراں ہو کے بولا اے خدا — پانی دینے کا بھی یہ وقت ہے مرا
گر میں دوں کھیتی کو پانی اب یہاں — اونٹ اپنے کو میں پھر پاؤں کہاں
اور نمازِ جمعہ بھی دوں ہاتھ سے — ہوں خرابی میں پڑا اس بات سے
گر نہ دوں کھیتی کو پانی اس زماں — ہوتی ہے بالکل خراب اے مہرباں
جو میں ڈھونڈوں اونٹ کو جنگل میں جا — بس نماز اور زرع دونوں کھو چکا
اس تردد سے وہ مردِ خوش لقا — ہر طرح کے رنج میں تھا مبتلا
آخرش بولا تامل کرکے وہ — چل نمازِ جمعہ کو جو ہو سو ہو
کیونکہ اس دولت کو ہے بیشک بقا — اور سوا اسکے ہے سب شئے کو فنا
یعنے کارِ دیں کو ہووے بقا — اور کارِ دنیوی کو ہے فنا
جو کہ فانی سے لگا وے دل عزیز — اس سے زیادہ کون ہے بس بے تمیز
کہتے ہیں حضرت محمد مصطفےٰ — حج مسکینوں کا ہے دن جمعہ کا
جا غرض تکبیر مسجد اس نے کی — اجر قربانی کا پایا اونٹ کی
جا کے مسجد میں ہوا مشغول ذکر — اور بھلائی دل سے سب دنیا کی فکر
باخضوعِ دل بصد عجز و نیاز — سامنے حق کے پڑھی اس نے نماز
ہو کے فارغ جبکہ آیا اپنے گھر — دیکھتا کیا ہے کہ وہ اسکا شتر
ہے کھڑا اپنے مکاں پر اے میاں — عاجز و مسکیں غریب و ناتواں
۲۱ اپنی بی بی سے یہ پوچھا اسنے جا — کسطرح یہ اونٹ آیا ہے بتا
یہ کہا عورت نے اسکی اے میاں — اک درندہ اسکو لایا ہے یہاں
ہو کے گرد اسکے قوی سا بھیڑیا — مار کر یاں تک اسے پہنچا گیا
شکرِ حق کرنے لگا وہ نیک خو — یہ کہ رب لایا ہے میرے اونٹ کو
اب میں جاکر سینچتا ہوں کھیت کو — اپنے اس معمول پر چلتا کہ ہو
گل نہ آوے ہاتھ میں تیرے اگر — جز کو تو مت چھوڑ پڑ اے بہرہ ور
آخرش اٹھکر وہ مردِ نوجواں — کھیت کی جانب ہوا اپنے رواں
جا کے دیکھا کھیت کو جو غور کر — پایا سب سر سبز اور خوش تازہ تر
خود بخود اس نہر سے بس بیگماں — اسکی ہر کیاری میں ہے پانی رواں
ہو کے حیراں مرد بولا اے خدا — کھیت یہ سیراب کیونکر ہو گیا
ہے نہ ہمسایہ مرا ایسا بھلا — کھیت میں پانی مرے دیتا جو آ
پوچھا آخر اس نے ہمسایوں سے جا — کھیت میں پانی مرے کس نے دیا
بولے سب ہی یہ عجب اک ماجرا — خود بخود پانی ادھر کو ہو لیا
سینچتے تھے ہم تو اپنے کھیت کو — پر یہ پانی جاتا تھا تیرے کھیت کو
روکتے تھے ہر طرح سے ہم اگر — پر یہ تیرے کھیت میں کرتا گذر
ہو گئے ناچار جب اے بادب — چھوڑ کر آخر گئے ہم بیٹھ سب
حکمِ حق سے کھیت میں تیرے میاں — ہر کیاری میں ہوا پانی رواں
ہو کے شاداں اور خرم وہ جواں — شکرِ حق کرنے لگا بس بیکراں
جو کوئی دنیائے دوں کو ترک کر — باندھ لے حق کی عبادت میں کمر
آپ خود آکر یہ دنیائے قلیل — پاؤں میں اسکے پڑے ہو کر ذلیل
دین کو دل سے کرے جو اختیار — خود بخود دنیا ہو اس پر نثار
اور جو حق کو چھوڑ دنیا میں پڑے — دین و دنیا سب خراب اپنی کرے
جس نے کی دنیا مقدم دین پہ — وہ ہوا خوار و تباہ خستہ جگر
ہو گیا اس شخص پر قہرِ خدا — جو ہوا دنیائے دوں میں مبتلا
ہوتے حاصل دین اور دنیائے دوں — قعر دوزخ میں پڑے جا سرنگوں
ساقیا وہ جام دے اب تو بتو — عیشِ دنیا جس سے تجھ پر سرد ہو

Marfat.com

چھوڑ کر دنیائے دوں کو سر بسر | حکم پر دلدار کے باندھوں کمر

سوال کرنا کسی زاہد کا ایک امیر سے کہ کسقدر سعی اس امیر نے کی بیچ حاصل کرنے اسباب دنیا کے اور تنبیہ کرنا اور ڈانٹنا اس کا اوپر حاصل کرنے سامان آخرت کے

ایک عارف نے کہ تھا صاحب کمال | ایک منعم سے کیا اس نے سوال
یہ کہ دل تیرا ہے ہر شام و سحر | در پے مال و منال اے نامور
سعی تیری بہر دنیائے دنی | کسقدر ہے کہہ تو اے مرد غنی
یوں کہا اس نے کہ بیحد بے شمار | کار میرا ہے یہی لیل و نہار
یہ کہا عارف نے اس کو تو بھلا | رہتا ہے اسکی تگ و دو میں سدا
کیا ہوا حاصل تجھے میرے خلیل | یہ کہا اس نے کہ کچھ قدر قلیل
پر جو ہے مقصود اے روشن ضمیر | پر نہ آیا اس سے کچھ عشر عشیر
یہ کہا عارف نے اسکے ہے تواب | فکر میں تحصیل کے ہر روز و شب
رنج و غم میں تو عبث اسکے میاں | عمر کو کرتا ہے اپنی رائگاں
قبلہ اپنا شغل کو اس کے کیا | عمر اپنی اس پہ کی تو نے فدا
جانتا ہے وہ جو کچھ تو اے فتا | اس سے کچھ حاصل نہیں تجھ کو ہوا
مدعا دل کا ترے اس سے کہیں | کچھ نہیں حاصل ہوا اے نیک دیں
ہے بھلا دنیا بھی یہ عقبیٰ کا گھر | سعی کچھ اسکی نہ کی تو نے مگر
اس سے کچھ حاصل تجھے کیونکر ہو جاں | بس نہیں کہتا تو کہہ اے نکتہ داں
یعنے اس دنیائے دوں سے اب تجھے | دار عقبیٰ ہووے حاصل کب تجھے
مرد وہ ہیں جو کہ دنیا چھوڑ کر | باندھتے ہیں راہ عقبیٰ میں کمر
اور تو بہر گاؤ نفس بے حیا | کرتا ہے ہر دم نماز اپنی قضا
یاد حق کو تو نماز فرض جان | اس سے رہتا ہے تو غافل ہر زماں
اس جہاں فانی میں تو فانی ہوا | راہ عقبیٰ کو دیا دل سے بھلا
واسطے عقبیٰ کے تو اے بہرہ ور | چھوڑتا مردار دنیا کو اگر
خود بخود یہ زال دنیا ہو ذلیل | پاؤں میں پڑتی ترے باقال و قیل

اس میں یہ بیان ہے کہ جو شخص دنیا کو چھوڑتے اور ترک کرتے ہیں دنیا انکے پیچھے دوڑتی ہے اور جو لوگ دنیا کے در پے ہوتے ہیں دنیا ان سے بھاگتی ہے۔ حکایت

ایک صاحب دل ولی با عز و جاہ | باخوشی بیٹھا تھا اندر خانقاہ
اور گرد اسکے مرید اور طالبیں | جمع بیٹھے تھے بصدق و یقیں
ناگہاں سہ جانور اک طرف سے | سامنے کو آگئے اڑتے ہوئے
ایک کے تھا ایک پیچھے بھاگتا | اور اسکی جستجو میں دوسرا
ان میں آگے تھا کبوتر بس رواں | سب سے عاجز اور حقیر و ناتواں
اسکے پیچھے مرغ زریں بال و پر | اڑتا جاتا تھا نہ اک بھی ایک کے
اور پیچھے مرغ زریں کے اڑا | جاتا تھا بد بخت کوا جوں ہوا
کرتا تھا ایسی ہر اک کوشش ولے | ہاتھ آتا تھا نہ اک بھی ایک کے
دیکھ یہ بولے مرید اے شاہ دیں | ماجرا ایسا کبھی دیکھا نہیں
کیوں کبوتر کے ہے پیچھے مرغ یوں | اور پیچھے مرغ کے کوا ہے کیوں
ہے کبوتر کا مطیع کیوں مرغ یوں | زاغ باغی مرغ کا تابع ہے کیوں
جنسہائے مختلف ہیں ہے یہ کیا | ایک کا تابع ہوا جو دوسرا
جنس کا طالب ہے اپنے ہر کوئی | جنس سے ہے جنس کو میل اے اخی
جنس جانب جنس کے رکھتی ہے میل | ساتھ دن کے دن ہے اور ہے شب کے لیل
ہوتا ہے مومن کا مومن آشنا | اور کافر پر ہو کافر مبتلا
صالحوں کیساتھ ہو دیں صالحاں | ساتھ بدکاروں کے ہوں بدکاریاں
زاغ ہمرہ زاغ کے ہو کر اڑیں | بلبلوں کیساتھ بلبل خوش رہیں
انبیا اسواسطے پیدا ہوئے | جنس سے انسان کے اے نیک پے

Marfat.com

آدمی تا بلکہ اپنے جنس سے — بے تکلف راہ حق کی سیکھ لے
جنس سے ہو جنس اپنی کامیاب — فیض ہے ہم جنس سے سب کو شتاب
انبیا ہوتے فرشتوں سے اگر — کب پکڑتے اُن سے اُنسیت بشر
کب بھلا انسان ہو کر بیحجاب — راہ حق لیتے فرشتوں سے شتاب
اک خلافِ جنس سے ہوں سو حجاب — اور ہوں ہمجنس سے لک فتحیات
فائدہ ہمجنس سے ہو جس قدر — غیر جنسیت سے ہوا تنا ضرر
روح جو آئی ہے ملکِ امر سے — زہد وطاعت سے ہے راغب اسلئے
جسم ملکِ خلق سے پیدا ہوا — خواب و خور میں اس لئے ہے مبتلا
اُس کی پیدائش اِن دو سے ہوئی — حق نے جو دونوں کی اسمیں جمع کی
جو کرے یہ میل جانب خاک کی — نفس امّارہ[1] بنے ہے اس گھڑی
اور کرے جو روح کیجانب گذر — نفس لوّامہ بنے اُس وقت پر
میل ملکِ امر کا جب اسمیں ہو — آوے لوّامہ کی جانب دوڑ وہ
جو بہت کوشش سے لاہوتی کو جا — ملہمہ کی طرف پھر رکھتا ہے پا
بعد تہذیب اور کمال اجتہاد — مطمئنہ ہووے وہ اہل وداد
اس سخن کی کب ہے امداد انتہا — ماجرا ان طائروں کا پھر سنا

جواب دینا اُس صوفی کا مریدوں کو واسطے تسکین اور دلجمعی کے اور بیان کرنا حال طائروں کا کہ ایک کے پیچھے دوسرا اڑتا تھا

مرد صوفی کو ندا آئی نہاں — یہ مریدوں سے تو کر اپنے بیاں
جو اُڑے جاتے ہیں یہ تینوں جانور — ہے مثال اُنکی سمجھ اور غور کر
بھاگتے ہیں ایک جو دنیا سے دور — دوسرے طالب ہیں اسکے بالضرور
یہ مثال اُن کی ہی تینوں جانور — ایک سے اک بھاگتا ہے دور تر
طالب و تارک ہیں جو دنیا کے اب — ایک کو ہے دوسرا کرتا طلب ۴۴
بھاگتا ہے یہ کبوتر بے بہ پے — مرغ زرّیں کے فریب و مکر سے
اور درپے مرغ زرّیں اسکے ہے — تا کہ اس پر آپ کو قرباں کرے
لیک ہرگز یہ کبوتر نازمیں — ہاتھ آتا مرغ زرّیں کے نہیں
اور پیچھے مرغ زرّیں کے اڑا — حرص سے جاتا ہے کوّا بیحیا
پر نہ ہاتھ آتا ہے اک کے دوسرا — گرچہ کوشش کرتے ہیں بے انتہا
جان عارف ہے کبوتر کی مثال — جاتا ہے حق کیطرف بے قیل وقال
اور زرّیں مرغ تو دنیا کو جان — دوڑے ہے عارف کے پیچھے بیگمان
زاغ یعنی اہل دنیا حرص سے — چوں زغن مُردار دنیا میں پڑے
کر تو دنیا دار کو کوّا شمار — ہوتا ہے مُردار دنیا پر نثار
اہل دنیا واسطے دنیا کے یار — دوڑتا ہے ہرطرف ہو بے قرار
لیک وہ مکارہ اُن سے بھاگ کے — مرد حقانی کے جا پیچھے پڑے
بھاگتا ہے مرد حقانی مگر — مکر سے اس بیحیا کے خوف کر
دوڑتی ہے اسکے پیچھے یہ سدا — بھاگتا ہے اس سے وہ مرد خدا
ہے یہی دنیا کا یار و ماجرا — بھاگے ہی جو اسکے یہ اُسکے پاس جا
اور جو اسکو طلب کرتے ہیں یہاں — بھاگتی ہے اُن سے یہ کوسوں یہاں

تمثیل

اور سُن اِس پر تو مجھسے اک مثال — نیک لوگوں کا بیاں کرتا ہوں حال
ایک دن ہارون رشید بادشاہ — تخت پر بیٹھا تھا باصد عزّوجاہ
اور گرد اسکے بکثرت لا کلام — تھے کھڑے آداب سے لونڈی غلام
مہرباں آنپر جو کچھ سلطاں ہوا — حکم یہ مختار کاروں کو دیا

[1] نفس چار ہیں - امارہ - لوامہ - ملہمہ - مطمئنہ - ۱۲ ح

Marfat.com

جو کہ توشہ خانہ میں موجود ہے سامنے لاکر دھریں ہر ایک شے
سنتے ہی مختار کاروں نے جبھی پیش شہ ہر ایک نعمت لا دھری
حکم پھر لونڈی غلاموں کو دیا شہ نے کہیں یہ نعمتیں تمکو عطا
جسکو اس نعمت سے جو مطلوب ہو لے اٹھا اس میں سے وہ بے گفتگو
سنتے ہی اس بات کے لونڈی غلام گر پڑے ایک ایک ہر نعمت پہ تام
کچھ کسی نے اور کسی نے کچھ لیا ہاتھ اک لونڈی نے شہ پر رکھدیا
ہو خفا باندی سے یوں شہ نے کہا رکھدیا کیوں ہاتھ مجھ پر اب بتا
عرض کی لونڈی نے جب اسے نیکخو صاحب ان نعمات کا موجود ہو
اسکی کمبختی ہے کیا پھر جو شہا چھوڑ صاحب کو پڑے نعمت پہ جا
بادشاہ سنتے ہی جھٹ اس بات کے اسپہ عاشق ہوگیا دل جان سے
اور کہا شہ نے اسے اے باادب کردیا آزاد تجھ کو میں نے اب
اور یہ سب نعمائے اور باندی غلام کردیئے تجھ کو عطا اے نیک نام
اس طرح سے جو کوئی حق کے لئے دلسے سب نعمائے دنیا چھوڑ دے
چھوڑ کر نعمائے دنیا سر بسر دل لگا دے اپنے حق سے بیشتر
حق تعالیٰ ہو کے خوش اس شخص سے آخرت کی نعمتیں سب اسکو دے
تو بھی اے امداد بہر ذوالجلال دو جہاں کی نعمتوں پر خاک ڈال
ماسوا پر ہو نہ ہرگز مبتلا خالصاً للہ حق سے دل لگا

اس میں مذمت اور برائی ان لوگوں کی ہے کہ فخر کرتے ہیں ساتھ مصاحبت بادشاہوں کے اور دعویٰ رکھتے ہیں شامل ہونیکا بیچ اہل سلوک کے اور جمع ہونا دو ضدوں کا محال ہے

کیا ہے دنیا جان تو اے بہرہ ور قرب سلطاں ہے تو کر اس سے حذر
ہوش سر سے بھی ہے اور دلسے سرور قرب سلطاں اس سے رہ تو دور دور
ہے سعادتمند وہی اے فتا آپ کو جس نے لیا اس سے بچا
قرب سلطاں سے بچ گر بچ سکے کیونکہ یہ تیرا وبال جان ہے
اور ہے ایماں کا بھی اسمیں ضرر ہو سکے جتنا تو کر اس سے حذر
اس کے اوپر کہتا ہوں اک داستاں کان دلسے تم سنو اے مہرباں ۲۵
نیک لوگوں کا طریقہ ہے یہی جو بیاں کرتا ہوں تجھ سے اے غنی

داستان

ایک تھا درویش بس روشن ضمیر راہ حق میں چست و کامل بے نظیر
چھوڑ کر دنیا کے سارے کاروبار کرلیا تھا اس نے گوشہ اختیار
خلق سے ہوکر جدا جنگل میں جا کرتا تھا تنہائی میں یادِ خدا
بیٹھ کر اک غار میں تنہا سدا ذکر حق میں ہر گھڑی مشغول تھا
باہر آتا تھا نہ وہ اس غار کے پر کبھی حاجتِ ضروری کیلئے
بعد ہفتے کے جو ہوتی اشتہا کھاتا تھا برگ شجر وہ پارسا
ایک مدت ہو گئی اس کو بسر ذکر حق کرتے ہوئے اس طرح پر
تھی اس عارف پر عنایات خدا واصل مولیٰ وہ رہتا تھا سدا
چھوڑئے اس عالم کو جو حق کیلئے بے شبہ وہ اپنے دلبر سے ملے
جہد و کوشش شرط ہے پر اے پسر راہ میں دلدار کے شام و سحر
ہے بہت باریک راہِ دلربا چل سکے بے راہبر کے کب بھلا
ہیں گی اس رہ میں بہت سی گھاٹیاں طے ہو کب بے راہبر کے اے فلاں
کہتے ہیں حضرت محمد اس لئے راہبر لے ساتھ پھر تو راہ لے
راہ بر لے تا تو سیدھی راہ جا گھاٹیوں میں ورنہ ہوگا مبتلا
اولیا ہیں راہبر اس راہ کے ان کے دامن کو پکڑ اور راہ لے
عمر بھر گرچہ کرے روزہ نماز بے مدد مرشد کے کب ہو سرفراز

Marfat.com

سرّ باطن کب ترے دل پر کھلے
تو عبادت گرچہ کیسی ہی کرے

گرچہ کی تو نے عبادت سالہا
لیک بے مرشد تو ویسا ہی رہا

جو کہ تھی حرص وہوا دل میں بھری
اس عبادت سے نہ وہ کچھ کم ہوئی

جو نہ جا حرص وہوا دل سے ترے
اس عبادت کو ترے پھر کیا کرے

کتنا ہے حق دیکھ دیدہ کرکے باز
منع کرتی ہے گناہوں سے نماز

عادتی ہے یہ تری روزہ نماز
سرّ باطن اس سے کب تجھ پر ہو ناز

پیروی کر جان سے مرشد کی تو
تاکہ کردے تجھ کو سیدھی راہ کو

ورنہ اس رہ میں تو بے مرشد سدا
ٹھوکریں کھاتا رہیگا جا بجا

سوچ تو دل میں ذرا ائے نیک پے
بے کماں کے تیر کیونکر چل سکے

تیر دیکھا ہے کوئی بھی اب بتا
بے کماں کے جا نشانے پر لگا

کس نے پایا ہے صراط المستقیم
بے مدد مرشد کے بتلا اے کریم

انتہا رکھتا نہیں ہے یہ سخن
حال اس درویش کا اب مجھ سے سن

آنا دنیا کا ایک عورت نازنین کی صورت بن کے آگے مرد عارف کے

درمیاں اس غار کے وہ پارسا
ذکر و فکر حق میں رہتا تھا سدا

ناگہاں اک روز اے فرخندہ فال
ایک عورت صاحب حسن و جمال

باہزاراں خوبی و زیبندگی
آگئی خدمت میں اس درویش کی

دست بستہ باادب ہوکر کھڑی
عرض خدمت میں یہ کی درویش کی

جو کرو ارشاد قبول حضرت مجھے
ایا کریموں کے کرم سے دور ہے

تیری خدمت میں رہونگی میں مدام
جو کہ فرماؤ بجالاؤں تمام

دیکھ کر درویش نے اسکے تئیں
کر لیا معلوم باطن سے وہیں

ہے یہ دنیا بدگہر اور نابکار
سامنے آئی مرے کرکے سنگار

یہ کہا درویش نے اے بیحیا
دور ہو مجھ پاس تو ہرگز نہ آ

بھاگ کر تجھسے یہاں آیا ہوں میں
چھپکے آبیٹھا ہوں تنہا غار میں

کیوں یہاں آئی ہے اے جائے پلید
مکر سے ڈرتا ہے تیرے ہر سعید

یہ کہا اس نے کہ اے درویش جان
حکم سے حق کے میں آئی ہوں یہاں

حق میں میرے تجھ کو اے مرد یقیں
فائدہ کچھ منع کرنے میں نہیں

آئی ہوں میں حکم حاکم سے یہاں
کیوں خفا ہوتا ہے مجھ پر اے میاں

کہکے یہ نظروں سے وہ غائب ہوئی
اور عارف کو ہوئی وحشت بڑی

یہ کہا عارف نے وہ جو آئے گی
جوتیاں مجھ سے بہت سی کھائیگی

گر نہ جائے گی وہ میرے پاس سے
گور کا مصرف کرونگا میں اسے

گر نہ جا مجھ پاس سے دنیائے دوں
خرچ اسکو راہ عقبیٰ میں کروں

مال دنیا ہے یہ زہر سہم ناک
گر اسے پاوے تو اس پر ڈال خاک

یعنے اسکو صرف کر نیک امر میں
تاکہ کام آوے وہ تیری قبر میں

واسطے حق کے جو دے تو اک یہاں
اسکے بدلے پاوے تو سو حصے وہاں

کر سخاوت کا تو پیشہ اختیار
تاکہ راضی تجھ سے ہو پروردگار

جانتا ہے وہ جو کچھ پروردگار
کرتا ہے اسباب اسکے آشکار

دس برس تک وہ فقیر اس غار میں
تھا رہا مشغول حق کے کار میں

کوئی آتا تھا نہ اس پاس اے پسر
کیونکہ بستی سے تھا جنگل دور تر

گائیں بکری اونٹ خچر اور گدھے
واں تلک آتے نہ چرنے کیلئے

اتفاقاً اک برس تقدیر سے
قحط عالم میں پڑا حد سے پرے

خشک سب کھیت اور جنگل ہو گئے
آدمی حیوان کل مرنے لگے

گلہ ہائے اشتر و گاوان و خر
پھرتے پھرتے چرواہے ادھر اودھر

کچھ بھی جس جا پاتے تھے سبزے کی بو
دوڑتے چوپائے جھٹ اس طرف کو

یوں ہی پھرتے پھرتے اکدن ناگہاں
آگئے پاس اس غار کے سب راعیاں

چند اک چوپائے گرد اس غار کے
دیکھ سبزہ کھاتے کھاتے آگئے

پھر تو چرواہے وہاں آنے لگے
لے کے چوپائے چرانے کے لئے

ناگہاں اکدن وہ عارف غار سے
آیا باہر ایک حاجت کے لئے

کی تھی جو حق کی عبادت بیشمار
نور حق تھا اس کے منھ سے آشکار

دور سے چرواہے صورت دیکھ کے
گرد اس درویش کے آکر ہوئے

Marfat.com

اعتقادِ دل سے جا ہر ایک نے
رکھدیا پاؤں پہ سر درویش کے
جو کہ تھا درویش مشغولِ خدا
اُن کی جانب کو نہ کچھ راغب ہوا

جسکو حاصل ہووے وصلِ دلربا
پھر ہے اسکو اور سے مطلب ہی کیا
آخرش سب نے بصد عجز و نیاز
یہ کہا درویش سے اے پاک باز

اسکو خواہش ہو اب جس چیز کی
حکم کیجے ہم بجا لادیں ابھی
دیکھا جو درویش نے انکے تپاک
پاس سے میرے یہ ٹلنے کے نہیں

کرکے اُن کی عجز زاری پر نظر
یہ کہا کچھ دودھ لاؤ ہو اگر
ایک مدت سے یہ نفسِ بدمزا
مانگتا ہے دودھ مجھ سے برملا

شیر کے دو ایک دیگر گھونٹ یار
تا ہیں مارِ نفس کا دوں زہر مار
عرض کی یوں قحط سے باراں کے اب
گائیں بکری ہوگئیں بے دُودھ سب

جب نہ انکو چارہ کھانے کو ملا
شیر اُنکے خشک پستان سے ہوا
اور کہا رو رو کے سب نے یا محن
تم نے جو چاہا نہ آیا ہم سے بن

دیکھ کر درویش اُن کا اضطرار
یہ کہا اُن کو کہ اے مردانِ کار
ایک گائے کرکے اب سب سے بدر
اس کو دوہو تم خدا کے نام پر

کرکے بسم اللہ اب اے نیک راہ
سعی کر تو ہوگی امدادِ آلہ
کارِ عقبیٰ میں ہے کوشش شرط یار
جہد و کوشش کر جو تو ہے ہوشیار

گوش جاں سے سن ذرا اے مہرباں
کہتے ہیں کیا سرورِ پیغمبراں
سعی و کوشش سے اُن ہی کی بامراد
کرتے ہیں جو نفس پر اپنے جہاد

بے سفر چلنے کے کب ہو راہ طے
جہد کر چل منزلِ مقصود پے
راہ کو کر قطع چل پاؤں اٹھا
بیٹھے کا راہ میں کیا ہے فائدا

ہو مسافر کو کہاں آرام و خواب
ہر گھڑی رہتا ہے اسکو اضطراب
راہِ حق دیکھی ہے کیا آسان یار
جو پڑا ہے تو یہاں پاؤں پسار

راہ لے چل عیش کے دامن کو پھاڑ
تا نہ اُلجھے اُن سے اندر غار و جھاڑ
ہے یہ منزل پُرخطر جا خار و زار
جو تو جا کپڑوں سے ہو بالکل فگار

یعنے یہ کپڑے اُلجھ کر جھاڑ میں
خوب سا تن کو نہ یے زخمی کریں
طاق میں رکھ تن سے تو کپڑے اُتار
بادلِ فارغ تو پھر لے راہِ یار

دُور ہے منزل بہت رہ میں پہاڑ
اور بہت سے جابجا کانٹوں کے جھاڑ
چاہتا ہے جو تو جا اس راہ کو
ہاتھ میں لے اپنے تیشۂ آہ کو

قطع کر یہ خار رہ سے تاکہ تو
جلد پہنچے منزلِ مقصود کو
ورنہ لے تیشہ نہ زانو ہو فگار
روک دیں رہ سے تجھے یہ سنگ و خار

یعنے لا سے تیز سے تیشہ بنا
سنگِ غیریت کو پھر رہ سے ہٹا
منزلِ مقصود اِلّا اللہ کر
سیر واں جا بادلِ آگاہ کر

یعنے یہ حرص و ہوائے دنیوی
غیرِ حق کے ہے ترے دل میں بھری
بہرِ حق تو دل سے ان کو دُور کر
نورِ عرفاں سے اسے معمور کر

یہ سخن ہے بے بیاں اے دوستو
حال اس درویش کا مجھ سے سنو

قصّہ دُوہنا ایک چرواہے کا آزمائش اور بداعتقادی سے

ایک چرواہا غرض ان سے اُٹھا
پاس گاؤ نارسیدہ کے گیا
اُسکے دُوہنے کا ارادہ کر لیا
تاکہ لیوے امتحاں درویش کا

اُس جواں نے پاس اُس گائے کے جا
ہاتھ جھٹ اُسکے تھنوں پر رکھدیا
ہاتھ رکھتے ہی تھنوں پر بہگیاں
دُودھ کی دھاریں ہوئیں اُسسے رواں

ہو کے حاضر سامنے درویش کے
دُودھ لے با اعتقاد حاضر ہوئے
دُودھ لے عارف نے اُس سے پی لیا
بعدہٗ اُس غار میں جاکر چھپا

ریوڑوں کو لیکے سارے راعیاں
شہر کیجانب ہوئے یار رواں
شہر میں وہ سب کے سب داخل ہوئے
اس کرامت سے وئے حیران ہوئے

دن کئی گذرے غرض اسطرح پر
آتے تھے چرواہے وے اسفار پر
رفتہ رفتہ پھر شہر میں جابجا
اس کرامت کا بہت چرچا ہوا

تھا خلائق کی زباں پر یہ کلام
شاہ تک بھی ہو گیا یہ قصہ عام
سنتے ہی اس بات کے شہ نے کہا
سب امیروں اور وزیروں سے بلا

چلئے اُس عارف کی زیارت کیجے
کیونکہ وہ دوراں میں اپنے فرد ہے

کرکے یہ اور اٹھ کے باصد التجا
خدمتِ درویش میں حاضر ہوا

صحبتِ میر و وزیر و بادشاہ
ہے بڑا فتنہ سمجھ اے نیک راہ

ان کی صحبت سے ہراک حیراں ہوا
عاجز ان کے مکر سے شیطاں ہوا

پاس سلطانوں امیروں کے نہ جا
آپ کو ان سے بہر صورت بچا

اس لئے فرماتے ہیں خیر الزماں
دین حق کے ہیں امیں یہ عالماں

جو کہ عالم جا امیروں سے ملے
دین کے بیشک ہوئے وہ چوٹٹے

الغرض شہ عجز و زاری سے سدا
پاس اُس درویش کے رہنے لگا

ہوتے ہوتے چاہا یہ سلطان نے
خوب ہو جو شہر میں عارف چلے

باعثِ برکاتِ رحمانی ہے یہ
سایۂ انوارِ ربانی ہے یہ

شہر میں ہوا اسطرح کا مرد جو
زیبِ شاہی رونقِ اسلام ہو

باادب کی عرض یہ درویش سے
شہر میں چلئے تو اب کیا خوب ہے

بولا وہ سن اے وزیر اب مجھ کو کیا
خلق کے ملنے سے بتلا فائدا

ہے موافق طبع ویرانہ مجھے
اور ہراک طالبِ آرام سے

مرضیٔ حق کا ہوں طالب میں سدا
خوب تنہائی میں ہو فرضی ادا

کہتے ہیں حضرت محمدؐ مصطفےٰ
جو رہا تنہا وہ آفت سے بچا

فائدہ وحدت میں ہووے جسقدر
اس سے سو درجہ ہو کثرت میں ضرر

پھر وزیرِ حیلہ جو نے عرض کی
گر پکڑتے اسطرح گوشہ نبیؐ

یوں اگر گوشہ پکڑتے اولیاؒ
دعوتِ حق پاتی یہ کب خلقِ خدا

لیک جو بیمار ہوئے باشعور
چاہیئے پرہیز اُس کو بالضرور

اور صحت جس نے پائی مرض سے
کیا دوا پرہیز کی حاجت اُسے

ایک مجھ میں حرص کچھ باقی ہے اب
چاہیے پرہیز مجھ کو اس سبب

تارکِ دنیا ہو تم تو بالیقیں
آپ سے ہم پاس تم آتے نہیں

تیرے نفسِ پاک سے اے مہرباں
ہوگئی روشن ہماری جانِ جاں

سامنے تیرے ہوا و حرص سب
محو دل سے ہوگئے یک لخت اب

نفع جس سے ہو خلائق کو تمام
فائدہ اُس سے اٹھاویں خاص و عام

اُسکا ثانی کوئی عالم میں نہیں
عالم و کامل ولی سلطانِ دیں

شہ کے آنے سے ہوا درویش کو
شغل میں حق کے حرج بے گفتگو

ہے سلاطینوں کی صحبت مثلِ آگ
تیر کے مانند ان سے دور بھاگ

ہے تکبر انکے دلمیں یوں بھرا
بکریوں میں جس طرح ہو بھیڑیا

صحبت انکی کبر و غفلت لاتی ہے
اور قناعت کا اثر لیجاتی ہے

پر نہ ہو جو ہمنشین و ہم طعام
ساتھ سلطانوں امیروں کے مدام

بس ڈرو ان سے بچو اے مومنیں
تا تمہارا بچ سکے اسلام و دیں

پھر تو دونوں عارف و شہ بے خطر
ہوگئے آپس میں جوں شیر و شکر

سوچ کر دل میں کہا دستور کو
جو چلے محلوں میں عارف خوب ہو

اس کے قدموں کے طفیل البحر و بر
رحمتِ حق ہووے نازل شہر پر

الغرض آیا وزیرِ حیلہ جو
پاس اُس عارف کے باصد گفتگو

مردِ آزادہ تھا وہ مردِ خدا
بھاگتا تھا خلق سے کوسوں سدا

مجھ کو آبادی سے ویرانہ بھلا
اختلاطِ خلق سے ہے سو بلا

طالبِ آرام نفس اپنے کا اب
میں نہیں ہوں اے وزیر باادب

ہے بھلا حق میں مرے گوشہ سدا
گاؤخر میں رہنے کا کیا فائدا

اختلاطِ خلق سے ہے جو بچا
جان اپنی کو سلامت لیگیا

جس نے کثرت سے بچایا آپکو
ملکِ وحدت کا ہوا سلطان وہ

کب پہنچتا خلق کو دینِ خدا
رہتا گمراہی میں ہراک مبتلا

یوں کہا درویش نے اے باخدا
جو کہا تونے یہ حق ہے اور بجا

جو نہ بیماری میں پرہیز اب کرے
بے شبہ وہ ہاتھ دھوئے جان سے

انبیاؑ اور اولیاؒ ہے راسخیں
رنج و بیماری سے ہیں پاک اے متیں

سُنکے بولا وہ وزیر اے نیک خو
کسرِ نفسی سے یہ اب کہتا ہے تو

خود بخود آتے ہیں ہم باالتجا
آپ کی خدمت میں اے پیرِ ہدیٰ

تیری صحبت سے ہوئے ہم پر تمام
عیشِ دنیا سرد بالکل لاکلام

ہیں یہ فرماتے امام المرسلیں
ہے وہ سب لوگوں میں بہتر بالیقیں

تم بھی اس پر اب عمل کچھ کیجیے
فیض اپنا خلق کے سب کو دیجیے

Marfat.com

فیض سے ہوں تیرے وہ ذاکر تمام ۔ جو پڑے رہتے ہیں غفلت میں مدام
کرتے ہیں کفران نعمت جو کوئی ۔ تیری صحبت سے ہوں شاکر وے بھی

بولا عارف جائے تشنہ چاہ پر ۔ چاہ پیاسے پاس کب جائے بسر
جو کہ چاہے مجھ سے وہ آوے یہاں ۔ میں بھلا کس واسطے جاؤں وہاں

ایک مدت الغرض اس طرح پر ۔ عرض کرتے ہو گئی اس کو بسر
آخرش جانا جو عارف نے کہیں ۔ یہ وزیر اب یاں سے ٹلنے کا نہیں

بولا ہنس تیری فرحت کے لئے ۔ میں چلوں گا شہر میں سلطان کے
بعد اس کے جو صلاح وقت ہے ۔ وہ کروں گا تیری خاطر جان کے

ہو لیا درویش ہمراہ وزیر ۔ سوئے دولت خانہ شاہ کبیر
شاہ نے دیکھا جو اس کو دور سے ۔ اٹھ کے آیا واسطے تعظیم کے

وہ فقیر اپنی خلاصی کے لئے ۔ مارنے پتھر لگا سلطان کے
تاکہ دیوانہ سمجھ کر اس گھڑی ۔ چھوڑ دے سلطان مجھ کو اے ولی

باہنر درویش واں مستانہ وار ۔ مارتا تھا بے خطر پتھر ہزار
بے حیا با اس قدر مارا کہ شاہ ۔ بھاگ کر واں سے گیا با درد و آہ

بھاگ کر نکلا جھٹ اس دالان سے ۔ جس میں بیٹھا تھا وہ سلطان شان سے
اس مکاں سے شاہ جب باہر ہوا ۔ حکم حق سے وہ مکاں جھٹ گر پڑا

شاہ نے جانا کہ عارف لطف سے ۔ مارتا تھا مجھ کو پتھر اس لئے
اس مکاں میں تا نہ یہ دبکر مرے ۔ کیونکہ تھا معلوم اسکو کشف سے

مارنے میں اسکے یہ تھا فائدا ۔ تاکہ اس صدمہ سے دے مجھ کو بچا
چاہیے تھا عارف چھٹانا آپ کو ۔ حکم حق تھا بتلا یہ اور ہو

چاہیے تھا یہ تو کہ ہو بد اعتقاد ۔ اور ہو تا شہ کو زائد اعتقاد
صدق دلسے با ہزاراں التجا ۔ آ کے شہ عارف کے قدموں پر پڑا

عرض کی اے پیشوائے عارفاں ۔ لطف کا تیرے کروں میں کیا بیاں
کیا کروں احساں کا تیرے شکر میں ۔ جو رہیں تیرے ہزاروں لطف ہیں

خضرؑ نے کشتی جو توڑی جور سے ۔ تاکہ وہ ظالم کے ہاتھوں سے بچے
اس طرح مجھ کو بھی تو نے خضر دار ۔ کر دیا سو ورطہ قاتل سے پار ۲۹

جانا عارف نے کہ ہے حکم خدا ۔ کیا ہے چارہ جب ہوا امر قضا
دلمیں اپنے پھر وہ یوں کہنے لگا ۔ مرضئ حق تو اب یاں آ پھنسا

مرضئ حق پر ہی رہنا چاہئے ۔ زہر بھی اک عرصہ چکھنا چاہئے
یعنے خواہش پر خدا کی برملا ۔ چاہئے راضی رہے صبح و مسا

مال دنیا گرچہ ہے زہر اور بلا ۔ زہر بھی چکھئے ذرا بہرہ خدا
الغرض کہنے سے عارف شاہ کے ۔ شہر میں آیا نکل کر غار سے

شہ نے عارف کیلئے با عز و جاہ ۔ کر دیئے تیار محل اور خانقاہ
اور نعمت بھی ہر اک موجود کی ۔ واسطے درویش کے با صد خوشی

وہ فقیر پاک جان و راست باز ۔ ہو گیا ظاہر میں اندر عز و ناز
عیش دنیا میں تھا ظاہر میں پھنسا ۔ لیک باطن میں تھا وہ سب سے جدا

پوستیں اور دلق کو پہنے ہوئے ۔ نفس پر کرتا جہاد ہر دم وہ لے
ایک حجرے میں وہ تنہا بیٹھ کر ۔ کرتا تھا یاد خدا شام و سحر

باخوشی رہتا تھا اس گدڑی میں وہ ۔ فقر پر کرتا تھا محکم آپ کو
کچھ نہ اس دولت سے حاصل تھا اسے ۔ پر فقیروں کو دیا کرتا تھا لے

گرچہ دنیا ہے یہ ملعون ازل ۔ پر ہے مومن کیلئے بیت العمل
مال دنیا گرچہ ہے زہر اور بلا ۔ نیک ہے گر خرچ اسکو نیک جا

نیک کاموں میں تو اسکو صرف کر ۔ ورنہ تو کتا سا ہے مردار پر
مال دنیا کو بقا گرچہ نہیں ۔ خوب ہے گر خرچے اندر کار دیں

واسطے دانا کے دنیا خوب ہے ۔ اور نادانوں کو بد اسلوب ہے
جانتا ہے جو کہ منتر سانپ کے ۔ سانپ ہو دے دست اسکا دیکھلے

گر نہ ہو منتر تجھے معلوم یار ۔ سانپ کے منہ گر دیو تو زینہار
تا نہ دھو دلے ہاتھ اپنی جان سے ۔ یاد رکھ یہ بات میری مان لے

مال دنیا کے ہنر گر ہو جا ۔ جو تو جاوے خرچ کر راہ خدا
الغرض درویش کو رہتے ہوئے ۔ ہو گئے دس سال پاس اس شاہ کے

دس برس اسکو یوں ہی گذرے ۔ پر رہا ویسا ہی اپنے حال پر
زہد کی طاعت میں آیا کچھ بھی فرق ۔ گرچہ ظاہر میں رہا دنیا میں غرق

تھی یہ رسم شاہ جو ہوتا سوار
بہر تعظیم ملک باہر شکار

العرض اک دن اسی معمول پر
اسکی زیارت سے ہوا وہ بہرہ ور

ناگہاں وہ زن جو پہلے آئی تھی
سامنے سے دوسری بار آگئی

عرض کی اُسنے کہ اے سلطان جان
تجھسے میں ہوتی ہوں رخصت اس زماں

تو دغا دے ہے ہر اک کو پر جو مرد
ہو ترا تابع تو اُس سے دور ہو

پاس میرے دونوں یہ موجود ہیں
میں نہیں آیا ہوں تیرے داؤ میں

ہوگئی غائب نظر سے سُن یہ ذکر
اُسکے فتنے کا ہوا عارف کو فکر

معتقد مجھ سے ہے ہر چھوٹا بڑا
آپ سے مجھ کو کرے کیونکر جُدا

شاہ رکھتا ہے بہت تعظیم سے
دیکھئے رسوا کرے کیونکر مجھے

جو قضا آوے تو ہو برعکس کار
ہوویں سب تدبیریں باطل اور زار

ایکدن تقدیر سے ناگاہ یار
شاہ جنگل کو گیا بہر شکار

رنج بیحد پایا اور تکلیف سخت
دل ہوا گرمی سے شہ کا لخت لخت

گر کے قدموں پر وہ اُس درویش کے
پاؤں پر بوسہ دیا سو صدق سے

شدت گرمی تھی رستے کی تکان
کچھ ہوا آسودہ شہ اُس سے وہاں

شاہ تنہا اور وہ عارف تھا واں
خنجر سلطان نکل کر از میاں

چاہے تھا اُس کے شکم پر سے اٹھا
اکطرف رکھدوں ہے غافل بادشاہ

دوڑ کر جھٹ محل میں داخل ہوا
پر غضب سے آگ کا شعلہ بنا

اور کرے آ قتل اس کو برملا
تا کہ دیکھے فعل کی اپنے سزا

کیا نکوئی کا ہے بدلہ یہ کہو
کھینچے خنجر جو ہمارے قتل کو

کر کے اپنے لطف و احساں پر نظر
جان بخشی اسکی کرکے نامور

چھین کر اُس سے یہ سب مال و منال
کر کے ننگا شہر سے باہر نکال

مت ہو نازاں لطف پر انکے کبھی
دم میں ہوں شیطان اور دم میں ولی

ایک وہم بے حقیقت سے وہ شاہ
ہوگیا بدظن اسی عارف سے آہ

دل لگا اُس شاہ سے اے بیوفا
جو ہزاروں جرم بخشے اور خطا

چھوڑ دے جو ایسے شاہنشاہ کو
اُس سے زائد بیوقوف اور کون ہو

مال دنیا کا بھی ہے بس بیوفا
دل لگانا اُس سے ہے بیشک خطا

وقت بیٹھے کے وہ سلطان اخی
آکے زیارت کرتا اُس درویش کی

اور اسی حالت میں وہ پیر ہدیٰ
یاد میں اللہ کی مشغول تھا

پوچھا عارف نے کہ تو کس واسطے
آئی ہے مجھ پاس اب بتلا مجھے

یوں کہا چل دور ہو اے بے حیا
مکر سے تیرے خدا رکھے بچا

دور ہو مجھ سے کہیں اب اے غبی
پوستیں اور دلق مجھ پاس ہے وہی

دور ہو یاں سے تو جلدی بیحیا
کب تلک دے گی مجھے بتلا دغا

دیکھئے کسطرح ہووے گا جُدا
مال و دولت دینوی مجھ سے بھلا

دیکھئے تقدیر سے ہو کیا سبب
تیل کھل سے ہو جدا کسطرح اب

پڑھ کے پھر لاحول ہو شاغل بہ رب
ہوگا جو حکم خدا سر پر ہے اب

جو کیا چاہے ہے کوئی کار رب
غیب سے کرتا ہے اُسکا کچھ سبب

جستجو کی اور محنت بے شمار
پر ملا اُسکو نہ واں اُسدن شکار

واں سے ہٹ کے شہ اُسی معمول پر
خدمت عارف میں آیا دوڑ کر

آیا تھا گرمی میں گھبرایا ہوا
اس جگہ آرام کچھ اس نے لیا

اک طرف تکیہ لگا دیوار کا
جوں مسافر تھک کے غافل سو رہا

ننگا ہو شہ کے شکم پر گر پڑا
دیکھ کر یہ عارف دین خدا

چونک اٹھا یکبارگی شہ خواب سے
ڈر گیا شمشیر ننگی دیکھ کے

بولا غصے سے کہ جھٹ آوے سو وزیر
تا کرے درویش کو اسدم اسیر

کیا کیا تھا میں کہو اُس کا بُرا
پاؤں پر رکھا تھا سر اسکے سدا

جو وزیر اس امر سے آگہ ہوا
پڑھ کے استغفار یوں شہ سے کہا

شاہ بولا تجھ کو بخشی اُس کی جاں
پر تجھے لازم ہے اسکو اس زماں

ہو ہے یہ صدق و وفائے اہل دل
وہم سے بس صدق میں آیا خلل

اعتقاد اہل دولت پر کبھی
دل نہ دیجو کوئی اے میرے اخی

دشمن جاں اسقدر اسکا ہوا
جس طرح بکری کا ہووے بھیڑیا

دیکھ کر کے سب وہ جرم و گناہ
دیوے بے روزی لطف سے شام و پگاہ

سو خطائیں کرکے تو آوے جو پھر
خاص ہو درگاہ میں اسکی تو پھر

جاں سلامت اپنی عارف لیگیا
کیونکہ دنیا پر نہ اُس نے دل دیا

جو دغا کھاتا وہ اسکے مکر سے / قتل ہوتا ہاتھ سے سلطان کے
زیر تیغ بے دریغ شاہ دوں / ہوتا عارف بے شبہ زار و زبوں
کی تھی اس نے احتیاط حد سے بدر / مال دنیا پر نہ کی تھی کچھ نظر
جان و تن اپنا سلامت لیگیا / مکر سے دنیائے دوں کے وہ بچا
حیف ہے صد حیف اے صاحب سلوک / تو تو یوں نازاں بتعظیم ملوک
خاص لذت اسکے جو وقت خطاب / ہے نہ آوے وہ ز صد خم شراب
شیخ اپنا شہ تجھے ہر دم کہے / یہ ندا سنکر کے تو مدہوش ہے
مست و مدہوش اس خطاب شہ سے ہے / ہر دم آگے شہ کے تو سجدہ کرے
پوچھتا ہے گویا تو اس شاہ کو / کچھ نہیں کرتا ہے یاد اللہ کو
اللہ اللہ ہے یہ کیا اسلام و دیں / شرک ہے یہ تو برب العالمیں
جرعہ اک بحر قدم سے نوش کر / آیت لا تشرکوا پر گوش کر
ساقیا اب آکہیں مت دیر کر / دل مرا تجھ بن ہوا زیر و زبر
عیش کے سامان سب موجود ہیں / تجھ بنا پر ساقیا نابود ہیں
آکہیں دے بہر حق اک بھر کے جام / عیش و عشرت جس سے ہو دیر تمام

اِس میں مذمت ان کی ہے جو مضمون دنیا میں غرق ہیں واسطے حظ بے بنیاد کے

کیا ہے دنیا منصب دنیائے دوں / گر ذمت جا اسکے تو اے پر فسوں
اس سے آلودہ کئے تو نے اگر / ہاتھ اور منھ اپنے اے نیکو سیر
روئے آسائش کو دیکھے گا تو جاں / اک سر مو ہے کہیں اندر جہاں
منصب دنیا نہیں تو جانتا / ہے وہ کیا سن لے تو اب مجھ سے ذرا
راہ حق سے دور جو تجھ کو کرے / اور ڈالے کوئی فرقت میں تجھے
ہے یہی دنیا سمجھ اے نیک تن / نے قماش و نقرہ و فرزند و زن
مایہ بدنامی اس کا نام ہے / سر بسر ناکامی اسکا کام ہے
یہ سہاں ہر لحظہ خاص و عام ہے / زہر کا پیالہ پلاتی ہے تجھے
واسطے اس زہر کے تو دن اور رات / ہوگا تو کب تک خراب ایسے لذات
منصب دنیا ہے وہ جس نے دیا / خرمن دین کو ترے بالکل جلا
منصب دنیا ہے وہ اے پر فسوں / اس طرح جس نے کیا تجھ کو زبوں
خوش ہے وہ مقبول جس نے ہاں کبھو / ہاتھ سے چھوڑا نہ اپنے دین کو
اور اس حلوا و نان سے اے فنا / منھ کو اپنے کچھ نہیں شیریں کیا
خوش ہے وہ دانا کہ جو یاں چھوڑ کر / منصب دنیائے دوں کو سر بسر
مار کر اس پر وہ اپنے پشت پا / خلد میں جوں شاہ مرداں لیگیا
مثنوی میں مولوی معنوی / نکتہ اک فرماتے ہیں سن اے اخی
ترک دنیا گیر تا سلطاں شوی / ورنہ ہم چوں چرخ سرگرداں شوی
چھوڑ دنیا کو کہ تا سلطاں ہو تو / ورنہ مثل چرخ سرگرداں ہو تو
زہر دار د در درون دنیا چو مار / اگرچہ دارد از بروں نقش و نگار
زہر ایں مار منقش قاتل ست / می گریزد زو ہر آں کو عاقل ست
زہر قاتل ہے یہ مار نقش دار / بھاگتے ہیں اس سے جو ہیں ہوشیار
زیں سبب فرمود شاہ اولیاؓ / آں گزین انبیاءؑ اولیاؓ
اس سبب کہتے ہیں شاہ اولیا / ہیں وہ مقبول ولی و انبیا
حب دنیا راس کل خطیئۃ / ترک دنیا راس کل عبادۃ
حب دنیا سب خطاؤں کا ہے سر / ترک دنیا سر ہے ہر طاعت کا پر
چھوڑ دنیا کو جو تو ہشیار ہے / غافلوں پر جان یہ مردار ہے
پہلے تو تحصیل میں اسکے تو یار / کھینچے محنت اور ذلت بیشمار
بعد اسکے چھوڑ کر پھر راہ لے / حسرت اور افسوس کو ہمراہ لے
اس میں اول تو ہزاروں محنتیں / اور آخر میں ہوں حاصل حسرتیں
اہل دنیا الغرض یاں اور وہاں / محنت اور حسرت میں ہونگے بیگماں
یا الٰہی مجھ کو بھی بہر خدا / الفت دنیائے دوں سے رکھ بچا
حب منصب حب جاہ و حب مال / واسطے اپنے مرے دل سے نکال
حب مولیٰ حب حق حب خدا / مجھ کو اب بہر محمدؐ کر عطا
غیر کی الفت سے کرکے مجھ کو دور / ہر دم و ہر لحظہ تو رکھ اپنے حضور

Marfat.com

اس میں بیان ہے کہ آدمی کو چاہئے کہ خلق کے بھلے برے کہنے پر خیال نہ کرے اور موافق حکم خدا اور رسولؐ کے کئے جاوے ۔

گر تو چھوٹا خلق میں خلقت سے اب — بد زبانِ خلق سے چھٹتا ہے کب
کون ہے بد زباں سے ہو بچا — حق پرست ہو یا کہ ہووے خود نما
گوکہ ہوں تجھ میں کراماتیں ہزار — اور ہو گھوڑے پہ گر تو بھی سوار
گر زمیں سے آسماں تک توڑ دے — پر نہ طعنِ خلق سے ہرگز بچے
گر سکے کوشش سے نالہ بند تو — پر نہ بند ہووے زبانِ عیب جو
جمع ہوں اہلِ نفاق آپس میں جب — اہلِ تقویٰ کی بدی کرتے ہیں سب
تو خدا کی بندگی سے منہ نہ موڑ — کہنے دے جو کچھ کہے خلقت کو چھوڑ
چاہئے راضی ہو بندے سے خدا — غیر کی راضی و ناراضی سے کیا
حق سے بداندیش کب آگاہ ہے — خلق کے غوغا سے وہ بیراہ ہے
چھٹ سکے ہے ان سے کب تم اے ولی — گو کرے سو حیلے اور از حد سعی
چھوڑتی ہے خلق کب پیچھا ترا — گرچہ تدبیریں کرے تو لاکھ ہا
جو کوئی گوشہ کرے ہے اختیار — اختلاط خلق سے رکھتا ہے عار
یوں کہیں اسکو کہ ہے یہ مکر و ریو — آدمی سے بھاگتا ہے مثل دیو
اور جو ہووے خندہ رو و خوش ادا — اسکو کب جانے یہ نیک اور پارسا
اور جو کوئی ہو غنی اور کامراں — اسکو بولے ہیں یہ فرعونِ زماں
اور جو کوئی مرد درویشِ نکو — فقر و فاقے سے کوئی سختی میں ہو
یوں کہیں اس کو جو یہ ناچار ہے — اسکی بدبختی کا یہ ادبار ہے
اور جو کوئی کامراں تقدیر سے — رتبہ شاہی سے اپنے گر پڑے
خوش کہیں کب تنگ ہو یہ گردن کشی — ہو خوشی کے بعد آخر ناخوشی
اور جو کوئی مفلس و مسکیں فقیر — تنگدستی سے وہ ہو جاوے امیر
۳۲ کھولیں حق میں اسکے کہنے سے زباں — ہے یہ دوں پرور فرومایہ زماں
ہاتھ میں دیکھیں جو تیرے کوئی کار — سمجھیں تجھکو بس حریص اور دنیادار
اور جو بیکاری کرے تو اختیار — سب گدا پیشہ کہیں اور پختہ خوار
اور جو تو باتوں میں ہو بولیں تجھے — یہ چق چق و بق بق سدا کرتا ہے یہ
اور جو خاموشی کرے تو اختیار — نقش دیواری کہیں تجھ کو پکار
اور کہیں نامرد جو ہو بردبار — ڈرتا ہے ہر شخص سے تو زینہار
اور دلیری مردمی گر تو کرے — تجھ کو دیوانہ سمجھ بھاگیں پرے
اور کم کھاویں کریں طعنہ اسے — مال اسکا ہے یہ اوروں کیلئے
اور جو ہو خوش خوراک و خوش لباس — تن شکم پرور کہیں اسکو یہ ناس
بے تکلف ہو جو کوئی مالدار — یہ کہ زینت باتمیزوں پر ہے مار
اسکو یوں طعنہ کریں یہ بے حیا — ہے یہ بدقسمت نہ پہنے اور نہ کھا
اور جو گھر اچھا بناوے نقشدار — خوش لباس اور خوش وضع ہو باوقار
اس کو دیں طعنہ کہ اپنے کو جواں — رکھتا ہے آراستہ مثل زناں
جو مسافر ہو نہ کوئی عمر بھر — مرد اسکو کب کہیں اہل سفر
یعنے ہے زن کی بغل میں یہ پڑا — کس طرح عقل و ہنر آوے سجا
اور کریں اہل سفر کو یوں خطاب — بخت برگشتہ پھرے ہے یہ خراب
یعنے یہ صاحب نصیب ہوتا اگر — پھرتا کیوں شہر بشہر و دربدر
مرد بے زن کو کہیں یوں خردہ بیں — اسکے پھرنے سے ہے رنجیدہ زمیں
اور کرے گر زن کوئی کہتے ہیں یوں — پڑ گیا دلدل میں سر سے خر کے جوں
گر کسی سے بردباری تو کرے — یہ کہیں غیرت نہیں ہے کچھ اسے
اور سبھی کو یوں کہیں کہ اب تو بس — ہاتھ تیرے ہونگے کل کو پیش و پس
جو ہوا قانع بنانِ خشک و دلق — رات دن کرتی ہے طعنہ اسکو خلق
باپ کے جوں یہ بھی آخر سفلہ مرد — جائیگا دنیا سے با افسوس و درد
کون ہے جو زباں سے جو بچا — با خوشی کنج سلامت میں رہا
جب نہ چھوٹے ہاتھ سے حضرت نبیؐ — دشمنوں کے کیا حقیقت اور کی
ہے خدا بے مثل بے انباز و جفت — کیا کہا ترسا نے اسکو اے شگفت

جورو اور بیٹا مقرر کر دیا
مریم و عیسیٰ کو اس کا بر ملا

پاک ہے وہ ذات از زوجہ ولد
لم یلد و لم یولد لک اللہ الصمد

کب چھٹے کوئی کسی کے ہاتھ سے
مبتلا کو صبر ہر دم چاہیے

کب کوئی یاں جور مردم سے بچا
نیک ہو یا بد برا ہو یا بھلا

کہنے سننے خلق پر مت کر دھیاں
صبر کر کے مجھ سے سن یہ داستاں

گر سنے تو دل سے یہ پیر بیاں
خلق کے ہاتھوں سے جب پاوے اماں

حکایت بوڑھے مرد بیوقوف کی

ایک بوڑھا مرد تھا بس بے شعور
عقل کے غم سے تھا وہ جینے سے دور

ناگہاں عزم سفر اس نے کیا
ساتھ بیٹے کو بھی اپنے لے چلا

ایک گھوڑی پاس تھی اس پیر کے
ہو سوار اس پر کیا رستے کو طے

تھا پسر اسکا پیادہ در رکاب
ہر دو باہم در کلام و در خطاب

مل گیا جو اک گروہ رہ رواں
یہ کہا سب نے کہ اے بوڑھے میاں

خود سوار ہو کر کے طے کرتا ہے تو
رحم بیٹے پر نہیں کرتا ہے تو

باری باری چاہیے ہونا سوار
تا نہ ہو تو اور بیٹا تھک کے زار

پیر نے جب یہ سنا اسکا کلام
ہاتھ میں بیٹے کے دیکر تب لگام

کر دیا گھوڑے پہ بیٹے کو سوار
خود پیادہ ہو لیا زار و نزار

سامنے اک اور خلقت آ گئی
دیکھ اس کو مارنے طعنے لگی

یہ عجب بوڑھا ہے بے عقل و شعور
ہے یہ خبطی یا کہ مجنوں بالضرور

طفل کو بے عذر راکب کر دیا
خود ضعیفی میں پیادہ ہو لیا

راہ طے آساں کرے طفل و جواں
پیر ہو اک کوس میں بس ناتواں

یہ نصیحت جو سنی اس پیر نے
طعنہ پہلوں کا بھی یاد آیا اسے

کر کے دونوں قول کے برعکس کار
ایک گھوڑے پر ہوئے دونوں سوار

سوچ یوں گھوڑے کو اب تکلیف دیں
تا کہ پھر طعنہ سے اوروں کے بچیں

اتنے میں اور اک جماعت آ گئی
جھٹ ملامت پیر کو کرنے لگی

اے ستمگر رحم کر بر بے زباں
بوڑھا ہو کے تو ذرا ہو مہرباں

چاہیے اک اسپ ہو وے اب سوار
رکھا اس عاجز پہ تو نے دو کا بار

یہ ستم اس بے زباں پر کب روا
گر ہے حیواں پر ہے مخلوق خدا ۳۳

شکر کر حق کا سواری تجھ کو دی
مہربانی کر تو اس پر اے اخی

جو سنا بوڑھے نے یہ انسے بغور
دل میں کی نادانی سے تدبیر اور

یعنے دونوں پھر تو گھوڑے سے اتر
پا پیادہ ہو لئے بہر سفر

گرتے پڑتے جاتے دونوں پائے ریش
جا رہا تھا گھوڑا خالی پیش پیش

اور اک فرقہ ملا آ کر براہ
دیکھا اس بوڑھے کو با حال تباہ

گرتا پڑتا جاتا ہے آپ اور پسر
اسپ بھی ہمراہ ہے کوتل مگر

ہے سواری ساتھ موجود انکے پر
ہیں پیادہ دونوں اور خستہ جگر

پہلے تو اسکے بڑھاپے پر ہنسے
بعدہٗ پھر اس کو یوں کہنے لگے

کیوں نہیں ہوتا سواری پر سوار
تا نہ ہوں محنت سے پا تیرے فگار

حیف ہے ہوتے سواری چھوڑ کر
رنج رکھتا اپنے اور بیٹے کے سر

تجھ سا ناداں کوئی عالم میں نہیں
نے سنا ہے اور نہ دیکھا ہے کہیں

الٹے ہوں سب کام جب آوے قضا
عقل و ہوش و فکر سب ہو ویں فنا

عقل کامل پر ہو حاصل خیرگی
فہم روشن پر ہو مائل تیرگی

پیر مرد القصہ حیراں ہی رہا
اور ہمراہی ہوئے مثل ہوا

جا کے منزل پر کیا سب نے مقام
وہ رہا رہ میں پڑا با عقل خام

گر نہ سنتا یہ کبھی قول فضول
راہ چلتا بے ملامت وہ ملول

جو کیا ہر قول پر اس نے عمل
راہ چلنے میں پڑا اسکے خلل

رکھتا ہے ہر کام میں جو اشتغال
کام میں اسکے ہوں پھر سو قیل و قال

لغو سے بچتی ہے کب خلق خدا
آپ کو امداد تو ان سے بچا

خلق کے اچھے برے کہنے سے تو
رنج و غم میں ڈال مت بس آبرو

کہتے سننے پر نہ کر ان کے خیال
کام کر راضی ہو جس سے ذوالجلال

نیک اور بد پر نہ کر ان کے نظر
کام کا جو کام ہے وہ کام کر

Marfat.com

ساقیا آ کھو غم دنیا دیں ۔۔۔ اس سے اس سے تا کہیں ہوں فارغ کہیں
ہو نہ دنیا میں خیالِ انتساب ۔۔۔ اور نہ عقبیٰ میں غم اجر و ثواب
شغل ہو ہر دم خیالِ یار سے ۔۔۔ بے خبر ہوں اپنے کار و بار سے
ہوں میں یوں اندر خیالِ عشق یار ۔۔۔ غیر استغراق کے ہو کچھ نہ کار

اس میں بیان ہے خاموشی کا جو بہتر ہے سب خوبوں اور عادتوں سے انسان کی

کیا ہے دنیا جان اے صاحب کمال ۔۔۔ یہ جو ہے بیجا تیری قیل و قال
کھول کان اور بند کر لب از مقال ۔۔۔ ہفتہ ہفتہ ماہ و ماہ و سال سال
کر تو خاموشی کی عادت اختیار ۔۔۔ جس سے ہو جاوے ترا دل ہوشیار
ہو وے بعضی گفتگو اے نیک پے ۔۔۔ ہو کے وہ زنار گردن میں پڑے
خوش نصیب ہوتے ہیں مردانِ خدا ۔۔۔ بند رکھتے ہیں زبان اپنی سدا
کر کے خاموشی بہت سی اختیار ۔۔۔ کرتے ہیں دل سے وہ یادِ کردگار
خامشی بس ہے مقالِ اہلِ حال ۔۔۔ گر بلا دیں تو وہ ہو جاتے ہیں لال
بیٹھ جا خاموش ہو کر اے جواں ۔۔۔ تا خموشی ہو تری نطق و بیاں
یوں رہیگا کب تلک اے بے فروغ ۔۔۔ تو گرفتارِ دروغ اندر دروغ
ہوش میں آ اب بھی تو بہر خدا ۔۔۔ آپ کو گفتار باطل سے بچا
بیٹھ کر خاموش مجھ پاس اے جواں ۔۔۔ گوشِ دل سے سن ذرا یہ داستاں
تا کہ ہو معلوم تجھ کو زینہار ۔۔۔ فائدہ اور نفع خاموشی کا یار

حکایت تمثیل

۳۴ تھا کہیں اک بادشاہ عالی جناب ۔۔۔ ایک بیٹا اسکا تھا نائب مناب
شاہ چاہے تھا کہ ہو یہ ذو فنوں ۔۔۔ تا ولی عہد اسکو میں اپنا کروں
اک معلم باہنر تعلیم کو ۔۔۔ کر دیا شہ نے مقرر نیک خو
تاکہ اس سے سیکھے بیٹا ضرور ۔۔۔ ہر طرح کے علم و فن اے باشعور
چند عرصے میں غرض اسکا پسر ۔۔۔ عالم و فاضل ہوا با کرّ و فر
حل معلومات و مجہولات کے ۔۔۔ بحث منقولات و معقولات کے
عقل کامل جو کرے کسب کمال ۔۔۔ ذو فنونِ دہر ہو وے لا محال
چند برسوں میں غرض اے نیکنام ۔۔۔ ہو گئی تحصیل اس کی اختتام
دیکھ کر فضل و کمال اسکا تمام ۔۔۔ کرتا تھا سو آفریں ہر خاص و عام
لیک وہ شہزادہ والا حسب ۔۔۔ رکھتا تھا ہر گفتگو سے بند لب
وصف خاموشی کا تھا اسنے پڑھا ۔۔۔ اسلیے خاموش رہتا تھا سدا
علم سے دل پر تھا لب خاموش تھا ۔۔۔ مثل دریا زیر لب در جوش تھا
بادشاہ نے جو کمال اس کا سنا ۔۔۔ پاس اپنے جھٹ لیا اس کو بلا
سامنے اپنے بٹھا کر باخوشی ۔۔۔ گفتگو کرنے لگا ہر طرح کی
وہ پسر خاموش تھا اندر جواب ۔۔۔ سنتا تھا سب کچھ جواب اور ناصواب
بادشہ اس بات سے حیران ہوا ۔۔۔ اور معلم کو بلا کر یوں کہا
کر بیاں باعث ہے کیا اے باہنر ۔۔۔ رہتا ہے خاموش کیوں میرا پسر
عرض کی اس نے کہ جسدن سے سنہا ۔۔۔ وصف خاموشی کا اس نے پڑھ لیا
ہو گیا خاموش جب سے یہ پسر ۔۔۔ کچھ نہیں اچھی بری کہتا خبر
شاہ نے اس پر معین کر دیئے ۔۔۔ چند مردم تا سخن اس کا سنیے
کہہ دیا سب سے یہ جب بولے کلام ۔۔۔ پاس میرے لاؤ اس کو والسلام
الغرض اک دن گیا شاہِ جہاں ۔۔۔ دشت میں بہر شکارِ وحشیاں
تھا پسر ہمراہ گھوڑے پر سوار ۔۔۔ در شکارگہ میں مشغول شکار
صید گہ میں ایک تیتر تھا نہاں ۔۔۔ چھوڑ اس کو شہ ہوا آگے رواں
ناگہاں بولا وہ تیتر ایک بار ۔۔۔ شاہ نے جھٹ کر لیا اسکا شکار
شاہزادہ دیکھکر یہ ماجرا ۔۔۔ ہنس پڑا اور یوں ندیموں سے کہا
جو یہ اسدم جانور رہتا خموش ۔۔۔ بند رکھتا لب نہ کرتا کچھ خروش
صید کب ہوتا یہ گر بولتا ۔۔۔ کھولا جو لب ایکدم میں سر دیا

گر نہ اسدم بولتا یہ جانور
شاہ نے خوش ہو یہ اکرام تمام
ہو پشیماں اُس سخن سے وہ پسر
غصے سے بولا وہ شاہ بے خبر
ایک دفعہ وہ جانور بولا تھا واں
اک سخن کہنے سے دیکھو یہ غضب
تو بھی اے امداد اب باہوش رہ
کیونکہ اس عالم میں ہے سود زیاں
سُن اقبیا آہ ہے کہاں تیرا خیال

قطع کیوں ہوتا اب اسکا سر
سامنے اُسکو بلایا لا کلام
رہ گیا خاموش لب کو بند کر
مار دو اس کو تازیانے بے شمر
قطع سر اُسکا ہوا اور ہیں یہاں
تازیانے تن پہ سو کھائے ہیں اب
سُن حکایت گر سُنے خاموش رہ
ہوں زباں سے آفتیں اکثر یہاں
بے قراری ہے یہاں مجھ کو کمال
خم سے بھی تسکین ہوتی ہے محال

جا کے جاسوسوں نے دی شہ کو خبر
یوں کہا شہ نے پسر سے میری جاں
شاہ نے گرچہ بہت تاکید کی
اس پسر نے پھر ندیموں سے کہا
اک سخن کہنے سے یہ پائی سزا
حق حق ولق لق لق میں جو رہتے ہیں ہاں
خامشی کا ہے قلعہ مضبوط تر
تا دم آخر ز اوّل دم مزن
آ کہیں دے خم کے خم منہ سے لگا
آج قفل میکدے کو توڑ ڈال

ہو مبارک آپ کا بولا پسر
جو کہا تھا تو نے کر مجھ سے بیاں
شاہزادہ پر نہ کچھ بولا اخی
کیا یہ تم باتیں بناتے ہو سدا
اے سخن گو ڈر تو از روزِ جزا
دیکھئے کیا حال ہو اُن کا وہاں
صاحب اس قلعہ کا رہتا ہے نڈر
از دمِ خود کارِ خود برہم مزن
جرعہ جرعہ دے کے ترساتا ہے کیا

اس میں مذمت اور برائی اُن لوگوں کی ہے کہ مشابہت رکھتے ہیں ظاہر میں ساتھ فقراء کے اور باطن میں وہ اشقیاء سے ہیں ۲۵

کیا ہے دنیا یہ ترا اعمال ہے
اس ردا و جبہ پر نہ پھولے اخی
از بروں طعنہ زنی بر بایزیدؒ
اور ترا اندر و نہ اے پسر
اور باطن سے ترے اے جاں پلید

جبہ پشمیں ردائے شال ہے
مجھ کو یاد آئیں دو بیت مثنوی
واز درونت ننگ میدارد یزید
ہے بھرا قہر خدا سے سر بسر
سوچیا اور ننگ رکھتا ہے یزید

یہ مقام فقر خورشید اقتباس
ظاہرت چوں گور کافر پُر حلل
ہے ترا ظاہر خیانت سے بھرا
رکھتا ہے ظاہر سے تو طعنہ سدا
سُن ریا کو آپ سے کر کے بعید

ہو دے کب حاصل کسی کو در لباس
و اندروں قہر خدائے عزّ و جل
جسطرح ہو گور کافر پُر بلا
بایزیدؒ پاک پر اے بے حیا
پاک لوگوں کا طریقہ اے پلید

حکایت حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی

ایک کوچہ تنگ میں سے بایزیدؒ
یک بیک کتے نے کھولے اپنے لب
خشک ہوں اگر میں تو ہے کپڑا بھی پاک
سات دریاؤں سے بھی دھوئے گر
آ کریں آپس میں ہم تم دوستی

جاتے تھے اتنے میں اک کتا پلید
عرض کی اُس نے کہ اے مقبول رب
اور جو تر ہوں تو سو دھو لیجے پاک
پاک کب ہوا اس سے تو اے بہرہ ور
خوب گذرے گی بہم میری تری

ناگہاں انکے برابر آ گیا
اپنے دامن کو بچایا کس لئے
اور جو دیکھے اپنے اندر غور کر
یہ لگے کتے سے کہنے بایزیدؒ
عرض کی کتے نے اے سلطان دیں

اپنے دامن کو لیا اُس سے بچا
مجھ سے اب اسکا سبب سن لیجئے
وہ جنابت تجھ میں ہے اے باخبر
تیرا ظاہر میرا باطن ہے پلید
دوستی کے میں ترے قابل نہیں

Marfat.com

میں ہوں مردود اور تو مقبول ہے
اور تجھے جو دیکھتے ہیں خاص و عام
اور تجھ پاس ایک مٹکا ہے بھرا
رو پڑے سنکر کے یہ وہ پاک دیں
پاک لوگوں کا تو ایسا حال ہے
اور حقیقت میں ہے یہ حال آپ کا
ہاتھ میں تسبیح دل میں گاؤ خر
پھونک دے اس جبّہ ناپاک کو
مختلف ہو ظاہر اور باطن اگر
بے خودی میں جبتلک بیخود ہے تو
آپ کو اپنے میں اوّل دیکھ لے
ساقیا وہ بیخودی کا جام لے

تیری میری اب بھلا کیونکر بنے
کرتے ہیں تعظیم بیحد اور سلام
آرد گندم کا اے مرد خدا
وائے میں کتے کے بھی قابل نہیں
اور یوں تیرا خبیث اب فال ہے
جس سے شیطاں بھی اماں چاہے سدا
ایسی کب تسبیح رکھتی ہے اثر
اور عصا و شانہ و مسواک کو
تیرا ہو جاوے جہنم میں مقر
ہو تو بیخود پھر تو خود ہے ہو بہو
غیر کو کر ترک مل اس یار سے
جس سے میں آپے میں آؤں آپ سے
نام عین رسم آثار اپنا سب

دیکھتا ہے تجھ کو جو کوئی بشر
اور یہ ظاہر ہے کہ میں رکھتا نہیں
مجھ میں تجھ میں دوستی کس طرح ہو
آہ کیونکر ہونگا پھر میں بے خلل
میرا ثانی کوئی عالم میں نہیں
دست بر تسبیح دردل گاؤ خر
ہاتھ سے تسبیح کو تو دور کر
ظاہر اور باطن ترا گر ایک ہو
تو بھی اے امداد اب حق کیلئے
خود ہے تو کس کی کرے ہے جستجو
معرفت پیدا است از عرفان خویش
آپ کھو کر محو ہوں در حسن یار
ہو فنا اندر فنا یک لخت اب

دور سے مارے ہے پتھر بے خطر
کچھ ذخیرہ وقت اگلے کا کہیں
میں پلید اور تو ہے پاک اے نیکخو
قابل درگاہ حضرت لم یزل
عالم و زاہد ولی اور پاک دیں
ای چنیں تسبیح کے دارد اثر
ذکر دلبر سے تو دل معمور کر
پاوے بیشک جب تو حق کی راہ کو
بیخودی میں اب خودی کو چھوڑ دے
تو حجاب اپنا ہوا ہے آپ کو
گر شناسی خویش را گشتی ز خویش
محو اندر محو ہوں میں زینہار

۳۰

اس میں بیان ہے کہ خدائے تعالیٰ کو صرف خدائی کے واسطے پوجے نہ طمع جنت کیلئے اور نہ خوف دوزخ سے

کیا ہے دنیا جان اے نیکو سرشت
یعنے مزدوری عبادت پر یہاں
یعنے فرماتے ہیں یوں حضرت علیؓ
پوجتا ہوں اب نہ تجھ کو اس لئے
جب نہ پایا میں کہیں تیرے سوا
لیتی ہے طاعت پہ اجرت یہ گروہ
واسطے حق کے ہے کب اے پرخلل

یہ عبادت ہے نری بہر بہشت
مانگتا ہے حق تعالیٰ سے وہاں
عاشق حق نائب حضرت نبیؐ
طمع جنت اور نہ خوف نار سے
پوجنے کے لائق اے میرے خدا
رکھتی ہے اجرت کی طاعت پر شکوہ
طمع اجرت کے لئے ہے یہ عمل

ہے یہی نزدیک اہل دل مقر
جا حدیث ما عبدتک اے پسر
اے خدائے خالق ہر دو جہاں
پوجتا ہوں تجھ کو تیرے واسطے
پس میں پوجا تجھ کو یکتا جان کر
آرزو اجرت کے عملوں پر اگر
یاد آئی اک مثال اس پر مجھے

دین گھٹا نا جان تو اے بہرہ ور
تو کلام مرتضیٰ سے یاد کر
ہے تو ہی مطلوب تجھ کو ہر زماں
ہر طرح تیری رضا مطلوب ہے
غیر کی الفت کو کی دل سے بدر
رکھتا ہے تو ہے یہ گمراہی تبر
ہوش کر کے سن تو اسکو غور سے

حکایت محمود بادشاہ غزنوی اور ایاز غلام کی

کہتے ہیں اک شخص نے محمود کو
یہ دیا طعنہ کہ اے مرد نکر
ہے ایاز ایسا نہ کچھ صاحب جمال
جسپہ تو عاشق ہے یوں اے باکمال

سنتے ہی اِس بات کے محمود شاہ
اُس سے یوں کہنے لگا اے نیک راہ

اُسکی خوئے نیک پر ہوں میں فدا
اور نہ عاشق اسکے رنگ و رُوپ کا

نقل ہے ایکدن کہ وہ جاتا تھا شاہ
ایک کوچہ تنگ کو عزّ و جاہ

ساتھ اُسکے تھے جواہر سے بھرے
چند صندوق اونٹونکے اور دھرے

اتفاقاً کھا کے ٹھوکر اک شتر
اُس گلی میں گر پڑا اے بہرہ ور

گرتے ہی اُس اونٹ کے اے کیا کہے
ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے صندوق کے

ہوگئے اک لخت واں اُس سے بدر
لعل و یاقوت و زمرد سیم و زر

دیکھ کر اِس حال کو محمود شاہ
لوٹنے کا حکم دے کر چل دیا

سنتے ہی یہ حکم جو ہمراہ تھے
یک بیک سب لوٹنے پر پڑ گئے

چھوڑ شہ کو سب کے سب پیادہ سوار
لوٹنے پر پڑ گئے بے اختیار

اور رہا ہمرہ نہ کوئی شاہ کے
رہ گیا پر اک ایاز اے نیک پے

دیکھ کر سلطان بولا اے ایاز
تونے بھی لوٹا ہے کیہ مجھ سے تو راز

عرض کی اُس نے کہ اے سلطانِ دیں
جسکی سب نعمت اُسے لانا ہو نہیں

دُور ہو کر اَب تری خدمت سے میں
کچھ نہیں حاصل کیا نعمت سے میں

قربتِ سلطان حاصل ہو جسے
چھوڑ اسکو پھر وہ کیوں نعمت کو لے

ہے طریقت کیخلاف اَب یہ کہ یار
غیرِ حق کو حق سے مانگے زینہار

اُس سے زیادہ کون ہے بس بے ادب
جو سوا حق کے کرے حق کی طلب

نفس پرور ہے جو رکھے کچھ نظر
دوست سے جو دوست کے احسان پر

تو جو کرتا ہے عبادت بے شمار
واسطے حق کے ہے کیا اے نابکار

نفس کی خواہش سے کرتا ہے ضرور
یعنے بہرِ جنت و حور و قصور

خواہشاتِ نفس ہیں یہ سب کے سب
زہد کے پردے میں کرتا ہے طلب

کہتا ہے پوجوں ہوں میں اللہ کو
خواہشاتِ نفس کو پوجے ہے تو

اجرِ عابد چاہے طاعت پر اگر
ہے وہ طاعت گر سمجھ اَے بیخبر

اجر پر کب تک تو ہے امیدوار
بہتر اس سے اجر کیا چاہیگا یار

اُس نے فضل و لطف سے تجھ کو دنا
اپنی خدمت کے لئے پیدا کیا

باوجودِ آلودگی کے قدر ترا
اپنی قدرت سے مزیّن کر دیا ۳۷

اور اِس قدر پر ترے اے باوفا
خلعتِ عرفاں کیا آراستہ

ساقیا آ دے وہ جامِ بیقرار
جس سے ہوں میں محو اندر روئے یار

ہوں میں یوں دنیائے دُوں سے بیخبر
نے امیدِ خلد نے خوفِ سَقر

خلد اپنی مظہرِ لطف و جمال
دوزخ ہم کو ہے ظہوراتِ جلال

اس میں بیان ہے چھوڑنے کا ماسوا کے اور شائق ہونا طرف شراب طہور کے۔ مُراد اس سے محبت الٰہی ہے

عمر ضائع اور قضا میری ہوئی
اَے ندیم اَب بہرِ حق اٹھ تو سہی

تاکہ پہچانوں میں اپنے وقت کو
رائگاں گذرا ہے جو اے نیکخو

کر عطا بہرِ خدا اک بھر کے جام
اُس شراب پاک سے اے نیکنام

ہے خوشی کے دَرد کی بیشک کلید
اُس سے مت رکھ بہرِ حق مجھ کو بعید

اور رہا ساقیا ارواح کو
قید سے رنج و الم کے جلد تو

اور چھڑا جلدی خدا کیواسطے
تن بدن کو رنج و غم کی قید سے

اس خراب آباد ویراں میں مرا
خانقاہ و مدرسے سے دل اٹھا

نے تو مجھ کو نفع خلوت سے ملا
اور نہ کچھ اَب سیر سے حاصل ہوا

دَیر و کعبہ میں پھرا سر مارتا
نے ملا مقصود دل کا کچھ پتا

اب بہت بیچین ہوں اے ساقیا
ہو مری مشکل کا تو مشکل کشا

بس شراب بیخودی مجھ کو پلا
قید سے تا یاں کی دل چھوٹے مرا

وہ جو عالم ہے اِس عالم کے سوا
ہے وہی دَرکار مجھ کو ساقیا

ایک عالم چاہوں اِس عالم سے اور
ہو نرالا اِس سے اُس عالم کا طَور

تاکہ ہوں مقصود دل سے بہرہ ور
خاک ڈالوں ہستیٔ موہوم پر

آہ و نالہ شور و غل ایسا کروں
خلق میں اک حشر سا برپا کروں

وہ شراب اب ساقیا مجھ کو تو دے
استخواں کہنہ کو جو زندہ کرے

آتش موسیٰ سے اک شعلہ ہے یار
اُس شرارِ پاک کا نور آشکار

طور ہے اُس نور کا سینہ مرا
ختم ہے اُسکا قلب اپنا اے فنا

پس پلا لا کر کے وہ مجھ کو شراب
جس سے واپس ہو مرا عہد شباب

ہو وہ ایسی جو پیئے اُسکو ذرا
دو جہاں کی قید سے ہو وہ رہا

اٹھ کہیں بہر خدا ہو جلوہ گر
صبح ہونے آئی اب مت دیر کر

ماہ بھی اور سب ستارے چھپ گئے
اور صدائیں مرغ بھی دینے لگے

مطربا کچھ کہہ یہ میری التجا
رائگاں گذری ہے در رنج و عنا

عیش ہے بے عیش میرا مطربا
بے غنا کے کچھ غنا مجھ کو سُنا

کر بیاں کچھ یار کی باتوں سے آ
دل مرا اُس بن ہے غم میں مبتلا

دور کر مجھ سے اب ایامِ فراق
ہو گئی طاقت مری دوری سے طاق

باد ف و نے سے تو اٹھکر مطربا
مجھ کو اشعارِ عرب سے کچھ سُنا

تاکہ ہوں ہم پر یہ سب اے نیکنام
عیش و عشرت حظ و کیفیت تمام

آہ کب تک میں کروں آہ و فغاں
ایک بھی سنتا نہیں و جانِ جاں

آہ واویلا دریغا حسرتا
حسرتا صد حسرتا صد حسرتا

پھر سُنا مجھ کو وہ نظم مستطاب
جو کہی تھی میں نے در عہدِ شباب

عمر سب گذری مری در قیل و قال
اپنی غفلت سے ہوا میں پائمال

مطربا اب بہر حق اٹھ تو سہی
کچھ بھی طاقت اب نہیں مجھ میں رہی

پھر کوئی شعر عجم مجھ کو سُنا
تاکہ دل قیدِ الم سے ہو رہا

اور کہہ کوئی تو بیتِ مثنوی
از حکیم مولویؔ معنوی

بشنو از نے چوں حکایت میکند
وز جدائی ہا شکایت میکند

بشنو از نے بشنو از صاحب نفس
کز جمادے نالہ نشنید ست کس

نے سے مت سن سن تو صاحب نفس سے
کیونکہ جامد سے کوئی نالہ سنے

ہو مخاطب اٹھ کہیں اے بہر خود
سب زباں سے تو مجھے آگاہ کر

وہ کوئی نغمہ سُنا اے نیک خو
خواب ذخور سے تاکہ دل بیدار ہو

دل مرا غافل ہے اپنے حال سے
ہے سدا مشغول قیل و قال سے

بندِ آہن میں پڑا ہے تس اوپر
جہل سے بھی اپنے قائل ہے مگر

اور کہتا ہے کہ ہو اس سے سوا
یعنے پائیں بیڑی ہے حرص و ہوا

سر بسر گمراہ ہوا اے نیک خو
اپنی گمراہی سے بھولا راہ کو

ہے مئے غفلت سے مدہوش اسقدر
آپ کی بھی کچھ نہیں رکھتا خبر

ایک مدت گذری ہے اسکے تئیں
ہے یہ بتخانہ میں یوں گوشہ نشیں

قہقہہ مارے ہیں کافر برملا
دین اور اسلام پر اسکے سدا

اب بھی اے امدادؔ تو بہر خدا
خوابِ غفلت سے ذرا تو چونک جا

غیرِ دلبر کو تو دل سے دور کر
جلوۂ دلبر سے دل معمور کر

ماسوا دلبر کے دلمیں ہے جو شے
جان لے تیرا وہی معبود ہے

یعنی یہ حرص و ہوا و حبِ غیر
سب یہ بتخانے ترے ہیں اور دیر

ہو سکے جتنا انھیں دل سے نکال
اپنے دلبر سے تو پھر ہو ہم مقام

دلمیں جب تک تیرے محبت غیر ہے
مل نہیں سکتا تو اپنے یار سے

غیر سے ہے بیر اسکو اے جواں
غیر ہو جس گھر میں وہ اسکا کہاں

غیر سے تو خالی گھر کو جلد کر
نورِ دلبر تا ہو اس میں جلوہ گر

ہو سکے تو خاموش قیل و قال سے
ہو خبردار اب تو اپنے حال سے

الغرض امدادؔ تو اپنی کتاب
ختم کر واللہ اعلم بالصواب

سال ہجری بھی ہوئی جب ختم یار
یکہزار و دو صد و شصت و چہار (۱۲۶۴ھ)

جب ہوئی یہ مثنوی یارو تمام
رکھدیا اسکا غذائے روح نام

خاتمۃ الکتاب

بعد اسکے سن لو اب اے دوستاں
کر دیا ہے یہ جو کچھ میں نے بیاں

شاعری سے کچھ کو کچھ بہرہ نہیں
علم نظم و نثر بھی رکھتا نہیں

Marfat.com

چاہئے مقصودِ دل اُس یار سے	ہے نہ مطلب خوبیِ اشعار سے	شاعری سے کچھ نہیں ہے مجھ کو کلم	چاہتا ہوں یہ کہ ہووے فیضِ علم
سُنکے یہ زیادہ ہو عشقِ عاشقاں	اور ہووے دُور فسقِ فاسقاں	شاعروں سے کچھ نہیں ہے التجا	عرض ہے اہلِ صفا سے یہ ذرا
جوکہ دیکھیں اس میں کچھ سہو و خطا	دین بنا اپنے کرم سے بَر ملا	کرکے اپنے لطف و احسان پر نظر	اسمیں دیں اصلاح بخوف و خطر

تمت

نکتہ قابلِ یاد ہر ذرہ اسمِ ذات اللہ کا مظہر ہے اور ہر چیز سے نام مبارک اللہ ظاہر ہے

رباعی

ہر چیز کہ خواہی عددش گیر دو بار   یک ساز زیادہ و سہ چنداں بشمار
پس از طرحِ ششم جو باقی ماند   در بست و دوم ضرب کردہ اللہ برآر

تفصیل اس اجمال اور تحلیل اس اشکال کی یہ ہے کہ خالق اکبر کے اسم کی ظاہریت اور مخلوق اصغر کے اسم کی مظہریت اس صنعت سے بالبداہت یوں ظاہر ہے کہ جس وقت منظور ہو کسی شئے سے نام مبارک اُس صانع حقیقی کا تو اس چیز کے عدد بحسابِ ابجد نکالیئے اور اُن اعداد کو دو چند کیجئے اور اُس میں ایک ملا کر تین میں ضرب دیجئے اُس کے بعد چھ ۶ سے تقسیم کیجئے جو باقی رہے اُس کو بائیس ۲۲ میں ضرب دیجئے۔

اعداد ذات باری ہویدا ہوں گے۔ مثلاً اگر ہم چاہیں کہ ولی سے اعداد ذات بحت پیدا ہوں تو بحساب ابجد عدد ولی کے چھیالیس ۴۶ ہوئے اُس کو دو میں ضرب دو بانوے ۹۲ ہوئے اس میں ایک ملا کر تین میں ضرب دو (۲۷۹) ہوئے (۲۷۹) کو چھ ۶ سے تقسیم کیا تین باقی رہے اُس کو بائیس ۲۲ میں ضرب دو اعداد ذات مقدس (۶۶) پیدا ہوئے اور یہی مطلوب ہے وعلیٰ ہذا القیاس من سائر الاسماء الغیر المتناھیۃ المستخرجۃ محمد جعفر علی نگینوی سلمہ اللہ

تاریخ وفات شاہ عبد الغنی صاحب دہلوی مرحوم

عالم و عارف شہِ عبد الغنی   کرد چوں جملہ مراتب عمر طے
ایں ندا آمد ز ہر سو غم فزا   داد جاں عبد الغنی با جلوہ حے ۱۲۹۶ھ

تاریخ وفات مولانا محمد یعقوب صاحب دہلوی مرحوم

بست و ہشتم ذیقعدہ جمعہ کو   چلدیئے جنان کو یعقوب
رو کے کہا سب نے کہ جہاں سے   ماہ ہدا ہوا آہ غروب ۱۲۸۲ھ

Marfat.com

رسالہ دردِ غمناک

از شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہٗ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سنو یارو عجب قصہ ہمارا — بیاں کرتا ہوں میں جو غم کا مارا
سناتا ہوں تمہیں اُس کو سراسر — گذرتا ہے جو کچھ اب میری جان پر
گذرتا ہے جو مجھ پر ان دنوں حال — نہ تھا کچھ اس سے پہلے غم کا جنجال
پڑا سوتا تھا میں خواب عدم میں — نہ تھا کچھ مبتلا ہستی کے غم میں
سو آکر عشق نے مجکو جگایا — جگا کر سو مصیبت میں پھنسایا
کچھ ایسا اسنے پھر نقشہ دکھایا — کہ جس نے مجکو سودائی بنایا
عجب اک عشق نے رنگت دکھائی — کہ جس میں عقل تک میں نے گنوائی
مرا اِک دلبر سے دل گیا مل — ہوا تیغ نگہ سے اس کے بسمل
اٹھا کر زلف رخ اپنا دکھایا — بلائیں عشق کی مجھ کو پھنسایا
یکایک لیگیا وہ جانِ جاناں — قرار و صبر ہوش و جملہ ساماں
چمک اک حسن کی دکھلا کے مجھکو — کیا بیخود بھلایا مجھ سے مجھ کو
ہوئی زلف اُسکی آ میری گلوگیر — کیا مجھ کو وہیں بس طوق و زنجیر
کچھ ایسا دام گیسو میں پھنسایا — گویا قید دو عالم سے چھڑایا
شراب شوق کا اِک گھونٹ دیکر — کیا رسوا مجھے عالم میں در در
جنوں نے آ لباس تن کو کر چاک — پنھائی مجھ کو عریانی کی پوشاک
خزانہ مفلسی کا مجھ کو دے کر — رکھا اک تاج رسوائی کا سر پر
غم و درد و الم کی فوج کر ساتھ — دیا اک آہ کا جھنڈا مرے ہاتھ
خراب آباد کے قلعہ میں لاکر — بٹھایا بیخودی کے تخت اوپر
وزیر اک کر کے نادانی کا ہمراہ — بنایا عشق کی اقلیم کا شاہ

Marfat.com

ہزاروں غم کی لا آتش لگائی / مری سب عیش کی پونجی گنوائی
گیا اس دن سے سونا اور کھانا / ہوا ہیں غم کے تیروں کا نشانا
اجی جس کے ہو دل میں درد فرقت / اسے کیا ہووے خواب و خور کی فرصت
وہ کیا جانے ہے اس درد والم کو / نہ دیکھا جس نے ہو فرقت کے غم کو
اٹھا چھاتی میں درد عشق جس کی / اسے پھر نیند کس کی بھوک کس کی
پڑا جو غم کا لشکر دل پہ آ ٹوٹ / متاع صبر و تسکیں لیگیا لوٹ
تڑپ کر غم میں شب کو صبح کرنا / صبح سے شام تک رو رو کے مرنا
وہ جن آنکھوں میں خار ہجر ہووے / بھلا وہ عمر بھر کیوں کر نہ رووے
گیا سب بھول کھانا اور پینا / پڑا مشکل مجھے اب اپنا جینا
لگی کہنے مجھے خلقت دیوانہ / کسی نے درد کو میرے نہ جانا
سمجھ کر مجھ کو سودائی جہاں نے / کیا ٹھٹھا ہر اک پیر و جواں نے
غرض دیوانہ مجکو جان کر کے / ہووے گرد آمرے لڑکے شہر کے ۲
مرا اک کھیل خلقت نے بنایا / تماشے کو بھی وہ لیکن نہ آیا
کہوں میں آہ کس سے اس الم کو / سمجھتا ہے ہر اک سودائی مجھ کو
کہاں جاؤں کہوں کس سے حقیقت / کوئی ہمدم نہیں جز درد فرقت
وہ کیا جانے ہے اس درد والم کو / نہ دیکھا جس نے ہو فرقت کے غم کو
وہ جانے اس تڑپنے کے مزے کو / گذر جس دلمیں حضرت عشق کا ہو
جو اپنے دل کے دلبر سے جدا ہو / وہی اس درد غم سے آشنا ہو
وہ جانے اس تڑپنے کی حقیقت / کہ ہو جو مبتلائے درد فرقت
کروں میں آہ غم کا کس سے اظہار / غم فرقت سوا کوئی نہیں یار
یونہی کہتے ہیں اپنی اپنی سارے / نہیں واقف کوئی غم سے ہمارے
اگر ظاہر کروں حال درونی / بناؤں ایک عالم کو جنونی
جو میں ظاہر کروں سوز جگر کو / کروں شرمندہ دوزخ کو شرر کو
دکھاؤں بے کلی اپنی کو میں گر / تو اک ہلچل پڑے عالم کے اندر
جو آئے درد دل اپنا زباں پر / پڑے آفت کا ٹکڑا ایک جہاں پر

Marfat.com

حقیقت دل کی گر اپنے دکھاؤں ہنسوں میں اور عالم کو رلاؤں
نہ کہہ سکتا ہوں کہ اب کیا کروں میں نہ ہو سکتا ہے جو چپ ہی رہوں میں
ہوئی ایسے ستمگر سے محبت نہیں ہے اس میں اصلا بوئے الفت
تڑپتا ہوں میں جس کے غم سے دن رات خبر اس کو نہیں ہیہات ہیہات
ارے یارو کہو ہو جس کو الفت مصیبت ہے مصیبت ہے مصیبت
محبت نام جس کا یاں رکھا ہے بلا اوپر بلا اوپر بلا ہے
کہے ہے عشق جس کو ساری خلقت قیامت ہے قیامت ہے قیا...
ارے یارو کسی کو دل نہ دیجو ہو دوا امید جینے کی نہ کیجو
کیا جب عشق نے بیتاب مجھ کو کہا میں نے یہ اس پیارے سے رو رو
کہ صبر آئے دل غمگیں کو کیوں کر ہو تسکیں عاشق مسکیں کو کیوں کر
نہ دیکھے جب تلک دیدار دلبر قرار اور صبر ہووے اسکو کیوں کر
سو تیرے عشق میں اے دلکے دلبر ہوا ہے حال میرا حد سے ابتر
۴ کہ اک تو سر پہ افلاک الم ہے تلے پاؤں کے پھر دریائے غم ہے
ہے چاروں طرف فوج درد گھیرے سدا آہوں کے مارے تیر میرے
یہ آکر ناتوانی نے کیا زور کیا تاب و تواں کا مار کر بھور
جنوں نے مجھ پہ کی آکر چڑھائی میری سب ہوش کی پونجی لٹائی
کیا وحشت نے آکر جب مجھے تنگ گئے اس کے سبب ناموس اور ننگ
جو آکر مجھ کو رسوائی نے گھیرا لیا عزت کا سب اسباب میرا
پڑی یہ مجھ پہ فوج بیقراری متاع صبر لی ہے لوٹ ساری
ڈبوتے ہیں ادھر اشکو نکے نالے لگے ہیں اس طرف آہوں کے بھالے
ہوا ہے ہاتھ سے عاجز گریباں ہے گریاں سیل اشک غم سے داماں
لگاتا ہے سدا سوز جگر آگ میرے پیارے بتا جاؤں کدھر بھاگ
بچوں کیوں کر کہو اب اس بلا سے میں ہوں اک اور ہزاروں خونکے پیاسے
کروں میں صبر اب کس کس بلا پر ہے بہتر جاؤں اس غم سے کہیں مر
کہ تیرے عشق نے مجھ کو ستایا مرے دل کو پھر اک دشمن بنایا

Marfat.com

ابھی جس کا ہو دشمن دل سا پیارا — بچے کیوں کر کہو پھر وہ بچارا
خدا کیواسطے جلدی خبر لے — کہیں یہ آپ خوں اپنا نہ کر لے
جو اپنی جان کی جاں سے جدا ہو — نہ کیوں اس زندگانی سے خفا ہو
اگر آنے میں ہو گی دیر تجھ کو — نہیں پانیکے زندہ پھر تو مجھ کو
کہ بس جب پاس اپنے دلربا ہو — فنا ہونے سے پہلے وہ فنا ہو
طبیب دردِ دل ہے گا مرا تو — کروں کس سے علاج اپنا بتا تو
جو کوئی عشق کا بیمار ہووے — علاج اس کا نہ جز دلدار ہووے
میں دامِ زلف میں تیرے پھنسا ہوں — خلاصی تو بتا میں کس سے چاہوں
محبت میں بلا کی جو پھنسا ہو — وہ جز دیدار دلبر کب رہا ہو
خدا کے واسطے جلدی سے آؤ — تڑپ اور بیقراری کو مٹاؤ
لگائی تھی جو تو ہم سے پیارے — پھر آتے کیوں نہیں ہو گھر ہمارے
جو تھی منظور کرنی بے وفائی — تو کی تھی مجھ سے پھر کیوں آشنائی
کوئی ایسا بھی کرتا ہے پیارے — تڑپتا چھوڑ عاشق کو سدھارے ۴
اگر یہ بیوفائی جانتا میں — تو پھر کیوں خاک در در چھانتا میں
بہت سر ہم نے رگڑا خاکِ پا سے — نہ گذرا تو مگر اپنی ادا سے
ہر اک صورت سے میں نے غم اٹھایا — ولے تجھ کو نہ مجھ پر رحم آیا
ہوئی ہے کیا خطا اب مجھ سے جانی — جو پہلی سی نہیں ہے مہربانی
اگر تقصیر مجھ سے کچھ ہوئی ہو — خدا کے واسطے تم بخشدیجو
نظر مت رکھ مری تقصیر پر تو — کرم پر اپنے پیارے کر نظر تو
میں جانوں ہوں نہیں ہے چاہ تجھ کو — کہ میری کچھ نہیں پرواہ تجھ کو
دوا اب کیا کروں اے میرے دلدار — ہوا ہوں عشق کے ہاتھوں سے ناچار
نہیں لگتی ہے بھوک اور پیاس مجھ کو — کیا جیتے سے اب بے آس مجھ کو
خدا کے واسطے اب مت ستم کر — خدا کے واسطے اب تو کرم کر
اگر روتا مرا خوش آوتا ہے — یہ درد و رنج تجھ کو بھاؤتا ہے
تو درد و غم سے نت روتا رہوں گا — تری الفت میں جی کھوتا رہوں گا

Marfat.com

جو ہوگا شعلہ رخ کا تیرے دھیان
تو ہونگا خاک جل بھنکر میں اس آن

جو یاد آئیگی وہ زلفِ پریشاں
تو پیچ وتاب کھاتے گی مری جان

تصور تیری پیشانی کا گر ہو
تو ہو دیوار غم اور میرا سر ہو

جو آئے تیرے گوش وچشم کا دھیان
کروں میں گو ہر اشک اسپہ قربان

خیال اس تیغ ابرو کا اگر ہو
وہیں قربان اسپہ میرا سر ہو

تصور تیری مژگاں کا گر آئے
ہزاروں برچھیاں دل میں لگائے

دردنداں کو تیرے یاد کرکے
بہاؤں اشک سے ٹکڑے جگر کے

جو خالِ رخ کا ہو تیرے تصور
سیہ داغوں سے ہو سینہ مرا پُر

جب آوے یاد تیرا قد و قامت
کروں برپا وہیں شور قیامت

ترے ناز وادا کی یاد کر چال
کروں میں خاک میں آپ ہی کو پامال

وہ تیرا یاد کر آرام و بستر
گذاروں عمر ساری میں تڑپ کر

میں یاد اس شمع رو کو جب کرونگا
تو پروانہ کی صورت جل مرونگا

جو ہو گلزار تن زخم جگر سے
۵ کروں سیراب اس کو چشم تر سے

تری تیغ نگہ کا قتل ہوں گر
نہ لاؤں اس کو میں ہرگز زباں پر

غرض جور وجفا سارے سہوں گا
نہ گھبراؤں گا نے غمگیں ہوں گا

ترے غم سے نہیں خالی رہوں گا
جو نالہ کھم رہا رویا کروں گا

نہ بیٹھوں چین سے تجھ بن کبھو میں
سدا کرتا رہوں بس ہائے ہو میں

اگر پوچھے کوئی یہ مجھ سے آکر
کہ کیا گذری ہے اے دیوانے تجھ پر

نہ ہرگز حال دل اپنا کہوں گا
ہنسوں گا اور روکر چپ رہونگا

نہ چھوڑونگا کبھی الفت تمہاری
اسی میں جان جاویگی ہماری

ذرا اس ناز اور غمزے کو دیکھو
مری جانب ذرا منہ اپنا موڑو

رہو پردہ میں یوں باتیں بناتے
نہیں صورت وہ لے اپنی دکھاتے

ذرا بہر خدا پردہ اٹھادے
وہ مکھڑا چاند سا مجھ کو دکھادے

بہت نزدیک ہوں دلسے تو اے یار
ولے تجھ تک پہنچنا ہی ہے دشوار

ہے بوئے گل کی جوں مجھ تجھ میں قربت
نہیں معلوم پھر کیوں ہے یہ فرقت

Marfat.com

میں ہوں سایہ نمط ہمراہ تیرے	نہیں ہے وصل پر قسمت میں میرے
رہے دل میں مرے پیارے سدا تو	ذرا تو سامنے آنکھوں کے آ تو
مجھے چھاتی سے ٹک اپنی لگاؤ	یہ شعلہ عشق کا میرے بجھاؤ
ہو تو نزدیک میرے مجھ سے اے یار	غضب ہے تس پہ بھی ملنا ہو دشوار
ہے مجھ میں اور تجھ میں ربط ایسا	رواں ہو وے بدن سے خون جیسا
اجی کس کی ہے پھر یوں انتظاری	یہ کیسی ہے تڑپ اور بیقراری
قریب اتنا ہو اور پھر دور ایسا	نہیں کھلتا ہے یہ پردہ ہے کیسا
یہ پردہ دور ٹک اللہ کو تو	مجھے اس بھید سے آگاہ کر تو
کہیں بے پردہ ہو کر کے پیارے	ذرہ تو رو برو ہو جا ہمارے
ٹک اپنے حسن کا جلوہ دکھا دے	کہ اب بیخود مجھے مجھ سے بنا دے
رہو گے کب تلک پردے میں پیارے	کبھی تو سامنے ہوگے ہمارے
یہ ناز و شوخیاں پیارے تمہاری	کرو گے جو اٹھاویں گے وہ ساری
۶ ولے اتنا تو گا ہے گا ہے جانی	کرو ہم پر کرم سے مہربانی
یہ جانو تم تڑپتا ہے بچارا	نہیں تم بن اسے اک دم گذارا
ذرا اپنی مجھے صورت دکھاؤ	پھر اس کے بعد چھاتی سے لگاؤ
کہ جس سے دور ہو یہ رنج و کلفت	تڑپ جی کی گھٹے ہو جی کو راحت
میں جان و دل سے ہوں مشتاق تیرا	کروں کیا بس نہیں چلتا ہے میرا
ترے ملنے کی ہوں بس آرزو میں	سراسر محو ہوں بس اس جستجو میں
تڑپتا ہے ترے غم سے مرا دل	رہے افسوس پھر غیروں میں تو مل
رہو غیروں میں تم خوشیاں مناتے	ہم اس حسرت میں خون دل ہیں کھاتے
سبھوں پر ہے کرم پیارے تمہارا	نہیں ہے فکر کچھ لیکن ہمارا
کرو غیروں پہ لطف و مہربانی	ہمارے نام سے نفرت ہے جانی
نہیں تدبیر کچھ ملنے کی تیرے	خدا جانے ہے کیا قسمت میں میرے
نہ جانے ٹھوکریں کھاؤں گا کب تک	یہ ایذا ہجر کی پاؤں گا کب تک
ملے گا یا نہ تو مجھ سے ملے گا	خدا جانے مقدر کیا کرے گا

Marfat.com

نہ اب تقصیر اس میں کچھ تری ہے — نصیبوں میں لکھا میرے یہی ہے
ہے تیرے وصل کی منزل بہت دور — اثر ہے لنگ اور ہمت ہے رنجور
کشش میں کچھ اثر میری جو ہوتا — گذر بیشک ادھر بھی تیرا ہوتا
جو کرتا شوق میری رہنمائی — تو ہوتی کیوں مری تجھ سے جدائی
کہوں میں آہ کیا تیری حقیقت — مصیبت ہے مصیبت ہے مصیبت
نہ میرے درد و غم کا کوئی غم خوار — ہر اک ہے اپنی اپنی بوجھ کا یار
کہو کس سے کہوں میں اپنا احوال — کہ ہے غیروں سے کہنا جی کا جنجال
سنے جو درد کا طومار میرا — نہیں تجھ بن کوئی غم خوار میرا
سو تو نے غم مرا رکھا گوارا — کہ یوں مجھ کو تپِ فرقت نے مارا
یہی بہتر ہے اب رو دیا کروں میں — سرا اشکِ غم سے منھ دھویا کروں میں
سنے تو یا نہ سن غم میرا مجھ سے — کئے جاؤں گا پر میں عرض تجھ سے
ترا دیدار پاؤں یا نہ پاؤں — ولے سب جستجو میں دن گنواؤں
مشرف وصل سے ہوں یا نہ ہوں میں — کروں ذرات تیری جستجو میں
نشانِ عیشِ اور عشرت مٹاؤں — تمامی محنتیں غم کی اٹھاؤں
کہاں تک درد و غم ظاہر کروں میں — نہیں کچھ انتہا بس چپ رہوں میں
یہی بہتر ہے اب خاموش رہنا — جو کچھ گذرے ہے دل پر اس کو سہنا
جو کچھ گذریگا سو گذریگا جاں پر — نہ لاؤں پر کبھی ہرگز زباں پر
کبھی آویگا آخر رحم تجھ کو — چھڑا دیگا تو درد و غم سے مجھکو
دکھا دیگا مجھے دیدار اپنا — مٹا دیگا مرے دل کا یہ کھٹکا
اگرچہ ہوں برا پر ہوں تمہارا — نہیں بن تم مرا اکدم گذارا
تمام امداد کر یہ درد نامہ — کہیں ایسا نہ ہو پھٹ جائے خامہ
یہ درد اپنا بس اب اظہار مت کر — خدا کیواسطے رکھ جی کے اندر
کہ تیرے درد اور اس غم کو سنکر — بھنا جاتا ہے دل عالم کا یکسر
بس اب ٹک شکر کر مت ہو دیوانہ — کہ بہتر دردِ دل کا ہے چھپانا
نہ ہو ایسا تری گستاخیوں پر — خفا ہو جاوے تیرا تجھ سے دلبر

Marfat.com

وہ تیرے حال دلسے ہے خبردار
نہ کر اب شور و شر زنہار زنہار

نہ کر غل صبر کر یہ مان میری
کہ تا امید بر لاوے وہ تیری

بس اب خاموش ہو گفتار کم کر
ملال آوے نہ شاید اسکے دل پر

اسی پر سونپ دے اب کام سارے
وہ چاہے سو کرے تو دم نہ مارے

رضا گم اپنی کر اس کی رضا میں
نہ پڑ ہرگز خودی کی تو بلا میں

وہ مالک ہے کرے جو کچھ کہ چاہے
خلاف اس کے نہ دم تو مارگا ہے

بس اب خاموش ہو گفتار کر کم
تو کہہ اللہ ہی اللہ دل سے ہردم

بس اب اللہ بس اللہ بس ہے
سوا حق کے جو ہے باقی ہوس ہے

تمت

گلزار معرفت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

التماس جامع اوراق

بعد حمد و صلوٰۃ یہ نیاز احمد معترف بہ تقصیرات احقر متوسلین و کمترین منتسبین حضرت امام العارفین مقدم الراسخین سراج الاولیاء تاج الکبراء زبدۃ الواصلین قدوۃ الکاملین شیخ المشائخ سید السادات جنید الزماں بایزید الدوراں سیدی سندی و معتمدی و مستندی ذخیرۃ یومی و غدی مکان الروح من جسدی حضرت مرشدنا و مولانا الحافظ الحاج الشاہ **محمد امداد اللہ المہاجر تھانوی** مولداً المکی موطناً الفاروقی نسباً الحنفی مذہباً الصوفی مشرباً ادامہ اللہ تعالیٰ کاسمہ الشریف امداداً من اللہ علی العباد و افاضۃً علی طالبی الرشاد خدمت میں اخوان طریقت و خلان الحقیقت کے عرض رساں ہے کہ حضرت پیر مرشد مختشم الیہم دام ظلہم کا کلام منظوم ہدایت مفہوم اس کثرت سے ہے کہ اسکا احصاء و ضبط دشوار ہے مگر احقر کو کچھ متفرق و منتشر اوراق ہاتھ لگ گئے بغرض انتفاع و استمتاع و احتظاظ و التذاذ دوسرے پیر بھائیوں وغیرہ کے جی میں آیا کہ ان اوراق کو جمع کر کے ان کی خدمت میں پیشکش کروں اور نام اس مجموعہ کا گلزار معرفت رکھا بڑی غرض اس سے حضرت قبلہ پیر مرشد کی رضامندی ہے

گر قبول افتد زہے عز و شرف ⁝ یرحم اللہ عبداً قال آمینا

مناجات

الٰہی یہ عالم ہے گلزار تیرا ⁝ عجب نقش قدرت نمودار تیرا
عجب رنگ ہر رنگ ہر رنگ میں ہے ⁝ یہ ہے رنگ صنعت کا اظہار تیرا
یہ نقشہ دو عالم کا جو جلوہ گر ہے ⁝ ہے پردے میں روشن سب انوار تیرا
ہر رنگ ہر شئے میں جا بجا دیکھو ⁝ چمکتا ہے جلوہ قمر وار تیرا
تو ظاہر ہے اور لاکھ پردے میں ہے تو ⁝ تو باطن ہے اور حسن اظہار تیرا
تو اول تو آخر تو ظاہر تو باطن ⁝ تو ہی ہے تو ہی یا کہ آثار تیرا
الٰہی میں ہوں بس خطادار تیرا ⁝ مجھے بخش ہے نام غفار تیرا
الٰہی تبا چھوڑ سرکار تیری ⁝ کہاں جاوے اب بندہ ناچار تیرا
دوا یا رضا کیا کروں میں الٰہی ⁝ کہ دارو بھی تیری اور آزار تیرا

جہاں لطف گل ہے وہیں خار غم ہے ⁝ ہے گل خار میں گل میں ہے خار تیرا
خوشی غم میں رکھی ہے اور غم خوشی میں ⁝ عجب تیری قدرت عجب کار تیرا
یہ کوتاہی اپنی نظر کی ہے یارب ⁝ ترے نور کو سمجھیں اغیار تیرا
نہیں وہ جگہ اور نہیں وہ مکاں ہے ⁝ کہ جس جا نہیں ذکر و اذکار تیرا
تو اول نہیں ابتدا تیرا یارب ⁝ تو آخر نہیں انتہا کار تیرا
نظر کو اٹھا کر جدھر دیکھتا ہوں ⁝ تجھے دیکھتا ہوں نہ اغیار تیرا
عفو کس سے چاہے گنہگار تیرا ⁝ کہو کس سے چھوٹے گرفتار تیرا
نگاہ کرم اک بھی کافی ہے تیری ⁝ میں ہوں بندہ گرچہ بہت خوار تیرا
عرض لا دوا کی دوا کس سے چاہوں ⁝ تو شافی ہے میرا میں بیمار تیرا

Marfat.com

میں ہوں چیز تیری جو چاہے سو کر تو ۔ تو مختار میرا میں ناچار تیرا
سوا تیرے کوئی نہیں میرا یارب ۔ تو مولیٰ ہے میں عبد بیکار تیرا
کیا اپنے در سے اگر دور اس کو ۔ کدھر جاوے عاجز یہ ناچار تیرا
گناہوں نے ہر طرف سے مجھ کو گھیرا ۔ سنا جب سے ہے نام غفار تیرا
دلیر ہم گناہوں پہ کیونکر نہ ہوویں ۔ کہ ہے نام غفار و ستّار تیرا
چلا نفس و شیطاں کے احکام پر میں ۔ نہ مانا کوئی حکم زنہار تیرا
نہ رسوا ہوں جیسا یہاں حشر کو بھی ۔ نہ ہوں جبکہ ہو عام دربار تیرا
خبر لیجیو میری اس دم الٰہی ۔ کھلے جبکہ بخشش کا بازار تیرا
کہاں میرے عصیاں کہاں تیری رحمت ۔ کہاں خس کہاں بحر زخار تیرا
گنہ میرے حد سے زیادہ ہیں یارب ۔ مجھے چاہیئے رحم بسیار تیرا
تمنا ہے اس بات کی مجھ کو ہر دم ۔ کہ دل سے زباں پر ہو اذکار تیرا
الٰہی رہے وقت مرنے کے جاری ۔ بتصدیق دل لب پہ اقرار تیرا
تو میرا میں تیرا میں تیرا تو میرا ۔ ترا فضل میرا مرا کار تیرا
میں ہوں عبد تیرا تو معبود میرا ۔ تو مسجود میں ساجد زار تیرا
یہ جور و جفا ہم سے ہم پر ہے یارب ۔ نہیں ظلم اور جور اطوار تیرا
نہیں کافروں کو جو توفیق ایماں ۔ کہ ہے نام قہار و جبّار تیرا
فنا ہو گیا جو تری دوستی میں ۔ تو ہے یار اسکا وہ ہے یار تیرا
کھلی اسکی آنکھیں کریں بند جس نے ۔ عیاں ہو نہاں اس پہ اسرار تیرا
الٰہی مجھے ہوش دے اب تو ایسا ۔ رہوں میں سدا مست میخوار تیرا
میں ہر درد اور مرض سے چھوٹ جاؤں ۔ جو لگ جا محبت کا آزار تیرا
الٰہی عطا ذرّہ دردِ دل ہو ۔ کہ مرتا ہے بے درد بیمار تیرا
جو جاگا سو سویا جو سویا سو جاگا ۔ سلا مجھ کو تا ہوں میں بیمار تیرا
ترا خوان انعام ہے عام سب پر ۔ ہے شاہ و گدا ہر نمک خوار تیرا
کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ چاہتا ہے ۔ میں تجھ سے ہوں یارب طلبگار تیرا
نہیں دونوں عالم سے کچھ مجھ کو مطلب ۔ تو مطلوب میں ہوں طلبگار تیرا
دلم میں ٹک جلوہ فرما الٰہی ۔ کہ تجھ بن ہے ویران اب دار تیرا

الٰہی میں سب چھوڑ کر گھر بار اپنا ۔ لیا ہے پکڑ اب تو دربار تیرا
کہاں جاوے جبکہ نہ ہو کوئی تجھ بن ۔ کسے ڈھونڈھے جو ہو طلبگار تیرا
نہ پوچھے سوا نیک کاروں کے گر تو ۔ کہاں جاوے بندہ گنہگار تیرا
رہے گا نہ کچھ نقد عصیاں سے میرا ۔ لگے گا جو رحمت کا بازار تیرا
سدا خواب غفلت میں سوتا رہا میں ۔ نہ اکدم ہوا آہ بیدار تیرا
برے کام میں عمر افسوس کھوئی ۔ کیا میں نہ اچھا کوئی کار تیرا
مری مشکلیں ہوویں آسان اکدم ۔ جو ہو جا کرم مجھ پہ اکبار تیرا
ہوں ظلمات عصیاں سے ستّار روشن ۔ جو ہو مہر رحمت نمودار تیرا
لگے کرنے کافر بھی امید بخشش ۔ لگے ہونے جب رحم اظہار تیرا
نہ ڈر و دشمنوں سے رہا مجھکو جب سے ۔ کہا تو نے میں ہوں مددگار تیرا
ترا نام شیریں حلاوت ہے دلکی ۔ ہر اک بات سے خوش ہے تکرار تیرا
نہ کوئی مرا ہے نہ ہوں میں کسی کا ۔ تو میرا میں عاجز دل افگار تیرا
نہیں میں تو ہی ہے تو ہی ہے نہیں میں ۔ تو ہے نور میرا میں آثار تیرا
الٰہی بچا قہر سے اپنے مجھ کو ۔ کہ ہے عفو بخشش کرم کار تیرا
بدوں کو کرے نیک نیکوں کو بد تو ۔ کہ ہے بے نیازی کا بازار تیرا
حکومت ہوئی اسکو حاصل جہاں کی ۔ ہوا جو کوئی حکم بردار تیرا
دو عالم خریدار ہوا اسکا بیشک ۔ جو ہو نقد جاں سے خریدار تیرا
رہے ہوش اسکو کسی کا نہ اپنا ۔ الٰہی ہوا جو کہ ہشیار تیرا
تو کر بے خبر سارے خبروں سے مجھکو ۔ الٰہی رہوں اک خبردار تیرا
الٰہی وہ جلوہ محبت عطا کر ۔ جو کر دے مجھے عاشق زار تیرا
بنا اپنا قیدی کر آزاد مجھ کو ۔ ہے آزاد سب سے گرفتار تیرا
بھکاری ترا جاوے محروم کیونکر ۔ کہ نت خوان بخشش ہے تیار تیرا
بھکاری کروڑوں ترے ہوں نہ کیونکر ۔ نہیں کرنا معمول انکار تیرا
نہیں اس سے زیادہ مجھے کوئی خواہش ۔ ہر اک شئے سے ہے وصل درکار تیرا
ہے جنت کی نعمت تو سب میرے سر پر ۔ میسر ہو اے کاش دیدار تیرا
نہیں وصل افسوس قسمت میں میری ۔ میں سایہ نمط گرچہ ہوں جار تیرا

Marfat.com

تو ہے جان و دل سے بھی نزدیک میرے
ولے آہ ملنا ہے دشوار تیرا

یہ قرب و معیت ہے پھر بُعد ایسا
نہیں کھلتا یارب یہ اسرار تیرا

ذرا آپ اپنے میں امداد آ تو
کہ ہے کون تو کیا ہے گفتار تیرا

زباں سے طرف دل کے مشغول ہو تو
وہیں جلوہ فرما ہے دلدار تیرا

نہ ڈر فوج عصیاں سے گرچہ بہت ہے
کہ ہے رحم حق کا مددگار تیرا

تو پڑھ اِس مناجات کو پنج وقتی
کہ تا جاوے ہر غم یہ آزار تیرا

نبی کریم آل و اصحاب سب پر
درود اور سلام ہووے ہر بار تیرا

ہوں باوصف اِس قرب کے دُور ایسا
ستاتا ہے پھر ہجر خونخوار تیرا

حجاب خودی میرا یارب اٹھا دے
کہ تا دیکھوں بے پردہ دیدار تیرا

تو صیقل آئینہ دل تمام حق سے
کہ تا جلوہ گر اس میں ہو یار تیرا

اٹھا غم رکھ امید امداد حق سے
تجھے غم ہے کیا رب ہے غمخوار تیرا

اُسی کی تو خدمت میں رہ دل سے ہردم
تو چاکر ہے اُسکا وہ سردار تیرا

الٰہی قبول ہو مناجات میری
کہ رد کرنا ہرگز نہیں کار تیرا

مرے پیر اُستاد ماں باپ پر بھی
الٰہی رہے رحم بسیار تیرا

غزل نعتیہ

کرکے نثار آپ پہ گھر بار یارسولؐ
اب آپڑا ہوں آپ کے دربار یارسولؐ

اچھا ہوں یا بُرا ہوں غرض جو کچھ ہوں سو ہوں
پر ہوں تمہارا تم مرے مختار یارسولؐ

ذات آپکی تو رحمت و الفت ہے سربسر
میں گرچہ ہوں تمام خطاوار یارسولؐ

جسدن تم عاصیوں کے شفیع ہو گے پیش حق
اُسدن نہ بھولنا مجھے زنہار یارسولؐ

تم نے بھی گر نہ لی خبر اس حال زار کی
اب جا کہاں بتاؤ یہ ناچار یارسولؐ

کیا ڈر ہے اُسکو لشکر عصیان و جرم سے
تم سا شفیع ہو جسکا مددگار یارسولؐ

ہو آستانہ آپ کا امداد کی جبیں
اور اس سے زیادہ کچھ نہیں درکار یارسولؐ

عالم نہ متقی ہوں نہ زاہد نہ پارسا
ہوں اُمتی تمہارا گنہگار یارسولؐ

کسطرح آہ میں کروں خدمت میں عرض
ہوں خجلتِ گناہ سے سرشار یارسولؐ

کرتے نہ میرے فعل بُروں پر نگاہ تم
کیجو نظر کرم کی بس اکبار یارسولؐ

۳ لیجو خدا کیواسطے اُسدن مری خبر
عصیاں کا میرے جب کھلے اخبار یارسولؐ

دونوں جہاں میں مجھکو وسیلہ ہے آپکا
کیا غم ہے گرچہ ہوں میں بہت خوار یارسولؐ

گھیرا ہے ہر طرف سے مجھے درد و غم نے آہ
اب زندگی بھی ہوگئی دشوار یارسولؐ

غزل نعتیہ

ذرا چہرے سے پردے کو اٹھاؤ یارسول اللہ
مجھے دیدار ٹک اپنا دکھاؤ یارسول اللہ

اٹھا کر زلف اقدس کو ذرا چہرہ مبارک سے
مجھے دیوانہ اور وحشی بناؤ یارسول اللہ

پیاسا ہے تمہارے شربت دیدار کا عالم
کرم کا اپنے اک پیالہ پلاؤ یارسول اللہ

چھپے ہیں خجالت سے جاکر پردۂ مغرب میں ماہ و خور
گر اپنے حسن کا جلوہ دکھاؤ یارسول اللہ

یقیں ہو جائیگا کفار کو بھی اپنی بخشش کا
جو میداں میں شفاعت کیلئے تم آؤ یارسول اللہ

ہوا ہوں نفس اور شیطاں کے ہاتھوں سے بہت رسوا
مرے اب حال پر تم رحم کھاؤ یارسول اللہ

کرم فرماؤ پھر اور کرو حق سے شفاعت تم
ہمارے جرم و عصیاں پر نہ جاؤ یارسول اللہ

مشرف کرکے مجھکو کلبۂ طیبہ سے اپنے تم
پھر اپنی نظروں سے اپنی مت گراؤ یارسول اللہ

کرو روضے کے منور سے مری آنکھوں کو نورانی
مجھے فرقت کی ظلمت سے بچاؤ یارسول اللہ

شفیع عاصیاں ہو تم وسیلہ بیکساں ہو تم
تمہیں چھوڑ اب کہاں جاؤں بتاؤ یارسول اللہ

خدا عاشق تمہارا اور ہو محبوب تم اُس کے
ہے ایسا مرتبہ کس کا سناؤ یارسول اللہ

لگیگا جوش کھانے خود بخود دریائے بخشائش
کہ جب حرف شفاعت لب پہ لاؤ یارسول اللہ

مجھے بھی یاد رکھیو ہوں تمہارا اُمتی عاصی
گنہگاروں کو جب تم بخشواؤ یارسول اللہ

اگرچہ نیک ہوں یا بد تمہارا ہو چکا ہوں میں
تم اب چاہو ہنساؤ یا رلاؤ یارسول اللہ

جہاز امت کا حق نے کردیا ہے آپکے ہاتھوں
بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یارسول اللہ

پھنسا ہوں اسطرح گرداب غم میں ناخدا ہو کر
مری کشتی کنارے پر لگاؤ یارسول اللہ

Marfat.com

اگرچہ ہوں نہ لائق دالکے پر امید ہے تم سے
کہ پھر مجھ کو مدینے میں بلاؤ یا رسول اللہ

حبیب کبریا ہو تم امام انبیا ہو تم
ہمیں پھر خدا حق سے بلاؤ یا رسول اللہ

شراب بیخودی کا جام اک مجھ کو پلا کر اب
دوئی کے حرف کو دل سے مٹاؤ یا رسول اللہ

بہت بھٹکا پھرا ہیں وادی فرقت میں جوں وحشی
کرم فرماؤ اب تو مت پھراؤ یا رسول اللہ

مشرف کر کے دیدار مبارک سے مجھے اکرم
مرے غم دین و دنیا کے بہلاؤ یا رسول اللہ

خدا کیواسطے رحمت کے پانی سے مرے اگر
تب ہجراں کی آتش کو بجھاؤ یا رسول اللہ

پھنسا کر اپنے دام عشق میں امداد عاجز کو
بس اب قید دو عالم سے چھڑاؤ یا رسول اللہ

غزل نعتیہ

مکے میں ہوں پر ہے ہوس کوئے مدینہ
دیدے ہے رخ کعبہ خبر روئے مدینہ

لانے لگی اب باد صبا بوئے مدینہ
دل اڑنے لگا ہو کے ہوا سوئے مدینہ

پہنچا دے مجھے منزل مقصود کو جلدی
یا رب ہے لگی دل کو تگ و پوئے مدینہ

ابتو یہ تمنا ہے کہ یہاں کعبے کیجوں گرد
قربانی ہوں سر ہر کوئے مدینہ

گرچہ ہیں بہت شہر جہاں میں خوش و دلچسپ
لیکن ہے عجب دلبر و دلجوئے مدینہ

حاصل ہے بہشت اسکو یہاں اور وہاں بھی
جو دل سے ہو ساکن پہلوئے مدینہ

دل غرق حلاوت ہے دہن ہے شکرستاں
تو طی زباں ہے جو ثنا گوئے مدینہ

انہار فیوضات ہیں عالم میں جہاں تک
ہے اصل مگر سب کی وہی جوئے مدینہ

وہ چھوٹ گیا بند دو عالم سے سراسر
جو پھنس گیا اندر خم گیسوئے مدینہ

محفوظ ہے آفات دو عالم سے وہ مومن
کی جسنے سکونت تہہ بازوئے مدینہ

خوش آوے کیا اس کو خوشبوئے دو عالم ۴
ہے جسکے بسی مغز میں خوشبوئے مدینہ

کس ذوق سے لپٹے ہے کلام اپنا زبانسے
جب ہو وے زباں اپنی طرح گوئے مدینہ

ایذا کے عوض دیتے دعا سنگدلوں کو
دل نرم تھے کیا سرور خوشخوئے مدینہ

کب پوچھتا عاشق کوئی خوبان جہاں کو
...

امداد سے نت گوہر صلوٰت وسلامی
یا رب ہو نثار شہ نیکوئے مدینہ

غزل نعتیہ

کہے ہے شوق نبیؐ یہ آ کر چلو مدینے چلو مدینے
میں ہوں گا دل سے تمہارا رہبر چلو مدینے چلو مدینے

صبا بھی لانے لگی ہے ابتو نسیم طیبہ نسیم طیبہ
کہے ہے شوق اب ہوا میں اڑ کر چلو مدینے چلو مدینے

خدا کے گھر میں تو رہ چکے بس عمر بھی آخر ہوئی ہے آخر
مرینگے اب تو نبیؐ کے در پر چلو مدینے چلو مدینے

شہر شہر کیوں پھرے ہے مارا جو دونوں عالم کی چاہے دولت
تو سر قدم ہو کے در دیہ کر چلو مدینے چلو مدینے

یہ جذب عشق محمدیؐ ہیں دلونکو امت کے کھینچتے ہیں
کہے ہے ہر دل جو ہو کے مضطر چلو مدینے چلو مدینے

جو کفر و ظلم و فساد عصیاں ہر اک شہر میں ہوئے نمایاں
تو دین اسلام اٹھے یہ کہکر چلو مدینے چلو مدینے

رجب کے ہوتے ہیں جب مہینے بھرے ہیں شوق نبیؐ سے سینے
صدا یہ مکے میں کو بکو ہے چلو مدینے چلو مدینے

ہلاکت امداد ابتو آئی جو فوج عصیاں نے کی چڑھائی
نجات چاہو تو اے برادر چلو مدینے چلو مدینے

Marfat.com

غزل

نہ دیکھا داغِ دل گلزار کو دیکھا تو کیا دیکھا
نہ دیکھا خار میں گل خار کو دیکھا تو کیا دیکھا

اگرچہ کوئے جاناں میں بھی آ پھر پھر کے سر مارا
نہ دیکھا یار کو گھر بار کو دیکھا تو کیا دیکھا

تماشائے دو عالم ہے مرے دلدار کا کوچہ
جہاں کے گلشن و بازار کو دیکھا تو کیا دیکھا

رُخِ رخشانِ جاناں کی تجلّی چاہیئے دیکھے
مہ و خورشید کے انوار کو دیکھا تو کیا دیکھا

کفِ پا کی صفائی کو مرے دلدار کی دیکھو
اگر آئینہ جوہر دار کو دیکھا تو کیا دیکھا

نہ دیکھا بَرِشِ تیغِ نگاہِ یار کو تم نے
اگر شمشیر کی اک دھار کو دیکھا تو کیا دیکھا

ہماری چشم سے لعل و گہر کی دیکھئے بارش
سما پر ابرِ گوہر بار کو دیکھا تو کیا دیکھا

لب و دندانِ دلبر کی ٹک آب و تاب کو دیکھو
اگر لعل و دُرِ شہوار کو دیکھا تو کیا دیکھا

یہاں نوکِ مژہ پر لختِ دل کی دیکھ جانبازی
وہاں منصورِ صاحبدار کو دیکھا تو کیا دیکھا

طبیبوں نے علاجِ مرض اپنا خوب کر دیکھا
نہ دیکھا حالِ دلِ بیمار کو دیکھا تو کیا دیکھا

نہ دیکھا ایک بھی تم نے اگر دردِ جدائی کو
فلک سے گرچہ لاکھ آزار کو دیکھا تو کیا دیکھا

یہاں جو دیکھنے کا ہے اسی دم دیکھ لے غافل
نہ دیکھا اوّل آخر کار کو دیکھا تو کیا دیکھا

دلِ مضطر میں ظاہر یار کو تھا چاہیئے دیکھا
نہ دیکھا سایہ میں انوار کو دیکھا تو کیا دیکھا

نظر جب کھل گئی اپنی جسے دیکھا اسے دیکھا
نہ دیکھا آپ میں دلدار کو دیکھا تو کیا دیکھا

اِدھر دیکھا اُدھر دیکھا جدھر دیکھا اُسے دیکھا
نہ دیکھا یار میں اغیار کو دیکھا تو کیا دیکھا

اسے دیکھا اُسے دیکھا نہ یہ دیکھا نہ وہ دیکھا
نہ دیکھا ایک کو دو چار کو دیکھا تو کیا دیکھا

ہمارے شعر امدادِ الٰہی سے ہیں ٹک دیکھو
اگرچہ دفترِ اشعار کو دیکھا تو کیا دیکھا

غزل

مُنعمِ فیضِ توکل سے ہے بس خوان اپنا
پکتا ہے سنگِ قناعت پہ سدا نان اپنا

تلخیِ صبر میں حاصل ہے حلاوت دل کو
قندِ شکر سے شیریں ہے لبِ جان اپنا

طوقِ تفویض و رضا کا ہے گلے میں اپنے
تیغِ تسلیم پہ سر کرنے میں قربان اپنا

بھوک اپنی ہے خورش پیاس ہے اپنا شربت
پوشش اپنی ہے لباسِ تنِ عریان اپنا

Marfat.com

پامالی ہے ہمیں تاج و سریر شاہی
فوج غم سرو سامانی ہے سامان اپنا

لالہ و گلشن و گل کی نہیں پروا ہم کو
کثرت داغ سے سینہ ہے گلستان اپنا

خوابگاہ اپنی ہے اک خاک کی مٹھی آخر
کیوں عبث کھینچیں پھر ہم چرخ پہ ایوان اپنا

دوستی کی رہی اب کس سے توقع یارو
جب ہوا دشمن جاں دل سا مہربان اپنا

درد و غم کا مرے دردی ہے نہ کوئی غمخوار
غم ہی غمخوار ہے اور درد ہے درماں اپنا

آسکے غیر مرے خانۂ دل میں کیسے
کہ خیال رخ دلدار ہے درباں اپنا

وسعت دل کی کیا کرتے ہیں سیر اے امداد
کہ یہی باغ ہے اپنا یہی میداں اپنا

کون سنتا ہے کہو اپنی پریشانی کو
ہو پریشاں جو سنے حال پریشاں اپنا

غزل نعتیہ

پھر جلد لئے مرا شوق ہی رہبر کسی صورت
جوں نقش قدم جا پڑوں در پر کسی صورت

ہے بلبل دل شائق گل روئے پیمبر
بے دیکھے نہ ٹھہریگا یہ مضطر کسی صورت

۶ لکھا یا کروں بس طغریٰ زد آرزو کے نیز لے
اے کاش ہوں در کا ترے چاکر کسی صورت

دیں ساقی کوثر جو مجھے بادۂ الفت
چھوٹے نہ لبوں سے مرے ساغر کسی صورت

ہے سر میں ہوائے کشش شوق مدینہ
جوں باد صبا پہنچوں گا اڑ کر کسی صورت

جوں نقش قدم سر نہ اٹھاؤں ترے در سے
گر جا پڑوں مر مرقد اطہر کسی صورت

اے ماہ روش کیجے گذر ٹک تو ادھر بھی
ہو جائے مرا گھر بھی منور کسی صورت

ہو جا کہیں سرسبز مرا نخل تمنا
آجائے نظر گنبد اخضر کسی صورت

ہو مغز پریشاں وہیں مشک ختن کا
کھل جاوے جو وہ زلف معنبر کسی صورت

غزل نعتیہ

ذکر کر ذکر خدا اور ہے تذکیر عبث
جز کلام حق کے ہے ہر بات میں تقریر عبث

حمد حق میں ہو و یا نعت پیمبر میں رقم
پہلے ان دونوں سے ہے ہر بات میں تحریر عبث

لکھ سکے کون یہاں حمد خدا نعت رسول
جز خدا اور کی اس فن میں ہے تسطیر عبث

لائی ہے باد صبا بوئے قدم احمد
کب خوشی سے ہے ہنسی غنچہ کی تصویر عبث

آئی ہے شاد کی دنیا میں نوید مقدم
قصر شادی کی نہ ہر گھر میں ہے تعمیر عبث

سیکھتے حق سے رہے سارے علوم حکمت
یاں کے آنے میں نہ تھی شاہ کی تاخیر عبث

پیر کے دن جو ہوئے پیر دو عالم پیدا
پیر ایام ہے دن پیر کا سنے پیر عبث

نور احمد سے منور ہے دو عالم دیکھو
دیکھنے ہو مہ و خورشید کی تنویر عبث

آپ کے عتبۂ عالی کا بیاں ہو کس سے
عرش کی اس کے مقابل میں ہے توقیر عبث

روئے اسلام سے ان کے نہ رہا کفر کا نام
یارو اب زلف بتاں کی بھی ہے تکفیر عبث

Marfat.com

اٹھ گیا ہے کسی گلرنگ کا پردہ منھ سے
ہے نہ رنگِ رخِ گلشن میں یہ تغییر عبث

آپ کے بخشش و انعام کی کچھ حد ہی نہیں
ہے قلیل آپ کا بس اور کی تکثیر عبث

چاہیے عشقِ محمدؐ میں مسخر ہونا
کیا کریں ملک سلیمان کی تسخیر عبث

دل میں کافی ہے خیالِ رخِ انوار ترا
شمع و مصباح کی اس گھر میں ہے تنویر عبث

جسم اپنا نہ ہوا ہائے مدینے کا غبار
اس مسِ عیب کے حق میں ہوئی اکسیر عبث

دیکھیے کب ہو میسر مجھے وصلِ محبوب
ہو گئی اب تو مری آہ کی تاثیر عبث

شکل کو بھی تو نہ چاہا کہ ہو شبہِ محبوب
منع کی حق نے کہ ہے کھینچنی تصویر عبث

غزل

ہو کے بس شیفتۂ نقشۂ تصویر عبث
جان بے جان کو دے کر نہ ہو دلگیر عبث

خواہش نام و نشاں یاں کا ہے اے میر عبث
مثلِ امواج کے پانی پہ ہے تحریر عبث

ہو گئے سیکڑوں گھر مثل بگولہ برباد
بس بلند اتنی یہاں کرتے ہو تعمیر عبث

مثل انجم کے ہیں گردش میں یہاں اہل فروغ
ہے فلک سے طلبِ عزت و توقیر عبث

چین و آرام ہے کس کو ہوا اس کے نیچے
چرخ سے ہے ہوسِ راحت و تدبیر عبث ۷

دیکھ غنچے کو کہ آخر ہے گلِ پژمردہ
اے جواں ہنستا ہے کیا دیکھ سوئے پیر عبث

بلبلا سا نہ ابھر بحرِ جہاں میں اتنا
دم میں ہوگا یہ ترا نقشۂ تعمیر عبث

مار تا آپ کو تا کیمیا خود بن جاتا
مار اگر پارے کو لے صاحبِ اکسیر عبث

لطف جینے کا اگر پاس ہو جاں بخش اپنا
ورنہ جوں خضر ہے بس عمر کی تکثیر عبث

کیمیا اپنی ہے خاکِ قدمِ یار لیے دل
کس لیے کرتا ہے پھر خواہشِ اکسیر عبث

ڈھونڈھتا پھرتا ہے دو تمع لیے کچھ تو ضرور
یہ فلک کی نہیں دن رات کی تدویر عبث

اے عروضی مری موزوں طبع کے آگے
تیری فعلن فعلاتن کی ہے تقریر عبث

مسکن اس بحرِ فنا میں نہ بنا تو امداد
صورتِ بلبلا پانی میں ہے تعمیر عبث

غزل

ہو کے میں شیفتۂ زلف گرہ گیر عبث
لی بلا سر پہ ہوا پائے بہ زنجیر عبث

ملنے ہو گیا مری گر ہو گئی تدبیر عبث
جملہ تدبیر کو کر دیتی ہے تقدیر عبث

گردشِ بخت سے اپنے ہی ستائے ہم آپ
پھر تو پھر پھر نہ ستا اے فلکِ پیر عبث

Marfat.com

آپ کی چتون بہ جبیں ہم کو سلاسل بس ہے
پا بہ زنجیر تو پھر کرتے ہو تجویز عبث

سر بکف میں ہوں یہاں آپ ہیں شمشیر بکف
اب شہادت میں مری کرتے ہو تاخیر عبث

تیغ ابرو کا اشارہ ہے تمہارا کافی
تیز کرتے ہو مرے قتل کو شمشیر عبث

ضعف تن سے ہوں ہوا سا نہ پھنسونگا ہرگز
زلف پر باد سے دکھلاتے ہو زنجیر عبث

خواب غفلت سے جگاتے ہیں یہ جوں حشر کا شور
تیرے مستوں کی نہیں نالۂ شبگیر عبث

قوس ابرو سے ذرا تیر نگہ کو چھوڑو
لوں گا سینہ پہ بچائے گا نہ تیر عبث

عشق کہتا ہے کہ کر نہر لہو کی جاری
تو رواں کرتا ہے فرہاد جوئے شیر عبث

چشم بد بیں دل بدخواہ میں مارلے امداد
چرخ پر مارتا ہے آہ کا کیوں تیر عبث

غزل

گرچہ سر مارا بہت سب گئی تدبیر عبث
سچ ہے پیشانی کی ہوتی نہیں تحریر عبث

قسمت الٹی نے مری لا اسے در سے الٹا
ہو گئی جذب محبت کی وہ تاثیر عبث

دل میں آئے غم دلبر تو رکھوں آنکھوں میں
ایسے مہمان کی کیوں کر کروں تحقیر عبث ۸

ان کی زلفوں کے تصور میں ہے یہ آہ و فغاں
کب ہے نالہ مرا پابستۂ زنجیر عبث

ضرب اک مارنا خسرو کے دل سنگیں پر
کوہکن تیشہ سے کی کوہ کی تکسیر عبث

مجھ سا دیوانہ بھی زنداں میں ٹھہرتا ہے کہیں
یارو پاؤں میں مرے پڑتی ہے زنجیر عبث

غزل

نام اس کا دفتر عشق میں ہرگز رقم نہیں
اول قدم پہ جس کا یہاں سر قلم نہیں

بے مرگ زندگی وصال صنم نہیں
موجود کب وہ ہو ہے جو اول عدم نہیں

ہے کون ساقیا ترا جس پر کرم نہیں
مخمور تیرے دور سے پر ایک ہم نہیں

کرتا ہے تو کبوتر دل کو جو میرے ذبح
کیا تجھ کو پاس حرمت صید حرم نہیں

ہم پر جفا و جور جو کچھ ہے نصیب سے
ورنہ طریق یار کا جور و ستم نہیں

پھولا نہ تخم عشق مرا ورنہ چشم و دل
گرمی مہر و ابر بہاری سے کم نہیں

غمگین ہمارے غم میں ہے عالم مگر ہمیں
غم ہے تو بس یہ غم ہے کہ کچھ بھی تو غم نہیں

روتی ہے خلق میری خرابی کو دیکھ کر
روتا ہوں میں کہ ہائے مری چشم نم نہیں

اے شمع جان صحبت پروانہ مغتنم
ورنہ یہ پھر معاملہ تا صبح دم نہیں

Marfat.com

منعم نہ کر غرور کہ بازار عشق میں
جز نقد جان پرسش دام و درم نہیں

امداد رکھ کے سر نہ اٹھا در سے یار کے
اس سے زیادہ کوئی جگہ محترم نہیں

غزل

عرش بریں پہ آپ ہیں زیر زمیں ہوں میں
ملنا کہاں سے ہو کہ کہیں تم کہیں ہوں میں

گر تخت حسن و ناز پہ ہیں آپ جلوہ گر
اقلیم عشق میں شہ مسند نشیں ہوں میں

مثل نظر ہے آپ کا آنکھوں میں میرے گھر
باوصف ایسے قرب کے بس دور بیں ہوں میں

ہے بوئے گل کی طرح سے مجھ تجھ میں ربط آہ
پھر ڈھونڈھتا غضب ہے کہیں کا کہیں ہوں میں

اے وائے بے نصیبی کہ ملنا نہیں نصیب
سایہ کی طرح گرچہ جہاں تم وہیں ہوں میں

رہ تیری تکتے تکتے دم آنکھوں میں آرہا
آجا نظر کہیں کہ دم واپسیں ہوں میں

دام بلا میں کس کے تو امداد جا پھنسا
مدت سے جو پتہ ترا پاتا نہیں ہوں میں

غزل

دے کے دل دلدار کو جب ہو گئے آزاد ہم
آفریں وہ ہم کو دیں ان کو مبارک باد ہم

خانہ ہستی کہ ہے بس تنگ جڑ سے کھود کر
ڈالتے ہیں اب تو قصر عشق کی بنیاد ہم 9

خاک ہو کر آ پڑے ہیں اب تو کوئے یار میں
پر یہی ڈر ہے نہ پڑ جائیں بدست باد ہم

ہیں وہ ہم صید ہوس پھر جا کے پھنستے دام میں
چھوٹ جاتے گر قفس سے تیرے اے صیاد ہم

چرخ میں ہیں جیسے کھائی عشق کی ہم نے ہوا
ہو رہے ہیں اب تو گویا آسیائے باد ہم

مرغ دل اپنا جو اس کے دام زلفوں میں پھنسا
پھنس گئے پر سب بلاؤں سے ہوئے آزاد ہم

ہم تڑپنے سے چھٹینگے تو ہماری فکر سے
ذبح کر احساں ترا مانینگے اے صیاد ہم

بس ہے اپنا ایک بھی نالہ اگر پہنچا وہاں
گرچہ کرتے ہیں بہت سے نالہ و فریاد ہم

ہیں کفن بردوش سر برکف نامل کیا ہے پھر
قتل کر ہم کو ترے قرباں ہوں اے جلاد ہم

بال بال اپنا ہے نشتر ہر بن مو سے لہو
ہے رواں خود کیا کریں پھر تجھکو اے فصاد ہم

قصر جنت کا رہے تم کو مبارک واعظو
ہو چکے ہیں اب تو کوئے یار میں آباد ہم

زہد و تقویٰ اور عبادت کا سہارا ہے تمہیں
اور میاں رکھتے ہیں جز فضل حق کچھ زاد ہم

آہ اپنے آپ کو کرتے ہیں بس خوار و تباہ
اپنے دشمن آپ ہیں پھر کس سے چاہیں داد ہم

ہم نہ شاعر ہیں نہ ملا ہیں نہ عالم ہیں ولے
رکھتے ہیں ہر باب میں اللہ سے امداد ہم

Marfat.com

اے خدا بخش اس زمیں میں لکھ غزل اک اور تو ۔ تا الہ جانیں شعر گوئی میں تجھے استاد ہم

غزل

اپنے ہاتھوں سے ہوئے جاتے ہیں بس برباد ہم ۔ یاالٰہی کس سے تجھ بن جا کریں فریاد ہم
آپ پر کرتے ہیں ظلم اور اپنے ہی منقاد ہم ۔ آپ ہی مظلوم ہیں اور آپ ہی بیداد ہم
باغ عالم میں ہیں با آہ فغاں آزاد ہم ۔ آپ ہم قمری ہیں اور ہیں آپ ہی شمشاد ہم
داغ دل گلشن ہے اپنا مرغ دل ہے نالہ گر ۔ آپ ہی ہم گل ہیں اور ہیں بلبل ناشاد ہم
عشق کے صحرا میں اپنا آپ کرتے ہیں شکار ۔ آپ ہی ہم صید ہیں اور آپ ہی صیاد ہم
ہو گئے جب محو دلبر عشق پھر کس کا رہا ۔ آپ ہی شیریں ہوئے اور آپ ہی فرہاد ہم
قتل اپنے آپ کو کرتے ہیں بے تیغ و تبر ۔ آپ ہی مقتول ہیں اور آپ ہی جلاد ہم
دیتے ہیں اپنے آپ کو فقر و فنا کا ہم سبق ۔ آپ ہی شاگرد ہیں اور آپ ہی استاد ہم
آپ ہی اچھے ہیں اور ہیں آپ ہی سب سے برے ۔ الغرض جو کچھ ہیں پر ہیں جامع اضداد ہم
بے نشاں بے نام ہیں ذیشاں ہیں اور ہیں نامور ۔ جو کہو سب کچھ ہیں پھر ناچیز بے بنیاد ہم
علم اپنا جہل ہے اور جہل اپنا علم ہے ۔ ہیں اسی دانش سے یار و صاحب ارشاد ہم
اپنے دشمن آپ ہیں اور آپ ہی ہیں اپنے دوست ۔ آپ کو کرتے ہیں ویراں تاکہ ہوں آباد ہم
کیوں نہ ہو گل خار میں ظلمات میں آب حیات ۔ ہو گئے آباد تر جتنے ہوئے برباد ہم
ہے بہار ہم کو خزاں میں اور خزاں اندر بہار ۔ غم ہے شادی میں ہمیں اور غم میں ہیں بس شاد ہم
شادی و غم اپنا محو لطف و قہر یار ہے ۔ ہے مساوی ہم کو گر ہوں شاد یا ناشاد ہم
ہے برابر ہم کو قہر ہجر و لطف وصل یار ۔ عاشق ذاتی ہیں ان کے ہر طرح منقاد ہم
ہم سے ہے ہم پر آپ ہے ظلم و ستم ورنہ بحق ۔ یار کو کب جانتے ہیں ظالم و بیداد ہم
ہیں نہ یہ شعر و غزل ہے اپنی مجذوبانہ بڑ ۔ بڑ نہیں عشاق کو کرتے ہیں کچھ ارشاد ہم
ڈر ہے کیا فوج گنہ سے ہے خدا بخش اپنا نام ۔ اور تسپر رکھتے ہیں اللہ کی امداد ہم

غزل

غم جاناں نہ لیں کیوں جان میں ہم شادماں ہو کر ۔ کہ یہ وہ درد ہے دل میں رہے درمان جاں ہو کر
رہو ہو پردہ دل میں مرے پیارے نہاں ہو کر ۔ ذرا تو جلوہ گر ہو جاؤ آنکھوں میں عیاں ہو کر
نہ رکھیں کیوں نہ ہم پوشیدہ سر الفت جاناں ۔ کہ عظمت اسم اعظم کو ملی آخر نہاں ہو کر

Marfat.com

نہ کیوں ہو تخم ملکر خاک میں سرسبز و بارآور
ہوئے ہم نامور ذیشان بے نام و نشاں ہو کر

نکالیں بحر الفت سے درِ مطلوب وہ جن کے
نکل کر بہہ گیا آنکھوں سے دل اشک رواں ہو کر

اٹھایا بار غم تو نے دلا صد آفریں تجھ کو
لیا کوہِ گراں سر پر ضعیف و ناتواں ہو کر

ہمارے غم کے گھر میں خوابِ راحت آسکے کیونکر
کہ صورت اُن کی آنکھوں میں پھرے ہے پاسباں ہو کر

ادب بند نہاں ہے کیا کہوں کچھ کہہ نہیں سکتا
کہ دل کے دل میں رہجاتے ہیں بس شور و فغاں ہو کر

ہمیں پرواہ کب ہے لالہ و گلزار و گلشن کی
دکھانا داغ دل ہے سیر ہم کو بوستاں ہو کر

کہاں جا دے کہ کرکے ترک جو گھر بار کو اپنے
درِ جاناں پہ آبیٹھا ہو نقشِ آستاں ہو کر

کہاں جائے کسے ڈھونڈے نہ ہو جسکا کوئی تجھ بن
پڑا ہو جب کہ آدر پر ترے بے خاداں ہو کر

ترے قربان پیارے مت اٹھا امداؔد کو در سے
مریضِ عشق تیرا آپڑا ہے ناتواں ہو کر

ملے ہے گوہرِ مطلوب بحرِ عشق سے اُن کو
کہ جن کے بہہ گیا آنکھوں سے دل اشک رواں ہو کر

غزل

صوفی نہ شیخ عالم مسند نشین ہوں میں
بندہ ضعیف و عاصی بس کمتریں ہوں میں

عاقل ہوں یا دیوانہ ہوں مجنوں ہوں یا بہوش
جو کچھ کہ ہوں پہ عاشق ماہ جبیں ہوں میں

گمنام بے نشاں ہوں ذلیشاں ہوں نامور
سب کچھ ہوں اور جو پوچھو تو کچھ بھی نہیں ہوں میں

ظاہر ہوں اور چھپا بھی ہوں آنکھوں میں جیسے نور
عالم میں سیر کرتا ہوں خلوت گزیں ہوں میں

سر میں ہوائے ماہ ہے اے ناصح اس لئے
دَر دَر پھروں ہوں اور کبھی خانہ نشیں ہوں میں

مت کر زکوٰۃ حسن سے محروم بہر حق
مسکین غریب و عاجز و اندوہگیں ہوں میں

گرچہ ذلیل و خوار ہوں امداؔد شاد سے
انگشتری خلق میں مثل نگیں ہوں میں

غزل

تپ غم سے جو دیدہ تر میں ہوتا خشک پانی ہے
تو بے آبی سے باغِ دل میں اک سوز نہانی ہے

ہوا بازارِ شوق اب گرم ہے وہ شمع رو کس جا
کہ جان اپنی ہمیں اُس آتشِ رو پر جلانی ہے

نہ چاہوں کس لئے قاتل سے میں اپنی شہادت کو
کہ واں آب دمِ شمشیر یاں تشنہ دہانی ہے

نہ اپنی آہِ سوزاں ہے دھواں سا رائیگاں جاتا
کہ پہنچانے کو کعبہ وصل تک مرکبِ دخانی ہے

ہیں طورِ عشق پر تیرے ہوں گرچہ دفترِ ارنی
نہیں لاتا زباں پر کیونکہ خوفِ لن ترانی ہے

ادب بند زباں ہے عرض مطلب میں مری ورنہ
گرہ میں اپنے خامہ کی شکایت کی کہانی ہے

Marfat.com

ہمارے کارواں میں کب ہے جرس قیل و قال اہل — کہ راہ کشف میں گمرہ دلیل طے لسانی ہے
ہے آواز جرس گویا چگانا رہزنوں کا بس — زباں کا کھولنا غارت گر سر نہانی ہے
صدف کی جوں رہے گا منھ کھلا اسکا قیامت تک — جہاں خامہ سے دائم مثل دریا در فشانی ہے
جو ہیں ہم صاف مشرف سمجھے ہے ہر قوم اپنا سا — کہ اپنے رنگ پر ہر ظرف لیتا صاف پانی ہے
غزل اور اس زمیں میں پڑھکے امداد الہی سے — حلاوت بخش عالم کو تری شیریں زبانی ہے

غزل

تپ ہجراں میں جی جلتا ہے جا آنکھوں سے پانی ہے — اجی دیکھو تو اس بارش میں کیا آتش فشانی ہے
حریف نفس کب ہو عقل جو سحر معانی ہے — کہ روغن پر کبھی غالب نہیں ہو سکتا پانی ہے
ہے اپنا نطق ہر نکتے میں سو تنگ شکر رکھتا — حلاوت بخش تلخوں کو مری شیریں زبانی ہے
ہے بے دردوں سے اپنے درد کی کرنی دوا ایسی — کہ نوک خار پا کو نیش کژدم سے اٹھانی ہے
نہیں ہے کسر شاں ہونا مقید بند عزلت میں — مثال اسم اعظم بلکہ خود عظمت بڑھانی ہے
گل آسا صبح پیری میں وہ بے حسرت کے خمیازے — جو کھوتا خواب غفلت میں شب قدر جوانی ہے
جو ذرا آتش میں گم ہو جا تو خاکستر سے ملتا ہے — جوانی کا عمل پیری میں پیری میں جوانی ہے
لئے جاتا ہے کوثر ساتھ صحرائے قیامت میں — کہ جو اشک ندامت سے لئے آنکھوں میں پانی ہے
ہمارے جرم سے جس بر جبیں کیوں عفو ہو اس کا — کہ آئینہ کو بدصورت سے کب ہوتی گرانی ہے
سکے ہے دیکھنا با دیدہ کثرت نور وحدت کو — کہ حرف و جسم ہر اک شاہد روح و معانی ہے
نہ کیوں ہو زنگ آئینہ کا رہبر سوئے روشن گہر — مجھے زشتی سے حاصل کعبہ مقصود جانی ہے
عبث کھاتا ہے فکر رزق میں غم سخت انسان کیوں — کہ تاب خور سے پتھر میں غذائے لعل کانی ہے
بڑا ان کی قہر سے گر وہ نہیں شکوہ ہمیں ان سے — بلا دیں مہر سے اپنی تو ان کی مہربانی ہے
بلا دیں مہربانی سے بڑا ان کی کچھ نہیں شکوہ — ہمیں ان کی بہر صورت بجا مرضی کو لانی ہے
مثال جان و تن ہے تجھ میں اسمیں قرب پھر دوری — نہیں کھلتا ہے اے امداد کیا سر نہانی ہے
نہ دو ناشاد کو آرام دن کو اور نہ شب کو تم — اجی اے دل تمہیں کیا عادت ایذا رسانی ہے

غزل

Marfat.com

رخ سے کاکل اٹھا دیا کس نے	رات میں دن دکھا دیا کس نے	لاکھ کو ایک ایک کو لاکھوں	کر کے ظاہر چھپا دیا کس نے
عرش اور فرش جسکو پا نہ سکیں	میرے دلمیں سما دیا کس نے	ڈھونڈھنے نکلے آپ کو کھویا	مجھ کو اُس میں گما دیا کس نے
ابر گریاں میں برق حسن دکھا	روتے روتے ہنسا دیا کس نے	منہ تو عاشق سے پھیرا تو نے اُسے	ہنستے ہنستے رلا دیا کس نے
ہے نہ عالم میں وہ نہ عالم میں	شور اُس کا مچا دیا کس نے	نغمۂ سرمدی سنا کے ہمیں	مست و بیخود بنا دیا کس نے
شعلۂ رخ دکھا کے اپنا ہمیں	سر سے پا تک جلا دیا کس نے	عشق معشوق عاشق اک کہکر	سرِ وحدت سجھا دیا کس نے
میں تو نام و نشاں مٹا بیٹھا	شہرہ میرا اڑا دیا کس نے	اوّل آخر عیاں نہاں ہو کر	حرف شرکت مٹا دیا کس نے
شخص واحد ہے سیکڑوں ہیں نام	ایک کو سو بنا دیا کس نے	ہنستے ہنستے جو دم میں رونے لگی	شمع تجھ کو جلا دیا کس نے
	حسن لیلےٰ دکھاکے اے امداد	تجھکو مجنوں بنا دیا کس نے	

غزلیات فارسی

اگرچہ بیخود و مستم ولے ہشیار میگردم	بباطن شاہ کونینم بظاہر خوار میگردم	مرا لطفیست جاناں چو نور خور بقرص آں	بصورت زو جدا من گرچہ سایہ وار میگردم
چو دیدم روئے خوبش را بہر جائے بہر رنگے	ازیں در بحر و بر در کوچہ و بازار میگردم	عجب بیخود و بد مستم کہ طرفہ ماجرا ایں است	کہ دلدارے ببر دارم پے دلدار میگردم
ز چشمت مے بہ میخواراں سپید از لب بتی قند	چو من با ایں مے آنم ز حرماں خوار میگردم	چو شد منظور قتل من تغافل چیست اے قاتل	کہ سر برکف کفن بر دوش گرد وار میگردم
شراب شوق عالم را تو می طلبی و می بخشی ۱۲	مگر محرم گرد خانۂ خمار میگردم	مرا نافع نخواہد شد نصیحت ناصحا ہرگز	کہ سودائیش بسر دارم نہ من بیکار میگردم
	بیا نور محمد کن دل امداد را روشن	کہ عکس نور بے کیفم پے انوار میگردم	

جواب خط شاہ سیّد علی احمد صاحب تخلص صلّ علےٰ احمد انبٹھوی

چو آمد سائے مشکل کشا دشوار کار من	بیک جرعہ زمے بکشود عقد دلفگار من
صبا آورد چوں بوئے گل وصل نگار من	برآمد بر ہوائے شوق ایں مشت غبار من
بحمد اللہ چہ راحت یافت جان بیقرار من	کہ آمد ناگہاں نامہ ز کوئے شہر یار من
خبر آمد خط آمد قاصد آمد ہم پیام آمد	دلم حیراں کہ باشد برکدامی جاں نثار من
بپاس شکرانہ بر دیدہ نہادم پائے قاصد را	کہ از نامہ منوّر کرد چشم انتظار من
چو من منظور جذب اشتیاقم در جناب تو	بجرم دوستاں گوئید و بس عزّ و وقار من
پس از مدّت برآمد آرزوئے جان و دل یعنے	سحر گردید از مہر خطت شبہائے تار من
بدے ذوق حیات من بسا تلخ از غم ہجراں	خوشا ایں طالع شیریں کہ گشتے غمگسار من
بدیدہ گریہ لب نالاں بجانم سوز تن لرزاں	ہمیں تسکین دل بودے ہمیں صبر و قرار من
ببیں گریہ من خنداں و ہم در خندہ من گریاں	بہارا ندر خزاں بود و خزاں اندر بہار من
گہے گریاں و گہ خنداں گہے حیراں گہے نالاں	بجز ایں شغل یک لحظہ نبودے روزگار من

Marfat.com

نمیگردد بیانِ شوق وصل و شکوۂ ہجراں	غرض جز ذکر و فکر تو نبودے ہیچ کارِ من
کہ آمد نامۂ خوش ناگہاں صلّ علیٰ احمد	یکایک رفت غمہائے دلِ اندوہ گارِ من
اَدائے شکرِ آں ساقی نہ گردد از زبان و دل	کہ از یک جرعہ زاں مے برد کل رنج و خمارِ من
بیاد خود نگہدارش ز مشغولی غیرِ حق	باحسانیکہ یادم کرد ائے پروردگارِ من
ز لطف چشم آں دارم کہ دایم ہمچنیں جاری	بماند در دولت یاد دلِ امیدوارِ من
کنم تحریر اے امداد تا کے شوق وصل او	رسد اے کاش جائے نامہ آں نامی نگارِ من

غزل شوقیہ ارکان حج

رفتم چو بمکہ بہوس کوئے تو گردم	دیدم رخ کعبہ دگر روئے تو کردم	محراب حرم گرچہ بہ پیش نظرم شد	من سجدہ ولے در خم ابروئے تو کردم
چوں حلقہ درِ کعبہ بصد عجز گرفتم	در گردنِ خود سلسلۂ گیسوئے تو کردم	سر مید ہد عالم پئے بوسہ حجر اسود	من میل بخال سیہ ہندوئے تو کردم
در سعی و طواف و حطیم و بمقامے	ہر سمت تمنائے رخ نیکوئے تو کردم	لبیک و دعا خواں ہمہ مخلوق بعرفات	چوں قبلہ نما من دل خود سوئے تو کردم
در عرصہ عرفات بپا حشر نمودم	چوں یاد من آں قلمت دلجوئے تو کردم	قربانی حیواں بمنیٰ میکند عالم	قرباں سر خود من بسر موئے تو کردم

عرضی عبداللہ مسکین در مدح شریف عبداللہ بن عون بصنعت توشیح

شاد باش اے شاہ اقلیم عرب	رحمت حق بر تو بادا روز و شب	یا الٰہی دار سایش را دراز	فیض بخش بر سر اہل حجاز
عونِ حق با تو بود اے ابن عون	با خوش از تو غذائے ہر دو کون	دو سلطنت خوش دشمنت بر باد باد	اہل حرمین از تو بس دل شاد باد
لنگر انعامت اے شاہ کرم	ہست جاری وائما بر سر امم	ایں دعا گو ہم ز خوانِ عام تو	بود نعمت خوار از انعام تو
نیست تو تش شد کنوں محتاج سخت	عین رحمت بر کشا اے نیک بخت	در دما کن جاری دہ لقمہ مرا	نعمتِ دارین بخشد حق ترا
	نام ممدوحت جو خواہی اے امیر	حرف اوّل از سر ہر مصرع گیر	

شجرۂ قادریہ قمیصیہ منظومہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمامی حمد اے محبوب مطلق	بذاتِ تو سزاوار ست و لایق	پس از حمد و ثنا صلوات بیحد	بدرگاہِ تو بندہ عرض وارد
خداوندا بحق ذات پاکت	پذیرا کن مناجاتم برحمت	خداوندا بحق شاہ لولاک	مرا کن از غم دنیا و دیں پاک
بآنکہ اسمہٗ احمد محمدؐ	امام انبیا سلطان سرمد	عطا فرما طریقت با شریعت	دلم روشن کن از نورِ حقیقت
بحقِ مرتضیٰ شاہِ ولایت	خداوندا نما راہِ ہدایت	بحقّ شیخ حسن بصری الٰہی	ز سرّ خویش کن آگہ کماہی

بحقِ شیخ حبیب عجمی شہ دیں	دعا را بفضلِ خویش گزیں	بحق حضرت داؤد طائی	مرا از قید ہستی دہ رہائی
بحق خواجہ معروف کرخی	مرا محفوظ دار از شر چرخی	خداوندا بحق سری سقطی	ثباتم دہ براہِ نیک بختی
بحق شاہ جنید آں شیخ بغداد	ز قیدِ دو جہاں مارا کن آزاد	بحق خواجہ بوبکر شبلی	بکن بر عاشقانِ خود تجلی
بحق عبد واحد بوالفضل شاہ	خداوندا کن از اسرار آگاہ	بحق بوالفرح آں شاہ طرطوس	مکن بازار رحمت خویش مایوس
بحق بوالحسن ہنکاری باحق	بہ تیغِ عشق خود کن سینہ ام شق	بحق بوسعید آں شاہ بوالخیر	بکن محو از دلِ من الفتِ غیر
خداوندا بحق شاہِ جیلاں	محی الدین غوثِ قطب دوراں	بکن خالی مرا از ہر خیالے	ولیکن آنکہ زو پیداست حالے
بتاج الدین شاہِ عبد رزاق	بدہ چالاکیم در راہِ عشاق	بحق شاہ زین الدین والا	مزین کن مرا از دین و تقوی
بحق شیخ یحیی زاہدِ حق	مشرف ساز از دیدار مطلق	خداوندا بحق شاہ موسی	بمانم بر درت دائم جبیں سا
باں عبد الوہاب بحرِ ثانی	مرا کن غرق در موجِ معانی	بہ عبد القادر راسی آنہا	بملکِ معرفت کن شاد مارا
بحقِ احمدِ قدسی عاقل	نشانِ ماسوا مگذار در دل	بحق شاہ مولانائے مغرب	بگرداں مدفنم در خاکِ یثرب
بحق شاہ عبد الحق عالی	دلم را کن ز حبِ غیر خالی	خداوندا بحق شاہ الیاس	پناہ خواہم تو از سرِ خناس
بحق حضرت قمیص الاعظم	بکر یہ چشم راہِ عشق باہم	بحق بو محمد شاہ محمد	عطا فرما مرا عرفان بے حد
15 بحق شاہ محمد غوث ثانی	مدد درد و غم و سوزِ نہانی	بحق شاہ عبد الغنی کامل	جمالِ خویش چشم ساز شامل
بحق شاہ سید عبد رزاق	بوصلِ خویش مارا دار مشتاق	خداوندا بحق رحم علی شاہ	باسرارِ لدنی ساز آگاہ
بشیخ عبد الرحیم آں شاہ شہدا	شہیدم کن بہ تیغِ عشق شاہا	بحق حضرت نورِ محمد	منور کن دلم از نورِ بیحد
خداوندا بحق جملہ پیراں	مرا ہم در طریقِ شاں بمیراں	بحق آل و ازواج و صحاب	بجملہ اولیا ابدال و اقطاب
بغوث و فرد و ابرار و اوتاد	بعشاق و عباد و بزہاد	ز دستِ نفس کافر کیش خونخوار	الہ العالمین مارا نگہدار
بجود مشغول دار اندر حیاتم	اگر میرم بدہ یارب نجاتم	بعصیاں بیشوم بر باد اللہ	بیا و جلد کن امداد اللہ
خداوندا بایں پیرانِ عظام	بوقتِ مرگ کن بالخیر انجام	ہر آں شخصے کہ ایں شجرہ بخواند	مرا ہم از دعائے یاد آرد

رباعی

ہے برا اچھا جو سمجھے آپ کو — اور بالا سب پہ کھینچے آپ کو
مردمِ دیدہ سے سیکھ امداد تو — سب کو دیکھے اور نہ دیکھے آپ کو

عیدی

عید گاہِ ما غریباں کوئے تو — انبساطِ عید دیدن روئے تو
صد ہلالِ عید قربانت کنم — اے ہلالِ عید ما ابروئے تو

تمت

Marfat.com

رسالہ دربیان وحدۃ الوجود

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از فقیر حقیر امداد اللہ فاروقی چشتی صابری عفا اللہ تعالیٰ عنہ

بعد حمد و صلوٰۃ وافیات و بتقدیم سلام و تحیات مودت سمات بخدمت مکرم و معظم درویشاں و قدوۂ ایشاں حقائق آگاہی معارف دستگاہی جناب مولوی محمد عبد العزیز صاحب چشتی صابری زاد اللہ تعالیٰ مجدہٗ مبرہن و مکشوف باد معاوضۂ سامی بمضمون عجیب باشارات غریب موصول شدہ ممنون یاد آوری بہا فرمود بلحاظ ہم مشربی و ہم طریقی دربارۂ مسئلہ وحدۃ الوجود ما ینعلق بہا استدراکی شدہ است و بطلب جوابش مبالغہ رفتہ تحذوما فقیر ایں لیاقت کجا دارد خود را در زمرۂ عارفین حقایق شناس کجا می شمارد کہ متصدی چنیں امر خطیرہ گردد۔ اما از اینجا کہ جناب بکمال جوشش و کوشش جواب طلب فرمودہ اند و پیامہا گفتہ فرستادہ لاعلاجاً امتثالاً للامر قلم برداشت و ہرچہ حق ست در فہم رسید از رطب و یابس نگاشت واللہ الموفق والمعین رجا می بدارم کہ اگر سہوی و خطای و یابند بپوشند بلکہ باصلاح آں کوشند کہ منت خواہد بود۔ چراکہ فقیر ہیچمدان را حیز منصب ترجمانی ہیچ نیست۔

آغاز

فقرۂ ماخوذ مکتوب بطریق انتخاب مضامین آں سوال اول مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم معتقدان وحدۃ الوجود و وحدۃ الوجود را ملحد و زندیق میگفتند مرید و شاگرد شاں مولوی احمد حسن صاحب نیز ہمچناں میگویند و اقوال ضیاء القلوب را ماؤل میدانند تا دیل وآں آن جز خود دیگرے رانمی شمارند و مولوی رشید احمد مولوی محمد یعقوب صاحب نیز ہمبریں مسلک بودہ اند باوجود آنکہ اجازت از تو گرفتہ اند و مشرب اہل چشت میدارند خلاف مشائخ چشت سخناں می گویند

جواب

نکتہ شناسا مسئلہ وحدۃ الوجود حق و صحیح ست و دریں مسئلہ شکے و شبہے نیست معتقد فقیر و ہمہ مشائخ

نعقر و متعقد کسانیکہ با فقیر بیعت کردہ و تعلق میدارند ہمیں ست مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم و مولوی رشید احمد صاحب و مولوی محمد یعقوب صاحب و مولوی احمد حسن صاحب و غیرہم از عزیزان این فقیر اند کہ تعلق با فقیر میدارند
ہیچگاہ خلاف اعتقادات فقیر و خلاف مشرب مشائخ طریق خود مسلکی نخواند پذیرفت مگر باعتماد کیفیتے است قلبی کہ تبدہ راز
کمال علم و یقین صدق برامری و در دل مستحکم گردد این را در عرف شرع شریف تصدیق قلبی کافی ست این مسئلہ وحدۃ الوجود
چناں نیست بلکہ در ینجا نہ تصدیق قلبی و تیقن و کفِّ لسان واجب ست چراکہ اسلام شرعی تعلق با خدا و با خلق میدارد
اسلام حقیقی محض تعلق با خدا دارد و آنجا تصدیق باقرار ضرورست اینجا فقط تصدیق باید۔ سولئے آں در استفسار
این مسئلہ فائدہ ہمیں کہ اسباب ثبوت این مسئلہ بسیار نازک و نہایت دقیق فہم عوام بلکہ فہم علمار ظاہر کہ از اصطلاح عرفا
عاری اند قوت درک آں نمی دارد چہ علمار بلکہ صوفیائیکہ ہنوز سلوک خود تمام ناکردہ باشند و از مقام نفس گذشتہ بمرتبہ قلب
نارسیدہ از این مسئلہ ضرری یابند و از مکر نفس و تزلزل و لغزش پا در چاہ اباحت و قعرِ ضلالت سرنگوں می افتند بلکہ گردہا
افتادہ اند کما شھد نا ھُم نعوذ باللّٰہ من ذٰلک جناب ہم نیکو میدانند کہ این مسئلہ خاصیت عجیب می دارد ع
بعض را ہادی و بعض را مضل ہر چند نعمت خوشگوار است اصحاب را از آں لذت حلاوت حاصل مرضیٰ را تلخ و ناگوار و در حقّ
۲ شاں از زہر قاتل برای ہمیں فرمودہ من صرّاحَ اَسْرَارُ الرُّبُوبِیَّۃِ فَقَدْ کَفَرَ استتار آں لازم افشای آں ناجواز اوّل
کسیکہ در این مسئلہ خوض فرمود شیخ محی الدین ابنِ عربی ست قدس سرہٗ اجتہاد او در این مسئلہ و اثبات آں ببراہین واضحہ بر
گردن جمیع موحدان تا قیام قیامت منت نہاد لطف اینجا است کہ شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی قدس اللّٰہ
سرہٗ ہمعصر و ہم بلاد او بود مردمان حال شیخ اکبر از وے پرسیدند گفت فہو زندیق" مردمان از صحبت او احتراز می کردند چوں وفات
یافت از شیخ الشیوخ حال آخرت او پرسیدند فرمودند کان قطب الوقت من سادات اولیاء اللّٰہ مردمان تعجب
کردند پرسیدند کہ چرا او را زندیق گفتے مارا از استفادہ محروم داشتی گفت او ولی و واصل بحق بود و ما جذبہ قوی
داشت ہر چند مقرب بارگاہ بود لاکن قابل اتباع نبود و در زمان اخیر مجذوب شدہ بود زبان او در افشای
اسرار بے اختیار شدہ اگر شما در صحبت او میر سید ید گمراہ می شدید چراکہ از غلبۂ حال سخناں کہ می گفت در فہم
شما نمی آمد و عوام را زیاں دارد اگر دانید بر شما منّت نہادم پس اینجا غور باید فرمودہ کہ مرداں را چہ می رسد
کہ با کس و ناکس بازار مسئلہ وحدۃ الوجود گرم داریم و عوام را کہ چندی از ایمان تقلیدی میدارند از آن ہم بی نصیب
سازیم و در اینجا گفتگو بے حاصل است وقت خود و اعتقاد و عوام ضائع کردن ست معارف آگاہ ہا برائے ہمیں احتیاط
احباب فقیر مثل فقیر زبان از این قبیل و قال لبتہ میدارند و احتراز میکنند سائلاں را اشارت بتاویلات می نمایند
تا انکار آں مسئلہ نگردد بسیار مردم بدنہاد نیز این مسئلہ سر بستہ بر داشتہ مجلسہا می آرایند خود گمراہ شدہ گروہ مسلماناں را
گمراہ می سازند چنانچہ مشاہدہ می افتد پس از این قبیل و قال چہ فائدہ اگر بیاید مرداں را بطلب حق و ترک تعلق دنیاد

وکثرت ذکر وفکر تحریص باید فرمود دراں باید کوشید چوں ازیں سلوک تزکیۂ نفس وتصفیۂ قلب حاصل گردید خود ضرورت آں قسم مراقبہ کہ در ضیاء القلوب مرقوم شدہ پیش می آید خدا خود رہبری میکند وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا غرض از ہدایت کردن سبیل تجلی ذاتی ست بر قلب سالک تا حقیقت مسئلہ وحدۃ الوجود منکشف گردد۔ ایں راہ گفتنی ست گفتنی نیست از گفتن تا دانستن تا دیدن وشدن فرق بسیار ست خدائے تعالےٰ ما واحباب ما را شما واحباب شما را دریں راہ از ذلت پا نگہدارد۔ پیر وشیخ اکبر حضرت جامی قدس اللہ سرہٗ السامی میگوید

قطعہ از ساحت دل غبار کثرت رفتن ؛ خوشتر کہ بہرزہ دُرِ وحدت سُفتن ✽ مغرور سخن مشو کہ توحید خدائے واحد دیدن بود نہ واحد گفتن۔ اگر از راہ انصاف نگذاریم وتعمق نظر در حقیقت ایں مسئلہ نگریم جز حیرت در حیرت برون فنا در فنا ہیچ بدست نمی آید چہ خاک گوئیم کہ چنیں ست وچناں ست ع آں سوختہ را جاں شد وآواز نیامد ناطقہ در تشریح ایں اسرار وجدانی لال ست مثل نابینائی مادر زاد کہ در خواب رنگہا وچیز ہائے عجیب می بیند با مرد ماں چہ تواں بگفت کہ چنیں بود یا چناں بود چرا کہ در محسوسات چیزے ندیدہ است کہ بداں مشابہ کند وفہماند اگر احیاناً گوید وفہماند واقعی نگفتہ باشد واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

فقرہ ۲ دو بطریق انتخاب از مضامین مکتوب

سوال ۲۔ حالانکہ در ضیاء القلوب بورزش لاموجود الا اللہ ومراقبہ ہمہ اوست بتصریح تاکید است وہم در مراقبہ ہمہ اوست ملاحظہ معنی لازم گفتہ پس ایں مراقبہ بلا لحاظ عینیت واتحاد صورت نبندد ونیز جائے دیگر ضیاء القلوب درج ست تا وقتیکہ فرق در ظاہر ومظہر پیش نظر سالک ست بوئے شرک باقی است ازیں مضمون معلوم شد کہ در عابد ومعبود فرق کردن شرک است۔ جواب ۲۔ شک نیست کہ فقیر ایں ہمہ در ضیاء القلوب نوشتہ است اگر گویند کہ ہرچہ گفتنی نمی شود چگونہ نوشتہ شد گوئیم اکابر دین مکشوفات خود را بہ تمثیلات محسوسات تعبیری کنند تا طالب صادق را فہمانند نہ آنکہ کما ہو گفتہ باشند مثلاً اگر نابینا در خواب ماری بیند ودر بیان آں عاجز آید گوید کہ مثل ساعد من بود ودراں حال بدست او اگر رسن دہند وگویند کہ آیا چنیں بود گوید ہاں چنیں بود اینست تفہیم بہ تمثیلات ازیں قبیل است تحریرات پیشینیان برائے آگاہی پس آیندگان تا افاضہ برقرار ماند ووقت حاجت رفع شکوک گردد واسرار یکہ سینہ بسینہ می آمد حوالہ القلم کردن مناسب دانستند دراہ حقیقت کشادہ دانستند وگفتند ما آں کسانیم کہ نا اہل را در کتاب ما نظر کردن حرام است حقیقت حال اینست فقیر ہم بتقلید ایشاں قول ایشاں را ترجمانی کردہ است باوجود آنجناب استفسار می فرمایند وانکشاف چگونگی آں می خواہند لا علاجاً امتثالاً للامر بلیغ ی الیضاح آں ضروری افتاد تا خاطر نشین آں حقائق شناس گردد واطمینان دست دہد تا تردد نمائید اختصارش اینکہ از بیان ماسبق مبرہن گردید کہ در اصل مسئلہ مذکور حق وبالیقین ست صدق

آں آنگاہ معلوم گردد کہ طالب از محنت روز و شبہا و ممارست استغراق و ترک خطرات ماسوا از خودی خود دور شود چوں از خیال خود گذشت ہیچ شئے در نظر او و خیال او نماند ہمہ ہستی حق معاینہ کند و تقلیکہ از نظر سالک تقیدات و ہستی او سوا مرتفع گردید جز خدا ہیچ نہ بیند و بیخبر گردد بلکہ شعور ایں معنی ہم مرتفع شود ہر چہ بیند خدا بیند ہمہ اوگفتن چہ معنی انا گوید

ایں مرتبہ را فنا در فنا گویند ایں گفتہا راز فی نباید فہمید بلکہ ثانی میگوید مولانا قدس سرہٗ است ؎

نی کہ ہر دم نغمہ آرائی می کند ٭ فی الحقیقت از دم نائی کند ٭ بے فنائی خویش در بے جذب قوی ٭ کی حریم وصل را محرم شوی

ایضاً عارفی گفتہ تو مباش اصلا کمال اینست و بس ٭ تو دراں گم شو وصال اینست و بس۔ از ایں وقت خود خبر دار سلطان الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل و از خواص امت وی گفت بایزید بسطامی سبحانی ما اعظم شانی منصور حلاج انا الحق ایں ہمہ از ایں ہمہ باب است با وجود ایں ہمہ غریب اعتباری کہ اصطلاحی ست از میان عبد و رب مرتفع نہ شد ہر چند در حالت فنای شعور در نظر سالک نماندہ باشد زیرا کہ چوں از بے شعورے باز بشعور در آمد دانست کہ من از خود بیخبر شدہ بودم مثل آں آہن پارہ کہ در آتش سرخ شدہ نعرہ زد کہ من آتشم انکار ایں قول وے کردہ نمی شود اما واقعی آتش نشدہ است ایں حالتی ست بر پارہ آہن عارض شدہ و گرنہ آہن آہن ست آتش آتش ایں ست حکم از حقیقت وحدۃ الوجود در ینجا کیفیت
۴ عینیت و غیریت اندکہ دانستن از واجبات ست تا آنکہ از ایں آگاہی نہ باشد کیفیت وحدۃ الوجود مفہوم نگردد در ورزش مراقبہ ہمہ اوست و ملاحظہ عینیت صورت نمی بندد کسانیکہ بجز خوض در مسئلہ وحدۃ الوجود در زندقہ افتادہ اند از نا دانستن مسئلہ عینیت و غیریت بودہ است ہر کہ اول بیش دو امر بہ تحقیق دانست دانستن ہمہ مسائل برا و آسان گردد اگرچہ تحقیق ایں مسئلہ عینیت و غیریت متعلق ست بدانستن تنزلات ستہ اما فقیر باطنات آں ہمہ پرداختن نمی تواند مختصری نگارد و آں انیکہ در عبد و رب عینیت و غیریت ہر دو ثابت و متحقق ست آں بوجہی و ایں بوجہے اگر در بادی النظر اجتماع ضدین در شخص واحد محال مینماید الضدان لا یجتمعان صحیح ست اما ایں دو ضد لغوی ست ضد اصطلاحی جمع میشود برای ہمیں ست کہ محققین را جامع الاضداد می گویند کہ اصطلاح صوفیان دیگری باشد مثل آنکہ نور و ظلمت ضد لغوی ست ایں ضد در یکجا در یک وقت جمع نمیشود زیرا کہ معنی ایں دو لفظ بر وضع خود قائم ست اگر بر وضع خود قائم نباشد اجتماع آں جائز ست مثل آں سایہ را اگر ظلمت گویند مجازا از روئے استعارہ میتواند شد و ایں سایہ را کہ ظلمت نام نہادہ شد با نور در یک جا و در یک وقت جمع میشود زیرا کہ سایہ ظلمت اصطلاحی بود پس ازیں تمہید معلوم شد کہ در عبد و رب عینیت حقیقی لغوی نیست و ہم غیریت حقیقی لغوی نیست ست اجتماع ایں ہر دو ضد در شئی واحد محال ست کہ پس ضد کہ در علم معقولات ممنوع واقع شدہ آں بمعنی لغوی ست نہ اصطلاحی ایں قوم محققین از ینجہت جامع الاضداد اندکہ دو ضد را جمع نمی کنند آں دو ضد

Marfat.com

بمعنی لغوی نیست زیراکہ اجتماع ضدین لغوی نزد ایشان ہم محال ولا یجوز ست بمثال دیگر تفہیم اینکہ اگر شخصے گرداگرد
خود آئینہ ہا گذارد دور ہر آئینہ بذات خود وصفات خود کا نہ نمودار شود نمودار ی صفات آنست کہ ہر حرکت وسکون
وہر ہیات شادمانی وغمگینی وخندہ وگریہ شخص درعکس ہویدا میشود از ینجہت شخص عین عکس ست عینیت حقیقی اصطلاحی
است اگر لغوی بودی ہر کیفیتے کہ برعکس گذرد بر شخص گذشتن واجب گشتی چراکہ عکس در ہزار ہا آئینہ ست ایں کثرت در وحدت
شخص فرقی نمی آرد اگر بر آئینہ و برعکس سنگ زنند یا نجاستی اندازند شخص ازاں متضرر ونجس نمیشود بحال خود ست وازیں
نقصانات منزہ ومبراست ازیں در غیریت حقیقی اصطلاحی بہ ثبوت میر سد پس در شخص وعکس عینیت وغیریت ہر دو مستحقق
شد بدانکہ در عبد ورب عینیت حقیقی لغوی ہر کہ اعتقاد دارد غیریت بجمیع وجوہ انکار کند ملحد وزندیق ست ازیں عقیدہ در عابد
ومعبود وساجد ومسجود ہیچگونہ فرقے نمی ماند ایں غیر واقع ست نَعُوذُ بِاللّٰہِ مِن ذٰلِکَ اگر محض غیریت حقیقی لغوی در خالق
ومخلوق اعتبار کنند وہیچ نسبت وتعلق عینیت در عبد ورب جز نسبت خالقی ومخلوقی ثابت نہ نمایند مثل نسبت کلال
باظروف اگر کلال ہمہ ظروف ساختہ او بجائے خود ماند ایں بسبب غیریت لغوی ست در ظروف وکلال ایں قسم غیریت در
عبد ورب باقی نیست بدیں غیریت کہ قائل اند علماء ظاہر ومتکلمین اند غافل از اصطلاح موحدین شدہ حی ترسند کہ عبد
ورب یک میشود نمیدانند کہ موجب اصطلاح محققین وعکس وشخص با وجود ثبوت ہر دو جہت گاہے ایں آں نشد وآں
ایں نگردید عکس عکس ست شخص شخص عکس مخلوق وحادث وناقص ست وشخص قدیم وباقی وکامل پس اینست حقیقت ایں مقدمہ ٥
بیت جامیؒ : ہر مرتبہ از وجود حکمی دارد : گر حفظ مراتب نکنی زندیقی و بمصداق مرج البحرین یلتقیان بینہما برزخ لا یبغیان
ہمیں بحرین حدوث وقدم ست نیز اینجا یک تمثیل لطیف یاد آمد اعنی بندہ قبل وجود خود باطن خدا بود خدا ظاہر بندہ گنت
کنزاً مخفیا بریں معنی گواہ ست حقایق کونیہ کہ نتائج علم الٰہی اند در ذات مطلق مندمج ومخفی بودند وذات برخود ظاہر بود چوں
ذات خواست کہ ظہور خود بر نہج دیگر شود اعیان وبلباس قابلیات شان بجلوہ تجلی خود ظاہر فرمود خود از شدت ظہور خود
از چشم بصیر ایشاں مخفی گردید مثل تخم کہ شجر با تمام شاخ وبرگ وگل وثمر دراں پوشیدہ بود گویا تخم بالفعل بود وشجر بالقوہ
چوں تخم باطن خود را ظاہر نمود وجود خود پنہان گردید ہر کہ بیند شجر می بیند تخم بنظر نمی آید اگر بغور بینی تخم بلباس
شجر ظہور فرمودہ تخم بالقوہ شد شجر بالفعل شد ہر چند از وجہی تخم وشجر یک ست جدائی نیست عینیت یافتہ
می شود امّا دلائل غیریت وجدائی نیز در وپیدا و واقعی است حفظ مراتب ضرورت زیراکہ صورت وشکل
تاثیر وخواص تخم دیگر واجزائے شجر دیگر ست وجوہات غیریت ہم کثیر ست مرد صاحب فطانت انکار آں نخواہد کرد
از روئے عینیت تخم وشجر اگرچہ واحد ست ایں وحدت اعتباری واصطلاحی ست در ینجا اوّل ست نہ اتحاد معنی
بالفعل وبالقوہ شراکت دارد پس ہرچہ بالفعل بود بالقوہ شدہ وانچہ بالقوہ بود بالفعل گردید فَہُمَ مَنۡ فَہِمَ جَلَّ
حِکۡمَتُہٗ وَعَظُمَتۡ شَانُہٗ بیت تراز دوست بگویم حکایتے بے پوست ٭ ہمہ ازدست اگر نیک بنگری ہمہ اوست

فائدہ چوں نسبت دوجہت درعبد ورب ثابت و متحقق گردید لازم آمد کہ برای ادراک از مرتبہ پست ترین نزول وحصول وقرب ووصال درسیدن بدرجہ عبدیت حقیقی کار ہا ضرور افتاد وآن مجاہدہ ومراقبہ است وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ عبادت کردن اعنی عبد شدن ست درحقیقت عبداللہ حقیقی خاتم المرسلین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ست عبد شدن دشوار است تا از وہم الوہیت خود تماما وکمالا نگذرد وبدیں مرتبہ نرسد بنا براں مجاہدہ درریاضیات وترک تعلق دنیا وحرص نفس وترک توہم ماسوا واجب گردید تا ذکر وفکر بدرستی وراستی بظہور رسد چوں اوّل بمصقلہ ذکر نفس مطیع وقلب صافی شود ذوق وشوق رو بترقی آرد ودل از خطرات بالیسند وقت مراقبہ لاموجود الا اللہ درآمد چوں دریں مراقبہ از ہمہ اوست اغماض نظر کردہ ہمہ اوست را پیش نظر دارد دریں استغراق فیض باطنی وجذبۂ غیبی مدد میسر باید از ہرچہ جز اوست بے خبر گردد شعور ایں بی خبری ہم نمی ماند نبیند ہرچہ بیند داند ہرچہ داند گوید ہرچہ گوید معذورست۔ اینست وحدۃ الوجود ووحدۃ الوجود مثل آہن پارہ کہ در آتش رنگ آتش گرفتہ نعرۂ انا النار زد وآنکہ بانقلاب حقیقت آتش شدہ ایں از حال تعلق دارد نہ از قال مقام غورست اعنی در حالتیکہ آہن پارہ خود را حوالۂ آتش کردہ از خیال آہن پارگی خود گذشتہ منتظر آنست کہ آتش برخود مستولی گردد ورنگ خود بخشد دریں تصور اگر خیال دیگر گذرد درحق وے شرک ست کہ مانع مقصود وقاطع الطریق اوست اینست معنی آنکہ درضیاء القلوب بملاحظہ ساری درآمدہ کہ در مراقبہ ہمہ اوست تا وقتیکہ فرق درظاہر ومظہر پیش نظر سالک ست بوئ شرک باقی ست وَاللّٰهُ أَعْلَمُ وَعِلْمُهُ أَتَمُّ إِنَّمَا عَلَيْنَا گرامی قدر از فقیر بے مایا طول لسانی کرد چہ کند کہ بدون آں سخن تمام نمی شود ہرچند ازیں تحریر خود نادم می شوم اما شادم کہ بہر تقدیر جواب رقائم متعددہ جناب ادا گردید اگر پسند خاطر ومنظور والا گردد بندۂ ضعیف را بدعائی خیر خاتمہ یاد دارند ورنہ باز فقیر را نیاز ارند والسلام وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ۵

دریں مشہد بگویائی مزن دم سخن را ختم کن واللہ اعلم

محررہ ۲۱۔ ذی الحجہ ۱۲۹۹ھ در مقام خیر البلاد مکہ معظمہ زاد اللہ شرفہا وتعظیمہا

تمت

منثور مختصر احوال وصال عاشق ذوالجلال والجمال حضرت حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ

حضرت حاجی صاحب کی کچھ عمر زائد نہ تھی کل چوراسی ۸۴ سال تین مہینے بلیس ۲۲ روز کا سن شریف تھا مگر کچھ خلقۃً ضعیف خفیف اللحم تھے اس پر مجاہدات وریاضات وتقلیل طعام ومنام پھر ہجوم خواص وعوام اور سب سے بڑھ کر عشق حسن ازلی جو استخواں تک کو گھلا دیتا ہے ان اسباب سے آخر میں اس قدر

ضعیف ہو گئے تھے کہ کروٹ بدلنا دشوار تھا کھانا پینا بار تھا مگر دل عشق منزل ہر وقت نشۂ لقا میں سرشار تھا
اسی میں اسہال شروع ہو گیا مگر نظافت و لطافت و استقلال و استقامت و شفقت بحال و تربیت طالبانِ
خدا میں ذرہ برابر فرق نہ آیا تھا آخر کار ضعف زیادہ ہو گیا حتیٰ کہ بارہ یا تیرہ جمادی الاخرے ۱۳۱۷ھ
روز چہار شنبہ وقت اذانِ صبح اپنے محبوب حقیقی سے واصل ہوئے اور جنت المعلیٰ در مقبرہ اہلِ
مکہ میں ہم پہلو مولانا رحمت اللہ صاحب مہاجر کے رکھے گئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون۔ واقعہ یہ ہے کہ
ایسا شخص کامل مکمل کسی نے کم دیکھا ہو گا۔ اللھم ارفع درجتہ فی اعلیٰ علیین واخلفہ فی عقبہ فی الغابرین اللھم لاتحرمنا اجرہٗ ولاتفتنا بعدہٗ آمین یارب العالمین۔ حقیر نے ایک مختصر مادۂ تاریخیہ کہا ہے حیٌّ دَخَلَ الخُلدَ کہ قولِ
اولیاء اللہ لایموتون سے مستنبط ہے۔ حضرت صاحب کے ایک خلیفہ عالم رویا میں مشرف بہ زیارت
ہوئے اس طرح کہ کوئی مقام نہایت بلند مثل ٹیلہ کے ہے اس پہ ایک سفید خیمہ کھڑا ہے جس میں حضرت رضی اللہ
عنہ رونق افروز ہیں اور خطاب کر کے فرماتے ہیں ؎

آئینہ ہستی چہ باشد نیستی ؞ نیستی بگزیں گر ابلہ نیستی

سبحان اللہ اس خواب میں حضرت رضی اللہ عنہ کے علو مقام و قرب تام پر کئی وجہ سے دلالت
ہے اوّل مقام کا بلند ہونا کہ مطابق آیہ ورفعناہ مکاناً علیاً و حدیث کثبان مسک کے رفعت مرتبہ کی طرف ۸
اشارہ ہے دوم خیمہ میں ہونا جو حسب آیۃ مقصورات فی الخیام نعیم جنت سے ہے۔ سوم خیمہ کا سفید ہونا کہ احب الالوان
البیاض اونحوہٗ وارد ہے و نیز لباس سفید موافق حدیث صحیح ورقہ کے علامت جنتی ہونے کی ہے چہارم تعلیم و
تلقین فرمانا کہ اشارہ ہے طرف مقبولیت شان ارشاد حضرت رضی اللہ عنہ کے پنجم معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کو
بدولت اس ہستی و نیستی کے جو خاص مشرف و مذاق حضرت کا تھا جیسا کہ اہل مشاہدہ پر مخفی نہیں بڑی دولتیں
ملی ہیں اسی لئے اِس طرف مخاطب کو متوجہ فرمایا۔ ششم مثنوی شریف کے مضامین میں (کہ حسب قول اہل
حقیقت کے معنی کلام حق ہے) آپ کی روحِ مطہر کا مستغرق و مشغول ہونا دلیل مناسبت روحانی مولوی
معنوی ہے اور حسب آیۂ مع الذین انعم اللہ علیہم الخ دلیل قرب الٰہی ہے۔ ہفتم حضرت رضی اللہ عنہ
کی شفقت و توجہ اپنے خدام کی طرف کہ موقوف ہے حصول اطمینان و سکون پر جس سے
ظہور مضمون لاتخافوا ولاتحزنوا کا بخوبی ہوتا ہے اور اس سے افاضۂ برزخیہ کی تائید بھی ہوتی
ہے جس کا محققین اثبات کرتے ہیں۔ ایسا ہی خواب رویائے صالحہ کہلاتا ہے جس کے باب
میں ارشاد نبوی ہے یراہا المسلم او تُریٰ لہٗ والحمد للہ تعالےٰ علیٰ ذالک۔

ختم شد

اللہ تعالیٰ نے جن وانس کو عبادت کیلئے پیدا فرمایا اور اسی میں ان کی عزت وشرف ہے۔ عبادت مخلوق پر اللہ تعالیٰ کا ایک حق ہے اور عبادت کا فائدہ مخلوق ہی کو پہنچتا ہے، عبادت اسی وقت درست ہوسکتی ہے جب وہ رب کی وضع کردہ شریعت کے موافق ہو اور خالص اسی ذاتِ اقدس کیلئے ہو، ہر قسم کے شرک کے شائبہ سے بالکل پاک ہو، عبادت کے لئے ایک اہم عنصر صفائی وطہارت قلب ہے جب تک انسان علائق دنیا سے تعلق توڑ کر رب کی طرف مکمل توجہ نہیں کریگا عبادت کی تکمیل نہ ہوگی۔ تکمیلِ عبادت کے اسی زینے کا نام **تصوف** ہے۔ غرض تصوف اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ احکامِ شریعت پر بندے کے عمل کرنے کا ماحاصل ہے بشرطیکہ اس کا عمل علتوں اور نفس کی لذتوں سے پاک ہو۔

سید الطائفہ **حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی**ؒ کی ذات ایک ایسا چشمۂ فیض تھی جس سے نہ صرف برصغیر بلکہ دور دراز علاقوں کے مسلمان مستفید ہوتے تھے جنہوں نے اتباع سنت پر مبنی دین کی خالص اور بے غل وغش فہم کو عملی صورت میں مجسم کر کے دکھایا اور شریعت وطریقت کا حسین امتزاج اپنے قول وفعل اور تعلیم وتربیت کے ذریعے عام کیا۔

زیرِ نظر کتاب **''کلیاتِ امدادیہ''** حضرت اقدسؒ کی تصوف وسلوک، تزکیۂ نفس اور اصلاحِ اخلاق میں بے نظیر اور اس فن کی بنیادی اور مشہور دس کتابوں ضیاء القلوب، فیصلہ ہفت مسئلہ، نالۂ امداد غریب، ارشادِ مرشد، جہادِ اکبر، مثنوی تحفۃ العشاق، غذائے روح، دردِ غمناک، گلزارِ معرفت، وحدۃ الوجود کا مجموعہ ہے۔

E-mail: ishaat@pk.netsolir.com
ishaat@cyber.net.pk

کلیات امدادیہ
DIU03813